تفسیر راہنما
11

فہرست

سورہ انبیاء

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم
طه (١)
بنام خدائے رحمان و رحیم
طہ (1)

1_ " عن جعفر بن محمد(ع) ...قال: ... و ا مّا "طہ" فاسم من ا سماء النبي(ص) و معناه: یاطالب الحق الہادی الیہ;امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا: "طہ" پیغمبر(ص) کے ناموں میں سے ایك نام ہے اور اس کا معنی ہے: اے طالب حق کہ جو حق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے_ (1)

2_ " قال جعفر بن محمد الصادق (ع) : قولہ عزّوجل: "طہ" ا ی طہارة ا ہل بيت محمد (صلوات الله عليہم) من الرّجس;
امام صادق(ع) سے روايت ہے كہ كلام خدا ميں "طہ" اہل بيت پيغمبر (ص) كى رجس اور پليدى سے طہارت كى طرف اشارہ ہے_(2)
3_" عن جعفر بن محمّد (ع) ... قال: إذا ا تيت مشہد ا مير المؤمنين (ع) ... قل: ... السّلام عليك يا طہ ... ; امام صادق(ع) سے روايت ہے كہ (آپ نے محمد بن مسلم كو فرمايا) جب بھى تم حضرت اميرالمؤمنين (ع) كى زيار ت كيلئے جائو ... تو يہ كہو "السلام عليك يا طہ"(3)

اہل بيت (ع) :
انكى طہارت 2
حروف مقطعات :1، 2، 3
روايت :1، 2، 3
....

1) معانى الاخبار ص 22 ح 1 نورالثقلين ج 3 ص 367ح8_
2) تاويل الآيات الظاہرة ص 304_ تجارالانوار ج 25 ص 209ح 22_
3) بحار الانوار ج 97 ص 375 ح 9_

طہ:
اس سے مراد 1، 2،3
محمد(ص) :
آپ(ص) كے نام 1

مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى (٢)
ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہيں نازل كيا ہے كہ آپ اپنے كو زحمت ميں ڈال ديں (2)

1_ خدا تعالى نے پيغمبر اكرم(ص) پر قرآن نازل فرمايا _
ما ا نزلنا عليك القر ان لشتقى
2_ پيغمبر اكرم(ص) پر قرآن كانزول آپ(ص) كے لئے بھارى ذمہ دارى كے احساس كے ہمراہ تھا _
ما أنزلنا عليك القر ان لتشقى
آيت كريمہ كے شفقت بھرے لب و لہجے سے لگتا ہے كہ نزول قرآن سے پيغمبر اكرم(ص) نے بھارى ذمہ دارى كا احساس كيا اور اسے انجام دينے كيلئے آپ(ص) نے خود كو بہت رنج و الم ميں مبتلا كر ركھا تھا تا كہ ہر ممكن طريقے سے لوگوں كو ہدايت كر پائيں _
3_ اپنى رسالت كو انجام دينے كيلئے پيغمبر اكرم(ص) كى كوشش ،اور سنجيدگي، اورسنگين اورطاقت آزما تھى _
ما ا نزلنا عليك القر ان لتشقى
"شقاوت" كا معنى ہے سختى اور دشوارى (قاموس) خدا تعالى كا پيغمبر اكرم(ص) كو سختى نہ جھيلنے اور اپنے آپ كو زحمت ميں نہ ڈالنے كى نصيحت آپ(ص) كى طرف سے لوگوں كى ہدايت كيلئے طاقت آزما كوشش كى علامت ہے _
4_ خدا تعالى نے پيغمبر اكرم(ص) كو قرآن كو ابلاغ كيلئے رنج و الم اور زحمت كا راستہ اختيار كرنے كا حكم نہيں ديا _

ما أنزلنا عليك القر ان لتشقى

5_ خدا تعالی بعض لوگوں کے کفر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انبیاء کا مواخذہ نہیں کریگا _
ما ا نزلنا عليك القر ان لتشقى
6_ دینی راہنماؤں کی یہ ذمہ د اری نہیں ہے کہ وہ کفر پر ڈٹے ہوئے لوگوں کی ہدایت کیلئے اصرار کریں_
ما ا نزلنا عليك القر ان لتشقى
7_ دینی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں رنج و مشقت کو برداشت کرنا ضروری نہیں ہے _
ما ا نزلنا عليك القر ان لتشقى
"لتشقى " کا اطلاق شرعی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں مشقت کو بھی شامل ہے اگر چہ آیت کریمہ کا مورد دوسروں تك معارف قرآن پہچانے میں مشقت ہے_

انبیاء:
انکی ذمہ داری کا دائرہ 5
شرعی ذمہ داري:
اس کا نظام 7; سخت شرعی ذمہ داری کی نفی 7
خداتعالی :
اسکے ا فعال 1
دینی راہنما:
انکی ذمہ داری کا دائرہ 6
قرآن کریم:
اسکے نزول کے اثرات 2; اس کا سرچشمہ 1; اس کا وحی ہونا 1
قواعد فقہیہ:
قاعدہ نفی عسرو حرج 7
کفر:
اسکی سزا 5
سزا :
اس کا شخصی ہونا 5
ہدایت:
اس پر اصرار 6

12

إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَى (٣)
یہ تو ان لوگوں کی یاد دہانی کے لئے ہے جن کے دلوں میں خوف خدا ہے (3)

1_ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن مجید نازل کرنے کے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا،ان متوجہ کرنا اور انہیں نصیحت کرناہے_
ما ا نزلنا ... إلا تذكرة لمن يخشى
"إلا تذكرة" میں استثنا منقطع اور "تذکرة" مفعول لہ ہے یعنی " لكن ا نزلنا ه لتذكرة" "تذکرة" معنی راہنمائي" سے وسیع تر ہے اور یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو مورد توجہ ہو (مفردات راغب) اور یہ "وعظ" کے معنی میں بھی آتاہے (مصباح قاموس)
2_ پیغمبر اکرم(ص) کی ذمہ داری قرآن مجید کا ابلاغ اور لوگوں کو یاد دہانی کراناہے_ اور وہ اس کے نتیجہ کے ذمہدار نہیں ہیں_
ما أنزلنا عليك ... إلا تذكرة لمن يخشى

3_ قرآن مجید کی تعلیمات، فقط ان لوگوں کے لیے مؤثر ہیں کہ جن کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت نے خوف بٹھایا ہو_
إلا تذكرةً لمن يخشى
"خشية" ایسا خوف کہ جو عظمت کے احساس کے ساتھ مخلوط ہو (مفردات غلط) اوریہ (یخشی) کے متعلق ہے اور اس پر قرینہ بعد والی آیت ہے کہ جو قرآن کریم کو نازل کرنے و الی ذات الهی کو عظمت کو بیان کررہی ہے_
4_قرآن مجید کی تعلیم ، خوف الہی رکھنے والوں کے لیے آسان ہے اور وہ ہر قسم کے رنج و مشقت کو

برداشت کرنے سے بے نیاز ہے_
ما ا نزلنا ... لتشقى إلا تذكرةً لمن يخشى
5_ قرآني پیغامات سے بے اعتنائي کرنے والوں کا انجام خوف ناك اور ہولناك ہے_
إلا تذكرةً لمن يخشى
خداوند عالم سے خوف اور خشیت سے مراد یہ ہے کہ قرآنی تذکرات کی مخالفت کی صورت میں اس کی طرف سے سزا اور عذاب ملتاہے_
6_قرآنی تعلیمات کی مخالفت کے انجام سے خوف زدہ ہونا ضروری ہے_
إلا تذكرة ً لمن يخشى
7_قرآنی پیغام، انسانی فطرت اور اس کو بیدار کرنے کے ساتھ سازگار ہے_
إلا تذكرةً لمن يخشى
"تذکرة" کا مطلب جیسا کہ "لسان العرب" میں ذکر ہوا ہےبھولی ہوئي چیزوں کی یاد دہانی ہے قرآن مجید کی یاد دہانی کرانے سے مراد یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اس چیز کی یاد دہانی کراتاہے کے جو چیز اس کی فطرت میں مضمر ہے اور وہ اس سے غافل ہے_

انسان:
انسانوں کو متوجہ کرنے کی اہمیت1
تذکر:
انسانوں کو تذکر دینے کی اہمیت 2
خوف:
خوف کے اسباب 6
خوف الہی رکھنے والے:
اور قرآن 4
خشیت:
اس کے آثار 3; اس کی اہمیت 6
فطرت:
متنبہ کرنے کے عوامل 7
قرآن:
اس کی تبلیغ کی اہمیت 2; اس کی تاثیر کا زمینہ 3 ; اس کی تعلیم کی سہولت 4; اس کے انجام سے احراز 6; اس سے احراز کا برا انجام 5; اس کی تعلیمات کا فطری ہونا 7; اس کے نزول کا فلسفہ 1; اس کی خصوصیات 7
محمد(ص) :
ان کی ذمہ داری کا دائرہ کار 2
موعظہ:
اس کی اہمیت 1

تَنزِيلاً مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى (٤)
یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلندترین آسمانوں کو پیدا کیا ہے (4)

1_ قرآن ، خالق زمین و آسمان کی طرف سے بھیجا ہوا ایك پیغام ہے _
_تنزیلاً ممن خلق الا رض و السموات
" تنزیلاً" مصدر اسم مفعول کے معنی میں اور "القرآن" سے حال ہے جو سابقہ آیات میں تھا_
2_ خداتعالی ، بلند و بالا آسمانوں اور زمین کا خالق ہے _
خلق الا رض و السموات العلی
"عُلی " (علیاء کی جمع) اسم تفصیل ہے آسمانوں کی یہ صفت بیان کرنا کہ وہ زمین سے بلند تر ہیناس مقام و مرتبے کی عظمت کے بیان کیلئے ہے کہ جہاں سے قرآن زمین پر نازل ہوا ہے_
3_ اس ذات کی طرف توجہ کرنا کہ جس کی طرف سے قرآن نازل ہوا ہے قرآن سے نصیحت حاصل کرنے اور اسکی نصیحت کو قبول کرنے کا پیش خیمہ ہے _
تذکرة لمن یخشی تنزیلاً ممن خلق الا رض و السموات العلی
بعض اوقات علت کو بیان کرنے کیلئے حال سے استفادہ کیا جاتا ہے "تنزیلا" جو "قرآن" کیلئے حال ہے قرآن کے صاحب نصیحت ہونے کی علت کو بیان کر رہا ہے یعنی چونکہ قرآن، خداتعالی کی طرف سے نازل ہوا ہے لہذا یہ مکمل طورپر نصیحت کرنے کے لائق ہے _
4_ خداتعالی کا زمین اور بلند آسمانوں کی خلقت پر قادر ہونا اسکے انسان کو وعظ و نصیحت کرنے کیلئے ایك مناسب کتاب کے بھیجنے پر قدرت رکھنے کی علامت ہے_
تذکرة ...ممن خلق الارض و السموات العلی
5_ آسمان :متعدد ہیناور وہ بلندی اور عظمت کے حامل ہیں _
و السموات العلی

15

آسمان:
انکا متعدد ہونا5; ان کا خالق 1، 2، 4; انکی بلندی 5; انکی عظمت 5
نصیحت حاصل کرنا:
اس کا پیش خیمہ 3; اسکے عوامل 4
خدامجید:
اس کا خالق ہونا 2، 3; اسکی قدرت کی نشانیاں 4
یاد کرنا:
نزول قرآن کے سرچشمے کو یادکرنا 3
زمین:
اس کا خالق 1، 2، 4
عبرت :
اس کا پیش خیمہ 3
قرآن مجید:
اس کا نزول 1، 4; اس کا وحی ہونا 1

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى (٥)

وہ رحمان عرش پر اختيار و اقتدار رکھنے والا ہے (5)

1_ خداتعالى پورے عالم وجود کا مدبرہے _
الرحمن على العرش استوى
"استوائ" جب "على " کے ساتھ متعدى ہو تو اس کا معنى ہوتا ہے "مستقر ہونا" (مصباح) اور "عرش" يعنى "تخت فرمانروائي" (مقاييس اللغة) خداتعالى کا تخت فرمانروائي پر مستقر ہونا عالم کے نظام کى تدبير اور اسکے چلانے سے کنايہ ہے _
2_ عرش آسمانوں او رزمين کى تدبير، انکے کنٹرول کا مرکز اور خداتعالى کے زيرتسلط ہے _
خلق الا رض و السموات العلى الرحمن على العرش استوى
3_ خداتعالى ،وسيع اور ہمہ گير رحمت والا ہے_
الرحمن
"رحمان" رحمت ميں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے _

4_ نظام خلقت ميں رحمت الہى کى حکمرانى اور اس کا اصل ہونا _
الرحمن على العرش استوى
خداتعالى کا يہ وصف بيان کرتے وقت کہ وہ کائنات کا حکمران ہے "رحمان" کے عنوان کا انتخاب اس نکتے کو بيان کر رہا ہے کہ امور کائنات کى تدبير رحمت الہى کى بنياد پر ہے_
5_ نزول قرآن، خداتعالى کے رحمان ہونے اور اسکے عرش اور تدبير امور پر قادر ہونے کا ايك جلوہ ہے_
تنزيلاً ... الرحمن على العرش استوى
اگر چہ جملہ " الرحمان على ..." گذشتہ آيت سے مستقل اور عليحدہ جملے کى صورت ميں ہے ليکن قرآن کے اوصاف بيان کرنے کے بعد کائنات پر خداتعالى کى حکمرانى کا بيان کرنا اور اسکى "رحمان" کے ساتھ صفت ذکر کرنا دلالت کرتا ہے کہ نزول قرآن ان صفات الہى کا جلوہ ہے _
6_ "عن أبى عبدالله (ع) :(فى قولہ تعالى) "الرحمن على العرش استوى " يقول: على الملك احتوي; خداتعالى کے فرمان "الرحمن على العرش استوى " کے بارے ميں امام صادق(ع) سے روايت ہے (اس سے) مراد يہ ہے کہ خداتعالى ملك پر احاطہ رکھتا ہے _ (1)
7_ عن على (ع) قال: ... و ليس العرش کما تظنّ کہيئة السّرير، و لکنہ شيء محدود مخلوق مدبر، و ربّك عزوجل مالکہ، لا انّہ عليہ ککون الشيء على الشيء ; حضرت اميرالمؤمنين(ع) سے روايت ہے کہ آپ(ع) نے فرمايا ... عرش جيسے تو گمان کرتے ہے (بادشاہوں کے) تخت جيسا نہيں ہے بلکہ يہ پيدا کيا ہوا اور ايسا محدود وجود ہے کہ جو (خداتعالى کى) تدبير کے تحت ہے اور تيرا پروردگار اس کا مالك ہے نہ يہ کہ خداتعالى اسکے اوپر ہو جيسے چيزيں ايك دوسرے کے اوپر ہوتى ہيں _(2)
8_ " عن محمد بن مارد: ا نّ ا باعبدالله (ع) سئل عن قول الله عزوجل: "الرحمن على العرش استوى " فقال: استوى من کل شيء فليس شيء ا قرب إليہ من شيء ;محمد بن مارد سے منقول ہے کہ امام صادق (ع) سے خداتعالى کے فرمان " الرحمن على العرش استوى " کے بارے ميں سوال کيا گيا تو آپ(ع) نے فرمايا (آيت سے مراد يہ ہے کہ) خداتعالى کى سب چيزوں کى طرف يکساں نسبت ہے پس کوئي چيز دوسرى چيز کى نسبت خداکے زيادہ قريب نہيں ہے_(3)
....

1) توحيد صدوق ص 321 ب 50 ح 1_ نورالثقلين ج 3 ص 370 ح 24_
2) توحيد صدوق ص 316 ب 48 ج3_ نورالثقلين ج 3 ص 369 ح 17_
3) کافى ج 1 ص 128 ح 7_ نورالثقلين ج 3 ص 369 ح 18_

9_ " عن ا بی الحسن موسی (ع) و سئل عن معنی قول الله " الرحمن علی العرش استوی " فقال: استولی علی ما دقّ و جلّ;امام موسی کاظم (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے خداتعالی کے فرمان "الرحمن علی العرش استوی "کے معنی کے بارے میں سوال کے جواب میں فرمایا:خداتعالی چھوٹے بڑے سب موجودات پر تسلط رکھتا ہے_ (1)

آسمان :

آسمانوں کی تدبیر کا مرکز: 2

عالم خلقت:

اس کا مدبر 1

اسما و صفات :

رحمان:0 3

خداتعالی :

اس کا احاطہ 6; اس کا عرش پراستوا 6، 7، 8، 9; اسکی تدبیر 1; اسکی رحمت کا مقدم ہونا 4; اسکی حاکمیت 4، 9; اسکی تدبیر کی نشانیاں 5; اسکے رحمان ہونے کی نشانیاں 5; اسکی رحمت کا وسیع ہونا 3

روایت : 6، 7، 8، 9

زمین:

اسکی تدبیر کا مرکز 2

عرش:

اسکی حقیقت 7، اس کا کردار 2

قرآن :

اسکے نزول کے اثرات 5

....

1) محاسن برقی ج 1 ص 238 ح 12_ نور الثقلین ج 3 ص 371 ح 27_

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى (٦)

اس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے یا دونوں کے درمیان ہے اور زمینوں کی تہ میں ہے (6)

1_ خداتعالی آسمانوں اور زمین کا تنہا مالك ہے _

لہ ما فی السموات و ما فی الا رض

"لا"کا مقد م ہوناحصر پر دلالت کرتا ہے _

2_ آسمانوں اور زمین کے درمیان موجودات کا وجود _

و ما بینہم

3_ زمین اور آسمانوں کے درمیان موجود سب چیزوں کا مالك صرف خداتعالی ہے _

لہ ...ما بينہم
4_ جہان خلقت ميں متعدد آسمان ہيں _
لہ ما فى السموات
5_ جو كچھ كائنات كى نمناك خاك كے نيچے ہے خداتعالى كى ملكيت ہے _
لہ ...و ما تحت الثرى
"ثرى " نمناك مٹى كے معنى ميں ہے (مصباح) اور "الثرى " كا "ال" ظاہراً جنس كا معنى دے رہا ہے_ لذا ہر نمناك خاك كو شامل ہوجائيگا چاہے زمين ميں ہو يا كسى دوسرے كرہ ميں بلكہ چونكہ آيت ميں "ما فى الا رض" مذكور ہے اسلئے احتمال ہے كہ "ما تحت الثرى " غير زمين سے مربوط ہو _
6_ خاك كى رطوبت اسكے نيچے قيمتى چيزوں اور منابع كے وجود كى علامت ہے _*
لہ ... و ما تحت الثرى

19
با وجوداس كہ جو كچھ خشك مٹى كے نيچے ہے وہ بھى خداتعالى كى ملكيت ہے خاك كے لئے نمناك ہونے كا وصف اس بات كى طرف اشارہ ہے كہ تر خاك كے نيچے جو چيزيں موجود ہيں وہ خشك مٹى كے نيچے كى چيزونكى نسبت زيادہ اہم ہيں_
7_ پورا عالم ہستى اور سب موجودات چاہے آشكار ہوں يا پنہاں خدائے يكتا كى ملكيت ہيں _
لہ ما فى السموات و ما فى الا رض ... و ما تحت الثرى
"آسمانوں ، زمين اورجو كچھ ان كے درميان ہے" كى تعبير پورى كائنات سے كنايہ ہے _
8_ پورى كائنات كى ملكيت كا خداتعالى كے ساتھ منحصر ہونا اسكے كائنات پر محيط ہونے اور اس كا مدبرہونے كى دليل ہے _
على العرش استوى لہ ما فى السموات ... و ما تحت الثرى
يہ آيت كريمہ سابقہ آيت كى علت بيان كررہى ہے اسى لئے اسكے ارتباط كيلئے حرف عطف سے استفادہ نہيں كيا گيا _
9_ اس بات كى طرف توجہ كہ قرآن اس خالق كى طرف سے نازل ہوا ہے جو پورى كائنات كا مدبر و مالك ہے قرآن كى نصيحت كو قبول كرنے كيلئے انسان كى حوصلہ افزائي كا سبب ہے _
تذكرة ... ممن خلق الا رض ... استوى _ لہ ما فى السموات ... و ما تحت الثرى

آسمان :
انكا متعدد ہونا4; انكے موجودات 1
جہان خلقت:
اس كا مالك 7
خاك:
اسكى رطوبت كے اثرات 6; تر خاك 5
خداتعالى :
اسكى خصوصيات 3، 8; اسكى حاكميت 5; اسكے محيط ہونے كے دلائل 8; اسكى تدبير كے دلائل 8; اسكى مالكيت 1، 5، 7، 8
يادكرنا:
قرآن كے وحى ہونے كو ياد كرنے كے اثرات 9
حوصلہ:
حوصلہ افزائي كے عوامل 9
عبرت:
اسكے عوامل 9
فضا:

اسکے موجوات 2، 3
قرآن مجید:
اس سے عبرت حاصل کرنا 9
موجودات:
انکا مالك : 1، 3، 5، 7

20

وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (٧)
اگر تم بلند آواز سے بھی بات کرو تو وہ راز سے بھی مخفی تر باتوں کو جاننے والا ہے (7)

1_ جو انسان کہتا ہے اور اظہار کرتا ہے خداتعالی اس سے آگاہ ہے _
و إن تجہر بالقول فإنّہ یعلم السرّ
جملہ " فإنّہ یعلم ..." " إن تجہر" کے جواب کا قائم مقام ہے اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اگر ظاہربات کریں (تو خدا جانتا ہے) کیونکہ وہ راز اور اس سے بھی زیادہ مخفی شے کو بھی جانتا ہے ایسے موارد میں علت کا بیان کرنا جواب شرط کی تصریح سے بے نیاز کردیتا ہے _
2_ لوگوں کے وہ اسرار اور راز جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتے اور انکی نیتیں خداتعالی کیلئے آشکار ہیں اور وہ ان سے مکمل طور پر آگاہ ہے _
فإنّہ یعلم السرّ
"سرّ" یعنی وہ جو دوسروں سے چھپایا جاتا ہے (لسان العرب)
3_ انسان ایسے ضمیرکا حامل ہے جو اپنے آپ سے آگاہ نہیں ہے اور ایسی معلومات رکھتا ہے کہ جنہیں غفلت نے ڈھانپ رکھا ہے _
فإنہ یعلم السرّ و أخفی
"أخفی " اسم تفصیل ہے اور از سے بھی زیادہ مخفی وہ چیز ہے کہ جسے انسان نے نہ صرف دوسروں سے مخفی رکھا ہوا ہے بلکہ خود بھی اسکی طرف متوجہ نہینہے لیکن یہ اسکے ذہن میننقش ہے_
4_ خداتعالی انسان کے بھولے ہوئے رازوں اور اسکے مخفی ترین اسرار سے آگاہ ہے_
فإنّہ یعلم ...أخفی
5_ خداتعالی علم مطلق رکھتا ہے اور غیب و ظاہر سے آگاہ ہے _
فإنہ یعلم السرّ و أخفی
6_ قرآن ا ور اسکی نصیحتوں کا سرچشمہ خداتعالی کا مطلق

21
علم ہے _
تذکرة ... فإنّہ یعلم السرّ و أخفی
7_ خداتعالی کا انسان کے مخفی و آشکار سے آگاہ ہونا اسکی پوری کائنات اور اسکے اجزا پر مطلق حکمرانی اور ملکیت کا ایك جلوہ ہے_
علی العرش استوی _ لہ ما فی السموات ... فإنّہ یعلم السرّ و أخفی
اس آیت کریمہ کا سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ چونکہ خداتعالی پورے عالم وجود پر حکمرانی کرتا ہے اور کائنات کا حقیقی مالك ہے پس وہ ہر چیز سے مطلع ہے اگر چہ وہ راز یا اس سے بھی زیادہ مخفی ہو _
8_ انسان تین درجے کے معلومات کا حامل ہے اظہار شدہ، راز، راز سے زیادہ مخفی _
فإن تجہر بالقول فإنّہ یعلم السرّو أخفی
9_ خداتعالی کے مخفی ترین افکار و گفتار سے آگاہ ہونے کی طرف توجہ ،انسان کو ناروا بات کرنے سے روکتی ہے_ *

و إن تجہر بالقول فإنّہ يعلم السرّ و ا خفی
جملہ "فإنّہ ..." كسی قسم كی فكر اور بات كے خدا تعالی سے پوشيده نہ ہونے كی دھمكی ہے اور اس دھمكی كو "إن تجہر بالقول" پر متفرع كرنا اس چيز كا بيان ہے كہ "القول" سے مراد ايسی بات ہے كہ جسے نہ صرف زبان پر لانا ناروا ہے بلكہ ضروری ہے كہ فكر بھی اسكے محتوا سے پاك ہو _
10_" محمد بن مسلم قال: سا لت ا باعبدالله (ع) عن قول الله عزوجل: " يعلم السرّ و ا خفی " قال: "السرّ" ما كتمتہ فی نفسك، و "ا خفي" ما خطر ببالك ثم ا نسيتہ; محمد بن مسلم كہتے ہيں: ميں نے امام صادق (ع) سے خداتعالی كے فرمان "يعلم السرّ و ا خفی " كے متعلق سوال كيا تو آپ (ع) نے فرمايا : "سر" وه ہے كہ جسے تو نے اپنے اندر پنہاں كيا ہو اور " ا خفی " وه ہے جو تيرے دل ميں خطور كرے اور پھر تيرے دل سے محو ہوجائے (1)_

جہان خلقت :
اس كا حاكم 7
انسان:
اسكے مختلف پہلو 3; اسكے راز 2، 4، 10; اسكی سخن 1; اس كا ناخودآگاه ضمير اسكے معلومات كے درجے 3
خداتعالی :
اسكے علم كے اثرات 6; اس كا علم غيب 1، 2، 4، 5، 7; اسكی حاكميت كی نشانياں 7; اسكی مالكيت كی نشانياں 7
ياد كرنا:
خدا كے علم غيب كو ياد كرنے كے اثرات 9
روايت :10
....

1) معانی الاخبار ص 143 ح 1_ نورالثقلين ج 30 ص 373 ح 37_

سخن:
ناپسنديده سخن كے موانع 9
غفلت :
اسكے اثرات 3
قرآن مجيد:
اس كا سرچشمہ 6

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاء الْحُسْنَى (٨)
وه الله ہے جس كے علاوه كوئي خدا نہيں ہے اس كے لئے بہترين نام ہيں (8)

1_ خدا تعالی كے علاوه كوئي معبود لائق عبادت نہيں ہے _
الله لا إلہ إلا ہو
2_ جو ذات عالم وجود كی خالق اور مدبر و مالك نہ ہو اور اسكی سب چيزوں كو نہ جانتی ہو وه لائق عبادت نہيں ہے _
الله لا إلہ إلا ہو
مندرجہ بالا نكتہ اس آيت كے سابقہ آيات كے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے كہ جن ميں خالقيت، فرمانروائي ، كائنات كی مالكيت اور علم مطلق كو خداتعالی كے ساتھ منحصر كيا گيا ہے _
3_ بہترين نام اور اوصاف خدائے يكتا و جميل كيلئے ہيں_
لہ الا سماء الحسنی
"الا سمائ" جمع معرف با لام ہے جو مفيد عموم ہے اور " الحسنی " اسم تفصيل ہے اور آيت كريمہ كا مطلب يہ ہے كہ سب

بہتر اور خوبصورت نام خداتعالى سے مختص ہيں_ ناموں كى حسن و خوبى كے ساتھ توصيف اس چيز كو بيان كر رہى ہے كہ مقصود وہ نام ہيں جنہيں صرفى اصطلاح ميں صفت كہا جاتا ہے جيسے رازق، شكور، رحيم كيونكہ جس نام كا وصف والا معنى نہيں ہوتا وہ صرف ذات پر دلالت كرتا ہے اور اسكے بارے ميں خوبصورتى اور بدصورتى معنى نہيں ركھتي_
4_ خداتعالى سب كمالات كا حامل اور ہر نقص و عيب سے منزہ ہے _

لہ الا سماء الحسنى
جو نام نقص و عيب كو بيان كررہا ہو وہ "اسماء حسنى " كا مصداق نہيں ہے اور خداتعالى پر صدق نہيں كرتا لذا وہ ہر عيب سے پاك ہے_
5_ خداتعالى كے علاوہ ہر چيز نقص و عيب ركھتى ہے اور كمال مطلق سے عارى ہے _
لہ الا سماء الحسنى
"لہ " كا مقدم كرنا حصر پر دلالت كرتا ہے يعنى جو تمام اسماء حسنى ركھتا ہے وہ صرف خداتعالى ہے_
6_ صرف وہ معبود لائق عبادت ہے جو بہترين اوصاف كمال ركھتا ہو_
الله لا إلہ إلا ہو لہ الا سماء الحسنى

اسماء و صفات:
اسمائ حسنى 3; صفات جلال4; صفات جمال 4
توحيد:
توحيد عبادى 1
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات1
خداتعالى :
اسكى تنزيہ 4; اس كا كمال 4
صفات:
بہترين صفات 3
حقيقى معبود:
اسكى تدبير2; اس كا خالق ہونا2; اسكى شرائط 2، 6; اس كا علم2; اس كا كمال 6; اس كا مالك ہونا2
نام:
بہترين نام 3
نقص:
غير خدا ميں نقص 5

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى (٩)
كيا تمھارے پاس موسى كى داستان آئي ہے (9)

1_ حضرت موسى كى داستان ايك اہم باب ہے اوروہ پيغمبر اكرم(ص) كيلئے قابل فكر و پيروى ہے_

و ہل ا تى ك حديث موسى
2_ حضرت موسى (ع) كى زندگى كى تاريخ اور واقعات، دينى راہنماؤں اور مبلغين كيلئے سبق آموز، قابل توجہ اور قابل غور و فكر ہيں _
و ہل ا تى ك حديث موسى

3_ مخاطب کو گفتار میں دقت کرنے پر آمادہ کرنا اور اسے گفتگوسننے کی تشویق دلانا اطلاع پہچانے کی ایك اچھی روش ہے_
ہل ا تی ك حدیث موسی
"ہل ا تاك ..." کا استفہام مجازی اور توجہ سے سننے کی تشویق دلانے کیلئے ہے _

تبلیغ:
اسکی روش 3
تفکر:
حضرت موسی (ع) کے قصے میں تفکر 1
یادکرنا:
حضرت موسی (ع) کے قصے کو یاد کرنا 2
دینی راہنما:
انکی عبرت 2
عبرت:
اسکے عوامل 2
مبلغین:
انکی عبرت 2
موسی (ع) :
انکے قصے کی اہمیت 1; انکے قصے سے عبرت حاصل کرنا 2

إِذْ رَأَى نَاراً فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَاراً لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (١٠)
جب انھوں نے آگ کو دیکھا اور اپنے اہل سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ہے شاید میں اس میں سے کوئي انگارہ لے آؤں یا اس منزل پر کوئي رہنمائي حاصل کرلوں (10)

1_ حضرت موسی (ع) اور انکی فیملی رات کے وقت بیابان میں چلتے ہوئے سرگردان ہوگئے اور راستہ گم کر بیٹھے _

إذ ر ء ا ناراً ... بقبس ا و ا جد علی النّار ہدیً جملہ"أجد علی النّارہدیً"دلالت کر رہا ہے کہ حضرت موسی (ع) اور انکے ہمراہی راستہ گم کر بیٹھے تھے اور آگ کے نہ ہونے سے پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ بیابان میں سرگردان تھے_ اور نسبتاً دور سے آگ کو دیکھنا اور آگ کے وجود کے احتمال کے با وجود مل کر اسکی طرف حرکت کا ارادہ نہ کرنا اس سے رات ہونے اور علاقہ کے تاریك ہونے کا پتا چلتا ہے_
2_ حضرت موسی (ع) اپنے سفر میں اپنی بیوی کے علاوہ اپنے گھرکے دیگر افراد کو بھی اپنے ہمراہ رکھتے تھے_
فقال لا ہلہ امکثو
فعل " امکثوا" کہ جو جمع کی صورت میں ہے مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے _
3_ حضرت موسی (ع) نے بیابان میں سرگردانی کے دوران آگ دیکھی اور اپنی فیملی کو اسکی بشارت دی _
إذ ر ء اناراً فقال ... إنی ء انست نار
(ء انست کا مصدر) "ایناس" احساس کرنے، دیکھنے، جاننے اور سننے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے(لسان العرب) مورد آیت کی مناسبت سے یہاں دیکھنا مراد ہے_
4_ حضرت موسی (ع) کے خاندان اور انکے ہمراہیوں نے اس آگ کو نہیں دیکھا جس کا حضرت موسی (ع) نے مشاہدہ کیا تھا_*
فقال لا ہلہ امکثو إنی ء انست نار
حضرت موسی (ع) کا یہ کہنا کہ "میں نے آگ دیکھی ہے " اس سے یہ احتمال دیاجاسکتا ہے کہ آپ کے ہمراہ دیگر افراد نے

وہ آگ نہيں ديكھی تھی ورنہ حضرت موسى (ع) ديكھنے كو اپنے ساتھ مختص نہ كرتے _
5_ حضرت موسى (ع) نے آگ جلا كرنے يا كوئي راہنما تلاش كرنے كى خاطر آگ لانے كيلئے آگ كى جگہ تك جانے كا عزم كيا_
لعلى ء اتيكم منہا بقبس ا و ا جد على النّار ہديً
"قبس" يعنى انگارہ اور وہ آگ لگى لكڑى كہ جسے دوسرى آگ جلا كرنے كيلئے آگ سے نكالا جائے (لسان العرب)"ہديً"مصدر ليكن اسم فاعل "ہادي" كے معنى ميں ہے اور حرف "ا و" دو ميں سے ايك كام كو معين كرنے كيلئے ہے يعنى حضرت موسى كا خيال يہ تھا كہ اگر كوئي راہنما مل گيا تو سفر جارى ركھيں گے ورنہ آگ لاكر آگ سينكيں گے_
6_ حضرت موسى (ع) نے اپنے گھروالوں سے كہا كہ وہ وہيں انتظار كريں اور آگ كى جگہ تك ان كے ہمراہ نہ آئيں _
فقال لا ہلہ امكثوا إنى ء انست نار
"مكث" كا معنى ہے انتظار كرنا (قاموس) _
7_ بيوى بچوں كى خدمت اور انكى ضروريات پورى كرنے كيلئے كوشش كرنا ايك پسنديدہ كام ہے _

فقال لا ہلہ إمكثوا ...لعلى ء اتيكم منہا بقبس
8_ آگ كا ظاہر ہونا اور حضرت موسى (ع) كو رسالت عطا كرنے كيلئے خلوت كا فراہم ہونا ايك اہم اور پيغمبر اكرم(ص) كيلئے قابل توجہ واقعہ تھا _
ہل ا تى ك حديث موسى إذ ر ء ا نار
"إذ" ظرف ہے "حديث" كيلئے جو سابقہ آيت ميں تھا اور اس آيت كريمہ ميں استفہام پيغمبر اكرم(ص) كو اس ماجرا كى طرف توجہ كى ترغيب دلانے كيلئے ہے_
9_ فطرى اور قدرتى امور انبياء كو رسالت عطا كرنے كے بارے ميں خداتعالى كے ارادے كے عملى ہونے كيلئے تجلى گاہ ہيں_
قدرتى مقدمات (راستہ گم كردينا ، آگ كى ضرورت كا احساس اور ...) فراہم كركے حضرت موسى كو كوہ طور پر كھينچ لانا _ جيسا كہ بعد والى آيات سے معلوم ہوتاہے مذكورہ نكتے كو بيان كررہاہے)
إذ ر ء اناراً ... لعلى ء اتيكم منہا بقبس

انبياء:
انكى نبوت كا سرچشمہ 9
گھرانہ:
اسكى ضروريات پورى كرنا 7
خداتعالى :
اسكے ارادے كى تجلى گاہ 9
عمل:
پسنديدہ عمل 7
قدرتى عوامل:
انكا كردار 9
كوہ طور:
اسكى آگ 3، 4، 5، 6_اسكى آگ كى اہميت 8
محمد(ص) :
آپ(ص) اور حضرت موسى كا قصہ 8
موسى (ع) :
انكے قصے كى اہميت 8; انكى بشارتيں 3; انكے گھر والے 4، 6; انكے گھروالوں كى سرگردانى 1; انكى سرگردانى 1 ، 3; انكا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انكے گھروالوں كا رات كا سفر 1; 1نكا رات كا سفر1; آپ وادى طوى ميں 3، 4; آپ كوہ طور ميں

5; آپکے ہم سفر 3،4

27

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَى (١١)
پھر جب موسی اس آگ کے قریب آئے تو آواز دی گئي کہ اے موسی (11)

1_ حضرت موسی (ع) نے آگ دیکھنے کے بعد اپنے گھر والوں سے جدا ہوکر آگ کی طرف حرکت کی _
ر ء ا نار اً ... فلما ا تیہ
2_ جس آگ کا حضرت موسی نے مشاہدہ کیا تھا وہ واقعی چیز تھی اور حضرت موسی نے اپنے آپ کو اس تك پنہچایا _
فلما ا تیہ
3_ حضرت موسی (ع) جب آگ کے قریب پہنچے تو آپ نے ایك آواز سنی کہ جس میں حضرت موسی (ع) کو نام کے ساتھ پکارا جارہا تھا_
فلما اتیہا نودی ی موسی
4_ "یا موسی "کی صدا اچانك تھی اور جو نہی حضرت موسی (ع) وہاں پہنچے فوراً انہیں اسکے ساتھ مخاطب کیا گیا_
فلما ا تیہا نودی ی موسی
5_ حضرت موسی (ع) نے "یا موسی " کی آواز دینے والے کو نہ پہچانا _
نودی ی موسی
"نودي"کا مجہول آنا اور بعد والی آیت میں جملہ "فإنی ا نا ربك" بتاتا ہے کہ حضرت موسی نے آواز سننے کے بعد پہلے مرحلے میں اس آواز دینے والے کو نہ پہچانا _

کوہ طور:
اسکی آگ 1; اسکی آگ کی حقیقت 2
موسی (ع) :
انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکو ندادینے والا 5; آپ کوہ طور میں 2، 3، 4; آپ کو ندا 3، 4

28

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (١٢)
میں تمھارا پروردگار ہوں لہذا اپنی جوتیوں کو اتار دو کہ تم طوی نام کی ایك مقدس اور پاکیزہ وادی میں ہو (12)

1_ صحرائے سینا میں واقع وادی طوی مینخداتعالی نے حضرت موسی (ع) کے ساتھ بات کی _
ی موسی إنی ا نا ربك ... إنك بالواد المقدس طویً
"واد" وادی کا مخفف ہے یعنی پہاڑوں کے درمیان کی وہ جگہ کہ جہاں سے سیلاب گزرتا ہے (مصباح) "طوي" ممکن ہے کوہ طور کے نیچے والے درے کا نام ہو (لسان العرب) اس صورت میں یہ (الواد المقدس) کیلئے عطف بیان یا بدل ہوگا اور ممکن ہے یہ گھڑی اور لخطے کے معنی میں ہو(لسان العرب) تو اس صورت میں یہ ظرف ہوگا " المقدس" کیلئے یعنی

وہ درّہ کہ جو کچھ وقت (اشارہ ہے خداتعالی کے حضرت موسی کے ساتھ ہم کلام ہونے کے لحظے کی طرف)کیلئے مقدس ہوگیا ہے _
2_ خداتعالی نے موسی کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے انہیں اپنا تعارف کرایا او رسمجھایا کہ تو اپنے پروردگار کے حضور میں ہے اوراسکی کلام سن رہا ہے _
ی موسی إنی ا ناربك
3_ وادی طوی میں خداتعالی کا موسی (ع) کے ساتھ ہم کلام ہونا خداتعالی کی حضرت موسی (ع) کی نسبت ربوبیت کا ایك جلوہ تھا _
ی موسی إنی ا نا ربك
4_ خداتعالی نے موسی (ع) کو حکم دیا کہ اپنے پروردگار کے حضور کے احترام میں اپنے جوتے اتارکر مقدس وادی میں ننگے پاؤں قدم رکھے _
فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوىً
5_ پروردگار کے حضور میں اور اسکے کلام کو سنتے وقت ادب و احترام کا خیال رکھنا ضروری ہے _

إنی ا نا ربك فاخلع نعليك
"فاخلع" کی "إنی ا ناربك" پر تفریع بتاتی ہے کہ خداتعالی کے ساتھ بات کرتے وقت مکمل طور پر ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے_ اور چونکہ جب بھی خداتعالی انسان کے ساتھ بات کرتا ہے اس میں کوئي نہ کوئي واسطہ ہوتا ہے اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ قرآن اور دیگر کلمات الہی کی تلاوت کے وقت بھی ادب کی مکمل طور پر رعایت کرنا ضروری ہے_مقدس مقامات کی حرمت کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے،جملہ"انك بالواد ..." "فاخلع"کی علت بیان کرنے کیلئے ہے اور جس حکم کی علت واضح ہو اسے اس جیسے دیگر موارد میں بھی اجرا کرنا ضروری ہوتا ہے_
6_مقدس مقامات کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے_
فاخلع نعليك إنك بالواد المقدس طوىً
جملہ"إنك بالواد ..."،"فاخلع"کے لئے علت ہے اور پروہ حکم کہ جس کی علت ظاہر ہو دوسرے مشابہ مقامات پربھی لگایا جاتا ہے_
7_ جوتے اتارکر پابرہنہ ہوجانا مقدس مقامات کے احترام کاسب سے زیادہ واضح نمونہ ہے _
فاخلع نعليكإنك بالواد المقدس طوىً
8_ کوہ طور کے پاس واقع وادی طوی پاك و پاکیزہ اور لائق احترام سرزمین ہے _
إنك بالواد المقدس طوىً
سرزمین مقدس یعنی وہ سرزمین جو طہارت معنوی رکھتی ہو (مفردات راغب)
9_ (کوہ طور سے نیچے) سرزمین طوی میں جوتوں کے ساتھ داخل ہونا، جائز نہیں ہے _
فاخلع نعليكإنك بالواد المقدس طوىً
"اخلع" کے حکم کی "إنك بالواد المقدس" کے ذریعے علت بیان کرنا بتاتا ہے کہ یہ حکم سب زمانوں میں سب انسانوں کیلئے ہے_
10_ جن مقامات میں خداتعالی اپنے انبیاء اور اپنے بندوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے وہ پاك و پاکیزہ مقدس اور لائق احترام جگہیں ہیں _
ی موسی إنيّ ا ناربك ... إنك بالواد المقدس طوىً
اگر چہ آیت کریمہ میں وادی طوی کے تقدس کی دلیل نہیں آئي لیکن مجموعی طور پر آیت کریمہ خداتعالی کے تکلم اور اس سرزمین کے تقدس کے ارتباط کو بیان کررہی ہے _ چا ہے پہلے سے اس کا مقدس ہونا بات کرنے کیلئے اس کے انتخاب کا سبب بنا ہو یا خداتعالی کا بات کرنا اسکے مقدس ہونے کا سبب بنا ہو _
11_ "عن ا بی عبدالله (ع) قال: قال الله عزوجل لموسی (ع) " فاخلع نعليك" لا نّہا كانت من جلد حمار ميت; امام صادق(ع) سے روایت ہے کہ خداتعالی نے موسی (ع) کو فرمایا "فاخلع نعليك" کیونکہ انکے جوتے گدھے کے مردار کی کھال کے بنے ہوئے تھے_(1)

....

1) علل الشرائع ص 66 ب 55 ح 1، بحارالانوار ج 13 ص 64 ح 1 _

12_" عن الصادق جعفر بن محمد (ع) إنّہ قال: فی قول اللہ عزوجل لموسي(ع) "فاخلع نعليك" قال: يعنى إدفع خوفيك، يعنى خوفہ من ضياع ا ہلہ و قد خلفہا تمخض،و خوفہ من فرعون" خداتعالی نے حضرت موسی کو جو فرمایا تھا "فاخلع نعليك" اسکے بارے میں امام صادق(ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یعنی اپنے آپ سے دو خوف دور کردے اپنی بیوی کے فوت ہوجانے کا خوف کہ جسے بچہ پیدا کرنے کی حالت میں چھوڑ کر آئے تھے اور فرعون کا خوف _(1)

مقدس مقامات:
انکا احترام 6، 7; ان میں جوتے اتارنا 7
خداتعالی :
اس کا کلام سننے میں ادب 5; اسکے اوامر 4; اسکے انبیاء کے ساتھ ہم کلام ہونے کی جگہ کا پاکیزہ ہونا 10; اسکے انبیاء کے ساتھ ہم کلام ہونے کی جگہ کا تقدس 10; اسکی موسی کے ساتھ گفتگو 2، 3; اسکی موسی کے ساتھ گفتگو کی جگہ 1; اسکی ربوبیت کی نشانیاں 3
وادی طوي:
اس کا احترام 8، 9; اسکی پاکیزگی 8; اس کا تقدس 8; اسکی فضیلت 1; اس میں جوتے اتارنا 9; اسکی جغرافيائي موقعيت 8
روایت : 11، 12
موسی (ع) :
انکو حکم 4; انکا خوف 12; انکی شرعی ذمہ داری 4; انکے جوتوں کی نوعیت 11; ان کا قصہ 1، 2، 4; انکا تربیت کرنے والا 3; آپ وادی طوی میں 3; آپ خدا کے حضور میں 2، 4; آپ کے جوتے 4
....

1) علل الشرائع ص66 ب 55 ح 2_ بحارالانوار ج 13 ص 64 ح 2 _

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى (١٣)

اور ہم نے کو منتخب کرلیا ہے لہذا جو وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو (13)

1_ خداتعالی نے موسی (ع) کو اپنے پیغمبر کے طور پر چن لیا اور وادی طوی میں انہیں رسالت کیلئے منتخب ہونے

سے مطلع فرمایا _
و ا نا ا خترتك فاستمع لما یوحی
"لما یوحی " کے قرینے سے موسی (ع) کے منتخب ہونے سے مراد انکا پیغمبری اور وحی الہی کا بوجھ اٹھانے کیلئے منتخب ہونا ہے _
2_ موسی (ع) خداتعالی کے برگزیدہ اور اپنے زمانے میں وحی کے حاصل کرنے اور پیغام الہی کے پہچانے کیلئے بہترین شخص تھے _
و ا نا ا خترتك
"اختیار" مادہ "خیر" سے ہے اور اس کا معنی "اصطفائ" (ہر چیز میں سے خالص کو اٹھالینا) ہے (لسان العرب)
3_ انبیاخداتعالی کی برگزیدہ ہستیاں ہیں _
و ا نا ا خترتك فاستمع لما یوحی

4_ خداتعالی نے موسی (ع) کو رسالت کیلئے انتخاب کرنے کے بعد انہیں وحی کو دریافت کرنے اور اسے غور سے سننے کا حکم دیا _
و ا نا ا خترتك فاستمع لما یوحی
5_ (کوہ طور کے نیچے) وادی طوی میں خداتعالی کا حضرت موسی (ع) کے ساتھ بات کرنا،وحی کی صورت میں تھا _
فاستمع لما یوحی
بعد والی آیت کریمہ میں جملہ "إننی ا نا الله "، "ما یوحي" کیلئے بدل ہے پس کوہ طور کے نیچے جو کچھ حضرت موسی سے کہا گیا تھا وہ وحی تھی _
6_ کلام الہی کو سنتے وقت اس پر کان لگانا ضروری ہے _
فاستمع لما یوحی
اگر چہ مخاطب حضرت موسی (ع) ہیں لیکن خداتعالی نے انہیں وحی کا سامنا کرتے وقت جو آداب سکھائے انہیں قرآن میں بیان فرمایا ہے تا کہ سب کیلئے مفید ہوں _

انبیاء
انکا برگزیدہ ہونا 3
خدا کے برگزیدہ بندے: 3
خداتعالی :
اسکے اوامر 4; اسکی حضرت موسی کے ساتھ گفتگو 5_
موسی (ع) :
انکا برگزیدہ ہونا 1، 2، 4; انکی شرعی ذمہ داری 4; انکی معاشرتی شخصیت 2; انکا مقام 1، 2، 4; آپ وادی طوی میں 1، 5; آپکی نبوت 1، 4، 5; آپ کی طرف وحی 5
وحی :
اسے کان لگا سننا 4; اسے کان لگا کر سننے کی اہمیت6

32

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (١٤)
میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئي خدا نہیں ہے میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو (14)

1_ خداتعالی کا یکتا ہونا اور اسکے علاوہ کسی معبود کا حقیقت نہ رکھنا وادی طوی میں خدا کی طرف سے موسی (ع) کو وحی کا مرکزی عنوان _
إننی ا نا الله لا إلہ إلا ا ن
2_ (کوہ طور کے نیچے) وادی طوی میں خداتعالی نے موسی (ع) کو سمجھایا کہ اسے اللہ تعالی مخاطب کررہا ہے اور وہ خدا کا کلام سن رہا ہے_
إنّنی ا نا الله
3_ گفتگو کے آغاز میں مخاطب کو اپنا تعارف کرانا دوسروں کے ساتھ ہم کلام ہونے اور بات کرنے کے آداب میں سے ہے _
ی موسی ...إنّنی ا نا الله
خداتعالی نے "یا موسی "(ع) کی آواز کے ساتھ انہیں سمجھایا کہ مجھے تیرے نام کا علم ہے پھر موسی (ع) کے ساتھ سخن کے آغاز میں اسے اپنا تعارف کرایا تاکہ طرفین کی شناخت کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھے _
4_ خدا کے علاوہ کسی معبود کی کوئي حقیقت نہیں اور نہ کوئي لائق عبادت ہے _
إننی ا نا الله لا إلہ إلا ا ن
"إلہ" کا معنی ہے معبود اور آیت کریمہ میں اس سے مراد "معبود حق" ہے کیونکہ باطل معبودوں کا وجود قابل انکار نہیں

ہے _
5_ موسی (ع) اپنی نبوت اور وحی حاصل کرنے سے پہلے بھی خداتعالی کی معرفت رکھتے تھے اور اسکی ربوبیت کو مانتے تھے _
إنی ا نا ربك ... إنّنی ا نا الله لا إلہ إلا ا ن
یہ دو جملے " إنی ا نا ربك" اور "إنّنی ا نا الله " بتارہے ہینکہ موسی (ع) پہلے سے ہی ان ناموں

کو پہچانتے تھے اور ان کا اعتقاد رکھتے تھے اور کوہ طور میں انہوں نے "ربّ" اور "الله " کو صاحب آواز پر منطبق کیا _
6_ خداتعالی کی عبادت کے ضروری ہونے اور غیر خدا کی پرستش سے پرہیز کی تاکید، حضرت موسی (ع) کی نبوت کے آغاز میں خدا کی طرف سے انہیں پہلی نصیحت_
لا إلہ إلا ا نا فاعبدني
7_ لوگوں کو خداتعالی اور اسکی وحدانیت سے آشنا کرانا انہیں خدا کی عبادت کی دعوت دینے کا پیش خیمہ ہے _
إننی ا نا الله لا إلہ إلا ا نا فاعبدني
"فاعبدني" میں "فائ" سابقہ جملہ پر تفریع کیلئے ہے کہ جس میں خداتعالی اور اسکی وحدانیت کا تعارف کرایا گیا ہے _
8_ مخلصانہ عبادت خداتعالی کے حضور میں سب سے بڑا فریضہ ہے حتی کہ انبیاء کیلئے بھی _
إننی ا نا الله لا إلہ إلاا نا فاعبدني
9_ خداتعالی کا یکتا ہونا (توحید ذاتي) اسکے لئے مخلصانہ عبادت کو مختص کرنے(توحید عبادي) کے ضروری ہونے کی دلیل ہے _
إننی ا نا الله لا إلہ إلا ا نا فاعبدني
10_ نماز کی پابندی اور اسے قائم کرنے کا حکم وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کو دیئے گئے پہلے عملی پروگراموں میں سے تھا _
ا قم الصلوة
"اقامہ نماز" (نماز قائم کرنا) اسکی پابندی کے ساتھ ہے_
11_ نماز قائم کرنا خداتعالی کے حضور میں عبودیت کا سب سے واضح جلوہ ہے _
فاعبدنی و ا قم الصلوة
12_ نماز دیگر سب عبادتوں سے زیادہ اہم ہے _
فاعبدنی و ا قم الصلوة
سب عبادات میں سے صرف نماز کا ذکر کرنا دیگر عبادات کے مقابلے میں اس عمل کے خاص مرتبے اور برتر ہونے کو بیان کرتا ہے _
13_ دین موسی (ع) میں نماز تشریع ہوچکی تھی _
و ا قم الصلوة
14_ خداتعالی کی طرف توجہ اور اسکی یاد میں ہونا نماز کے اہداف اور ثمرات میں سے ہے _
و ا قم الصلوة لذکري
15_ نماز میں ذکر خدا کا ہونا خداتعالی کی طرف سے اسے قائم کرنے کی نصیحت اورشوق دلانے کا سبب ہے _
ا قم الصلوة لذکري
"لذکري" ممکن ہے نماز کے نتیجے کو بیان کررہا ہو کہ نماز دلوں میں یادخدا کو زندہ کرتی ہے اور ممکن

ہے اس سے مراد نماز کا اذکار الہی پر مشتمل ہونا ہو یعنی نماز قائم کرنا اسلئے واجب ہے کہ اس میں ذکر خدا ہے _
16_ ضروری ہے کہ نماز اور دیگر عبادتیں مخلصانہ اور صرف یاد خدا کیلئے ہوں _
فاعبدنی و ا قم الصلوة لذکري

"الذكري" ميں "ذكر" كا ياء متكلم كے ساتھ مختص ہونا مذكورہ نكتے كو بيان كررہا ہے يعنى "الذكرى لا لذكر غيري" _
17_ خداتعالى كى ياد اور اسكى طرف توجہ تمام عبادات كا مشتركہ فلسفہ ہے _
فاعبدنى و ا قم الصلوة لذكري
جس طرح "لذكري" "ا قم الصلوة" كى علت كو بيان كررہا ہے ہوسكتا ہے "فاعبدنى " كى علت كا بيان بھى ہو _
18_ ضرورى ہے كہ ہميشہ خدا كى ياد ميں رہيں اور اسكے ذكر سے غافل نہ ہوں _
لذكري
19_ "عن ا بى جعفر(ع) قال: إذا فاتتك صلاة فذكرتہا فى وقت ا خرى فإن كنت تعلم ا نّك إذا صليت التى فاتتك كنت من الا خرى فى وقت فابدا بالتى فاتتك فإن الله عزوجل يقول: ا قم الصلاة لذكري"; امام باقر(ع) سے روايت ہے كہ آپ (ع) نے فرمايا: جب بھى تجھ سے كوئي نماز چھوٹ جائے اور دوسرى نماز كے وقت ميں ياد آئے تو اگر تجھے معلوم ہو كہ نماز قضا كے انجام دينے كے بعد واجب نماز كو اس كے وقت ميں بجالانے كى فرصت بچ جائيگى تو پہلے قضا نماز كو انجام دے كيونكہ خداتعالى نے فرماياہے" ا قم الصلوة لذكري"(اس فقہى نكتے كا استفادہ اس چيز كے پيش نظر ہے كہ " لذكري" كا لام "توقيت" كيلئے ہو كہ جس كے نتيجے ميں آيت كا معنى يہ ہوگا " ا قم الصلوة وقت تذكيرى إيّاك") (يعنى نماز قائم كر جس وقت تجھے اسكى ياد دلا دوں مترجم) _

انكى شرعى ذمہ دارى 6; انكى خداشناسى 5; آپ وادى طوى ميں 1، 2; آپ نبوت سے پہلے 5; انكى طرف وحى 1، 10
نماز:
اسكے احكام 19; اس ميں خلوص 16; اسے قائم كرنے كى اہميت 10، 11 ; اسكى اہميت 12; اسكى نصيحت 15; اس كا فلسفہ 14، 15; يہ آسمانى اديان ميں 1; يہ يہوديت ميں 13; نماز قضا كا وقت 19
وحى :
اسكى تعليمات 1

إِنَّ السَّاعَةَ ءاَتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (١٥)
يقينا وہ قيامت آنے والى ہے اور ميں اسے چھپائے رہوں گا تا كہ ہر نس كو اس كى كوشش كا بدلہ ديا جاسكے (15)

1_ قيامت كا آنا حتمى ہے _
إن السّاعة ء اتية

2_ "ساعة " قيامت كا ايك نام ہے _
إن السّاعة ء اتية
"ساعة" يعنى وقت كا ايك حصہ بہت سارى آيات ميں قيامت كو "ساعة " سے تعبير كيا گيا ہے اور يہ قيامت كے مشہور ناموں ميں سے ايك نام بن گيا ہے _
قيامت كو يہ نام يا تو اسلئے ديا گيا ہے كہ سارى مخلوقات ايك وقت ميں محشور ہوں گى اور يا اسلئے كہ اسكے برپا ہونے كا وقت ايك مختصر لحظہ ہے _
(لسان العرب سے اقتباس)
3_ قيامت پر ايمان دين موسى كے اہم ترين اعتقادى اركان ميں سے ہے _
نودى ى موسى ... إن السّاعة ء اتية
4_ قيامت اور اسكى خصوصيات سے مطلع ہونے كا ذريعہ صرف خداتعالى كى طرف سے آئي ہوئي معلومات ہيں _
ا كاد ا خفيہ
"ا خفيہا" كا خداتعالى كى طرف اسناد بتاتا ہے كہ اگر اس نے قيامت كے بارے ميں بات نہ كى ہوتى تو ہمارے لئے اس سے مطلع ہونے كا كوئي راستہ نہ تھا_
5_ خداتعالى نے اپنے ارادہ سے قيامت كے برپا ہونے كے وقت كو انسان سے مخفى ركھا ہے _
ا كاد ا خفيہ
قاموس ميں آيا ہے كہ اس آيت ميں "ا كاد" "ا ريد" كے معنى ميں ہے اور "ا كاد ا خفيہا" يعنى ميرا ارادہ ہے كہ اسے مخفى ركھوں پس قيامت كو مخفى ركھنے سے مراد اسكے وقوع پذير ہونے كے وقت كو مخفى ركھنا ہوگا نہ خود اسكے وقوع كو مخفى ركھنا _
6_ قيامت كا واقع ہونا اچانك ہے _
ا كاد ا خفيہ
7_ ايك ايك انسان كو بدلہ دينا قيامت كے برپا ہونے كا فلسفہ _
ء اتية ... لتجزى كل نفس
"لتجزى " يا تو "آتية" كى علت كا بيان ہے اور " ا كاد ا خفيہا" جملہ معترضہ ہے اور يا يہ آيت كريمہ ميں مذكور دونوں چيزوں يعنى قيامت كا آنا اور خداتعالى كى طرف سے اسكى خبردينے كا مخفى ركھنا كى علت كا بيان ہے اور يا يہ صرف "ا خفيہا" كى علت كو بيان كررہا ہے ، مذكورہ مطلب پہلے دو احتمالوں كى بناپر ہے _
8_ انسان كا قيامت كے برپا ہونے كے وقت سے آگاہ نہ ہونا اسكے اپنے كاموں كى پابندى كرنے اور پھر جزا و سزا كا مستحق بننے كا پيش خيمہ ہے _
ا كاد ا خفيہا لتجزى كل نفس بما تسعى

مذکورہ بالا نکتے میں "لتجزی " کے لام کو "ا کاد ا خفیہا" کی تعلیل کیلئے لیا گیا ہے پس جملہ کی ترکیب در حقیقت یوں ہوگی "لتسعی کل نفس فتجزی بما تسعی " خلاصہ اس سے مراد یہ ہوگا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ

قیامت کو مخفی رکھوں تا کہ سب لوگ اپنی کوشش جاری رکھیں اور اپنے کردار کے نتائج کو دیکھ لیں _ یہ ایك نفسیانی چیز ہے کہ اگر انہیں اپنی موت اور جہان ہستی کی نابودی کا وقت معلوم ہوجائے تو انسان اپنی بہت سی کوششوں کو ترك کردیگا _

9_ انسان اپنی دائمی اور مستمر کوششوں اور کردار کے مقابلے میں ذمہ دار ہے _
لتجزی کل نفس بما تسعی
"عمل" کی جگہ پر مادہ "سعی " کا استعمال ممکن اسلئے ہو کہ وہ برائیاں جن پر اصرار نہیں کیا جاتا ان سے چشم پوشی کی جائیگی اور یہ نیك اعمال کی نسبت مداومت کی نصیحت ہے _

10_ دنیا، کوشش کی جگہ اور آخرت جزا و سزا اور اپنی کوشش کا نتیجہ لینے کی جگہ ہے _
إنّ السّاعة ء اتية ... لتجزی کل نفس بما تسعی

11_ دنیا میں انسانوں کے اعمال کا بدلہ دینے کیلئے ضروری وسائل اور گنجاش نہیں ہے _
الساعة ء اتية ... لتجزی کل نفس بما تسعی
بدلہ دینے کیلئے قیامت کے برپا ہونے کا ضروری ہونا اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا انسان کی اچھی اور بری کوششو ں کا بدلہ دینے کی گنجائشے نہیں رکھتی لہذا ایك اور دن اور حالات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بدلہ دیا جاسکے _

12_ انسان کا جزا و سزا پانا خود اسکی کوشش و کردار کا نتیجہ ہے _
لتجزی کل نفس بما تسعی

13_میدان قیامت میں حاضر ہونا اور اپنے دنیاوی اعمال کے بدلے کا سامنا کرنا سب انسانوں کا انجام ہے _
إنّ السّاعة ... لتجزی کل نفس بما تسعی

14_ انسان کا عبادت اور نماز میں سعی و کوشش کرنا قیامت میں حتمی جزا رکھتا ہے _
فاعبدنی و ا قم الصلوة ... لتجزی کل نفس بما تسعی

آخرت:
اس کا کردار 10
انسان:
اسکی اخروی پاداش 10، 13; اس کا محشور ہونا 13; اس کا انجام 13; اسکی ذمہ داری 9
ایمان :
قیامت پر ایمان کی اہمیت 3
پاداش:
اس کا پیش خیمہ 8; اسکے عوامل 12; اخروی پاداش کے عوامل 14; دنیاوی پاداش کا محدود ہونا 11; اسکی جگہ 10

کوشش:
اس کا پیش خیمہ 8
خداتعالی :
اسکے ارادے کے اثرات 5; اسکی تعلیمات کی اہمیت 4
دنیا :
اس کا کردار 10
الساعة: 2

عبادت:
اسكے لئے كوشش كے اثرات 14
عمل:
اسكے اثرات 12; اسكى فرصت 10; اس كا ذمہ دار 9
قيامت :
اس ميں پاداش 7; اس كا حتمى ہونا 1; اسكے مخفى ہونے كا فلسفہ 8; اسكے برپا ہونے كا فلسفہ 7; اس ميں سزا 7; اسكے مخفى ہونے كا سرچشمہ 5; اسكے علم كا سرچشمہ 4; اس كا اچانك ہونا 6; اس كے نام 2; اس كا وقت 5
سزا :
اس كا پيش خيمہ 8; اسكے عوامل 12; دنياوى سزا كا محدود ہونا 11; اسكى جگہ 10
نماز:
اسكے لئے كوشش كے اثرات 14
يہوديت:
اسكے اركان 3

فَلاَ يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لاَ يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى (١٦)
اور خبردار تمھيں قيامت كے خيال سے وہ شخص روك نہ دے جس كا ايمان قيامت پر نہيں ہے اور جس نے اپنے خواہشات كى پيروى كى ہے كہ اس طرح تم ہلاك ہو جاؤگے (16)

1_ خداتعالى نے وادى طوى ميں حضرت موسى (ع) كو منكرين قيامت كى طرف سے انہيں قيامت كى طرف متوجہ

ہونے سے روكنے كے خطرے سے آگاہ كيا اور انہيں انكے مكر و فريب سے ڈرايا _
فاعبدني ... فلا يصدّنّك عنہا من لا يؤمن بہ
"عنہا" ، "بہا" كى ضميروں كا مرجع "الساعة" ہے جو گذشتہ آيت ميں تھا _
2_ كفار كو لوگوں كے ايمان ميں طمع ركھنے سے مايوس كرنا اور ان كے مؤمنين كو فريب دينے كاميابى كے ذرائع كو ختم كرنا ضرورى ہے _
فلا يصدّنّك عنہا من لايؤمن بہ
مفسرين نے كہا ہے كہ "لايصدّنّك" كى نہى اگر چہ ظاہرى طور پر كفار كو ہے ليكن در حقيقت يہ سبب كو وجود ميں لانے سے نہى ہے يعنى اے موسى تو اور ديگر مؤمنين اس طرح عمل نہ كريں كہ كفار تمہيں ايمان سے باز ركھ سكيں _
3_ كفار كے شكوك و شبہات پيدا كرنے اور ان كے دباؤ كے مقابلے ميں دين الہى كى حفاظت كرنا ضرورى ہے _
فلايصدّنّك عنہا من لا يؤمن بہ
4_ انبياء كى كفار كے فريب اور وسوسوں سے رہائي خداتعالى كى راہنمائي اور نصيحتوں كے سائے ميں ہے _
فلا يصدّنّك عنہا من لا يؤمن بہ
5_ دين الہى اور خدائي پروگراموں كے منكر لوگوں كو دين اور اس پر عمل كى طرف مائل ہونے سے روكنے كے درپے ہيں _*

"عنہا" اور "بہا" کی ضمیروں کا مرجع ممکن ہے وہ تمام تعلیمات اور ہدایات (توحید عبادت اور نماز کا لازمی ہونا، معاد اور جزا و سزا) ہوں جنکی حضرت موسی (ع) کو وادی طوی میں تعلیم دی گئي تھي_
6_ ہوا و ہوس نفسانی کی پیروی کا نتیجہ قیامت کا انکار اور اس پر ایمان کا نہ ہوناہے _
من لا یؤمن بہا و اتبع ہوی ہ
"اتبع" ماضی ہے اور اس کا "لایؤمن" جو مضارع ہے پر عطف کیا گیا ہے تا کہ اسکی علت کو بیان کرے اور دلالت کرے کہ ہوس کی پیروی جو ماضی میں انجام پائي مستقبل میں آخرت کے ساتھ عدم ایمان کا سبب ہے _
7_ خواہشات نفسانی معاد اور آخرت میں سزا و جزا کے اعتقاد کے بارے میں اشکال کرنے کی بنیاد ہے _
فلا یصدّنّك عنہا من ... اتبع ہوی ہ
8_ دینی اعتقادات میں قیامت اور اعمال کی جزا و سزا پر ایمان خاص اہمیت کا حامل ہے _
الساعة ء اتية ... فلا یصدّنّك عنہ
9_ تباہی اور ہلاکت، آخرت کی طرف عدم توجہ اور اعمال کی جزا و سزا سے بے اعتنائي کا انجام ہے _
فلا یصدّنّك عنہا ... فتردی
"تردی " "ردي" بمعنی ہلاکت سے مشتق ہے اوریہ منکرین معاد کے شکوك و شبہات پیدا کرنے کے انجام کو بیان کر رہا ہے _
10_ خواہشات نفسانی کی پیروی تباہی و ہلاکت کا سبب

ہے _
فلایصدّنّك عنہا من ... اتبع ہوی ہ فتردی
آیت کریمہ فریب کھائے ہوئے ہوا پرست لوگوں کو ہلاك شدہ سمجھتی ہے پس حتمی طور پر خود ہوا پرست لوگوں کا یہی انجام ہوگا _

معاد:
اسکے بارے میں شکوك و شبہات کا سرچشمہ 7
موسی (ع) :
انکا قصہ 1; انکی طرف وحی 1; انہیں خبردار کرنا 1
ہلاکت:
اسکے عوامل 9 ، 10
ہواپرستي:
اسکے اثرات 6، 7، 10

41

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى (١٧)
اور اے موسی یہ تمھارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (17)

1_ حضرت موسی (ع) جب آگ لانے کیلئے اپنے گھروالوں سے جدا ہوئے تو انکا ڈنڈا بھی انکے ہمراہ تھا_
و ما تلك بیمینك ی موسی
"تلك" مونث کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ جو کچھ حضرت موسی کے ہاتھ میں تھا اس پر "خشبہ " یا "عودہ"
(ڈنڈا) کا اطلاق مسلم ہے پس حضرت موسی (ع) سے طلب کیا گیا تھا کہ وہ جواب میں اس ڈنڈے کی خصوصیات بیان کریں تا کہ وہ متوجہ رہیں کہ کیا چیز سانپ میں تبدیل ہوگی _قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت کے جملے "ا ہش بہا علی غنمي" سے استفادہ ہوتا ہے کہ موسی (ع) کے کوہ طور پر آنے سے پہلے وہ ڈنڈا انکے ہمراہ تھا _
2_ خداتعالی نے وادی طوی میں حضرت موسی (ع) سے چاہا کہ وہ اپنے ڈنڈے کی خصوصیات بیان کریں _
و ما تلك بیمینك ی موسی
3_ خداتعالی ، موسی (ع) کیلئے خاص لطف و کرم رکھتا تھا _
و ما تلك بیمینك ی موسی
واضح ہے کہ خداتعالی کا موسی (ع) سے سوال مطلع ہونے کیلئے نہیں تھا بلکہ یہ سوال باب گفتگو کا آغاز ہوسکتا ہے اور موسی (ع) کو انکے ڈنڈے کے معمولی نہ ہونے کی طرف متوجہ کرنا اضطراب اور خوف کو بھی دور کرتا ہے اس سوال کو پیش کرنا اور دوبارہ "ی موسی " کے ساتھ مخاطب کرنا موسی (ع) کیلئے اللہ تعالی کے لطف و کرم کے اظہار کی علامت ہے_

خداتعالی :
اسکی نصیحتیں 2
کوہ طور :
اسکی آگ 1
لطف خدا:

42
یہ جنکے شامل حال ہے 3
موسی (ع) :
انکو نصیحت 2; انکا ڈنڈا 1; انکے فضائل 3; انکاقصہ 1، 2; انکے ڈنڈے کی خصوصیات 2

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى (١٨)

انھوں نے کہا کہ یہ میرا عصا ہے جس پر میں تکیہ کرتا ہوں اور اس ے اپنی بکریوں کے لئے درختوں کی پتیاں جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بہت سے مقاصد ہیں (18)

1_ حضرت موسی (ع) نے خداتعالی کے اس سوال کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے کے جواب میں عرض کیا یہ میرا ڈنڈا ہے _
و ما تلك بيمينك ى موسى ...قال ہی عصاي
2_ موسی (ع) نے ڈنڈے پر سہارا لینا اور اپنی بکریوں کیلئے درختوں کے کمزور پتوں کو گرانا ڈنڈے کے فوائد شمار کئے _
ہی عصای ا تؤکوا علیہا و ا ہش بہا علی غنمي
"ہش" کا معنی ہے پتے گرانے کیلئے خشك درخت کو ڈنڈا مارنا (لسان العرب) یہ کلمہ ان چیزوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جو ملائم ہوں اور سخت نہ ہوں (مفردات راغب) "علی غنمي" میں "علي" کا استعمال بکریوں کے پتوں سے استفادہ کرنے کیلئے درخت کے نیچے موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے _
3_ حضرت موسی (ع) نے سہارا لینے اور درختوں کے پتے گرانے کے علاوہ اپنے ڈنڈے کو متعدد ضروریات پوری کرنے کیلئے کارساز قراردیا _
ولی فیہا مارب ا خری
"مارب" کے مفرد "ماربہ" کا معنی ہے حاجت اور نیاز (مصباح)
4_ہاتھ میں ڈنڈا پکڑنا اور چلنے اور کھڑا ہونے میں اس کا سہارا لینا ایك مطلوب اور مفید کام ہے _

43

و ما تلك بيمينك ... ہی عصای ا توکؤا علیہ
موسي(ع) سے منقول سخن میں سہارا لینے کو دیگر فوائد پر مقدم کرنا اس فائدے کے دیگر فوائد سے اہم ہونے کی علامت ہے_ اور یہ اہمیت حضرت موسی (ع) کی جسمانی صحت بلکہ آپکی جسمانی توانمندی کے پیش نظر زیادہ واضح ہوجاتی ہے _
5_ مدین سے مصر جاتے ہوئے حضرت موسی (ع) کے ہمراہ بکریاں تھیں کہ جنہیں آپ خود چراتے تھے_
ا ہش بہا علی غنمي
"غنم" یعنی بکریاں اور یہ کلمہ خود اپنے لفظ سے مفرد نہیں رکھتا اورایك بکری کو کہا جاتا ہے "شاۃ" (مصباح)_
6_ جس سرزمین میں حضرت موسی (ع) نے جانور رکھے ہوئے تھے اور انہیں چراتے تھے اس میں ایسے درخت تھے کہ جنکے پتے جانوروں کی غذا کیلئے مناسب تھے _
و ا ہش بہا علی غنمی
7_ حضرت موسی (ع) نے خداتعالی کے ساتھ ہم کلام ہونے کی فرصت کو غنیمت شمار کیا اور اس سے لذت اٹھا رہے تھے _
ما تلك ... قال ہی عصای ا توکؤا علیہا و ا ہش ... ولی فیہا ما رب ا خری
خدا تعالی کے سوال کے جواب میں جملہ "ہی عصای " کافی تھا لذا دیگر جملوں کا اضافہ کرنا حضرت موسی (ع) کے خدا کے ساتھ ہم کلام ہونے کے اشتیاق کو بیان کررہاہے_
8_ خداتعالی کی خواہش پر عمل کرنے میں تمام احتمالات کو انجام دینا ضروری ہے _
ما تلك ... ہی عصای ا توکؤا ... ولی فیہا مَارب ا خری
حضرت موسی (ع) کے "ہی عصاي" پر اکتفا نہ کرنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس جواب کے واضح ہونے نے حضرت موسی (ع) کو اس فکر میں ڈال دیا کہ شاید مقصود ڈنڈے کے فوائد ہوں اور اسی احتمال کی بناپر انہوں نے بعد والے جواب اپنی زبان پر جاری کئے_

اصول عملیہ:
اصالۃ الاحتیاط 8
شرعی ذمہ داري:

اس پر عمل کرنے کی کیفیت 8
خداتعالی :
اسکی موسی (ع) کے ساتھ گفتگو 7; اسکے ساتھ گفتگو کی لذت 7
ڈنڈا:
اسکے فوائد 4
عمل:
پسندیدہ عمل 4
موسی (ع) :
انکی بکریوں کی غذا 6; انکا ریوڑچرانا 5; انکا ڈنڈا 1; انکے ڈنڈے کے فوائد 2، 3; انکا قصہ 1، 5، 6; انکی بکریاں 5; انکی معنوی لذات 7; انکے جانور چرانے کی جگہ 6

قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَى (١٩)
ارشاد ہوا تو موسی اسے زمین پر ڈال دو (19)

1_ خداتعالی نے وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کو حکم دیا کہ اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکیں _
قال ا لقہا ی موسی
2_ خداتعالی کی حضرت موسی (ع) کے ساتھ گفتگو انکے ساتھ لطف و کرم اور را فت کے اظہار کے ہمراہ تھی _
ی موسی ... قال ا لقہا ی موسی
نام کا تکرار مخاطب کے ساتھ کامل محبت کے اظہار کی علامت ہے_ ان آیات کریمہ میں آیات کے محبت آمیز لہجے کے علاوہ خطاب الہی میں چند مرتبہ حضرت موسي(ع) کے نام کا تکرار ہوا ہے کہ جو خداتعالی کی انکے ساتھ خاص عنایت اور لطف کی علامت ہے _ -
----
خداتعالی :
اسکے اوامر 1; اسکی موسی (ع) کے ساتھ گفتگو 2
خداتعالی کا لطف:
یہ جنکے شامل حال ہے 2
موسی (ع) :
انکا ڈنڈے کو پھینکنا 1; انکے فضائل 2; انکا قصہ 1

فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى (٢٠)
اب جو موسی نے ڈال دیا تو کیا دیکھا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہا ہے (20)

1_ حضرت موسی (ع) نے حکم خداوندی سے اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکا _

فا لقی ہ
2_ پھینکے جانے کے بعد حضرت موسی (ع) کا ڈنڈا متحرك سانپ میں تبدیل ہوگیا _
فا لقی ہا فإذا ہی حیة تسعی
3_ حضرت موسی (ع) کے ڈنڈے کا پھینکاجانا اور اس کا سانپ میں تبدیل ہونا ایك ہی وقت میں تھا _
فإذا ہی حیة

"إذا" مفاجات كيلئے ہے اور پہلے اور بعد والے جملوں كے وقت كے ايك ہونے پر دلالت كرتا ہے _
4_ خداتعالى كا ڈنڈے كے بارے ميں حضرت موسى (ع) سے سوال آپ كو معجزه اور آيت دكھانے كيلئے آپكى ذہنى آمادگى اور ضرورى ما حول بنانے كى خاطر تھا _
و ما تلك بيمينك ... فا لقيہا فإذا ہى حية
خداتعالى كے جواب ميں حضرت موسى (ع) كا ڈنڈے كے قدرتى خواص كى وضاحت كرنا انكے ذہن ميں مناسب آمادگى پيدا كررہا ہے تا كہ ڈنڈے كى دو حالتوں كا موازنہ كرنے كے بعد اسكى نئي حالت كے معجزه ہونے كے بارے ميں انہيں كوئي شك نہ ہو _
5_ حضرت موسى (ع) كاڈنڈا سانپ ميں تبديل ہونے كے بعد جان ركھتا تھا اور اپنى مرضى سے اچھل كود كررہا تھا _
حية تسعى
خداتعالى نے بعد والى آيات ميں حضرت موسى (ع) اور جادوگروں كے مقابلہ كى داستان ميں جادوگروں كے بارے ميں فرمايا ہے_ "يخيّل إليہ من سحرہم ا نہا تسعى " اس كا "تسعى " (جو اس آيت ميں ہے) كے ساتھ مقابلہ كرنے سے حضرت موسى (ع) ڈنڈے كى حركت كے حقيقى ہونے كاپتا چلتا ہے_

خداتعالى :
اسكے سوال كا فلسفہ 4
ڈنڈا:
اس كا سانپ ميں تبديل ہونا 2، 3، 5
موسى (ع) :
انكا ڈنڈے كو پھينكنا 1; ان ميں آمادگى پيدا كرنا 4; ان سے سوال 4; انكے ڈنڈے كا تبديل ہونا 2; انكا شرعى ذمہ دارى پر عمل 1; انكا قصہ 1، 2; انكا معجزه 4; انكے ڈنڈے كى خصوصيات 2، 3، 5

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى (٢١)
حكم ہوا كہ اسے لے لو اور ڈرو نہيں كہ ہم عنقريب اسے اس كى پرانى اصل كى طرف پلٹاديں گے (21)

1_ خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كو حكم ديا كہ سانپ بننے والے ڈنڈے كو بغير كسى خوف كے زمين سے اٹھاليں _
قال خذہا ولا تخف
2_ موسى (ع) سانپ بن جانے والے ڈنڈے كو پكڑنے سے ڈرر ہے تھے _
قال خذہا ولا تخف
3_ خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كواطمينان دلاياكہ سانپ بن جانے والا ڈنڈا پكڑنے كے بعد اپنى اصلى حالت پر پلٹ جائيگا _
ولا تخف سنعيدہا سيرتہا الا ولى
"سيرة" كا اصل معنى ہے "سير" (چلنے) كى حالت ليكن مجازاً ہر صفت اور حالت پر بولا جاتا ہے_ جملہ "سنعيدہا سيرتہا" ميں "الي" مقدر ہے او راسكے حذف ہونے كى وجہ سے يہ كلمہ منصوب بنزع الخافض ہوگيا ہے يعنى " سنعيدہا إلى سيرتہا"

یا "سنعید إلیہا سیرتہا" _
4_ حضرت موسی (ع) کے ڈنڈے کا سانپ بننا اور پھر اس کا پہلی حالت پر پلٹ آنا، ارادہ خداوندی سے تھا _
سنعیدہ
5_ لوگوں کی آنکھوں سے دور اور وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کو معجزہ دکھانا انہیں لوگوں کے سامنے معجزہ پیش کرنے کیلئے زیادہ آمادہ ہونے اور تجربے کی خاطر تھا _*
ا لقہا ... خذہا ولاتخف
6_ معجزے کے قدرتی اور فطری امور کے ساتھ مرتبط اور وابستہ ہونے کا امکان _
ا لقہا ... فإذا ہی حیة ... خذہا ... سنعیدہا سیرتہا الأولی
ڈنڈے کے سانپ بننے کو اسکے پھینکنے پر تفریع کي

گیا ہے اور پھر سانپ کے ڈنڈا بننے کو اسے حضرت موسی (ع) کے پکڑنے پر_اس مرحلہ بندی سے مذکورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے _
7_ غیر خدا سے ڈرنا مقام نبوت کے منافی نہیں ہے _
لا تخف
8_ مادی چیزیں خداتعالی کے اذن وارادے سے اپنی موجودہ حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہوسکتی ہیں _
سنعیدہا سیرتہا الأولی
خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کے ڈنڈے کی پہلی حالت کو "سیرتہا الأولی " سے تعبیر کیا ہے_ اور "سیرتہا الا صلیة" یا "سیرتہا الحقیقیة " و غیرہ کی تعبیرات کے بجائے اس تعبیر کا انتخاب بتاتا ہے کہ مادہ پر آنے والی شکلوں میں سے کوئي بھی اصل نہیں ہے بلکہ مادہ مختلف شکلوں اور حالتوں کی طرف تبدیل ہونے کے قابل ہے _

انبیاء:
انکا خوف 7
خوف:
موسی (ع) کے ڈنڈے سے خوف 2
خداتعالی :
اسکے ارادے کے اثرات 4، 8; اسکے اوامر
وادی طوی :
اس میں معجزے کا فلسفہ 5
ڈنڈا:
اس کا سانپ بننا2; اسکے سانپ بننے کا سرچشمہ 4
قدرتی عوامل:
ان کا کردار 6
سانپ:
اس کا ڈنڈا بننا 3;اسکے ڈنڈا بننے کا سرچشمہ 4
معجزہ:
اس میں مؤثر عوامل 6
موجودات:
انکے تبدیل ہونے کا سرچشمہ 8
موسی (ع) :
انکو اطمینان دلانا 3; ان میں آمادگی پیدا کرنا 5; انکا خوف 2; انکا ڈنڈا 4، 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 5; انکا ڈنڈا پکڑنا 1، 3

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاء مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى (٢٢)
اور اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر بغل میں کرلو یہ بغیر بیماری کے سفید ہوکر نکلے گا اور یہ ہماری دوسری نشانی ہوگی (22)

1_ خداتعالی نے موسی (ع) کو وادی طوی میں حکم دیا کہ اپنا ہاتھ اپنی بغل کے نیچے لے جائیں اور باہر نکال کر ایک اور معجزے سے آشناہوں _
واضمم يدك إلى جناحك ... اية ا خرى
"جناح" ہاتھ، بازو، بغل کے نیچے، اور پہلو کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (قاموس) فعل "تخرج"قرینہ ہے کہ آیت کریمہ میں "جناح" سے مراد " بغل کے نیچے" ہے کیونکہ بازو اور پہلو سے ہاتھ کے دور ہونے کو "خروج" نہیں کہا جاتا_
2_ حضرت موسی (ع) کا بازو بغل کے نیچے رہنے کے بعد جب باہر آتا تو اس کا رنگ تبدیل جاتا اور سفید تھا_
تخرج بيضاء
3_ حضرت موسی (ع) کے ہاتھ کی سفیدی ایسی تھی کہ جو نقص، بیماری اور برص شمار نہیں ہوتی تھی _
تخرج بيضاء من غير سوء
کلمہ "سوئ" ہر آفت اور درد کیلئے استعمال ہوتا ہے اور برص سے بھی کنایہ ہوتا ہے (لسان العرب)_
4_ سفید ہاتھ اور ڈنڈے کا سانپ بننا،حضرت موسی (ع) کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے دو معجزے _
فا لقى ہا فإذا ہى حيّة تسعى ... و اضمم يدك ... اية ا خرى
"آية"(علامت) "تخرج" کے فاعل کیلئے حال ہے اور بعد والی آیات کہ جن میں فرعون کو ہدایت کرنا حضرت موسی (ع) کے ذمے قرار دیا گیا ہے_ کے قرینے سے "آیة" سے مراد انکی رسالت کی علامت ہے _

خداتعالی :
اسکے اوامر 1
موسی (ع) :
انکی نبوت کے د لائل 4; انکا عصا 4; انکا قصہ1; انکا معجزہ 1، 2، 4; آپ وادی طوی میں 1; ان کے سفید ہاتھ کی خصوصیات 3; انکا سفید ہاتھ 1، 2، 4

لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى (٢٣)
تا کہ ہم تمھیں اپنی بڑی نشانیاں دکھا سکیں (23)

1_ وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کو ڈنڈے اور سفید ہاتھ کے معجزوں کا دکھانا آپ کیلئے خداتعالی کے بعض بڑے معجزات نمایاں کرنے کیلئے تھا _
لنريك من اى تنا الكبرى
"لنريك" اس فعل کے متعلق ہے جو "آية ا خرى " سے انتزاع ہوتا ہے یعنی آیت لائے لاتے ہیں تاکہ ... "من" تبعیض کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ مراد بعض بڑی آیات الہی کا دکھانا ہے _
2_ خداتعالی بڑی اور فراوان نشانیاں اور معجزات رکھتا ہے کہ جن میں سے صرف بعض اس نے وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کو دکھائیں _
من ء اى تنا الكبرى
دلالت کرتا ہے کہ خداتعالی قسم و قسم کی آیات اور نشانیاں رکھتا ہے کہ سفید ہاتھ اور ڈنڈے والا معجزہ انکی اعلی اقسام کے نمونے ہیں_
3_ انبیاء کے ہاتھوں معجزے کا معرض وجود میں آنا خداتعالی کے اختیار اور اس کے ارادے کے ساتھ ہے _

لنريك
فعل "نريك" كا جمع ہونا يا تعظيم كيلئے ہے اور يا ان واسطوں كے كردار كو بيان كررہا ہے جو فرمان الہى كو عملى كرتے ہيں_
4_ حضرت موسى (ع) كے ڈنڈے اور سفيد ہاتھ والے معجزے عظيم ترين معجزات الہى اور خدا كى نشانيوں كے دو نمونے ہيں _
لنريك من ء اى تنا الكبرى
5_ حضرت موسى (ع) كا ڈنڈے اور سفيد ہاتھ والا معجزہ

مستقبل ميں انہيں اس سے بڑے معجزے دكھانے كا ايك پيش خيمہ تھا_
لنريك من ء ايتنا الكبرى
چونكہ اس سے پہلى آيت ميں سفيد ہاتھ اور ڈنڈے كا تذكرہ ہوچكا ہے اسلئے ممكن ہے كہا جائے كہ "النريك" ايك نئي بات بيان كررہا ہے اور موسى (ع) كو وعدہ دے رہا ہے كہ يہ دو معجزے ايك پيش خيمہ تھے تا كہ مستقبل ميں آپ كو اس سے بڑے معجزے دكھائے جائيں_
6_ كوہ طور ميں معجزے كا اظہار حضرت موسى (ع) كے دل كى تسكين كيلئے تھا _
لنريك
موسى (ع) كو معجزہ دكھانانہ صرف انہيں فرعون كے مقابلے ميں مسلح كررہا تھا "النريك" قرينہ ہے كہ خود انكے اپنے اطمينان اور علم ميں بھى اضافہ كررہا تھا _

آيات خدا: 2
خداتعالى :
اسكے ارادے كے اثرات 3
معجزہ:
اسكے درجے 1، 2، 4; اس كا سرچشمہ 3
موسى (ع) :
انكے معجزے كے اثرات 6; انكے ڈنڈے كى اہميت 4; ان كے سفيد ہاتھ كى اہميت 4; انكے اطمينان كے عوامل 6; انكا قصہ 1; انكا ڈنڈے والا معجزہ 5; انكا معجزہ 1، 4، 5; انكا سفيد ہاتھ والا معجزہ 5; انكے ڈنڈے كا كردار 1; انكے سفيد ہاتھ كا كردار 1

اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى (٢٤)
جاؤ فرعون كى طرف جاؤ كہ وہ سركش ہوگيا ہے (24)

1_ فرعون، خداتعالى كے مقابلے ميں سركش اور طغيان گر تھا _
اذہب إلى فرعون إنّہ طغى
حضرت موسى (ع) كى رسالت قرينہ ہے كہ فرعون كے طغيان سے مراد، خداتعالى كے مقابلے ميں اسكى سركشى ہے_

2_ خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كو فرعون كى طرف جانے اور اسے سركشى سے روكنے كا حكم ديا _
اذہب إلى فرعون إنہ طغى
3_ حضرت موسى (ع) كے ڈنڈے كا تبديل ہونا اور انكا سفيد ہاتھ فرعون كى ہدايت كيلئے دو معجزے اور نشانياں _
ء اية اخري ... اذہب الى فرعون
4_ سركش حكمرانوں كا سامنا كرنے كيلئے لازمى چيزوں كى فراہمى ضرورى ہے _

ء اية ا خرى ... اذہب إلى فرعون إنّہ طغى
5_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا انبیاء کی رسالت کا اعلی ترین پروگرام ہے _
اذہب إلى فرعون إنہ طغى
6_ سرکشی بہت ہی ناروا خصلت ہے اور سرکشی کرنے والے راہ خدا کے مقابلے میں کھڑے ہیں _
اذہب إلى فرعون إنّہ طغى
7_ سرکشی ،سرکش لوگوں اور انکے اصلی عوامل کا مقابلہ ضروری ہے _
اذہب ... إنّہ طغى
8_ خودسازی دوسروں کی ہدایت کرنے پر مقدم ہے _
فاعبدنی و ا قم الصلوة ... فلایصدّنّك ... اذہب إلى فرعون إنّہ طغى

اخلاق:
پست اخلاق 6
انبیاء:
انکی اہم ترین رسالت 5
تبلیغ:
اسکی اہمیت 8
تذکیہ:
اسکی اہمیت 8
خداتعالی :
اسکے اوامر 2; اسکے دشمن 6
سرکشی :
اس کا ناپسندیدہ ہونا 6
سرکشی کرنے والے :
انکا مقابلہ کرنے کی اہمیت 7; انکی دشمنی 6; انکے ساتھ مقابلے کی روش 4; انکے ساتھ مقابلہ کرنا 5
فرعون:
اس کے لئے خدا کی نشانیاں 3; اسکی ہدایت کا پیش خیمہ 3; اسکی صفات 1; اسکی سرکشي1; اسکی نافرمانی 1; اسکی سرکشی سے ممانعت 2
موسی (ع) :
انکی رسالت 2; انکے ڈنڈے کا تبدیل ہونا3_ انکا قصہ 2; انکے ڈنڈے کا کردار 3; انکے سفید ہاتھ کا کردار 3

52

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (٢٥)
موسی نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کردے (25)

1_ حضرت موسی (ع) اپنی رسالت کو انجام دینے اور فرعون کو سرکشی سے روکنے کیلئے بارگاہ خداوندی میں دعا کے ساتھ اپنے لئے شرح صدر کے خواہاں ہوئے _
اذہب ... قال ربّ اشرح لی صدري
سینے کی کشادگي، بردباری اور اپنے کنٹرول اور اختیار کو نہ چھوڑنے سے کنایہ ہے _
2_ حضرت موسی (ع) اپنی رسالت کی ذمہ داری کے سنگین ہونے اور فرعون کی ہدایت کی دشواری کی طرف متوجہ تھے _
اذہب ... قال ربّ اشرح لی صدري

حضرت موسی (ع) کو رسالت کیلئے منصوب کرنے اور انہیں فرعون کی طرف جانے کا حکم دینے کے بعد انکا خداتعالی سے شرح صدر کی درخواست کرنااس چیز کی علامت ہے کہ آپ (ع) اس راہ کو طے کرنے کیلئے مشکلات و موانع اور لازمی روحانی ضروریات کی طرف مکمل توجہ رکھتے تھے_
3_ سرکشوں کی راہنمائي ،ہدایت اور پیغام الہی کی تبلیغ کیلئے شرح صدر اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے _
اذہب ... قال ربّ اشرح لی صدري
4_ شرح صدر انبیاء الہی اور دینی مبلغین اور رہبروں کیلئے اہم ترین اور لازمی خصوصیات میں سے ايك ہے _
قال ربّ اشرح لی صدري
حضرت موسی (ع) نے دیگر چیزوں کے طلب کرنے پر شرح صدر کو مقدم کیا ہے یہ چیز اسکے الہی ذمہ داری کے انجام پانے میں اہم کردار کی علامت ہے _
5_ شرح صدر خداتعالی کا عطیہ ہے اور اس کا سرچشمہ خداتعالی کا مقام ربوبیت ہے _
قال ربّ اشرح لی صدري

6_ خداتعالی کی ربوبیت کو یادکرنا اور مقدس نام "رب" کو زبان پر لانا اسکی بارگاہ میں دعا کے آداب میں سے ہے _
قال ربّ اشرح لي
7_ وادی طوی میں حضرت موسی (ع) نے خداتعالی سے چاہا کہ اسے حقیقت کو قبول کرنے والا قرار دے اور الہی پیغام کے دریافت کرنے کیلئے اسکی طاقت میں اضافہ فرمائے _
ربّ اشرح لی صدري
شرح صدر کا مطلب ہے حق کو قبول کرنے کیلئے سینے میں گنجائشے پیدا کرنا_ (لسان العرب) صدراور قلب، انسان کے نفس سے کنایہ ہے کہ جو فہم و درك رکھتا ہے اور کہتے ہیں صدر ،قلب سے عام ہے کیونکہ یہ عقل و علم کے علاوہ انسان کی قوتوں کو بھی شامل ہے (مفردات راغب) _
8_ نبوت اور وحی کو دریافت کرنے کیلئے وسیع ظرف اور کشادہ سینے کی ضرورت ہوتی ہے _
قال رب اشرح لی صدري
9_ دعا، انبیا کی تربیت و راہنمائي میں بنیادی کردار رکھتی ہے _
رب اشرح لی صدري

انبیاء (ع) :
انکی خصوصیات 4
تبلیغ :
اسکی روش 3; اس میں شرح صدر 3
تربیت:
اس میں مؤثر عوامل 9
تکامل:
اسکے عوامل 9
حق پرستي:
اسکی درخواست 7
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کے اثرات 5; تعلیمات خدا کے فہم کی درخواست 7; اسکے عطیے 5
دعا:
اسکے اثرات 9; اسکے آداب 6
دینی راہنما:
انکی خصوصیات 4

شرح صدر:
اسکے اثرات 8; اکی اہمیت 4; اسکی درخواست 1; اس کاسرچشمہ 5
سرکشی کرنے والے :

54
انکی اہمیت 3
فرعون:
اسکی ہدایت کا سخت ہونا 2; اسکی سرکشی 1
مبلغین:
انکی خصوصیات 4
موسی (ع) :
انکی دعا1، 7; انکی رسالت کی سنگینی 2; انکا قصہ 1، 7
نبوت:
ا س کا سرچشمہ 8
وحي:
اس کا سرچشمہ 8
ہدایت:
اسکی روش 3
یادکرنا:
ربوبیت خدا کو یاد کرنا 6

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (٢٦)
میرے کام کو آسان کردے (26)

1_ حضرت موسی (ع) اپنی رسالت کی انجام دہی کیلئے توفیق اور راستہ ہموار ہونے کے خواہاں تھے _
ویسّرلی ا مري
2_ حضرت موسی (ع) اپنی رسالت کی دشواریوں اور فرعون کی ہدایت کے مشکل ہونے سے آگاہ تھے _
و یسّرلی ا مري
3_ بڑے اور مشکل کاموں کے راستے کو آسان کرنا اور انکے انجام کی توفیق فراہم کرنا خداوند متعال کے ہاتھ میں ہے_
ویسّرلی ا مري
4_ انبیاء کے تبلیغی پروگراموں کو آسان کرنا خداوند متعال کی ربوبیت اور اہداف رسالت کو آگے بڑھانے کیلئے اسکی طرف سے خاص توجہ کا جلوہ ہے_
رب ... یسّرلی ا مري
5_ تبلیغ دین کی مشکلات کے آسان ہونے میں دعا کا بنیادی کردار ہے _

55
ويسّرلی ا مري
6_زندگی كے امور كے آسان ہونے كيلئے دعا كرنا ايك مطلوب امر ہے _
ويسّرلی ا مري
ہوسكتا ہے "ا مري" سے مراد زندگی كے تمام امور ہوں_

انبياء (ع) :
انكی مشكلات كو آسان كرنے كا سرچشمہ 4
تبليغ:
سكی مشكلات كو آسان كرنا 5
خداتعالی :
اسكی ربوبيت كی نشانياں 4; اس كا كردار ادا كرنا 3
دعا:
اسكے اثرات 5، 6
سختي:
اسكے آسان كرنے كی درخواست 1; اسكے آسان كرنے كا سرچشمہ 3; اسكے آسان كر نے كا پيش خيمہ 6
فرعون:
اسكی ہدايت كا مشكل ہونا 2
موسی (ع) :
انكی دعا1; انكی رسالت كا مشكل ہونا 2; انكا علم 2; انكی رسالت كی مشكلات 2

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي (٢٧)
اور ميری زبان كی گرہ كو كھول دے (27)

1_ رسالت سے پہلے حضرت موسی (ع) كی زبان ميں لكنت تھی _
و احلل عقدة من لساني
2_ حضرت موسی (ع) نے وادی طوی ميں خداتعالی سے درخواست كی كہ اسكی زبان كی لكنت كم كردے اور اسكی سخن كو واضح كردے _

56
و احلل عقدة من لساني
"عقده" نكره ہے اور لكنت كی ہر مقدار پر صدق كرتا ہے_ "من لساني" ميں "من" ہوسكتا ہے تبعيض كيلئے ہو يعنی "عقدة كائنة من عُقَد لساني"_ يہ سب حكايت كررہا ہے كہ حضرت موسی (ع) كا مطلب اپنی زبان كی لكنت كی ايك مقدار كا دور ہونا تھا اور بعد والی آيت كريمہ بھی قرينہ ہے كہ انكا ہدف اتنی مقدار كا دور ہونا تھا كہ جو انكی كلام كے قابل فہم ہونے ميں كمك كرے_
3_ كلام،ا نبياء كا ايك آلہ اور ذريعہ ہے منحرفين اور سركشوں كا مقابلہ كرنے كيلئے _
و احلل عقدة من لساني
4_ زبان كی گويائي اور سخن كی روانی كا تبليغ دين اور ہدايت كرنے ميں مؤثر كردار ہے_
و احلل عقدة من لساني
5_ خداتعالی ،امراض او رموجودات كے ہر قسم كے نقص و عيب كو دور كرنے پر قادر ہے _
و احلل عقدة من لساني
6_ دعا، انسان كی بيماريوں اور آسيب كی شفا ميں مؤثر ہے _

و احلل عقدة من لساني
کہاگیاہے کہ حضرت موسی (ع) نے بچپن میں آگ اپنے منہ کے اندر لے جا کر اپنی زبان پر رکھ لی تھی کہ جسکے نتیجے میں آپ کی زبان میں لکنت آگئي تھي_

انبیاء:
انکے مقابلے کا ذریعہ 3
بلاغت:
اس کا کردار 4
بیماري:
اسکی شفا کے عوامل 6; اسکے دور ہونے کا سرچشمہ 5
تبلیغ:
اس مینمؤثر عوامل 4
خداتعالی :
اسکی قدرت 5
دعا:
اسکے اثرات 6
سخن:
اس کا کردار 3
سرکش لوگ:
ان کا مقابلہ کرنے کی روش 3
فصاحت:
اسکے اثرات 4

گمراہ لوگ:
انکا مقابلہ کرنے کی روش 3
موجودات:
انکے عیب کو دور کرنے کا سرچشمہ 5; انکے نقص کے دور کرنے کا سرچشمہ 5
موسی (ع) :
انکی دعا 2; انکی صفات 1; انکی زبان کی لکنت 1، 2

يَفْقَهُوا قَوْلِي (٢٨)
کہ یہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (28)

1_ اپنی زبان کی لکنت کے ٹھیك ہونے کیلئے بارگاہ خداوندی میں حضرت موسی (ع) کی دعا کا ہدف انکی سخن کا لوگوں کیلئے قابل فہم ہونا تھا _
واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي
2_ حضرت موسی (ع) ،فرعون کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو اسکے حامیوں کے ایك گروہ کے مقابلے میں دیکھ رہے تھے اور انکی راہنمائي کیلئے کسی چارے کی تلاش میں تھے _
اذہب إلی فرعون ... يفقہوا قولي
باوجود اس کے کہ رسالت والے حکم میں صرف فرعون کا نام تھا لیکن حضرت موسی (ع) اپنی سخن کو سننے والے زیادہ افراد کی پیشین گوئي کررہے تھے اسی لئے انہوں نے صیغہ جمع "يفقهوا" استعمال کیا_

3_ حضرت موسى (ع) نے لوگوں كى جہالت كو فرعون كى سركشى كى بنياد قرار ديا _
يفقہوا قولي
حضرت موسى (ع) كا فرعون كى سركشى كا مقابلہ كرنے كيلئے اسكے حاشيہ نشينونكو آگاہ كرنے پر انحصار كرنا بتاتا ہے كہ حضرت موسى (ع) فرعون كى كاميابى كى جڑ اسكے حاشيہ نشينونكى جہالت ميں سمجھتے تھے_
4_ مبلغين دين كيلئے ضرورى ہے كہ وہ اس طرح بات كريں كہ لوگ انكى بات كو سمجھيں اور اسے درك كرسكيں _
يفقہوا قولي

5_ دين كے مبلغين كيلئے ضرورى ہے كہ وہ لوگوں كو دين كے حقائق سمجھانے كيلئے ضرورى ان وسائل كو فراہم كرنے كى كوشش كريں _
يفقہوا قولي

بنى اسرائيل:
انكى جہالت كے اثرات 3
تبليغ:
اسكے ذريعے كى اہميت 5; اس ميں بلاغت 4; اسكى روش 4
فرعون:
اسكى سركشى كا پيش خيمہ 3
فرعون كے حاشيہ نشين:
انكى ہدايت 2
مبلغين:
انكى ذمہ دارى 4، 5
موسى (ع) :
آپ كى سوچ3; آپكى پيشين گوئي 2; آپكى تبليغ كى روش 2; آپكى دعا كا فلسفہ 1; آپكا قصہ2; آپكى زبان كى لكنت 1; آپ اور فرعون 2

وَاجْعَل لِّي وَزِيراً مِّنْ أَهْلِي (٢٩)
اور ميرے اہل ميں سے ميرا وزير قرار ديدے (29)

1_ حضرت موسى (ع) ،فرعون كى ہدايت و راہنمائي كيلئے اپنى الہى رسالت كو انجام دينے كى خاطر اپنے لئے ايك وزير اور معاون كى ضرورت محسوس كررہے تھے _
و اجعل لى وزير
وزير اسے كہا جاتا ہے جو اپنے كمانڈر كى سنگين ذمہ داريوں كو اپنے كندھے پر لے لے (مفردات راغب) _
2_ حضرت موسى (ع) ،خداتعالى سے خواہاں ہوئے كہ ان كے خاندان سے انكا وزير اور خليفہ معين كرے _
و اجعل لى وزيراً من ا هلي
3_ ضرورى ہے كہ رہبر و سرپرست كا خليفہ و وزير اس كا قابل اعتماد ہو _
و اجعل لى وزيراً من ا هلي
بعد والى آيات ميں جملہ "إنّك كنت بن

بصيراً" بتاتا ہے كہ حضرت موسى (ع) كا اس بات پر انحصار كرنا كہ انكا وزير ان كے خاندان سے ہو اس وجہ سے تھا كہ آپ اپنے خاندان كے اس مقام كے لائق ہونے سے مطلع تھے _

4_ ضروری ہے کہ انبیاء کے وزیر اور خلیفہ کی تعیین خداتعالی کی اجازت اور اسکے نصب کرنے سے ہو_
و اجعل لی وزیراً من ا ہلي
حضرت موسی (ع) کا اپنے وزیر کی تعیین کیلئے خداتعالی سے درخواست کرنا بتاتا ہے کہ اگر انبیاء کو خلیفہ اور وزیر کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ وہ پروردگار کے اذن سے ہو اور اسکی طرف سے منصوب ہو_
5_ الہی پیغام کو پہچانے میں حضرت موسی (ع) کی ہمراہی کیلئے آپ کے خاندان میں لائق افراد موجود تھے_
و اجعل لی وزیراً من ا ہلي
حضرت موسی (ع) نے اپنی درخواست میں پہلے ہارون کا نام ذکر نہیں کیا بلکہ کلی طور پر اپنے خاندان سے اپنے وزیر کی درخواست کی اس سے پتاچلتا ہے_
حضرت موسی (ع) اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی اس کام کے لائق سمجھتے تھے ورنہ شروع سے ہی اپنی درخواست میں حضرت ہارون کا نام ذکر کرتے _

انبیاء (ع) :
انکے وزیر کے منصوب کرنے کا سرچشمہ 4
خداتعالی :
اسکے اذن کے اثرات 4
فرعون:
اسکی ہدایت 1
خلیفہ:
اس پر اعتماد 3
موسی (ع) :
انکا خاندان 2; انکی دعا 2; انکے خاندان کے فضائل5; انکی ضروریات 1; انکا وزیر 1، 2; انکا ہدایت کرنا 1
وزیر:
اس پر اعتماد 3; اسکی شرائط 3

60

هَارُونَ أَخِي (٣٠)
ہارون کو جومیرا بھائي بھی ہے (30)

1_ ہارون، حضرت موسی (ع) کے بھائي تھے اور آپ کو ہارون پر مکمل اعتماد تھا _
و اجعل لی وزیراً من ا ہلیہارون ا خي
2_ حضرت ہارون ،وزارت و خلافت کیلئے حضرت موسی (ع) کی طرف سے نامزد _
و اجعل لی وزیراً من ا ہلیہارون ا خي
کلمہ "ہارون" ،"وزیراً " کیلئے بدل اور کلمہ -"ا خي"، "ہارون" کیلئے عطف بیان ہے _

موسی (ع) :
آپ کا بھائي 1; آپکا وزیر 2
ہارون:
ان پر اعتماد 1; انکے فضائل 1، 2

اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي (٣١)
اس سے میری پشت کو مضبوط کردے (31)

1_ حضرت موسی (ع) نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ ہارون کو انکا مددگار اور پشت پناہ قرار دے _
اشدد بہ ا زري
"ا زر" قوت، پشت نیز ضعف کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) اور آیت کریمہ میں ان میں سے ہر معنے کا احتمال ہے اور

61
ممکن ہے حضرت موسی (ع) کا مطلوب ، طاقت میں اضافہ کرنا ، پشت پناہ کا ہونا یا انکی کمزوری کا تدارك کرنے والا اور انہیں طاقت بخشنے ولاہو _
2_ حضرت موسی (ع) ، ہارون کی خلافت کو اپنی ذمہ داری کی انجام دہی کیلئے اپنی قوت میں اضافے کا باعث سمجھتے تھے _
ہارون ا خي اشدد بہ ا زري
3_ پیش نظر اہداف کو آگے بڑھانے کیلئے دوسرے لوگوں کی خدمات کے ثمربخش ہونے میں دعا مؤثر ہے _
اشدد بہ ا زري
حضرت موسی (ع) کی خداتعالی سے یہ درخواست تھی کہ ہارون کو انکی طاقت کا ذریعہ قرار دے ایسی درخواست سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسی (ع) سمجھتے تھے کہ ہارون کی کوشش کے ثمر بخش ہونے کیلئے انکی دعا اثر رکھتی ہے _
4_ تمام علل و اسباب ،خداتعالی سے وابستہ ہیں _
اشدد بہ ا زري
حضرت موسی ،(ع) ہارون سے مددلینے کو بھی خداتعالی سے طلب کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام علل و اسباب، صرف خداتعالی کی منشاء سے موثر ہیں _
5_ طاقت اور مضبوطي، انبیاء الہی اور سرکشوں کا مقابلہ کرنے والے رہبروں کیلئے لازمی شرط ہے _
اشدد بہ ا زري
6_ لائق رہبروں کی تقویت اور انکی کمزوریوں کو دور کرنا کام کے آگے بڑھنے کی لازمی شرط ہے _
و اجعلی لی وزیراً ... ا شدد بہ ا زري

پیش رفت:
اسکے عوامل 6
خدمات:
دوسروں کی خدمات کے مؤثر ہونے کے عوامل 3
دعا:
اسکے اثرات 3
انبیاء الہي:
انکی طاقت 5
دینی راہبر:
انکی طاقت 5

سرکشی کرنے والے :
انکے مقابلے کی شرائط 5
منتظمین:
انکی تقویت کے اثرات 6
موسی (ع) :

62
آپ کی سوچ 2; آپ کی دعا 1; آپکی تقویت کے
عوامل 1، 2
ہارون:
انکی وزارت کے اثرات 2; انکا کردار ادا کرنا 1
یادکرنا:
قدرتی عوامل کے وابستہ ہونے کو یاد کرنا 4

وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي (٣٢)
اسے میرے کام میں شریك بنادے (32)

1_ حضرت موسی (ع) نے خداتعالی سے درخواست کی کہ فرعون کو پیغام الہی پہچانے کیلئے ہارون کو انکا شریك قرار دے _
ہرون ا خي ... و ا شرکہ فی ا مري
حضرت موسی (ع) نے جس شراکت کی درخواست کی تھی اس سے مراد یہ ہے کہ فرعون اور اسکے حاشیہ نشینوں تك پیغام الہی پہچانے کیلئے ہارون انکے شریك ہوں نہ وحی کے دریافت کرنے میں کیونکہ حضرت موسی (ع) کو اس میں تنہا ہونے سے کوئي خوف نہیں تھا _
2_ انبیاء (ع) کو خداتعالی سے اپنے وزیر اور خلیفہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہے _
و اجعل لی وزیراً ... و ا شرکہ فی ا مري
3_ ایك وقت میں اور ایك مشترکہ ذمہ داری کیلئے دو انبیاء کی بعثت ممکن ہے _
و ا شرکہ فی ا مري
کہا گیا ہے "ا مري" سے مراد نبوت ہے اور جملہ "ا شرکہ فی ا مري"،" و اجعل لی وزیراً" سے بڑی درخواست ہے_ یعنی حضرت موسی (ع) نے خلافت کی درخواست کے بعد خداتعالی سے خواہش کی کہ فرعونیوں کو ڈرانے کیلئے ہارون کو بھی نبوت عطا فرمائے تا کہ وہ اس رسالت میں موسی (ع) کے شریك ہوں_
4_ جناب ہارون کو نبوت عطا کرنے میں حضرت موسی (ع) نے وساطت کی _
و ا شرکہ فی ا مري
5_ رسالت مینجناب ہارون کی نسبت حضرت موسی کا اصل ہونا _
و ا شرکہ فی ا مري

63
6_ دعا، دوسروں کے رشد و تکامل میں مؤثر ہے _
و ا شرکہ فی ا مري

انبیاء (ع) :
انکی درخواست 2; انکا شریك 2; انکا ایك وقت میں ہونا 3
تکامل:

اسکے عوامل 6
دعا:
اسکے اثرات 6
موسی (ع) :
آپکی نبوت کی اہمیت 5; آپکی دعا 1; آپکی رسالت کا شریك 1; آپکا قصہ 1; آپکا مقام 5; آپکا کردار ادا کرنا 4
ہارون (ع) :
آپکی نبوت کا پیش خیمہ 4; آپکا قصہ 1; آپکا مقام 5; آپکی نبوت 5; آپکا کردار ادا کرنا 1

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيراً (٣٣)
تا کہ ہم تیری بہت زیادہ تسبیح کرسکیں (33)

1_ حضرت موسی ،(ع) مشرکین کی باطل افکار سے خداتعالی کی مکرر برائتیں اور کثیر تسبیح کو جناب ہارون کے اپنے ہمراہ ہونے میں سمجھتے تھے _
کی نسبّحك کثیر
حضرت موسی (ع) کو جو فرعون کی ہدایت کیلئے ما مور کیا گیا تھا یہ قرینہ ہے کہ تسبیح سے مراد خداتعالی کے شریك رکھنے اور اسکی ربوبیت اور الوہیت میں کسی قسم کی محدودیت سے اسکی تنزیہ ہے "نسبّحك" کا فاعل موسی (ع) اور ہارون ہیں اور "کی نسبّحك" آخری جملوں کی علت کا بیان ہے کہ جن میں حضرت موسی (ع) کی طرف سے ہارون کی ہمراہی کی درخواست کا تذکرہ ہے یعنی جناب ہارون کی پشت پنا ہی سے دعوت توحید کہ جو خداتعالی کے شریك رکھنے سے منزہ ہونے پر مشتمل ہے آگے بڑھے گی _
2_ حضرت موسی (ع) مشرکین کے مقابلے میں خداتعالی کی تسبیح و تنزیہ کیلئے اپنے آپ کوشرح صدر اور واضح بیان کا ضرورت مندمحسوس کرتے تھے _
رب اشرح لی ... کی نسبّحك کثیر

ہوسکتا ہے "کی نسبّحك" حضرت موسی (ع) کی تمام درخواستوں کی علت کا بیان ہو کہ جن میں شرح صدر اور زبان کی لکنت کے کم ہونے کی درخواست بھی شامل ہے حضرت موسی (ع) چاہتے تھے کہ خداوند عالم کے بارے میں گمراہ لوگوں کے توہمات کو رد کرنے کیلئے لازمی توان رکھتے ہوں _
3_ عام لوگوں کا خداتعالی کی تنزیہ کی طرف متوجہ ہونا حضرت موسی (ع) اور ہارون کی رسالت کے اہداف میں سے تھا_
يفقہوا قولي ... کی نسبّحك کثیر
ممکن ہے کثرت تسبیح سے مراد تسبیح کرنے والوں کی کثرت ہو تو اس صورت میں "نسبّحك" کا فاعل صرف حضرت موسی اور ہارون نہیں ہوں گے _
4_ خداتعالی کی زیادہ تسبیح کرنا اور اسے ہر قسم کے نقص و شرك سے منزہ سمجھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے_

تسبیح:
تسبیح خدا کی اہمیت 1، 3; تسبیح خدا کی فضیلت 4
خداتعالی :
اسکی تنزیہ کی فضیلت 4
مشرکین:
انکے شرح صدر کے اثرات 2; انکی فصاحت کے اثرات 2; انکی نبوت کے اہداف 3; انکی تسبیح 1; انکی تسبیح کا پیش خیمہ 2;انکی کوشش کا فلسفہ 1; انکا ہدایت کرنا 2
ہارون(ع) :

انکی نبوت کے اہداف 3; انکی تسبیح 1; انکی وزارت کا فلسفہ 1

وَنَذْكُرَكَ كَثِيراً (٣٤)
اور تیرا بہت زیادہ ذکر کرسکیں (34)

1_ حضرت موسی (ع) کی طرف سے ہارون کیلئے نبوت و رسالت کے مطالبے کا ہدف ،خداتعالی کے ذکر اور اسکی مکرر حمد و ثنا کیلئے زیادہ فرصت حاصل کرنا تھا _
و ا شركہ فی ا مری ... و نذكرك كثيراً کی نسبّحك كثير
2_لوگوں کے درمیان خداتعالی کی یاد کا کثرت سے پھیلنا حضرت موسی و ہارون کے اہداف میں سے تھا_
يفقہوا قولي ... و نذكرك كثير

3_ حضرت موسی (ع) اپنی خوش بیانی اور شرح صدر کو خداتعالی کی کثیر یاد کیلئے موقع فراہم ہونے کا سبب سمجھتے تھے_
قال رب اشرح لی صدری ... و نذكرك كثير
ہوسکتا ہے " و نذکرک" حضرت موسی (ع) کی طلب کردہ تمام چیزوں کی علت کا بیان ہو کہ جن میں شرح صدر اور روانی سے بولنے کی درخواست بھی شامل ہے _حضرت موسی (ع) نے اپنی ان دعاؤں کا ہدف ہر کوچہ و گلی میں اور ہر فرد اور گروہ کو نصیحت کرتے وقت یاد خدا کی توفیق کا زیادہ ہونا بتایا _
4_ لوگوں کے ساتھ بات کرتے وقت خداتعالی کی یاد اور ذکر میں زیادہ مشغول رہنا بہت فضیلت رکھتا ہے اور دین خدا کی ترویج کیلئے انبیاء کا شیوہ ہے_
و نذكرك كثير
خلوت میں خداتعالی کے کثیر ذکر اور تسبیح کیلئے حضرت موسی (ع) کو فصیح زبان اور ہارون کی مدد کی ضرورت نہیں تھی _ بنابر این آپ کا مطلوب خداتعالی کی تسبیح و یاد کا ملاء عام میں پھیلنا تھا _
5_ خداتعالی کے بارے میں لوگوں کی گمراہ افکار کو دور کرنا خداتعالی کی صفات ثبوتیہ کے بیان پر مقدم ہے _
کی نسبّحك كثيراً و نذكرك كثير
حضرت موسی (ع) کی کلام میں تسبیح کو جو غلط عقائد کا باطل کرنا ہے_ذکر خدا پر مقدم کیا گیا ہے بنابراین تخلیہ کا رتبہ تحلیہ پر مقدم ہے _

اسماء و صفات:
صفات جمال کی اہمیت 5
انبیاء (ع) :
انکی تبلیغ کی روش 4; انکی سیرت 4
انسان:
اسکے عقائد کو صحیح کرنا 5
حمد:
حمد خدا کی اہمیت 5; حمد خدا کے تسلسل کا پیش خیمہ 2
شرح صدر:
اسکے اثرات 3
عقیدہ:
خدا کے بارے میں عقیدے کو صحیح کرنا 5
فصاحت:
اسکے اثرات 3

موسی (ع) :
آپ کا حمد خدا کو اہمیت دینا1; آپکا یاد خدا 1; آپکی نبوت کے اہداف 2; آپکی سوچ 3; آپکی دعاؤں کا فلسفہ 1
ہارون:
انکی نبوت کے اہداف 1، 2
یاد:
یاد خدا کی اہمیت 2، 4; یاد خدا کا پیش خیمہ 3

66

إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيراً (٣٥)
یقینا تو ہمارے حالات سے بہتر باخبر ہے (35)

1_ حضرت موسی (ع) نے اپنے اور اپنے خاندان کی خصوصیات کے بارے میں خداتعالی کی گہری آگاہی کو بیان کر کے اپنے آپ کو خداتعالی کی خواہشات کو قبول کرنے والا اور اسکے انتخاب پر راضی قرار دیا _
إنّك كنت بنا بصير
"نا" سے مراد ہے حضرت موسی (ع) اور انکے اہل و عیال ہیں کہ جن میں حضرت ہارون بھی شامل ہیں_ حضرت موسی (ع)، جناب ہارون کیلئے وزارت کی تجویز دینے کے بعد عرض کرتے ہیں_ خداوندا تو مجھے اور میرے خاندان کو خوب جانتا ہے
اور میرے بھائي ہارون کی خصوصیات سے بھی آگاہ ہے _ یہ میری درخواست ہے لیکن تیرا فیصلہ جو بھی ہو مکمل بصیرت اور آگاہی پر مبنی فیصلہ ہوگا _
2_ حضرت موسی (ع) نے اپنی رسالت کے امور کے بارے میں خداتعالی کی بارگاہ میں درخواست کرنے کے ساتھ ساتھ، خداتعالی کی مکمل آگاہی کا اعتراف کیا اور اسکے فیصلے کو دقیق اور صحیح قرار دیا _
و ا شركہ فی ا مري ... إنّك كنت بنا بصير
3_ حضرت موسی (ع) نے اپنی اور اپنے بھائي ہارون کی خداتعالی کے ذکر اور تسبیح کے ساتھ دائمی محبت کا اظہار کیا اور خداتعالی کو اس پر گواہ بنایا _
إنّك كنت بنا بصير
ہوسکتا ہے جملہ" إنّك ..." "کی نسبّحك كثيراً "کی علت کا بیان ہو یعنی خدایا تو خوب جانتا ہے کہ میرے اور میرے بھائي ہارون کے کیا جذبات ہیں اور تیری تسبیح و ذکر کے ساتھ ہمیں کتنی محبت ہے پس ہارون کی وزارت کو قبول کرکے ہمارے لئے زیادہ تسبیح و ذکر کا راستہ ہموار فرما _
4_ خداتعالی اپنے بندوں کے حالات اور انکی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ ہے _
إنّك كنت بنابصير
5_ خداتعالی کے بندوں کے حالات سے آگاہی کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کرنا اور اس سے درخواست کرنا ایک پسندیدہ امر ہے _
و ا شركہ فی ا مري ... إنّك كنت بنا بصير
حضرت موسی (ع) نے اپنے اور ہارون کے حالات

67
سے خداتعالی کی آگاہی کو ذکر کرنے کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کی اور اپنی خواہشات کو بیان کیا موسی (ع) کا یہ کام بتاتا ہے کہ خداتعالی کے سب چیزوں سے آگاہ ہونے کے باوجود اسك ی بارگاہ میں دعا کرنا مطلوب اور کارساز ہے _

اقرار:
خدا کی بصیرت کا اقرار 2

ایمان:
خدا کی بصیرت پر ایمان1
خداتعالی :
اسکی بصیرت 4، 5; اسکی گواہی 3
دعا:
اسکی فضیلت 5
محبت:
خدا کی تسبیح سے محبت 3; خدا کے ذکر سے محبت 3
عمل:
پسندیدہ عمل 5
موسی (ع) :
آپکا اقرار 2; آپکا ایمان 1; آپکی خواہشات 2; آپکی معنوی محبت 3 ; آپ کا مقام رضا 1
ہارون:
انکی معنوی محبت 3

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى (٣٦)
ارشاد ہوا موسی نے تمھاری مراد تمھیں دیدی ہے (36)

1_ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کی تمام درخواستونکو قبول کرلیا اور انہیں شرح صدر اور روانی سے بولنے کی طاقت عطا فرمائي او رہارون کو انکا وزیر قرار دیا _
قال ربّ ... قال قد ا وتیت سؤلك ی موسی
"سؤل" یعنی ایسی حاجت کہ جسے حاصل کرنے کیلئے انسان کا نفس حریص ہو اور اس کا آرزو سے فرق یہ ہے کہ آرزو انسان کی فکر میں گزرتی ہے لیکن "سؤل" کا پیچھا کیا جاتا ہے گویا" سؤل" کا درجہ ہمیشہ آرزو کے بعد ہوتا ہے _
2_ وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کی دعائیں بہت جلدی قبول ہوئیں _
قال ربّ اشرح لی ... قال قد ا وتیت سؤلك
"ا وتیت" فعل ماضی مجہول ہے اور اس ك

مطلب یہ ہے کہ موسی (ع) کی دعاؤں کی قبولیت وعدے کی صورت میں اور مستقبل سے مربوط نہیں تھی بلکہ اتنی جلدی ہوئي گویا گذشتہ زمانے میں _
3_ خداتعالی نے وادی طوي(کوہ طور) میں حضرت موسی کو انکی دعاؤں کی قبولیت سے آگاہ کیا _
قد ا وتیت سؤلك
4_ مطالبات کے پورا ہونے کیلئے خداتعالی سے دعا اور درخواست مؤثر ہے _
قال رب اشرح ... قال قد ا وتیت سؤلك
حضرت موسی (ع) کے مطالبات کا پورا ہونا انکی بارگاہ خداوندی میں دعا اور التماس کے بعد تھا اور اس سے خواہشات

کے پورا ہونے میں دعا کے کردار کا پتا چلتا ہے
5_ کوہ طور میں وادی طوی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسی (ع) کو شرح صدر اور روانی سے گفتگو کرنا عطا کیا گیا اور ہارون کو انکا وزیر بنایا گیا _
قال رب اشرح ... قال قد ا وتيت سؤلك
6_ حضرت ہارون (ع) کو وادی طوی میں مقام نبوت و رسالت پر فائز کیا گیا _
ہرون ا خي ... و ا شركہ فی ا مري ... قد ا وتيت سؤلك
اگر "ا شركہ فی أمري" سے مراد حضرت ہارون (ع) كيلئے نبوت و رسالت كی دعا ہو تو یہ وادی طوی میں قبول ہوئي _
7_ حضرت موسی (ع) ،عنایات خداوندی کا مرکز _
ی موسی
حضرت موسی (ع) کی دعاؤں کا فوراً قبول ہوجانا اور بار بار ان کے نام کی تصریح سے انکے خداتعالی کے مورد توجہ و عنایت ہونے کا پتا چلتا ہے _
8_ ذمہ دار افراد کو ذمہ داری سپرد کرنے کے ہمراہ انکی ضرورت کے وسائل فراہم کرنا بھی ضروری ہے_
إذہب إلی ...قال ربّ ...قد ا وتيت سؤلك
حضرت موسی (ع) نے رسالت اور فرعون کی طرف حرکت کرنے پر ما مورہونے کے بعد بارگاہ خداوندی میں اپنی ضروریات اور خواہشات کا تذکرہ کیا_خداتعالی نے بھی اس کا مثبت جواب دیا یہ سب کیلئے درس ہے کہ اگر کسی کو ذمہ داری دی جائے تو ضروری ہے کہ اسکی بات سنی جائے، اس کے مطالبے پر توجہ دی جائے اور اسکی ضروریات پوری کی جائیں_

خداتعالی :
اسکے عطیے1
دعا:
اسکے اثرات 4
ذمہ دار افراد:
انکی ضرورت پوری کرنا 7
کوہ طور:
اس کا کردار 5، 6
لطف خدا:
یہ جنکے شامل حال ہے 7

69
مطالبے:
انکے حاصل کرنے کے عوامل4
موسی (ع) :
آپکی دعا کی قبولیت 1، 3; آپکی دعا کی جلدی قبولیت 2; آپکا شرح صدر 1، 5; آپکا علم 3; آپکیفصاحت 1، 5; آپ کے فضائل 7; آپکا قصہ 1، 3 ; آپ کوہ طور میں 3، 5
ہارون (ع) :
انکے منصوب کرنے کی جگہ 5; انکے انتخاب کی جگہ 6; انکی نبوت 6; انکا کردار ادا کرنا 1; انکی وزارت 1، 5
وادی طوی :
اس کا کردار 5،6

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَى (٣٧)
اور ہم نے پر ايك اور احسان كيا ہے (37)

1_ وادی طوی میں حضرت موسی (ع) کی در خواستوں کے مطالبات کا پورا ہونا آپ پرخداتعالی کی جانب سے بھاری نعمت تھی _
قدا وتیت سؤلك ی موسی و لقد مننا علیك مرة ا خری
"منّة" کا معنی ہے بھاری نعمت (مفردات راغب) _
2_ وادی طوی میں قدم رکھنے سے پہلے بھی حضرت موسی (ع) پرخداتعالی کی توجہ و عنایت اور بھاری نعمت کا نزول ہوا تھا _
و لقد مننا علیك مرة أخری
3_ حضرت موسی (ع) کا ماضی میں عظیم نعمت سے بہرہ مندہونا انکے وادی طوی میں اپنی درخواستوں كي حتمی قبولیت کے اطمینان کا سبب تھا _
و لقدمننا علیك مرة ا خری
"لقد" کی تعبیر قسم کی علامت ہے_ تاکید کے ساتھ ماضی کے بارے میں خبر ، مستقل سے مربوط وعدوں کی نسبت اطمینان پیدا کرنے کیلئے (ا وتیت سؤلك) ہے_
4_کوہ طور مینحضرت موسی (ع) کو جو نعمت عطا کی گئي وہ اس گراں قدر نعمت کے ہم پلہ تھی جو سابقہ زمانے میں انہیں عطا ہوچکی تھی _
و لقد مننا علیك مرةا خری
5_ ماضی و حال کی نعمتوں کو ہمیشہ خداتعالی کی منشا سے وابستہ سمجھنا ضروری ہے _
و لقدمننا علیك مرة ا خری

خداتعالی :
اسکی مشیت کے اثرات 5
لطف خدا:
یہ جنکے شامل حال ہے 2 ، 3
موسی (ع) :
آپکی دعا کی قبولیت 1; آپکی دعا کی قبولیت کی وجوہات 3; آپکے فضائل 2، 3، 4; آپ کوہ طور میں 4; آپ کی نعمتیں 1، 3، 4
نعمت:
اسکے درجے 1، 3، 4; یہ جنکے شامل حال ہے 1، 2، 3، 4
یادکرنا:
منعم کو یادکرنا 55

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّكَ مَا يُوحَى (٣٨)
جب ہم نے تمھاری ماں کی طرف ایك خاص وحی کی (38)

1_ حضرت موسی (ع) کی والدہ، خدا کی جانب سے وحی اور پیغام وصول کرتی تھیں _
إذ ا وحینا إلی ا مك
ممکن ہے "وحي" سے مرادخداتعالی کا حضرت موسی (ع) کی والدہ کے ساتھ بات کرنا ہو اور ممکن ہے اس سے مراد الہام ہو حضرت موسی (ع) کی والدہ کے ساتھ خداتعالی کے بعض وعدے کہ جن کا ذکر سورہ قصص میں آیا ہے پہلے معنی کے ساتھ زیادہ سازگار ہیں _
2_ بچپن سے ہی خداتعالی کی خصوصی عنایات حضرت موسی (ع) کے شامل حال تھیں_

إذ ا وحينا إلى ا مك ما يوحى
3_ خداتعالى كى طرف سے حضرت موسى (ع) كى والده كو وحى اور پيغام اسكى حضرت موسى (ع) پر عظيم نعمتوں ميں سے تھا _
و لقد مننا ... إذ ا وحينا إلى ا مك ما يوحى
"اذ" ظرف ہے "مننا" كيلئے يعنى سابقہ آيت ميں ...مذكور نعمت اس وقت تھى _
4_ حضرت موسى (ع) كى والده كى ان معلومات تك دسترسى جو ان تك پہنچائي گئيں وحى الہى كے علاوه كسى اور راستے سے ممكن نہيں تھى _
ما يوحى
"مايوحى " (جو وحى كيا جاتا ہے) سے مراد وه امور ہيں جنكى قاعدتاً وحى كى جائي ہے ورنہ خود انسان ان تك نہيں پہنچ سكتا_

5_ بيٹے كى عظمت ماں كے مقام كى بلندى كا سبب ہے_
إذ ا وحينا إلى ا مك
حضرت موسى (ع) كى والده كو جو كچھ بتايا گيا اسكے محتوا سے پتا چلتا ہے كہ اصلى ہدف حضرت موسى (ع) كى حفاظت تھا اگر چہ فطرى طور پر اس سے حضرت موسى (ع) كى والده كو بھى سكون ملا_ پس مادر موسى كى وحى الہى تك دسترسى كا سبب حضرت موسى (ع) كى عظمت ہے _
6_ حضرت موسى (ع) كى جان كى حفاظت اور انكى والده كى پريشانى كو دور كرنا خداتعالى كى تدبير سے ہوا_
إذ ا وحينا إلى ا مك

خداتعالى :
اسكى تدبير 6
بيٹا:
اسكے مقام كا كردار 5
خداتعالى كا لطف:
يہ جنكے شامل حال ہے 2
والده:
اسكے مقام كا سرچشمہ 5
موسى (ع) :
آپكى والده كى پريشانى كو دوركرنا 6; آپكے فضائل 2، 3; آپكا بچپن 2; آپكى حفاظت 6; آپكى نعمتيں 3; آپكى والده كى طرف وحى 1، 3، 4
نعمت :
اسكے درجے 3; يہ جنكے شامل حال ہے 3
وحي:
اس كا كردار 4

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي (٣٩)
كہ اپنے بچہ كو صندوق ميں ركھ دو اور پھر صندوق كو دريا كے حوالے كردو مو جيس اسے ساحل پر ڈال ديں گى اور ايك ايسا شخص سے اٹھالے گا جو ميرا بھى دشمن ہے اور موسى كا بھى دشمن ہے اور ہم نے ت پر اپنى محبت كا عكس ڈال ديا تا كہ تمھيں ہمارى نگرانى ميں پالاجائے (39)

1_ پيدائشے كے وقت اور بچپن سے ہى فرعونيوں كى طرف سے حضرت موسى (ع) كى جان كو خطره تھا _

72

ا ن اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیمّ

حضرت موسی (ع) کی والدہ کا اپنے بیٹے کو سمندر میں پھینکنے کا حکم وصول کرنا اس زمانے کے حالات کے سخت ہونے اور حضرت موسی (ع) کی جان کو لاحق خطرے کی علامت ہے_

2_ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کی والدہ کو حکم دیا کہ وہ موسی (ع) کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں پھینك دیں_

ا ن اقدفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیّم

"قذف" کا معنی ہے پھینکنا (مقاییس اللغة) اور "اقذفیہ" جو موسی (ع) کو صندوق میں ڈالنے میں بھی استعمال ہوا ہے اور پھر صندوق کو پانی میں پھینکنےمیں بھی بتاتا ہے کہ موسی (ع) کو اس طرح صندوق میں قرار دینا اور پھر پانی میں پھینکنا ضروری ہے کہ ہر دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اسے دور پھینك دیا گیاہے "تابوت" یعنی صندوق (نہایہ ابن اثیر) "یمّ" یعنی سمندر اور آیت میں اس سے مراد دریائے نیل ہے (لسان العرب) _

3_ فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل کی زندگی بہت دشوار تھی اور انکے لڑکوں کی جان خطرے سے دوچار تھی _

ا ن اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیّم

4_ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کی والدہ کو اطمینان دلایا کہ دریائے نیل کا جوش مارتا پانی حضرت موسی (ع) کے صندوق کو ساحل پرپھینك دیگا _

فلیلقہ الیمّ بالساحل

دریا کو حکم دیاگیاکہ وہ صندوق کو ساحل پر پھینك دے مجاز اور اس بات میں مبالغہ کیلئے ہے کہ پانی کی لہروں کے ہمراہ صندوق کا ساحل تك آنا اور پھر اس کا خشکی پرپھینکا جانا یقینی ہے_

5_ حضرت موسی (ع) کی والدہ گرامي، خداتعالی کے پیغام پر ایمان رکھتی تھیں اور انہیں خدا کی جانب سے حضرت موسی (ع) کی حفاظت کا اطمینان تھا _

إذ ا وحینا ... ا ن اقذفیہ ...یا خذہ عدو

بعد والی آیت (إذتمشی ا ختك ... فرجعناك إلی ا مك) کے قرینے سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسی (ع) کی والدہ نے وحی الہی کے محتوا پر عمل کیا اور حضرت موسی (ع) کو دریائے نیل کے سپردکردیا_ یہ کام حضرت موسی (ع) کی والدہ کے اس اطمینان کی گواہی دیتا ہے کہ موصولہ پیغام، وحی الہی تھا نیز یہ یہ اس پر انکے مکمل ایمان کی علامت ہے_

6_ دریائے نیل،خداتعالی کی جانب سے حضرت موسی (ع) کے صندوق کو ساحل پر پھینکنے پر ما مور تھا _

فلیلقہ الیّم بالساحل

جملہ "فلیلقہ الیّم " جس طرح مادرموسی (ع) کو سمجھا رہا ہے کہ موسی (ع) کا ساحل پر پھینکا جانا قطعی ہے اس حقیقت کو بھی بیان کررہا ہے کہ پانی امر تکوینی کے ساتھ اس کام کو انجام دینے پرما مور تھا _

7_ حقیقی عوامل، خداتعالی کی حکمرانی مینہیں اوروہ اسکے فرامین کو عملی کرنے والے ہیں _

فلیلقہ الیم بالساحل

8_ جناب موسی (ع) کو پانی میں پھینکنے سے پہلے آپ کی

73

والدہ کو خداتعالی کی طرف سے یہ اطلاع ہوچکی تھی کہ ایك دشمن کے ذریعے حضرت موسی (ع) کو نجات حاصل ہوگی _

ا وحینا ... یا خذہ عدولی و عدولہ

9_ فرعون،خداتعالی اور حضرت موسی (ع) کا دشمن تھا اور موسی (ع) کو پہنچان کرا نہیں نابود کرنے کے درپے تھا _

یا خذہ عدولی و عدولہ

فرعون کی حضرت موسی (ع) کے ساتھ دشمنی وہ بھی انکی خصوصیات کے حامل بچے کی پیدائشے سے پہلے بتاتی ہے کہ فوعون نے حضرت موسی (ع) کو پہچاننے کی صورت میں انہیں قتل کرنے کا عزم کررکھا تھا_

10_ خداتعالی نے مادر موسی (ع) کی طرف جو وحی کی اس میں خدا اور انکے بچے کے دشمن کو اس بچے کا نجات

دہندہ اور اسكى كفالت كرنے والا متعارف كرايا _
يا خذه عدولى و عدولہ
11_ ممكن ہے دشمنان خدا بھى با دل نخواستہ خدا كے محبوب بندوں كے فائدے كيلئے كام كريں _
يا خذه عدولى و عدولہ
12_حضرت موسى (ع) كے زمانے ميں دريائے نيل پانى سے پر تھا اور فرعون كى رہائشے گاه سے زيادہ دور نہيں تھا _
فليقہ اليّم بالساحل يا خذه عدولي
"يَمّ" كا معنى ہے سمندر اور دريا كو سمندر كہنا اس ميں پانى كى كثرت سے حكايت كرتا ہے _
13_ خداتعالى نے اپنى جانب سے حضرت موسى (ع) كو خصوص محبوبيت عطا فرما كر انہيں ہر ديكھنے والے كى نظر ميں محبوب بناديا _
وا لقيت عليك محبة منّي
"ا لقيت" كا "ا وحينا" پر عطف ہے كہ جو سابقہ آيت ميں تھا اور پھر "محبة" كو نكره لانا، جبكہ مقام مدح ہے اسكے خصوصى ہونے كو بيان كرنے كيلئے ہے اور "مني" حضرت موسى (ع) كى محبوبيت كے سرچشمے كو بيان كررہا ہے او رسمجھا رہا ہے كہ موسى (ع) كو عطا كرده محبوبيت كا سرچشمہ ذات بارى تعالى تھى _
14_ فرعون اور اسكے حاشيہ نشين، موسى (ع) سے بہت محبت كرتے تھے اور انہيں دوست ركھتے تھے _
والقيت عليك محبة مني
15_ خداتعالى مہر و محبت كا سرچشمہ اور اس كا عطا كرنے والا ہے _
وا لقيت عليك محبة منّي
16_ دلوں ميں محبوب ہونا،خداتعالى كى عنايت اور مہربانى ہے _
وا لقيت عليك محبة منّي
17_ فرعونيوں كے دلوں ميں حضرت موسى (ع) كى محبوبيت انكے خداتعالى كى مكمل نگرانى كے ساتھ رشد و تكامل كا پيش خيمہ _
ولتصنع على عيني
"التصنع" اس چيز كى علت كو بيان كررہا ہے جو كلام كے سياق سے حاصل ہو رہى ہے يعنى "ولتصنع على عينى فعلت ذلك" جو كچھ ميں نے انجام ديا ہے وه اسلئے تھا كہ تو ميرى

مكمل نگرانى كے ساتھ پروان چڑھے "صنيع"اور" صنيعہ"(لتصنع كاماده اشتقاق) اس شخص كو كہا جاتا ہے جو كسى دوسرے كا تربيت يافتہ ہو اسى طرح يہ عطا، سخاوت اور احسان كے معنى ميںبھى آيا ہے (لسان العرب)_
18_ حضرت موسى (ع) كا دلوں اور دربار فرعون ميں محبوب ہونا انكے لئے احترام اور بڑى خدمت كا سبب بنا _
و ا لقيت عليك محبة منى و لتصنع على عيني
اگر "صنيعہ" (لتصنع كا ماده اشتقاق) نيكى كرنے اور كرامت كے معنى ميں ہو تو "لتصنع" كا مطلب يہ بنے گا ميں نے تيرى محبت دوسرں كے دلوں ميں قرار دى ہے تاكہ تو ميرى مكمل نگرانى كے ساتھ ان كا مورد احترام و اكرام قرار پائے _
19_ خداتعالى حضرت موسى (ع) كى زندگى كے آغاز سے ہى ان پر دقيق نظارت ركھتا تھا اور اس نے انكى تربيت اور رشد و تكامل كے ذرائع فراہم كرركھے تھے _
ولتصنع على عيني
"على عيني" ميں "عين" سے مراد اس كا مجازى معنى يعنى نگرانى ہے اور "علي" دلالت كرتا ہے كہ نظارت الہى ايسى بنياد ہے كہ جس پر حضرت موسى (ع) كى تربيت اور احترام استوار تھے_
20_ حضرت موسى (ع) كى زندگى خداتعالى كى طرف سے انبياء كى زندگى كے آغاز سے ہى انكى پرورش پر نظارت كا ايك نمونہ _
و لتصنع على عيني
21_ بچپن ہى ميں حضرت موسى (ع) كو پانى ميں پھينك كر انكى جان بچانا، فرعونيوں كے دلوں ميں انكى محبت ڈالنا اور

انکی تربیت اور نشو و نماپر نظارت،خداتعالی کی طرف سے حضرت موسی (ع) پر گراں بہا نعمتیں_
مننا عليك مرة ا خرى ... ا ن اقذفيہ ... و لتصنع على عيني
22_ " عن ا بى جعفر (ع) قال: ... ا نزل الله على موسى التابوت و نوديت ا مہ ضعيہ فى التابوت فاقذفيہ فى اليم و ہو البحر;
امام محمد باقر(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا خداتعالی نے حضرت موسی (ع) پر تابوت نازل کیا اور انکی والدہ کو ندا دی کہ انہیں تابوت میں رکھ کردریا میں ڈال دیں_ (1)
23_ " عن ا بى جعفر (ع) قال: ... كان موسى لا يراہ ا حد إلا ا حبہ و ہو قول الله : " و ا لقيت عليك محبّة منّى ..."امام باقر(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ حضرت موسی (ع) اس طرح تھے کہ انہیں کوئي نہیں دیکھتا تھا مگر یہ کہ ان سے محبت کرنے لگتا تھا اور خداتعالی کے فرمان "والقيت عليك محبة مني" سے مراد یہی ہے_ (2)

انبیاء:
انکی تربیت 20
بنی اسرائیل:
یہ فرعون کے زمانے میں 3; انکی تاریخ 3; انکی معاشرتیمشکلات 3

جھکاؤ:
حضرت موسی (ع) کے طرف جھکاؤ 14
خداتعالی :
اسکے اوامر 2; اسکی تعلیمات0 1; اسکے دشمن 9، 10، 11; اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے 7; اسکی نظارت 19، 20; اس کا کردار ادا کرنا 15
خدا کا لطف:
یہ جنکے شامل حال ہے 16
خدا کے محبوب لوگ:
انکے مفادات11
دریائے نیل:
اس کا مطیع ہونا 6; اسکی تاریخ 12; یہ موسی کے زمانے میں 12; اس کا جغرافيائي محل وقوع 12
روایت :22، 23
قدرتیعوامل:
انکا کردار 7
فرعون:
اسکی دشمنی 1، 9; اس کا ظلم 3; اسکی محبت 14
فرعون کے حاشیہ نشین لوگ:
انکی محبت 14
محبت:
اس کا سرچشمہ 15، 16
موسی (ع) :
آپکی محبوبیت کے اثرات 17، 18; آپکی والدہ کا اطمینان 4،5; آپکا دریائے نیل میں امن 4; آپکی والدہ کا ایمان 5; آپکی تربیت 21; آپکی کفالت 10; آپکی والدہ کی شرعی ذمہ داری 2; آپکے دشمن 1، 8، 9، 10; آپکی نشو و نما کا پیش خیمہ 17، 19; آپکا صندوق 6; آپکی ماں کا علم 8; آپکے احترام کے عوامل 18; آپکے فضائل 17، 19، 21، 23; آپکا قصہ 1، 2، 4، 5، 6، 8، 9، 18، 20، 22; آپکی نگرانی 4، 5، 17، 19، 21; آپکی محبوبیت 21، 23; آپکا تربیت کرنے والا 19; آپکی محبوبیت کا سرچشمہ 13; آپ ساحل نیل پر4، 6; آپ نیل میں 2; آپکو نجات دینے والا 10; آپکی نجات 8; آپکے صندوق کا

نازل ہونا 22; آپکی نعمتیں 21; آپکی والدہ کو وحی 10، 22
نعمت :
اسکے درجے 21
وحي:
اس پر ایمان لانے والے 5
....

1) تفسیرقمی ج 2 ص 135_ نورالثقلین ج 4 ص 112 ح 17 _
2) تفسیر قمی ج 2 ص 135_ نورالثقلین ج 4 ص 112 ح 17_

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَن يَكْفُلُهُ فَرَجَعْنَاكَ إِلَى أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْساً فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُوناً فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ يَا مُوسَى (٤٠)
اس وقت کو یاد کرو جب تمھاری بہن جاری تھیں کہ فرعون سے کہیں کہ کیا میں کسی ایسے کاپتہ بتاؤں جو اس کی کفالت کرسکے اور اس طرح ہم نے تم کو تمھاری ماں کی طرف پلٹادیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں اور رنجیدہ نہ ہوں اورتم نے ايك شخص کو قتل کردیا تو ہم نے تمھیں غم سے نجات دے دی او رتمھارا باقاعدہ امتحان لے لیا پھر تم اہل مدین میں کئي برس تك رہے اس کے بعد تم ايك منزل پر آگئے اے موسی (40)

1_ حضرت موسی (ع) کی پیدائشے کے وقت انکی ايك بڑی اور رشیدہ بھی تھیں _
إذ تمشی ا ختك فتقول ہل ا دلكم
موسی (ع) کا پیچھا کرنا، دربار میں نفوذ اور دایہ کی پیشکش ان سب سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسی (ع) کی بہن اس عمر میں تھیں کہ ان کاموں اور حیلوں کے سلسلے میں نہ صرف وہ جسمانی اور فکري توانمندی سے بہرہ مند تھیں بلکہ انکی بات جاتی سنی اور قبول کی جاتی تھی _
2_ حضرت موسی (ع) کی بہن اپنے چھوٹے بھائي کے دریائے نیل میں پھینکے جانے سے مطلع اور اس کی وجہ سے پریشان تھیں اور قدم بقدم انکے صندوق کا پیچھا کررہی تھیں_

إذ تمشی ا ختك فتقول
حضرت موسی (ع) کی بہن کا انکے پیچھے پیچھے حرکت کرنا بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسی (ع) کے واقعے ، انکے پانی میں پھینکے جانے اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے اجمالی طور پر مطلع تھیں_
3_ حضرت موسی (ع) کی بہن نے اس وقت تك انکا پیچھا کیا جب تك انہیں پانی سے نجات نہ ملی اور جب تك اس نے فرعون کے درباریوں کو موسی (ع) کیلئے دایہ تلاش کرنے کیلئے انکی کوشش کا مشاہدہ نہیں کیا_
إذ تمشی ا ختك فتقول ہل ا دلكم
"ہل ا دلكم" کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت موسی (ع) کی بہن نے فرعونیوں کو موسی اخذ کرتے ہوئے دیکھا اور درباریوں کے پاس جاکر بدون واسطہ انہیں اور جو لوگ دایہ کی تلاش میں تھے اپنی پیشکش سے آگاہ کیا _
4_ فرعون نے حضرت موسی (ع) کی حفاظت اور نگہداشت کاعزم کرلیا_
ہل ا دلكم على من يكفلہ
دایہ کیلئے تلاش اور کوشش سے پتا چلتا ہے کہ فرعون نے حضرت موسی (ع) کی نگہداری کا عزم کرلیا _
5_ حضرت موسی (ع) کی نگہداشت ، خوراك اور دیکھ بھال کے سلسلے میں دربار فرعون مشکل سے دوچار ہوا _
ہل ا دلكم على من يكفلہ
"ہل ا دلكم" سے پتا چلتا ہے کہ دربار فرعون حضرت موسی (ع) کیلئے دایہ اور سرپرست کی تلاش میں تھا_ حضرت موسی (ع) کی بہن کی پیشکش کو قبول کرنا بتاتا ہے کہ کسی درباری کو اس سلسلے میں کامیابی نہیں ہوئي تھی اور وہ

حضرت موسی (ع) کی نگہداشت اور خوراك کے سلسلے ميں پريشان تھے_
6_ حضرت موسی (ع) کی بہن نے فرعونيوں کے سامنے اظہار کيا کہ وہ مناسب دايہ متعارف کرانے کيلئے آمادہ ہيں_
ہل ا دلکم علی من يکفلہ
"کافل" اسے کہاجاتا ہے جو کسی کے امور کی انجام دہی کو اپنے ذمے لے (مقاييس اللغة) _
7_ حضرت موسی (ع) کی بہن نے فرعونيوں کو مناسب دايہ متعارف کرانے کيلئے اپنی آمادگی کا مکرر اظہار کيا _
فتقول ہل ا دلکم
فعل مضارع "تقول" گذشتہ زمانے ميں کام کے استمرار پر دلالت کررہا ہے _
8_ حضرت موسی (ع) کی بہن نے جس دايہ کی پيشکش کی تھی درباريوں نے اسے قبول کرليا _
ہل ا دلکم علی من يکفلہ فرجعنك إلی ا مك
"فرجعناك" ميں "فا" فصيحہ ہے يعنی ان محذوف جملوں سے حکايت کرتی ہے کہ جو حضرت موسی کی بہن کی پيشکش کو قبول کرنے پر دلالت کرتے ہيں_
9_حضرت موسی کی بہن زيرك اور راز دار تھيں _
ہل ا دلکم علی من يکفلہ
10_ فرعونيوں نے حضرت موسی (ع) کو انکی والدہ کے سپرد

کيا اور وہ انہيں اپنے گھر لے گئيں _
فرجعناك إلی ا مك
موسی (ع) کا اپنی ماں کے پاس واپس آناس طرح ہے کہ انکی والدہ انہيں اپنے ہمراہ لے گئي ہوں نہ اس طرح کہ انکی نگہداشت کيلئے دربار ميں گئي ہوں _
11_ حضرت موسی (ع) بچپن سے ہی اپنی والدہ کے زير کفالت تھے _
علی من يکفلہ
12_ حضرت موسی (ع) کی بہن کا انہيںانکی والدہ کی طرف پلٹا نے ميں مؤثر کردار تھا _
إذ تمشی ا ختك ... فرجعنك إلی ا مك
حضرت موسی (ع) کی بہن اور انکی کوشش کو ياد کرنا انکے حضرت موسی (ع) کو اپنی والدہ کی طرف پلٹا نے ميں مؤثر اور کارساز کردارسے حکايت کرتا ہے_
13_ حضرت موسی (ع) کی والدہ اپنے بيٹے کے نامعلوم انجام پر نظريں لگائے ان کی دوری کی وجہ سے پريشان تھيں _
کی تقرعينہا ولا تحزن
آنکھ کا سکون اس شديد غم کے دور ہونے سے کنايہ ہے کہ جو آنکھ کو ايك طرف خيرہ کرديتا ہے يا اسے مسلسل دائيں بائيں پھيرتا ہے _
14_ موسی (ع) کے دوبارہ ديدار نے انکی والدہ کی آنکھوں کو نور اور سکون بخشااور انکے غم و اندوہ کو دور کرديا _
فرجعنك إلی ا مك کی تقر عينہا و لا تحزن
"قرة العين" يا تو "قرار"سے مشتق ہے کہ جس کا معنی ہے سکون پکڑنا اور يا "قرّ" سے مشتق ہے کہ جس کا معنی ہے ٹھنڈاہونا کہ جو گرم آنسوؤں کے رکنے کا نتيجہ ہوتا ہے بہرحال يہ تعبير اس شادمانی سے کنايہ ہے جو آنکھ کو پريشان ہونے اور اسے دائيں بائيں پھرنے سے دور رکھتی ہے اور غم و اندوہ کے جلا دينے والے آنسوؤں کو روکتی ہے _
15_ حضرت موسی (ع) کی والدہ خداتعالی کے ہاں خاص مقام و مرتبہ رکھتی ہيں _
فرجعنك إلی ا مك کی تقرعينہا و لا تحزن
16_ ماں کی سرپرستی بچے کی تربيت کيلئے مناسب ترين حالات فراہم کرتی ہے _
ولتصنع علی عينيإذ تمشی ... فرجعنك إلی ا مك
17_ حضرت موسی (ع) کا آغوش مادر ميں پلٹ آنا خداتعالی کی دقيق نظارت ميں انکی پرورش اور نشو ونما کا مناسب ذريعہ _
و لتصنع علی عينی إذ تمشی ...فرجعنك

"اذ تمشي" ميں "اذ" ممكن ہے "لتصنع" كيلئے ظرف ہو اس صورت ميں "اذ" كے بعد والے جملے موسى (ع) كے بارے ميں صنع الہى كے وقوع پذير ہونے كے ظرف كو بيان كررہے ہيں _
18_ حضرت موسى (ع) نے كوہ طور ميں وحى كو دريافت كرنے اور مقام رسالت پر فائز ہونے سے پہلے ايك شخص كو قتل كيا تھا _
و قتلت نفس
يہ آيت كريمہ مصر ميں ايك قبطى شخص كے قتل كو بيان كررہى ہے كہ جو حضرت موسى (ع) كے ہم مذہب

شخص كے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور حضرت موسى (ع) نے اسے قتل كرديا تھا ليكن اسكے رد عمل كى فكر آپ كو آسودہ خاطر نہيں ہونے دے رہى تھى يہاں تك كہ آپ مصر سے بھاگ نكلے اور مدين پہنچ كر آپ سے خطرہ ٹلا اور غم و اندوہ دور ہوئے _
19_ قتل كا ارتكاب، حضرت موسى (ع) كى پريشانى اور ان كے غم و اندوہ ميں مبتلا ہونے كا سبب بنا _
و قتلت نفسا فنجينك من الغم
حضرت موسى (ع) كا غم واندوہ ان كے واقعہ قتل اور فرعونيوں كى طرف سے خطرہ محسوس كرنے كے بارے ميں پريشانى اور اضطراب كى وجہ سے تھا _
20_ قتل كى وجہ سے حضرت موسي(ع) كو فرعونيوں كے ہاں امن نہيں تھا _
فنجينك من الغم
21_ فرعونيوں كى نظر ميں قبطيوں پر بنى ا سرائيل ترجيح ركھتے تھے حتى كہ اپنے پرورش يافتہ اور محبوب جوان پر بھى _
فنجينك من الغم
22_ خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كو قتل كى پريشانى سے نجات بخشي_
و قتلت نفسا فنجينك من الغم
23_ حضرت موسى (ع) كا قتل كے خطرناك نتائج سے رہائي پانا،خداتعالى كى جانب سے آپ پر ايك عظيم نعمت_
و قتلت نفساً فنجينك من الغم
"قتلت" كا "لقد مننا" پر عطف ہے كہ جو سابقہ آيات ميں تھا اور حضرت موسى (ع) پر ولادت كى مشكلات سے رہائي والى نعمت كو ذكر كرنے كے بعد ايك اور نعمت اور احسان كو بيان كررہا ہے _
24_ انسان كا غم و اندوہ سے نجات پانا، خداتعالى كے ہاتھ ميں ہے _
فنجينك من الغم
25_ خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كو مدين ميں داخل ہونے سے پہلے ايك سخت آزمائشے ميں مبتلا كيا _
و فتنّك فتوناً فلبثت سنين فى ا ہل مدين
"فتنہ"كا معنى ہے امتحان اور آزمائشے (مصباح) "فتون" مصدر اور مفعول مطلق ہے اور كلام كى تاكيد كيلئے لايا گيا ہے اور جملہ "فتناك فتوناً " يعنى ہم نے تجھے خوب آزمايا_
26_ حضرت موسى (ع) كے مصر ميں ايك قبطى شخص كو قتل كرنے نے انكے خداتعالى كى سخت آزمائشے ميں مبتلا ہونے كا راستہ ہموار كيا _
و قتلت نفسا فنجينك من الغم و فتّنك فتون
اگر "فتناك" كا عطف "نجيناك" پر ہو تو آزمائشے الہى ميں حضرت موسى (ع) كا سختى جھيلنا انكے قتل كا نتيجہ تھا _
27_ مدين ميں وارد ہونے سے پہلے خداتعالى نے حضرت موسى (ع) سے متعدد آزمائشےيں ليں_
و فتنك فتون
ہوسكتا ہے كلمہ" فتون" فتنہ كى جمع ہو جيسا كہ "كشاف" اور "البحر المحيط" ميں ہے _
28_ حضرت موسى (ع) كو اپنى زندگى ميں بہت سارى سختيوں

کا سامنا ہوا _
وفتنّك فتون
جیسا کہ بعض نے کہا ہے "فتون" فتنہ کی جمع ہے اور "فتنہ" کا استعمال زیادہ تر شدائد اور سختیوں میں ہوتا ہے (مفردات راغب) _
29_ حضرت موسی (ع) کی آزمائشے اور زندگی کی سختیاں ان پر خداتعالی کی نعمتوں میں سے تھیں_
چونکہ یہ آیات حضرت موسی (ع) پر خداتعالی کی نعمتوں کو شمار کررہی ہیں اور اسی کے ضمن میں حضرت موسی کا (آزمائشے یا سختي) میں مبتلا ہونا ذکر ہوا ہے_اس سے لگتا ہے کہ اس قسم کی سختیاں اور آزمائشےیں بھی خداتعالی کی نعمتوں میں سے ہیں _
30_ زندگی کی بعض سختیاں، انسان پر خداتعالی کی نعمت اورلطف کی علامت ہیں _
و لقد مننا ... و فتنّك فتون
31_ زندگی کے واقعات اور مشکلات خداتعالی سے مربوط اور اسکی طرف منسوب ہیں _
و فتنّك
32_ فرعونیوں کے چنگل سے آزاد ہونے کے بعد حضرت موسی (ع) سختی کے ساتھ مدین پہنچے اور چند سال تك وہیں قیام پذیر رہے _
و فتنك فتوناً فلبثت سنین فی ا ہل مدین
33_ حضرت موسی (ع) کا مدین کے لوگوں کے درمیان چند سال قیام کرنا انکی آزمائشے اور امتحان کا دوسرا مرحلہ تھا _
و فتنّك فتوناً فلبثت سنین فی ا ہل مدین
"فلبثت" کی فاء ممکن ہے مفصل کے مجمل پر عطف کیلئے ہو اس صورت میں حضرت موسی (ع) کا مدین میں قیام "فتنة" (سختی یا آزمائشے) کا مصداق ہوگا _
34_ حضرت موسی (ع) کی زندگی کی سختیاں اور ان سے خداتعالی کی آزمائشے اسلئے تھیں کہ وہ رسالت الہی کا بوجھ اٹھانے کے لئے شائستہ مرتبے پر فائز ہوسکیں _
و فتّنك فتوناً ... ثم جئت علی قدر ی موسی
"قدر " یعنی مطلوب حد_ یہ کلمہ اور "مقدار" ایك ہی معنی میں ہیں _(لسان العرب) "علی قدر" "جئت" کے فاعل کیلئے حال ہے یعنی اے موسی جب تو شائستگی اور استواری کی لازمی حد کو پہنچ گیا تو تونے اس وادی میں قدم رکھا _
35_ حضرت موسی (ع) کو اس وقت کوہ طور میں خداتعالی کے ساتھ مناجات اور حکم رسالت کے د ریافت کی توفیق حاصل ہوئي جب آپ نے آزمائشے الہی اور سختیوں کو جھیلنے کے مرحلے سے گزر کر لازمی لیاقت کو پالیا _
و فتنّك فتوناً ... ثم جئت علی قدر ی موسی
36_حضرت موسی (ع) کی عمر کے کئي سالوں کا مدین میں بسر ہونا اور رسالت کیلئے لازمی لیاقت کو حاصل کرلینا آپ کیلئے نعمات الہی تھیں _
ولقد مننا علیك مرة ا خری ... إذ تمشی ا ختك
37_ نبوت اور رسالت الہی ان لوگوں کیلئے مخصوص ہے جو اسکے لائق ہوں _
ثم جئت علی قدر ی موسی

38 _ حضرت موسی (ع) کی مدین سے واپسی اور کو ہ طور میں وادی طوی میں آنا خداتعالی کی طرف سے ترتیب دیئے گئے پروگرام کے مطابق تھا_
فلبثت سنین فی ا ہل مدین ثم جئت علی قدر ی موسی
"قدر" کا ایك معنی ،الہی تقدیر ہے کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ "قدر" کا اسم مصدر اور تقدیر بنانے کے معنی میں ہے (لسان العرب) راغب بھی کہتاہے "قدر" ہر چیز کا معین وقت اور جگہ ہے_
39_ انبیاء کی بعثت کا وقت معین اور خداتعالی کی طرف سے ترتیب دیا گیا ہے_
ثم جئت علی قدر ی موسی
40_ مدین میں حضرت موسی (ع) کی لمبی عمر کا انکے رسالت کے لائق بننے کیلئے بڑا کردار تھا_

فلبثت سنين فى ا ہل مدين ثم جئت على قدر ى موسى
"ثم" تراخى كيلئے ہے اور يہ دلالت كرتاہے كہ موسى كا كوه طور پر آنا ان كى مدين ميں رہائشے كے آغاز كافى وقت بعد تھا_
41_ خداتعالى نے كوه طور ميں نرمى اور مہربانى كے ساتھ حضرت موسى (ع) سے بات كى _
يموسى
سخن كے دوران بار بار حضرت موسى (ع) كا نام لينا خداتعالى كى آپ كے ساتھ مہربانى پر دلالت كرتا ہے _
42_ " عن محمد بن مسلم:قلت لا بى جعفر(ع) : فكم مكث موسى غائباً عن ا مہ حتى ردّه الله عليہا؟ قال: ثلاثة ا يام; محمد بن مسلم كہتے ہيں: ميں نے امام باقر (ع) سے عرض كيا حضرت موسى (ع) كتنى مدت اپنى والده سے غائب رہے يہاں تك كہ خداتعالى نے ا نہيں انكے پاس لوٹادياتو آپ نے فرمايا تين دن(1)
43_" روى عن النبى (ص) ا نہ قال: رحم الله ا خى موسى قتل رجلاًخطأ و كان ابن إثنتى عشرة سنة; پيغمبر اكرم(ص) سے روايت كى گئي ہے كہ آپ (ص) نے فرمايا خداتعالى ميرے بھائي موسي(ع) پر رحم كرے انہوں نے ايك مرد كو اس وقت غلطى سے قتل كيا جب انكى عمر باره سال تھى (2) _

----

1) تفسير قمى ج 2 ص 136 نورالثقلين ج 3 ص 380 ح 66_
2) مجمع البيان ج 7 ص 19 نورالثقلين ج 3 ص 380 ح 67_

38; انکے امتحان کا متعدد ہونا 27; انکا پیچھا کرنا 3; انکی کفالت 10، 11; انکی خطا 43; انکی بہن 1، 6; انکی بہن اور فرعون کے درباری 7; انکی بہن کی راز داری 9; انکے امتحان کا پیش خیمہ 26; انکی تربیت
کا پیش خیمہ 17;ان کے رشد و تکامل کا پیش خیمہ 17;انکی مناجات کا پیش خیمہ 35; انکی نبوت کا پیش خیمہ 34، 35، 40; انکی بہن کی صفات 9; انکی بہن کا علم 2; انکے غم و اندوہ کے عوامل 19; انکی واپسی کے عوامل 12; انکی ماں کے غم و اندوہ کے دور ہونے کے عوامل14; انکی پریشانی کے عوامل 19; انکے فضائل 36; انکے امتحان کا فلسفہ 34; انکی مشکلات کا فلسفہ 34; انکی بہن کی پیشکش کا قبول ہونا 8; انکا قتل کرنا 18، 22، 43; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 6، 7، 8، 10، 11، 12، 13،14، 18، 20، 25، 27، 28، 32، 33، 40، 42، 43; انکا بچپن 11; انکی نگرانی 4; انکی جدائي کی مدت 42; انکی نگرانی کی مشکلات 5; انکی مشکلات 28، 29; انکی دایہ کی پہچان کرانا 6، 7، 8; انکی ماں کا مقام 15; آپ کوہ طور میں 35، 38، 41; آپ مدین میں 32، 33، 36، 40; آپ نیل میں 2; آپکے ساتھ مہربانی 41; آپکی نبوت 36; آپکی نجات 22، 23، 32; آپکی نعمتیں 23، 29; آپکی بہن کا کردار ادا کرنا 12; آپکی ماں کا کردار ادا کرنا 10، 11; آپکی بہن کی پریشانی 2، 3; آپکی پریشانی 22; آپکی بہن کی ہوشیاری 9
نبوت:
اسکے شرائط 37
نعمت:
اسکے درجے 23; اسکی مشکلات 30

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (٤١)
اور ہم نے تم کو اپنے لئے منتخب کرلیا (41)

1_ حضرت موسي،(ع) خداتعالی کے پرورش یافتہ _
اصطنعتك
"اصطناع" یعنی تربیت کرنا اور با ادب بنانا (قاموس) اور لائق بنانے میں مبالغے پر دلالت کرتا ہے (مفردات راغب) _
2_ حضرت موسی (ع) کا وجود راہ خدا کیلئے وقف _
لنفسي
"تجھے میں نے اپنے لئے بنایا" مخاطب کو اپنے لئے خالص کرنے سے کنایہ ہے _
3_ خداتعالی کی طرف سے حضرت موسی (ع) کی سرپرستی اور نگرانی انسانوں کے درمیان احکام الہی کو عملی کرنے کیلئے تھا _
واصطنعتك لنفسي
"النفسي" کی قید بتائي ہے کہ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کی اپنے اہداف کیلئے پرورش کی تھی اور اسے اپنے آسمانی احکام کو عملی کرنے کیلئے طاقتور بنایا تھا بعد والی آیت کریمہ کہ جو فرعون کی طرف جانے کا حکم دے رہی ہے اس معنی کی شاہد ہے _
4_ حضرت موسی (ع) ، کو بارگاہ خداوندی میں بلند مقام حاصل تھا اور آپ مکمل طور پر خدا تعالی کیلئے مخلص تھے _
و اصطنعتك لنفسي

5_ خداتعالی انبیاء کی پرورش اور تربیت کرنے والا ہے_
واصطنعتك لنفسي
6_ رسالت و نبوت کے لائق ہونا،خداتعالی کیلئے مکمل خلوص کے ساتھ مربوط ہے_
و اصطنعتك لنفسي
یہ آیت کریمہ سابقہ آیت کے آخری حصے کی تفسیر ہے اور اس قد راور میزان کو بیان کررہی ہے کہ جس کا انبیاء کیلئے حاصل ہونا ضروری ہے اور حضرت موسی (ع) اس مقام و مرتبے پر فائز ہوکر کوہ طور پر آئے تھے_
7_ حضرت موسی (ع) کا کامل اخلاص ان پر خداتعالی کی ایک نعمت _
و اصطنعتك لنفسي

84

ہوسکتا ہے اس آیت کریمہ کا عطف " قتلت نفساً" جیسے جملوں پر ہو کہ جو خداتعالی کی نعمتوں او راحسانات کو بیان کرر ہے ہیں _

اخلاص:
اسکے اثرات 6
انبیاء (ع) :
انکا تربیت کرنے والا 5
خداتعالی :
اسکی ربوبیت 1، 5
شرعی ذمہ داري:
اس پر عمل کرنے کی اہمیت 3
موسی (ع) ;
انکا اخلاص 4، 7; انکی شخصیت 2; انکے فضائل 2، 7; انکی تربیت کا فلسفہ 3; انکی نگرانی کا فلسفہ 3; انکی تربیت کرنے و الا 1; انکا مقام 4; انکی نعمتیں 7_
نبوت:
اسکی شرائط 6
نعمت:
اخلاص والی نعمت 7

اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي (٤٢)
اب تم اپنے بھائي کے ساتھ میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (42)

1_ ہارون، حضرت موسی (ع) کے بھائي اور رسالت الہی کی انجام دہی میں انکے شریك _
ہرون ا خي ... إذہب ا نت و ا خوك
2_ حضرت موسی (ع) اور حضرت ہارون(ع) معجزات و آیات الہی کے ساتھ اپنی رسالت کی انجام دہی کیلئے حرکت کرنے پر ما مور _
اذہب انت و اخوك ب ای تي
3_ حضرت موسی (ع) و ہارون (ع) کا دین عالمی تھا اور کسی ایك گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں تھا_
پہلی اور بعد والی آیات میں فرعون کی طرف جانے کا تذکرہ ہے لیکن چونکہ اس آیت کریمہ نے رسالت کی تبلیغ کیلئے کوئي خاص مورد معین نہیں کیا اس سے احتمال ہوتا ہے کہ حضرت موسی (ع) سب کیلئے ما مور تھے اور فرعون پیغام کے پہچانے کیلئے نقطہ آغاز تھا _

4_ لوگوں کی طرف حرکت کرنا اور ان میں جانا تبلیغ اور رسالت کیلئے لازمی ہے _
إذہب إلي ... إذہب ا نت و ا خوك
ان چند آیات میں کہ جو مورد بحث ہیں فعل "اذہب" کا تین دفعہ تکرار ہوا ہے_ خداتعالی کے اس حکم او رتاکید سے پتا چلتا ہے کہ تبلیغ دین کیلئے بیٹھنا اور لوگوں کے جمع ہونے کا انتظار کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ ان کے درمیان جاکر دعوت الہی کا پرچم بلند کیا جائے_
5_ حضرت موسی (ع) اور حضرت ہارون(ع) اپنی دعوت کو انجام دینے کیلئے متعدد معجزات کے حامل تھے _
اذہب ...ب ای تي
"آیات"کو جمع کی صورت میں لانا موسی (ع) و ہارون (ع) کو عطا کئے گئے معجزات و آیات کے متعدد ہونے کی نشانی ہے_ اس تعدد کی توجیہ میں دو احتمال ہیں_ 1_ عصا اور ید بیضا والے معجزے اگرچہ بطور کلی دو معجزے تھے لیکن یہ متعدد معجزوں پر مشتمل تھے کیونکہ عصا کا سانپ بننا، اس کا حرکت کرنا اور پھر سانپ کا عصا بننا ہر ایك الگ سے معجزہ ہے 2_ خداتعالی نے اس تعبیر کے ساتھ حضرت موسی (ع) کو وعدہ دیا ہے کہ اس کے بعد بھی انہیں معجزات عطا کریگا_
6_ عصا اور ید بیضا والے معجزوں کے ہمراہ حضرت موسی (ع) کو دیگر معجزات عطا کرنا خداتعالی کا کوہ طور میں ان کے ساتھ وعدہ _*
ب ای تي
باوجود اس کے کہ اس وقت تك حضرت موسی (ع) کو صرف دو معجزے عطا ہوئے تھے "آیات" کو جمع لانا ہوسکتا ہے خداتعالی کی طرف حضرت موسی (ع) کے ساتھ دیگر معجزات عطا کرنے کا ضمنی وعدہ ہو _
7_ معجزہ انبیا کی نبوت و رسالت کی حقانیت کو ثابت کرنے کاایك طریقہ_
إذہب ا نت و ا خوك ب ای تي
8_ رسالت انبیاء کی نشانیاں اور معجزات،خداتعالی کی طرف سے ہیں _
با ی تي
9_ خداتعالی کو یاد کرنا اور اسکی بات کرنا موسی (ع) و ہارون (ع) کی دعوت کا محور اور نعرہ_
ولاتنیا فی ذکري
10_ یاد خدا ،رسالت کی انجام د ہی اور پیغام پہنچانے میں سستی نہ کرنا،خداتعالی کی طرف سے موسی (ع) و ہارون (ع) کو نصیحت _
ولاتنیا فی ذکري
"وني" کا معنی ہے سستی اور کوتاہی کرنا (مصباح) "لاتینا" یعنی اے موسی اور ہارون میری یاد میں سستی اور کوتاہی مت کرنا_ اور خداتعالی کی یاد کا لازمہ ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ ہے جو خداتعالی کی طرف سے انکے سپردکی گئي ہیں_
11_ یاد خدا میں سنجیدگي، اسکی طرف سے سپردکی گئي ذمہ داریوں کی طرف مسلسل توجہ اور اس میں سستی نہ کرنے کا لازمی ہونا_
ولاتنیا فی ذکري

12_ یاد خدا میں سستی اور اس سے غفلت ،راہ خدا میں قیام کرنے والوں اور اس میں چلنے والوں کیلئے ایك قابل توجہ خطرہ _
إذہب ا نت ... ولاتنیا فی ذکري
13_آیات الہی اور معجزات انبیاء کی حوصلہ افزائي کا سبب ہیں_
إذهب ... ب ای تی و لا تنیا فی ذکري
14_ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کو ہارون (ع) کی طرف حکم رسالت پہچانے پر ما مور کیا اور ان سے چاہا کہ ہارون کو ذکر خدا میں سستی نہ کرنے کی نصیحت کریں_
إذہب ا نت و ا خوك ب ای تی ولاتنیا فی ذکري

موسی (ع) و ہارون (ع) کے مشترکہ فرائض کے سلسلے میں حضرت موسی (ع) کو مخاطب بنانا تقاضا کرتا ہے کہ حضرت موسی (ع) یہ فرامین ہارون کو پہنچائیں _
15_ دوسروں کی راہنمائي پر خودسازی کا مقدم ہونا _
و اصطنعتك لنفسي ... إذہب ا نت و ا خوك

آیات خدا:
انکا کردار 13
انبیاء:
انکی حقانیت کے دلائل 7; انکی حوصلہ افزائي کے عوامل 13
تبلیغ:
اسکی روش 4
تزکیہ نفس:
اسکی اہمیت 15
خداتعالی :
اسکی نصیحتیں 10; اس کا کردار ادا کرنا 8; اسکے وعدے 6
ذکر :
ذکر خدا کی اہمیت 9، 10، 11، 14
غفلت:
خدا سے غفلت کا خطرہ 12
معجزہ :
اس کا سرچشمہ 8، اس کا کردار 7، 13
موسی (ع) :
آپ کا بھائي 1، آپکے معجزوں کا متعدد ہونا 5; آپکو نصیحت 10; آپکی رسالت کا عالمی ہونا 3; آپکی رسالت 2، 14; آپکی رسالت کا شریك 1; آپکا عصا 6; آپکا معجزہ 2، 6 ; آپ کوہ طور میں 6; آپکی سب سے اہم دعوت 9; آپ کے ساتھ وعدہ 6; آپکا ید بیضا 6
ہارون (ع) :
انکو رسالت کا پہچانا 14; انکے معجزوں کا متعدد ہونا 5; انکو نصیحت 10، 14; انکی رسالت کا عالمی ہونا 3; انکی رسالت 2; انکا معجزہ 2; انکی سب سے اہم دعوت 9; انکا کردار ادا کرنا 1
ہدایت:
اسکی شرائط 15

87

اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى (٤٣)
تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہوگیا ہے (43)

1_ فرعون، سرکش اور خدا ناشناس تھا _
إذہبا إلی فرعون إنہ طغی
2_ موسی وہارون کا فرعون کی طرف حرکت کرنا اور اسے سرکشی سے روکنا خداتعالی کی طرف سے ان دو کو موکد اور مکرر حکم _
إذہب ... إذہب ا نت و ا خوك ... إذہبا إلی فرعون
3_ فرعون کی ہدایت اور راہنمایی کیلئے موسی (ع) و ہارون (ع) کی مقاومت و پائداری اور سستی سے پرہیز کرنے کی

ضرورت _
ولاتنيا فی ذکري إذہبا إلى فرعون انہ طغی
4_ سرکشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے مناسب وسائل فراہم کرنے، تیاری کرنے اور ایسے مردوں کی ضرورت ہے جنہوں نے خودسازی کر رکھی ہو _
ا وحينا إلى ا مك ... و اصطنعتك لنفسي ... إذہبا إلى فرعون إنہ طغی
5_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا انبیاء کے برجستہ ترین پروگراموں میں سے ہے _
اذہبا ... إنہ طغی
6_ سرکشوں کا مقابلہ کرنااور انکی بیخ کنی کرنا ضروری ہے_
اذہبا ... إنہ طغي
7_ دین الہی سرکشی کرنے اور دوسروں کی سرکشی کے برداشت کرنے کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہے_
اذہبا الی فرعون إنہ طغی
8_ بڑے اہداف کیلئے بچپن سے ہی مستعد افراد کی شناخت و تربیت اور ان پر مسلسل نظر رکھنا ایك خدائي روش اور مطلوب ہے _
إذ ا وحينا إلى ا مك ... و فتنك فتوناً ... و اصطنعتك لنفسي ... اذہبا إلى فرعون إنہ طغی

فَقُولَا لَهُ قَوْلاً لَّيِّناً لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى (٤٤)
اس سے نرمی سے بات کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا خوفزدہ ہوجائے (44)

1_ فرعون کے ساتھ گفتگو کے دوران، حضرت موسی (ع) و ہارون(ع) نرم لہجے میں بات کرنے اور درشت لہجے سے پرہیز کرنے پر ما مور _
فقولا لہ قولا لین
"لین"،"خَشن" کی ضد ہے (مفردات راغب) اور "لین" صفت مشبہہ ہے یعنی نرم اور لطیف _
2_ حضرت موسی (ع) و ہارون (ع) کی نرم گفتگو نے فرعون کے

89
حقیقت تك پہنچنے یا اسکے اعتقادات کے تزلزل کی وجہ سے اسکے دل میں خوف و ہر اس کے پیدا ہونے کیلئے زمینہ ہموار کیا _
فقولا لہ قولاً لیناً لعلہ یتذکرا و یخشی
"خشیة" اس خوف کو کہتے ہیں جوطرف مقابل کی عظمت کے احساس کے ہمراہ ہو (مفردات راغب) حرف "او" نے فرعون کو دو احتمالی رد عمل کے درمیان ترسیم کیا ہے پس جملہ "لعلہ" ... بیان کررہا ہے کہ امید ہے فرعون حقیقت کو سمجھ کر اس پر یقین کرلے یا کم از کم موسی و ہارون کی صداقت کا احتمال دے اور اسکے نتیجے میں بڑے خطرے کا احساس کرتے ہوئے اس سے ہراسان ہوجائے
3_ ہدایت اور اصلاح، انبیا ء کی رسالت کا اصلی ہدف_
فقولا لہ ... لعلہ یتذکر ا و یخشی
باوجود اسکے کہ فرعون سرکش اور جھوٹا تھا لیکن موسی و ہارون کو فوج جمع کرنے اور اسکے خلاف جنگ لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ وہ ما مور تھے کہ آیات الہی کا اظہار کر کے اور نرم گفتگو کے ذریعے اسے ہدایت کریں _
4_ لوگوں کو برائیوں سے منع کرنے کیلئے جب تك گفتار کے اثر کرنے کا احتمال ہو اس وقت تك عملی اقدامات اور طاقت کا استعمال نہ کیا جائے _
فقولا لہ قولاً لیناً لعلہ یتذکر ا و یخشی
"لعلّ" سے یہ سمجھا جاسکتاہے کہ جب تك نرم گفتگو کے اثر انداز ہونے کی امید ہو اس وقت تك برائي کو روکنے کیلئے الجھنا اور عملی قدم اٹھانا جائز نہیں ہے_
5_ لوگوں کو پند و نصیحت کرنا اور انہیں برے کردار کے انجام کے بارے میں خبردار کرنا انبیاء کی رسالت کا حصہ ہے _
لعلہ یتذکر ا و یخشی
"تذکر" "تذکیر" کا مطاوعہ ہے اور قاموس میں "تذکیر" کے بارے مینلکھا ہے کہ یہ نصیحت کرنے کے معنی میں ہے _
6_ حقیقت سے غافل ہونا اور برے کردار کے انجام سے نہ ڈرنا سرکشی ہے_
إنہ طغی ... لعلہ یتذکر ا و یخشی
خداتعالی ، فرعون کو سرکشی سے روکنے کیلئے موسی و ہارون کو تذکر اور خشیت پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دو خصلتوں کا نہ ہونا فرعون کی سرکشی کا سبب تھا _
7_ دین کی تبلیغ میں نرم گفتگو کرنا اور محبت آمیز روش اپنانا ضروری ہے حتی کہ سرکش ترین لوگوں کے ساتھ بھی _
فقولا لہ قولاً لین
8_ تبلیغ میں مہر و محبت پر مبنی گفتگو زیادہ مؤثر ہے _
فقولا لہ قولًا لیناً لعلہ یتذکر ا و یخشی
کلام خدا میں "لعل" کا معنی اس کا پر امید ہونا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص گفتگو کی اس روش کو دیکھے وہ پر امید ہوگا _
9_ تبلیغی کام کو مرحلہ بہ مرحلہ انجام دینا اور لوگوں کو ہدایت کرنے کی روش کے انتخاب میں حالات اور ماحول کی طرف توجہ رکھنا ضروری ہے _

فقولا لہ قولًا ليناً لعلہ يتذكر ا و يخشى
10_ معاشرتى مفاسد كا مقابلہ كرنے كيلئے مبلغين كى روش ميں ہم آہنگى زيادہ كارساز اور كاميابى كى زيادہ نزديك ہے_
اذہبا ... فقولا لہ قولاً ليناً لعلہ يتذكر
موسى (ع) و ہارون (ع) دونوں فرعون كا مقابلہ كرنے كيلئے ايك روش اپنانے پر ما مور ہوئے _
11_ " سفيان بن سعيد قال: سمعت ا با عبداللہ جعفر بن محمد الصادق (ع) ... يقول: يا سفيان ، عليك بالتقية ... ان الله عزوجل قال لموسى و ہارون: "فقولا لہ قولاً ليناً لعلہ يتذكر ا و يخشى " يقول الله عزوجل: كنياہ و قولا لہ : يا ا با مصعب";سفيان بن سعيد كہتے ہيں ميں نے امام صادق (ع) كو فرماتے ہوئے سنا اے سفيان تقيہ كى رعايت كر ... خداتعالى نے موسى و ہارون كو فرمايا تھا "فقولا لہ قولاً ليناًلعلہ يتذكرا و يخشى " خداتعالى كى مراد يہ ہے كہ اسے اسكى كنيتكے ساتھ مخاطب كرنا اور اسے كہنا اے ابومصعب (لوگوں كو كنيت كے ساتھ مخاطب بنانا انكے احترام كى علامت ہے)_(1)
12_ "عن موسى بن جعفر (ع) : ا مّا قولہ: " لعلہ يتذكر ا و يخشى " فإنما قال ليكون ا حرص لموسى على الذہاب";امام موسى كاظم (ع) سے روايت كى گئي ہے خداتعالى نے "لعلہ يتذكر او يخشى " اسلئے فرمايا تا كہ حضرت موسى كا(فرعون كى طرف) جانے كا اشتياق بڑھ جائے_ (2)

انبياء (ع) :
انكا اصلاح كرنا 3; انكا انذار 5; انكى رسالت 5; انكے مواعظ 5; انكى سب سے اہم رسالت 3; انكا ہدايت كرنا 3
تبليغ:
اسكى روش پہچاننے كى اہميت 9; اس ميں منصوبہ بندى كرنا 9; اسكى روش 7، 9، 10; اس ميں كاميابى كا پيش خيمہ 10;
اس ميں مؤثر عوامل 8; اس ميں نرم گفتگو 7، 8
ڈرانا:
ناپسنديدہ عمل كے انجام سے ڈرانا 5
سركشي:
اسكے عوامل 6
عمل:
ناپسنديدہ عمل كا انجام 6
غفلت :
اسكے اثرات 6
فرعون:
اس كا مقابلہ كرنے كى روش 11; اسكے خوف كا پيش خيمہ 2; اسكى حق شناسى كا پيش خيمہ 2 ; اسكى كنيت 11
گفتگو:
نرم گفتگو كے اثرات 8
....

1) معانى الاخبار ص 386ح 20باب نوادر المعانى _ تفسير برہان ج 3 ص 37 ح 4_
2) علل الشرائع ص 67 باب 56 ح 1_ نورالثقلين ج 3 ص 380 ح 69_

معاشرتى مفاسد:
انكا مقابلہ كرنے كى روش 10
موسى (ع) :
آپكى نرم گفتگو كے اثرات 2; آپكو متحرك كرنے كے عوامل 12; آپكى ذمہ دارى 1; آپكى نرم گفتگو 1

نہی از منكر:
اسكے احكام 4; اسكے درجے 4
ہارون (ع) :
انكى نرم گفتگو كے اثرات 2; انكى ذمہ دارى 1; انكى نرم گفتگو 1

قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَى (٤٥)
ان دونوں نے كہا كہ پروردگار ہميں يہ خوف ہے كہ كہيں وہ ہم پر زيارتى نہ كرے يا اور سركش نہ ہوجائے (45)

1_ حضرت موسى (ع) و ہارون (ع) نے فرعون كى طرف جانے سے پہلے آپس ميں ملاقات كى اور اسكى راہنمائي كے احتمالى موانع كے بارے ميں غور كيا _
قالا ربنا إننا نخاف
حضرت موسى (ع) كے قصے كے بعض حصے جيسے آپ كا اپنے اہل و عيال كے پاس واپس جانا، راہ مصر كو پالينا، اور اپنے بھائي ہارون سے ملاقات كرنا _ چونكہ انكا فرعون كا مقابلہ كرنے ميں كوئي خاص دخل نہيں ہے اسلئے يہ ان آيات ميں نہيں آئے_ يہ احتمال بھى ہے كہ آيت نمبر 42 (اذہب ا نت و ا خوك) ميں خداتعالى كا موسى و ہارون كے ساتھ كلام ان دونوں كى ملاقات كے بعد ہو _
2_ موسى (ع) و ہارون (ع) نے بارگاہ الہى ميں مناجات كر كے اور اپنے اقدام كے احتمالى موانع كو شمار كر كے خداتعالى سے كسى چارے كى درخواست كى _
قالا ربنا إننا نخاف ا ن يفرط علين
3_ موسى (ع) و ہارون(ع) معجزے كے اظہار اور حقيقت كے بيان كى فرصت ملنے سے پہلے ہى فرعون كى طرف سے انہيں فورى سزا دينے كے عجولانہ اقدام سے خوف زدہ تھے
قالا ربنا إننا نخاف ا ن يفرط علين
"فَرَطَ" يعنى افراط و تفريط كے بغير آگے نكلنا (مفردات راغب) موسى (ع) و ہارون(ع) كى مراد فرعون

92
كى طرف سے ايسے اقدام كا احتمال ہے جو انہيں پيام الہى كے ابلاغ كى فرصت نہ دے _
4_ موسى (ع) و ہارون (ع) فرعون كى طرف سے اسے دعوت الہى كے ابلاغ كے بعد، زيادہ سركشى كے احتمال سے پريشان تھے _
ا و ا ن يطغى
خداتعالى نے موسى (ع) كے ساتھ كلام كرتے ہوئے فرعون كى سركشى كى تصريح كى تھى _پس اس بات سے موسى (ع) و ہارون (ع) كى مراد سركشى كا اس قدرزيادہ ہونا ہے كہ جس سے اسكے دعوت كو قبول كرنے امكان بالكل ختم ہوجائے_
5_ حضرت موسى (ع) و ہارون (ع) كو فرعون تك پيغام الہى كے پہچانے ميں ناكامى كى پريشانى _
إننا نخاف ا ن يفرط علينا ا و ا ن يطغى
6_ موسى (ع) و ہارون (ع) كى نظر ميں فرعون ايك ڈكٹيٹر اور حقيقت كو سركوب كرنے والا شخص تھا_
نخاف ا ن يفرط علينا ا و ا ن يطغى
يہ احتمال كہ فرعون موسى و ہارون كو بيان حقيقت كى فرصت نہيں ديگا انكے فرعون كى خودسرى كو جاننے كى وجہ سے تھا اور اسكى سركشى كے زيادہ ہونے كا احتمال ان دوكے اس بات سے آگاہى كى وجہ سے تھا كہ فرعون حق كے مقابلے ميں ہٹ دھر م مز اج كا مالك ہے_
7_ ذمہ دارى كى احتمالى مشكلات اور موانع كے بارے
ميں غور كرنا اور الہى پيغام كے پہچانے ميں ناكامى كاخوف،مقام نبوت اور خداتعالى كے لئے مخلص ہونے كے ساتھ من0فات نہيں ركھتا _
و اصطنعتك لنفسي ... إننا نخاف ا ن يفرط علينا ا و ا ن يطغى

انبیاء (ع) :
انکا اخلاص 7; انکا خوف 7; انبیا اور تبلیغ کی مشکلات کے بارے میں غور کرنا 7; انبیا اور نبوت کی مشکلات کے بارے میں غور کرنا 7
فرعون:
اس کا استبداد 6; اسکے شکنجے 3; اسکی طرف سے عجولانہ اقدام کی پریشانی 3; اسکی طرف سے حق کو قبول نہ کرنے کی پریشانی 5; اسکی سرکشی کی پریشانی 4
موسی (ع) :
انکی سوچ 7; انکی رسالت 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; موسی و ہارون کی باہی مشاورت 1; موسی و ہارون کی ملاقات 1; انکی مناجات 2; انکی پریشانی 3، 4، 5
ہارون (ع) :
انکی سوچ 6; انکی رسالت 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکی مناجات 2; انکی پریشانی 3، 4، 5

قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى (٤٦)
ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں (46)

1_ خداتعالی نے موسی (ع) و ہارون (ع) سے چاہا کہ اپنی کامیابی کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں اور فرعون کے رد عمل سے بھی نہ ڈریں _
إننا نخاف ... قال لاتخاف
2_ خداتعالی نے موسی (ع) و ہارون(ع) کو اطمینان دلایا کہ فرعون ان سے پیغام رسالت کو پہچانے کی فرصت نہیں چھینے گا اور اپنی سرکشی میں اضافہ نہیں کریگا _
نخاف ا ن یفرط ... قال لا تخاف
3_ خداتعالی نے فرعون کا مقابلہ کرنے کے دوران موسی (ع) و ہارون (ع) کو اپنی طرف سے انکی مکمل ہمراہی اور حمایت و حفاظت کا اعلان فرمایا _
إننی معکم
خداتعالی ہمیشہ سب کے ہمراہ ہے اور ہر جگہ موجود ہے_ موسی (ع) و ہارون (ع) کی پریشانی دور کرنے کیلئے ہے جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ خداتعالی کا خصوصی طور پر حاضر رہنا ہے کہ جو اسکی طرف سے انکی بے دریغ حمایت کی حکایت کرتا ہے_
4_ خداتعالی کی طرف سے ہمراہی اور مدد کے باوجود کام کے انجام سے خوفزدہ اور پریشان ہونے کی کوئي وجہ نہیں ہے _
لاتخافا إننی معکم
"إنني""معکما" کی علت کا بیان ہے _ یعنی خوف نہ کرو کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں خدا کی مددکی ضمانت ہو وہاں خوف اور پریشانی را کوئي وجہ نہیں ہے_
5_ خداتعالی ہر بات کو سننے والا، ہر کردار کو دیکھنے والا اور ہر شے کو جاننے والا ہے_

ا سمع وا رى
"ا سمع" اور "ا ري" كے لئے كسى خاص مفعول كا ذكر نہ ہونا عموم كا فائده ديتا ہے او رخداتعالى كى سب قابل شنيد باتوں اور قابل ديد چيزوں سے آگاہى سے مراد اس كا علم مطلق ہے_
6_ خداتعالى كا سننا اور ديكھنا اس كى طرف سے فرعون كے مقابلے ميں موسى (ع) و ہارون (ع) كى مدد كى ضمانت

كااطمينان دلانے كا باعث تھا _
إننى معكما ا سمع و ا رى
7_ خداتعالى كى طرف سے مددكاوعده اور فرعون كو ہدايت كرنے كے واقعےكى جزئيات سے اسكى وسيع آگاہى موسى و ہارون كے پريشان دلوں كے سكون اور انكى اميد كا باعث تھى _
إننا نخاف ... لا تخافا إننى معكما ا سمع و ا رى
8_ موسى (ع) و ہارون (ع) ، خداتعالى كى برتر قدرت سے آگاه تھے اوردوسروں كو اسكے ارادے اور مشيت كا مقابلہ كرنے سے ناتوان سمجھتے تھے _
إننى معكم
9_ موسى (ع) و ہارون(ع) نے خداتعالى كے مشتركہ خطاب كے ذريعے وحى الہى كو حاصل كيا _
قال لا تخافا إننى معكم

ايمان:
اراده خدا پر ايمان 8; قدرت خدا پر ايمان 8
پريشاني:
ناپسنديده پريشانى 4
خداتعالى :
اسكى امداد كے اثرات 4; اسكے ديكھنے كے اثرات 6; اسكے سننے كے اثرات 6; اسكے علم كے اثرات 7; اسكے وعدوں كے اثرات 7; اس كا ديكھنا 5; اس كا سننا 5; اس كا علم 5
خوف:
ناپسنديده خوف 4
فرعون:
اسكى سركشى سے پريشانى 2; اسكى ہدايت 7
موجودات:
انكا عاجز ہونا 8
موسى (ع) :
انہيں اطمينان دلانا 1، 2; انكى امداد كرنا 1، 6، 7; انكا ايمان 8; انہيں تسلى دينا 1; انكى رسالت 9; انكے اطمينان كے عوامل 6، 7; انكى اميد كے عوامل 7; انكا قصہ 2، 3، 6، 7; انكى حفاظت 3 ; انكى طرف وحى 9
ہارون (ع) :
انہيں اطمينان دلانا 1، 2; انكى امداد كرنا 3، 6، 7; انكا ايمان 8; انہيں تسلى دينا 1; انكى رسالت 9; انكے اطمينان كے عوامل 6، 7; انكى اميد كے عوامل 7; انكا قصہ 2، 3، 6، 7; انكى حفاظت 3; انكى طرف وحى 9

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى (٤٧)
فرعون كے پاس جاكر كہو كہ ہم تيرے پروردگار كے فرستاده ہيں بنى اسرائيل كو ہمارے حوالے كردے اور ان پر عذاب نہ كر كہ تم تيرے پاس تيرے پروردگار كى نشانى لے كر آئے ہيں اور ہمارا سلام ہو اس پر جو ہدايت كااتباع كرے (47)

1_ خداتعالی نے موسی (ع) و ہارون (ع) کو بے باکی اور بغیر کسی خوف و خطر کے فرعون کے پاس جانے اور اسے اپنی رسالت سے آگاہ کرنے کا حکم دیا _
لاتخافا ... فا تیاہ فقولا إنا رسولا ربك
"فا تیاہ" کا "لاتخافا" پر عطف ہے اور یہ اس پر متفرع ہے یعنی اب جبکہ تمہارے امن اور حفاظت کی ضمانت آچکی بغیر کسی خوف اور پریشانی کے فرعون کے پاس جاؤ "فائ" عاطفہ تعقیب کیلئے ہے اور دلالت کرتی ہے کہ دوکاموں کے درمیان متعارف حد سے زیادہ فاصلہ نہ ہو _
2_ حضرت موسی (ع) کی بعثت کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں رہتے تھے اور فرعون کے ظلم و ستم کا شکار تھے_
فا رسل معنا بنی إسرائیل ولا تعذبہم
فرعون کو بنی اسرائیل کو عذاب اور تکلیف دینے سے منع کرنا اس وقت مصر میں بنی اسرائیل کی سختی اور رنج و الم کا غماز ہے_
3_ بنی اسرائیل کی آزادی اور انہیں موسی (ع) و ہارون (ع) کے ہمراہ بھیجنا ان دو کا فرعون سے سب سے پہلا مطالبہ تھا _
فقولا ... ا رسل معنا بنی إسرائیل
4_ بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلانا اور انہیں فرعون کے دائرہ حکومت سے خارج کرنا موسی (ع) و ہارون (ع) کی رسالت کے اہم اہداف میں سے

تھا _
فقولا إنا رسولا ربك فا رسل معنا بنی إسرائیل ولا تعذبہم
"فا رسل" میں "فائ" اسے "إنا رسولا ربك" پر متفرع کرر ہی ہے اور بتا رہی ہے کہ بنی اسرائیل کو بھیجنا موسی (ع) و ہارون (ع) کی الہی رسالت کا حصہ تھا _
5_ فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے نکل جانے کو قبول کرلینے کے بعد خداتعالی کے حکم سے موسی (ع) و ہارون (ع) انکی رہبری کے ذمہ دار تھے_
فا رسل معنا بنی إسرائیل
6_ بنی اسرائیل کو فرعون کے ستم سے نجات دینا انہیں مصر اور فرعون معاشرے سے نکالنے کے بغیر ممکن نہیں تھا_
فا رسل معنا بنی إسرائیل ولا تعذبہم
"لاتعذبہم" کا "ا رسل" پر عطف اس نکتے کو بیان کررہا ہے کہ بھیجنے کی درخواست عذاب اور شکنجوں سے نجات کی غرض سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہجرت کے بغیر رہائي کا امکان نہیں تھا _
7_ بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا،فرعونیوں کیلئے بہت اہم تھا_
فا رسل معنا بنی إسرائیل
مصر سے بنی اسرائیل کے خروج کیلئے فرعون سے درخواست کرنا مصر میں بنی اسرائیل کی موجودگی کی اہمیت کی علامت ہے اور فرعونیوں کے امور کی انجام دہی میں انکے کردار کو بیان کررہا ہے _
8_ فرعون، بنی اسرائیل کے مصر سے نکل کر کسی اور جگہ کی طرف ہجرت کرنے میں رکاوٹ بن رہا تھا_
فا رسل معنا بنی إسرائیل
اگر بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا عادی طور پر ممکن ہوتا تو اس مسئلے فرعون کے سامنے اٹھانابے معنی تھا پس بنی اسرائیل اگر چہ خود رہائي حاصل کرنا اور ہجرت کرناچاہتے تھے لیکن فرعون اور اسکی حکومت اس کام میں رکاوٹ تھے_
9_ بنی اسرائیل موسی (ع) و ہارون (ع) کی قیادت میں مصر سے ہجرت کیلئے تیار_
فا رسل معنا بنی إسرائیل ولا تعذبہم
فرعون کے سامنے اس درخواست کا پیش ہونا مصر سے ہجرت کیلئے بنی اسرائیل کی ذہنی آمادگی پر دلالت کرتا ہے_

10_ مظلوموں كو ظلم و ستم اور غلامی كی زنجيروں سے نجات دلانا اور انہيں غير توحيدی نظاموں كے تسلط سے رہائي دلانا خداتعالی كو مطلوب اور انبياء الہی كے اہداف كے ساتھ ہم آہنگ ہے_
اذہبا ... فا رسل معنا بنی إسرائيل
11_ موسى (ع) و ہارون (ع) خداتعالى كى طرف سے ما مور تھے كہ فرعون كو بنى اسرائيل پر ظلم كرنے سے منع كريں _
إنا رسولا ربك ... ولا تعذبہم
12_ حكمران اپنے ما تحت لوگوں كے كردار كے ذمہ دار ہوتی ہيں _
لاتعذبہم
بلاشك فرعون بالواسطہ طور پر بنى اسرائيل كو عذاب نہيں ديتا تھا اسكے باوجود خدا تعالى نے

انہيں عذاب دينے كى نسبت فرعون كى طرف دى ہے كيونكہ فرعون سربراہ حكومت تھا اور عذاب دينے كاحكم جارى كرتا تھا_
13_ خداتعالى نے موسى (ع) و ہارون(ع) كو حكم ديا كہ وہ فرعون كو اس بات كى اطلاع ديں كہ اپنى رسالت كو ثابت كرنے كيلئے ان كے پاس معجزہ ہے _
قد جئنك ب اية
"آية" اسم جنس ہے اور يہ كم اور زيادہ پر بولا جاسكتا ہے لذا متعدد معجزات پر بھى "آية" كا اطلاق ہوسكتا ہے _
14_ فرعون كو اس بات كى طرف توجہ دلانا كہ اسكى زندگى كے امور خداتعالى كى ربوبيت كے ساتھ وابستہ ہيں موسى (ع) و ہارون (ع) كى فرعون كے ساتھ ملاقات كے پروگراموں ميں سے تھا_
انا رسولا ربك ... ب اية من ربك
فرعون كى طرف سے ربوبيت كے دعوى كو مد نظر ركھتے ہوئے اس آيت ميں اور فرعون كو مخاطب كرتے ہوئے "ربك" كا تكرار اسے اس بات كى ياد دہانى كرانے كيلئے ہے كہ ربوبيت خداتعالى ميں منحصر ہے_
15_ انبيا الہى كو معجزات كے ہمراہ بھيجنا ربوبيت خدا كا ايك جلوہ ہے_
إنا رسولا ربك ... ب اية من ربك
16_ ہدايت الہى كى پيروى كا نتيجہ امن اور سلامتى ہے _
والسلام على من اتبع الہدى
"سلام" باب تفعيل كا اسم مصدر ہے اور اسم كا معنى مصيبتوں اور آفات سے سلامتى و عافيت ہے (لسان العرب) بعد والى آيت قرينے ہے كہ اس آيت ميں سلامتى سے مراد دينا و آخرت كے عذاب سے امان ہے _
17_ ايمان لانے كى صورت ميں فرعون كو مكمل امان اور سلامتى كى ضمانت اس كيلئے خداتعالى كا ايك پيغام_
فقولا ... والسلام على من اتبع الہدى
18_ امن و صلح كا قيام ،انبياالہى كے اہداف ميں سے ہے _
والسلام على من اتبع الہدى
19_ اديان الهي، لوگوں كو ہدايت كرنے والے اور انكے صلح و امن تك پہنچنے كا ذريعہ ہيں _
و السلام على من اتبع الہدى
20_ سخن كے آخر ميں سلام ، موسى و ہارون كا نعرہ_*
و السلام على من اتبع الہدى
21_ موسى (ع) و ہارون (ع) نے فرعون كے ہدايت سے محروم ہونے كو اسكے گوش گزار كيا اور اسے ہدايت كى پيروى كرنے كى دعوت دي_
و السلام على من اتبع الہدى
جملہ "السلام على ..." خبر يہ ہے اور "من اتبع ... " كى تعبير فرعون كے اس صفت سے عارى ہونے كى طرف اشارہ اور اسے اسكے حاصل كرنے كى ترغيب دلانے كيلئے ہے_
22_ دين كے ا صولوں كو قاطعيت و صراحت كے ساتھ بيان كرنا گفتار ميں نرمى كے منافى نہيں ہے_

فقولا لہ قولا لینا ... إنا رسولا ربك

98

فا رسل ... و لا تعذبہم ... و السلام علی من اتبع الہدی

گذشتہ آیات میں خداتعالی نے موسی (ع) و ہارون (ع) کو فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنے کاحکم دیا اور ان آیات میں ان چیزوں کو ذکر فرمایا جو انہوں نے فرعون سے کہنی تھیں _ قابل ذکر ہے کہ فرعون کو جو پیغامات پہنچائے گئے ان میں بنیادی عقائد، بشارت اور انذار موجود ہیں_ پس گفتار کی نرمی سے مراد اصولوں کو بیان نہ کرنا اور عقائد کو سینسرکرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود انداز بیان اورپیش آنے کی روش ہے_

مظلومين:
انکی نجات کی فضیلت 10

معجزہ:
اس کا سرچشمہ 15; اس کا کردار 13
موسی (ع) :
انکی رسالت کا اعلان 1; انکے مطالبات 3; انکی دعوت 21; انکی رسالت 11، 13، 14; انکی راہبری 5، 9; انکا سلام 20; انکا قصہ 1، 3، 5، 11، 13، 14; انکی سب سے اہم رسالت 4
نبوت:
اسکے دلائل 13
ہارون (ع) :
انکی رسالت کا اعلان1; انکے مطالبات 3; انکی دعوت 21; انکی رسالت 11، 13، 14; انکی راہبری 5، 9; انکا سلام 20; انکا قصہ 1، 3، 5، 11، 13، 14; انکی اہم ترین رسالت 4
ہدایت:
اسکے اثرات 16; اسکی دعوت 21; اس سے محروم لوگ 21

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّى (٤٨)
بيشك ہماری طرف يہ وحی کی گئي ہے کہ تکذيب کرنے والے اور منھ پھيرنے والے پر عذاب ہے (48)

1_ حضرت موسی (ع) کی طرح حضرت ہارون (ع) بھی وحی الہی دریافت کرتے تھے _
إنا قد ا وحی إلين
2_ انبیا اور معجزات الہی کو جھٹلانے اور ان سے روگردانی کرنے کا نتیجہ ،عذاب الہی ہے_
ا ن العذاب علی من کذب و تولي
گذشتہ آیات کے قرینے سے "تکذیب" کا متعلق انبیا کی رسالت اور وہ معجزات ہیں جو اسکے ثابت کرنے کیلئے دکھائے گئے_
3_ بشارت دینے کے بعد، نرم لہجے میں فرعون کو عذاب سے ڈرانا موسی (ع) و ہارون(ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھا _
و السلام علی من ... العذاب علی من کذب
ظاہر کلام یہ ہے کہ فرعون کو انذار اسکی تبشیر کے بعد ہوا ہے _ انذار میں غائب کے صیغوں کا استعمال، نیز تاکید کے ہمراہ اسکے وحی ہونے کی تصریح یہ سب چیزیں موسی (ع) و ہارون (ع) کے فرعون کے ساتھ نرم گفتگوکے گواہ ہیں_
4_ انذار بھی نرم لہجے میں اور درشتی کے بغیر ہوسکتا ہے_

فقولا لہ قولاً ليناً ... ا ن العذاب علی من کذب
گذشتہ آیات میں خداتعالی نے موسی (ع) و ہارون (ع) کو نرم گفتگو اور ملائم روش اپنا نے کی نصیحت فرمائي پھر انہيںپيغامات دیئے کہ جن میں انذار بھی شامل تھا_ اس کا لازمہ یہ ہے کہ نرم گفتگو کا مطلب انذار کو ترك کرنا نہیں ہے بلکہ ملائم اور مناسب لہجے میں بھی انذار ہوسکتا ہے_
5_ فرعون کے مقابلے میں موسی (ع) و ہارون (ع) کی ذمہ داری تھی کہ وہ عذاب کی دھمکی کے وحی ہونے پر زور دیں_
إنا قد ا وحی إلینا ا ن العذاب
جملہ "إنا قد ..." "إنّ" اور "قد"کے ساتھ تاکید پر مشتمل ہے کہ جو تمام پیغامات خاص طور پر عذاب سے انذار والے پیغام کے وحی ہونے کی تاکید ہے _

آيات خدا:
ان سے اعراض كے اثرات 2; انكى تكذيب كے اثرات 2
انبياء (ع) :
ان سے اعراض كے اثرات 2; انكى تكذيب كے اثرات 2
انذار:
عذاب سے انذار 3; اسكى روش 4; اس ميں سخن كى نرمى 4; عذاب سے انذار كا وحى ہونا 5
عذاب:
اسكے اسباب 2
فرعون:
اس كا انذار 3--_ 5
موسى (ع) :
انكى رسالت 3، 5; انكا قصہ 3; انكى سخن كى نرمى 3; انكو وحى 1
ہارون (ع) :
انكى رسالت 3،5; انكا قصہ 3; انكى سخن كى نرمى 3; انكو وحى 1

قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَى (٤٩)
اس نے كہا كہ موسى تم دونوں كا رب كون ہے (49)

1_ موسى (ع) و ہارون (ع) نے فرعون كو خداتعالى كے پيغامات پہنچاكر اپنى ڈيوٹى انجام دے دي_
فقولا لہ ... قال فمن ربكم
گذشتہ سب آيات ميں خداتعالى كى موسى (ع) و ہارون (ع) كے ساتھ گفتگو تھى ليكن انكے فرعون كا سامنا كرنے اور جو كچھ وہاں ہوا اسكے بارے ميں ان آيات ميں بات نہيں كى گئي_ فرعون كے جواب سے پتا چلتا ہے كہ انہوں نے اس تك اپنا پيغام پہنچا كر اس كا جواب وصول كرليا تھا _

2_ فرعون نے موسى (ع) و ہارون (ع) كى باتيں سن كر انہيں پيغام الہى پہنچانے كى اجازت دي_
فقولا إنا رسولا ... قال فمن ربكم
3_ موسى (ع) و ہارون (ع) كى باتوں كے رد عمل ميں فرعون نے انكے پروردگار كے بارے ميں تجاہل اور عدم اطلاع كا اظہار كيا_
انا رسولا ربك ... ب اية من ربك ... قال فمن ربكم
اگر چہ موسى (ع) و ہارون (ع) نے "ربك" كے عنوان كے ساتھ فرعون تك پيغام پہنچايا ليكن فرعون نے سوال پوچھتے ہوئے "ربكما" كى تعبير كو استعمال كيا تاكہ خداتعالى كى ربوبيت كا انكار كرنے كے ساتھ ساتھ اسكى نسبت بے خبر ہونے كا اظہار كرے_
4_ فرعون نے موسى (ع) و ہارون (ع) كے پروردگار سے بے خبرى كا اظہار كر كے انكے پيغام كے اصلى ركن پر سواليہ نشان لگاديا _
إنا رسولا ربك ... ا وحى إلينا ... فمن ربكم
5_ موسى (ع) و ہارون (ع) كے وحى و رسالت ميں شريك ہونے كے باوجود اسكى ذمہ دارى حضرت موسى (ع) كے كاندھوں پر تھى _
قال فمن ربكما ى موسى
پورے مكالمے ميں موسى (ع) و ہارون (ع) فرعون كو اپنا مشتركہ پيغام پہچانے كے ذمہ دار تھے اسى وجہ سے گذشتہ آيات ميں سب ضمائر مشترك اور تثنيہ كى صورت ميں تھيں _ ليكن فرعون اپنے سوال ميں دونوں كو مخاطب قرار دينے

کے باوجود موسى (ع) سے جواب طلب كرتا ہے (ياموسي) ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے كہ موسى و ہارون كے رسالت ميں شريك ہونے كے باوجود سربراہى موسى (ع) كے ہاتھ ميں تھى اور فرعون بھى اسے جان چكاتھا _

انبياء (ع) :
انكى ہم آہنگى 5
فرعون:
اس كا تجاہل 3; اسكى شبہ انگيزى 4;اسكے تجاہل كے اثرات 4; اسے وحى پہچانا 1، 2;
موسى (ع) :
انكا قصہ 1، 2، 3، 4، 5;انكى رسالت 5; انكى رسالت كا انجام پانا 1; انكى رسالت 5; انكى قيادت 5
ہارون (ع) :
انكى رسالت 5;انكى رسالت كا انجام پانا 1; انكا قصہ 1، 2، 3، 4، 5

102

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى (٥٠)
موسى نے كہا كہ ہمارا رب وہ جس نے ہر شے كو اس كى مناسب خلقت عطا كى ہے اور پھر ہدايت بھى دى ہے (50)

1_ موسى (ع) نے فرعون كے جواب ميں اپنے پروردگار كو سب موجودات كا خالق اور ہدايت كرنے والا متعارف كرايا _
من ربكما ... قال ربنا الذى ا عطى ... ثم ہدى
2_ خلق كرنا، خداتعالى كا اختيارى فعل اور اسكى عطا ہے _
الذى ا عطى كل شيء خلقہ
كلمہ "عطائ" اور "إعطا" كے استعمالات ميں غور كريں تو معلوم ہوتا ہے كہ يہ مادہ ايسى جگہ ميں استعمال ہوتا ہے جب كسى چيز كا دينا ايك تو مجبورى كے ساتھ نہ ہو اور دوسرا كسى دوسرى چيز كے مقابلے ميں نہ ہو_
3_ سب موجودات كا خالق اور انہيں اپنے راستے كى طرف ہدايت كرنے والا، خداتعالى ہے _
ا عطى كل شيء خلقہ ثم ہدى
4_ خداتعالى نے ہر موجود كو پورى خلقت اور اسكي حيثيت كے مطابق اعضاء اور خصوصيات عطا كى ہيں _
الذى ا عطى كل شيء خلقہ
خلق كا معنى پيدا كرنا يا صحيح انداز اور يا شكل و صورت ہے (مفردات راغب) دوسرے اور تيسرے معنى سے مندرجہ بالا نكتہ حاصل ہوتا ہے _
5_ خداتعالى نے ہر موجود كو اپنے اعضا اور خصوصيات سے استفادہ كرنے كے طريقہ سے آشنا كيا ہے اور اسے اپنے مفادات اور ان تك پہنچے كا راستہ سمجھايا ہے_
ا عطى كل شيء خلقہ ثم ہدى
سابقہ جملہ قرينہ ہے كہ "ہدى " كا متعلق خلقت كى خصوصيات اور انہيں اپنے مفادات ميں استعمال كرنے كا طريقہ ہے _
6_ عالم خلقت ميں حساب و كتاب اور اندازے كا وجود_

103
ا عطى كل شيء خلقہ
7_ فرعون اور اسكے حوارى ،خالق كائنات اور موجودات كے رب كے درميان فرق كا عقيدہ ركھتے تھے _
من ربكما ... ربنا الذى ا عطى كل شيء خلقہ
سوال كے جواب ميں كوشش ہوتى ہے كہ نامعلوم شے كو پہنچانونے كيلئے ايك معلوم مطلب سے استفادہ كيا جائے فرعون كے سوال(من ربكما) كے جواب ميں حضرت موسى (ع) نے بھى ايك جانى پہچانى چيز سے استفادہ كرتے ہوئے خداتعالى كى خالقيت كى صفت كے ساتھ توصيف كى كيونكہ فرعون اور اسكے پيروكار ،خداتعالى كے خالق ہونے كا اعتقاد ركھتے

تھے اور ان کا نقطہ اختلاف صرف، ربوبیت تھی _
8_ فرعون اور اس کے پیروکار معترف تھے کہ عالم ہستی کا خالق ،خدا ہے لیکن وہ اس کی ربوبیت کے منکرتھے_
من ربکما ... ربنا الذی ا عطی کل شيء خلقہ
9_حضرت موسی (ع) نے فرعون کے سامنے کائنات کے خالق اور پروردگار کے ايك ہونے پر زور دیا _
من ربکما ... ربنا الذی ا عطی کل شيء خلقہ
10_ خداتعالی کی ربوبیت کا تقاضا ، موجودات کو خلق کرنا اور انہیں اپنے کمال وجودی کی طرف ہدایت کرناہے_
ربنا الذی ا عطی کل شيء خلقہ ثم ہدی
11_ تمام موجودات ہستی کی خلقت اور انہیں ہدایت کرنا خداتعالی کی ربوبیت کی دلیل ہے_
ربنا الذی ا عطی کل شيء خلقہ ثم ہدی
حضرت موسی (ع) کے کلام کی بازگشت، محکم اور منطقی دلیل کی طرف ہے کہ جس کی صورت یوں ہے "الله تعالی رب ہے کیونکہ وہ خالق اور ہادی ہے"_
12_ سب موجودات، خداتعالی کی ہدایات سے بہرہ مند ہیں _
ا عطی کل شيء خلقہ ثم ہدی
13_ حضرت موسی (ع) نے اپنی رسالت کو وسیع ربوبی ہدایت کا ايك جلوہ قرار دیا _
من ربکما ... ربنا الذی ا عطی کل شيء خلقہ ثم ہدی
فرعون کے ساتھ حضرت موسی (ع) کی بحث کے موقع و محل کا تقاضا ہے کہ آپ(ع) ،خداتعالی کی عام ہدایت والا موضوع اٹھائیں تا کہ فرعون کے مخفی سوال کا جواب دیا جاسکے کیونکہ ممکن تھا فرعون کہتا کہ فرض کریں خدائے خالق تیرا رب ہے کیا دلیل ہے کہ اس کے رسولوں کی بات ماننا بھی ضروری ہے حضرت موسی (ع) نے خداتعالی کی عام ہدایت کا تذکرہ کر کے نہ صرف فرعون کے ممکنہ سوال کا جواب دے دیا بلکہ کلی طور پر اپنی رسالت کو ثابت کرنے کا موضوع بھی چھیڑدیا _
14_ "عن محمد بن مسلم قال: سا لت ا با عبدالله (ع) عن قول الله عزوجل: " ا عطی کل شيء خلقہ ثم ہدي" قال: لیس شيء من خلق الله إلا و ہو یعرف من شکلہ الذکر من الا نثی قلت: ما یعنی " ثم

ہدی " ؟ قال: ہداہ للنکاح و السفاح من شکلہ;محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے خداتعالی کے فرمان "ا عطی کل شيء خلقہ ثم ہدی " کے بارے میں سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا خداتعالی کی مخلوقات میں سے کوئي چیز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنی جنس کے نر اور مادہ کو پہچانتی ہے_ میں نے پوچھا "ثم ہدی " کا معنی کیا ہے توآپ (ع) فرمایا:خداتعالی نے اسے اپنی نوع کے ساتھ جنسی آمیزش کے درست اور نادرست طریقے سے آشنا کیا ہے_(1)

اس كا اقرار 8; اس كا عقيدہ7; فرعون اور خالق كائنات 7; فرعون اور موجودات كى تربيت كرنے والا 7
فرعون كے پيروكار:
ان كا اقرار 8; ان كا عقيدہ 7; يہ اور خالق كائنات 7 ; يہ موجودات كى تربيت كرنے والا 7
موجودات:
انكا خالق 3، 4;انكى آميزش 14; انكى تعليم 5; انكى خلقت 6، 11; انكى خلقت كاپيش خيمہ 10;انكى خلقت كا تكامل 4;انكى ہدايت كا پيش خيمہ 10; انكى ہدايت 11، 12انكے تكامل كا پيش خيمہ 10;
موسى (ع) :
آپ كى تربيت كرنے والا 13آپ كا قصہ 1، 9; آپكى رسالت 13;آپ كى سوچ 13;
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات 3
....

1) كافى ج 5 ص 567 ح 49_ نورالثقلين ج 3 ص 381 ح 73_

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى (٥١)

اس نے كہا كہ پھر ان لوگوں كا كيا ہوگا جو پہلے گذر چكے ہيں (51)

1_ مصر كى ماضى (حضرت موسى (ع) كے ہم عصرفرعون سے پہلے) كى تاريخ ايسى اقوام كى زندگى كى گواہ ہے جو شرك ربوبى ميں گرفتار تھيں اور خالق ہستى كى ربوبيت كا عقيدہ نہيں ركھتى تھيں_
من ربكما ... ربنا الذي ... فما بال القرون الا ولي
"قرن" يعنى ايك زمانے والے اور "بال" كا معنى "حال" ہے (قاموس) _"ا ولى " "اوّل" كى مؤنث ہے اور "قرون اولى " سے مراد فرعون سے پہلے كے مصرى لوگ ہيں _
2_ فرعون نے موسى (ع) كے سامنے گذشتہ اقوام كے شرك ربوبى كو چھيڑ كر توحيد ربوبى كے بارے ميں شكوك و شبہات پيدا كئے اور اسے بعيد قرار ديا _
قال فما بال القرون الا ولى
3_ خداتعالى نے گذشتہ غيرمؤمن اقوام كے ساتھ كيسا سلوك كيا فرعون كا حضرت موسى (ع) سے سوال _
ا ن العذاب على من كذب ... فما بال القرون ا لاولي
چونكہ گذشتہ آيات ميں حضرت موسى (ع) نے ہدايت كى پيروى كرنے والوں كے امن اور اسے جھٹلانے والوں كے عذاب كے بارے ميں بات كى ہے لہذا فرعون نے يہ سوال اسلئے كيا تا كہ حضرت موسى (ع) گذشتہ نسلوں كى حالت كے بارے ميں اپنى رائے كا اظہار كريں اور اس كے سوال كا مقصد موجودہ نسل كو حضرت موسى (ع) كے اس جواب كے مقابلے ميں برانگيختہ كرنا ہوسكتا ہے كہ ان كے آباؤ اجداد عذاب كا شكار ہوئے تھے _ حضرت موسى كا واضح جواب نہ دينا اس احتمال كى تقويت كرتا ہے_
4_ فرعون، گذشتہ اقوام كے بارے ميں وعدہ عذاب كے عملى ہونے كو باور نہ كر كے ان كے بارے ميں حضرت موسى

(ع) کی رائے جاننے کے درپے ہوا _
قال فما بال القرون الا ولی
موسی (ع) کے یہ (ا ن العذاب علی من کذب) کہنے کے بعد فرعون کا گذشتہ اقوام کے بارے

میں سوال اسکے باور نہ کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ انہیں نابود اور مٹ جانے والی اقوام سمجھتا تھا_
5_ فرعون نے گذشتہ اقوام کے بارے میں حضرت موسی (ع) سے سوال پوچھ کر انکی سخن کے مقابلے میں اپنی بے بسی کو چھپانے کی کوشش کی _
من ربکما ... ا لذی ا عطی کل شيء خلقہ ... فما بال القرون الا ولی
ممکن ہے گذشتہ اقوام کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد صرف بحث کا رخ کسی نامشخص نقطے کی طرف موڑنا ہو_
حضرت موسی (ع) نے اس بحث میں داخل نہ ہوکر فرعون کی اس کوشش کو نقش بر آب کردیا _
6_ فرعون نے گذشتہ اقوام کے افکار و عقائد کا سہارا لے کر حضرت موسی (ع) کا مقابلہ کرنے اور شرك کی حقانیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی _
قال فما بال القرون الا ولی
فرعون کا گذشتہ اقوام کے افکار سے تمسك کرنا اور یہ کہ اگر موسی (ع) کی رسالت حق ہوتی تو کیوں گذشتہ اقوام کیلئے ایسا رسول نہیںآیا اور وہ عذاب کا شکار نہیںہوئیں بتاتا ہے کہ اسکی نظر میں پہلی اقوام کے اعتقادات صحیح اور قابل پیروی ہیں_
7_ گذشتہ اقوام کی تاریخ اوراس کا تجزیہ و تحليل ،کفار اور معارف الہی کوباور نہ کرنے والوں کے ایمان و توحید کے انکار اور رد کرنے کیلئے ایك بہانہ_
قال فما بال القرون الا ولی

تاريخ:
اس سے سو، استفادہ کرنا7
توحيد:
اسے جھٹلانے کے عوامل 7
خدا تعالي:
اسکے مشرکین کے ساتھ سلوك کے بارے میں سوال 3_ اسکے عذابوں کو جھٹلانے والے4
فرعون:
اس کا سوال 3_ 4_ اسکی شبہہ انگیزی 2_ اس کا شرك2،6;یہ اور گذشتہ اقوام کا عقیدہ 6_ یہ اور موسی (ع) 3، 6_ اسکے سوال کا فلسفہ 5 اس کا ذلت کو چھپانا 5
قديم مصر:
اسکی تاریخ 1 _ اسکے مشرکین1
كفار:
انکی بہانہ تراشی 7
گذشتہ اقوام:
انکے عذاب کے بارے میں سوال 4_ انکی تاریخ 1; انکے مشرکین 2
موسی (ع) :
ان سے سوال 3، 4، 5_ انکا قصہ 3، 5، 6_ انکا مقابلہ6

قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى (٥٢)
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْداً وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلاً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّن نَّبَاتٍ شَتَّى (٥٣

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُوْلِي النُّهَى (٥٤)
مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى (٥٥)
وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى (٥٦)
قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَى (٥٧)
فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِداً لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَاناً سُوًى (٥٨)
قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى (٥٩)
فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى (٦٠)

قَالَ لَهُم مُّوسَى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِباً فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى (٦١)
موسى نے ان لوگوں سے كہا كہ تم پر وائے ہو اللہ پر افترا نہ كرو كہ وہ تم كو عذاب كے ذريعہ تباہ برباد كرديگا اور جس نے اس پر بہتان باندھا وہ يقينا رسوا ہوا ہے (61)

1_ فرعون اور اس كے پيروكار، خداوند عالم پر افتراء باندھنے والے لوگوں ميں سے تھے_
لا تفتروا على اللّہ كذب
2_ حضرت موسى (ع) كے معجزات كو شرك اورجادو قرار دينا، انكى مثل لانے كا دعوى اور آپ كى رسالت كو جھٹلانا خداتعالى پر فرعونيوں كى تہمتوں ميں سے _
لاتفتروا على الله كذب
گذشتہ آيات كہ جو حضرت موسى (ع) كى زبانى توحيد كے بيان، معجزات دكھانے اور فرعون كى طرف سے انہيں جادو قرار دينے والے عمل پر مشتمل تھيں كو مد نظر ركھتے ہوئے فرعونيوں كے تہمتوں كے بعض موارد كى طرف اشارہ كيا جاسكتا ہے_
3_ انبيا ء كے معجزات كو جادو قرار دينا،خداتعالى پر جھوٹ باندھنے كے مترادف ہے _
لاتفتروا على الله كذب
"افترا" يعنى جھوٹ باندھنا اور "على الله " قرينہ ہے كہ اس سے مراد وہ جھوٹ ہے جوخداتعالى كے بارے ميں گھڑ ا اور باندھا گيا اور كلمہ "كذباً" تاكيد كيلئے ہے _
4_ خداتعالى پر بہتان باندھنے كى وجہ سے فرعونيوں كو عذاب سے ڈرانا ،فرعون كے جادوگروں كے ساتھ مقابلہ كے ميدان ميں حضرت موسى (ع) كا سرنامہ كلام_
قال لہم موسى ويلكم لاتفتروا على الله كذباً فيسحتكم بعذاب
"ويل" يعنى اندوہ، ہلاكت اور ہر وہ سختى جو عذاب كى وجہ سے آئے (لسان العرب) "ويلكم" نفرين ہے يعنى تم پر عذاب ہو بعض نے اسے فعل محذوف كا مفعول قرار ديا ہے يعني" ا لزمو

ويلكم" (اپنے عذاب اور ہلاكت كے ہمراہ رہو) جملہ "فيسحتكم بعذاب"،"ويلكم" كے معنى كوواضح كررہا ہے_
5_ خداتعالى پر بہتان باندھناد اور اسكے بارے ميں جھوٹى اور خود ساختہ باتيں كہنا،عظيم گناہ اورنابودى والے عذاب كے

مستحق ہونے کا سبب ہے_
لاتفتروا علی اللہ کذباً فیسحتکم بعذاب
"یسحتکم" کے مصدر "اسحات" کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اور نابود کردینا عذاب کے نکرہ ہونے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو اسکی شدت اور سختی پر دلالت کرتاہے"فیسحتکم بعذاب" کا معنی یہ ہے کہ خدا سخت عذاب کے ذریعے تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا اورتمہیں ہلاك کردیگا _
6_ حضرت موسی (ع) کااپنے اور جادوگروں کا مقابلہ دیکھنے کیلئے مصر کے لوگوں کے اجتماع سے انہیں ڈرانے اور توحید و ایمان کی دعوت دینے کیلئے استفادہ کرنا_
قال لہم موسی ویلکم لاتفتروا علی اللہ کذب
7_ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرانا اور تبلیغ کیلئے فرصت سے استفادہ کرنا،مبلغین دین کے فرائض میں سے ہے _
قال ... ویلکم لاتفتروا ... بعذاب
8_ خداتعالی پر افترا پردازی اور جھوٹ باندھنے کا اس کے انجام دینے والے کیلئے کوئي فائدہ نہیں ہے_
لاتفتروا علی اللہ کذباً ... و قد خاب من افتری
"خیب" کا معنی ہے بے بہرہ اور محروم ہونا (قاموس) صدر آیہ کہ جس کا موضوع خداتعالی پر افترا باندھنا ہے_ کے قرینے سے اس سے مراد خدا تعالی کے بارے میں نادرست باتیں اور جھوٹ بولنے والے کا محروم رہنا اور کوئي نتیجہ حاصل نہ کرنا ہے_
9_ دوسروں پر جھوٹ باندھنا اور افترا پردازی کرنا،ناروا اور بے نتیجہ کام ہے_
وقد خاب من افتری
10_ حضرت موسی (ع) نے خداتعالی پر فرعونیوں کے بہتانوں کو دیکھتے ہوئے انہیں خبردار کیا اور انکی شکست اور ناکامی کی پیشین گوئي کی _
ویلکم لاتفتروا علی اللہ ... و قد خاب من افتری
11_ حضرت موسی (ع) نے سابقہ امتوں میں سے بہتان باندھنے والوں کی ناکامی کی یاددہانی کرا کے اسے فرعونیوں کیلئے عبرت قرار دیا _
و قد خاب من افتری
جملہ "خاب ..." گذشتہ لوگوں کے حال کے بارے میں ایك خبر ہے اور اسے موسی (ع) ا ور فرعون کے میدان مقابلہ میں حاضر ہونے والوں کی عبرت کیلئے بیان کیا گیاہے_

انبیاء (ع) :
ان پر جادو کی تہمت 3
بہتان باندھنا:

خدا پر بہتان باندھنے کے اثرات 5; خدا پر بہتان باندھنا3; خدا پر بہتان باندھنے کا بے اثر ہونا 8; بہتان باندھنے کا برا انجام9; خدا پر بہتان باندھنے کا گناہ 5; بہان باندھنے کا ناپسند ہونا 9
تبلیغ:
اس میں فرصت 6، 7; اس میں انذار 7
توحید:
اسکی دعوت 6
ڈرانا:
عذاب سے ڈرانا 4
خداتعالی پر بہتان باندھنے والے: 1، 2
انکو ڈرانا4; ان سے عبرت حاصل کرنا 11
عذاب :

اسکے اسباب 5
فرعون:
اسکے بہتان 1
فرعون کے پیروکار:
انکے بہتان1، 2; انکو ڈرانا4; انکی شکست کی پیشین گوئي 10; انکی عبرت کے عوامل 11
فرعون کے جادوگر:
انکے ساتھ مناظرہ 4
گذشتہ اقوام:
ان سے عبرت حاصل کرنا 11
گناہان کبیرہ: 5
فرصت:
اس سے استفادہ 6
مبلغین:
انکی ذمہ داری 7
موسی (ع) :
انکا ڈرانا 4، 6، 10; انکی پیشین گوئي 10; انکی تعلیمات 11; ان پر جادو کی تہمت 2; انکی دعوت 6; انکی تبلیغ کی روش 6; انکا قصہ 2، 4، 6، 10، 11; انکی نبوت کو جھٹلا نے والے 2; انکی موُع شناسی 6; انکے معجزہ کی مثل بنانا 2
ہلاکت :
اسکے عوامل 5

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى (٦٢)
اس پر وہ لوگ آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور سرگوشیوں میں مصروف ہوگئے (62)

1_ مقابلہ کے میدان میں فرعونیوں کو حضرت موسی (ع) کا خبردار کرنا ان کے درمیان اختلاف اور کشمکش ك

127

سبب بنا _
ویلکم لاتفتروا ... فتنزعوا ا مرہم بینہم
"فتنازعوا" میں "فا" اس نکتے پر دلالت کر رہی ہے کہ مقابلے کے میدان میں حضرت موسی (ع) کے خبردار کرنے کے فوراً بعد فرعونیوں کے درمیان نزاع اور کشمکش ہونے لگی _
2_ فرعونیوں کی صفوں میں بعض حق طلب اور نصیحت قبول کرنے والے افراد کا وجود
فتنزعوا ا مرہم بینہم
حضرت موسی (ع) کے بارے میں فرعونیوں کی رائے کا مختلف ہونا بتاتا ہے کہ مقابلے والے دن ان میں سے بعض حضرت موسی (ع) کی طرف تمایل رکھتے تھے_
3_ اہم اور بنیادی امور طے کرنے کیلئے فرعونیوں کے درمیان مشاورت ہوتی تھي_
فتنزعوا ا مرہم بینہم
فرعونیوں کے درمیان تنازع کھڑا ہونا بتاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فرعون کا بے چون و چرا تابع نہیں سمجھتے تھے بلکہ اہم امور میں اپنے لئے حق رائے کے قائل تھے_
4_ فرعون کے پیروکار حضرت موسی (ع) کے بارے میں اپنے اختلاف نظر کو سختی کے ساتھ لوگوں سے پنہان کرتے تھے_
فتنزعوا ... و اسرواالنجوي
"نجوا" کا معنی ہے مخفی بات اور سرگوشی "اسروا" کا معنی بھی ہے "انہوں نے پنہان کیا" "نجوا" کو پنہان کرنا کہ جو

خود بھی پنہاں ہے فرعونیوں کی طرف سے حضرت موسی (ع) سے متعلق امور کو سختی کے ساتھ پنہاں کرنے سے حکایت کرتا ہے_
5_ فرعونی لوگ،حضرت موسی (ع) کے بارے میں اپنی مختلف آراء کو پنہاں کر کے اپنی خفیہ باتوں تك لوگوں کو دسترسی حاصل کرنے سے روکتے تھے_
فتنزعوا ... و اسروا النجوی
"النجوی " میں "ال" عہد ذکری کا ہے کہ جو فرعونیوں کے درمیان پیدا ہونے والے نزاع اور ان کے درمیان ہونے والی مختلف باتوں کی طرف اشارہ ہے_ اور فعل " ا سرّوا" بتاتا ہے کہ اسے دوسروں سے مخفی کرتے اور کسی کو انکی اطلاع نہ ہونے دیتے تھے_
6_ فرعونیوں کی آپس میں سرگوشیاں اختلاف اور کشمکش کوختم کرنے اور اپنی صفوں میں اتحاد قائم کرنے کیلئے تھیں_
فتنزعوا ... و ا سرّوا النجوي
7_ حضرت موسی (ع) کے مقابلے کے ضروری ہونے پر فرعونیوں کے متفق ہونے کے باوجود اسکی روش کے بارے میں ان کا اختلاف تھا_ *
فتنزعوا امرہم ... و اسرّو
فعل "اسرّوا" سے اس بات کا استفادہ ہوتا ہے کہ طرفین نزاع اپنی گفتگو کے مخفی ہونے کے خواہاں تھے اور جو کچھ لوگوں کو سرکاری طور پر بتایا جاتا "اگر بعد کی آیت کے مطالب وہ ہوں جو فرعونیوں کی طرف سے لوگوں کو بتائے جاتے تھے"_ وہ انکی مشترك باتیں ہوتیں تھینجو وہ موسی (ع) کا مقابلہ کرنے اور انکی سرگرمیوں کو روکنے

کیلئے ان تك پہنچائي جاتیں_ کلمہ "ا مرہم" کہ جو نزاع کو فرعونیوں کے امور میں قرار دے رہا ہے اسی نکتے کی تائید کرتا ہے _

فرعون کے ساتھي:
انکے انذار کے اثرات 1; انکا اتحاد 7; انکے اختلاف کا چھپانا 4، 5; انکا اختلاف 7; انکے حق طلب لوگ 2; انکے اختلاف کا پیش خیمہ 1; انکے اختلاف کا حل 6;انکی صفات 3; انکی سرگوشی کا فلسفہ 6; انکی مشاورت 3; انکے نصیحت قبول کرنے والے 2
موسی (ع) :
انکے اندر ز کے اثرات 1; انکے مقابلے کی روش 7; انکا قصہ 1، 4، 5، 7

قَالُوا إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَى (٦٣)
ان لوگوں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو تم لوگوں کو اپنے جادو کے زور پر تمھاری سرزمین سے نکال دینا چاہتے ہیں اور تمھارے اچھے خاصے طریقہ کو مٹا دینا چاہتے ہیں (63)

1_ حضرت موسی (ع) کی گفتگو کے بعد بعض فرعوني،آپ کی طرف متمایل ہونے کی وجہ سے فرعونیوں کے درمیان تنازعہ کا باعث بن گئے_
فتنزعوا ... قالوا إن ہذن لسحرن
بعد والی آیت کا جملہ " فاجمعوا کیدکم" قرینہ ہے کہ "قالوا" کا فاعل فرعونیوں کا وہ گروہ ہے کہ جو اپنے ہی دوسرے گروہ کے ساتھ محو گفتگو ہوا پچھلی آیت بھی اس معنی کو صراحت کے ساتھ بیان کررہی ہے کہ فرعونیوں کے درمیان تنازعہ کھڑا ہوگیا تھا یہ تنازعہ حضرت موسی کے بارے میں تھا اور "قالوا" کا فاعل دوسرے گروہ کو سمجھانا چاہتا ہے_
2_ حضرت موسی (ع) کی طرف مائل ہونے والوں کو جذب کرنے اور انہیں اپنی سمت لانے کیلئے فرعونیوں نے پروپیگنڈا مہم شروع کی _
فتنزعوا ... و ا سرّوا النجوی قالوا ان ہذان لسحرن
3_ موسی و ہارون کے ساحر ہونے پر زور دینا،فرعونیوں کی پروپیگنڈا مہم کا حصہ _

قالوا إن ہذان لسحرن
حرف "ان" "انَّ"کا مخفف ہے اور عمل نہيں کررہا ليکن يہ تاکيد کا معنى ديتا ہے _

4_ حضرت ہارون (ع) ، فرعون کے ساتھ مقابلے ميں موسى کے قدم بقدم اور موسى اور جادوگروں کے مقابلے کے ميدان ميں حاضر _
إن ہذن لسحران
5_ موسى (ع) و ہارون(ع) پر جادو کے ذريعے قبطيوں کو مصر سے نکال باہر کرنے کى کوشش کرنے اور منصوبہ بنانے کا الزام، فرعونيوں کى طرف سے موسى (ع) کے خلاف پروپيگنڈا مہم کا حصہ تھا_
لسحران يريدان ان يخرجاكم من ا رضكم بسحرہم
6_ فرعونى لوگ (قبطي) سرزمين مصر کو اپنى ملکيت سمجھتے تھے _
يخرجاكم من ا رضكم
7_ فرعونى اپنے آپ کو ايك نمونہ اور برتر راہ و روش کے حامل سمجھتے تھے _
و يذہبا بطريقتكم المثلى
"طريقہ" يعنى راہ و روش اور "مثلى "،"ا مثل" کى مؤنث ہے يعنى حق کے زيادہ مشابہ اور خير و خوبى کے زيادہ نزديك (مفردات راغب)
8_ فرعونيوں نے موسى و ہارون کے خلاف پروپيگنڈے ميں انہيں اپنے نمونہ اور برتر راہ و روش کونابود کرنے والے متعارف کرايا _
و يذہبا بطريقتكم المثلى
9_ فرعونيوں کا اپنى پروپيگنڈا مہم ميں قبطيوں کى وطن و سرزمين سے محبت اور قومى ومذہبى جذبات سے استفادہ کرنا_
يخرجاكم من ا رضكم ... بطريقتكم المثلى
10_ الزام تراشى اور اپنے دين اور طرز زندگى کى برترى کا دعوى ، دين انبياء او رحق کے رد عمل ميں استکبار کا شيوا _
إن ہذن لسحرن ... بطريقتكم المثلى
11_ فرعون کے طرف دار اور دست و بازو، حضرت موسى (ع) کے بارے ميں و فرعون کى انہى باتوں اورنظريات کا تکرار اور پرچار کرتے تھے _
ا جئتنا لتخرجنا من ا رضنا بسحرك ... لسحرن يريدان ا ن يخرجاكم

استکبار:
اسکى حق دشمنى 10; اس کا سلوك 10
انبياء:
انکے ساتھ سلوك 10
پروپيگنڈا:
اس ميں جذبات کو بھڑکانا 9
تمايلات:
موسى کى طرف تمايل 1
سرزمين:
سرزمين مصر کى مالکيت6
فرعون:
اسکے پروپيگنڈے کى روش 11; فرعون اور موسى (ع) 11; اسکے ساتھ مبارزت 4

فرعون کے پیروکار:
انہیں مصر سے نکالنا 5; انکا دعوی 6; انکے دین کی برتری 7; انکی سوچ 7، 8; انکا پروپیگنڈا2; انکی توجیہ 2; انکی تہمتیں3، 5; انکے جذبات کو بھڑکانا 9; انکے پروپیگنڈے کی روش 3، 5، 9، 11; انکے اختلاف کا پیش خیمہ 1; یہ اور موسی 11; انکی قومیت پرستی 9; انکی طرز زندگی کو نابود کرنے والے 8
فرعون کے جادوگر:
انکا مقابلہ 4
موسی (ع) :
انکے سخن کے اثرات 1; انکے خلاف پروپیگنڈا ،3، 5، 8، 9، 11; ان پر جادو کی تہمت 3، 5; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5; انکا مقابلہ 4; انکی تاثیر 8
ہارون (ع) :
انکے خلاف پروپیگنڈا 1، 3، 5، 8، 9; ان پر جادو کی تہمت 3، 5; انکا قصہ 3، 4، 5; انکا مقابلہ 4; انکی تاثیر 4،8

فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفّاً وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَى (٦٤)
لہذا تم لوگ اپنی تدبیروں کو جمع کرو او رپرا باندھ کر ان کے مقابلہ پر آجاؤ جو آج کے دن غالب آجائے گا وہی کامیاب کہا جائیگا (64)

1_ فرعون کے مبلغین اور دست و بازو سب فرعونیوں کو موسی (ع) کے خلاف ہم فکري، اتحاد اور تمام حربوں کو استعمال کرنے کی دعوت دیتے تھے _
فتنزعوا ... قالوا ... فاجمعوا كيدكم ثم ائتوا صف
گذشتہ آیات سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت موسی (ع) کی گفتگو کے بعد فرعونیوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے (فتنازعوا) اور فرعون کے حامی اور مبلغین دوسرے گروہ کو کہ جو موسی (ع) اور انکے ساتھ مقابلہ کرنے کے سلسلے میں تردید کا شکار ہوگیا تھا_
اپنی سمت لانے کی کوشش میں تھے_ لگتا ہے "اجمعوا" کا بھی اسی گروہ کی طرف سے اپنی سابقہ گفتگو کے نتیجے کے طور پر اظہار کیا گیا ہے_
2_ حضرت موسی (ع) کی گفتگو کے بعد فرعونیوں کا اختلاف او رانتشار، میدان مقابلہ میں ان کیلئے ايك واقعی خطرہ اور ان کے مورچے کو کمزور کرنے کا باعث _
ويلكم ... قالوا ... فاجمعوا كيدكم ثم ائتو صف
یہ سب آیات موسی (ع) کے مقابلے میں اپنے اتحاد کو

بچانے کیلئے فرعونیوں کی سخت کوشش سے حکایت کرتی ہیں اور دوسری جہت سے اس خطرے کو بیان کرر ہی ہیں جو اختلاف کی وجہ سے ان کو لاحق ہوگیا تھا _
3_ فرعونی حضرت موسی (ع) کے مقابلے میناپنے جادو اور پروگرام کے حیلہ اور مکر ہونے اور حقیقت سے خالی ہونے کے معترف تھے _
فأجمعوا كيدكم
فرعونیوں کا اپنے کام اور جادو کے بارے میں لفظ "کید" کا استعمال بتاتا ہے کہ وہ خود اسکے حقیقت سے عاری اور جادو ہونے کا اعتراف کرتے تھے_اور اسے حضرت موسی (ع) کے مقابلے میں صرف ایك حیلہ سمجھتے تھے _
4_ پوری توانائیوں ور خاص نظم و ہیبت کے ساتھ وارد ہونا،فرعونیوں کی طرف سے موسی کے مقابلے کیلئے میدان میناپنی طاقت کامظاہرہ کرنے کیلئے تجویز_
فأجمعوا كيدكم ثم ائتوا صف
5_ فرعون کے جادوگروں کے حضرت موسی (ع) کے ساتھ مقابلے کا دن، فرعونیوں کی نظر میں تقدیر ساز دن تھا_
و قد ا فلح اليوم من استعلى

"فلاح" کا معنی ہے کامیابی _فرعونیوں کی طرف سے اس بات کا اظہار گواہ ہے کہ وہ اس مقابلے کو زندگی اور موت کا مقابلہ اور اپنی تاریخ میں ایك موڑ سمجھتے تھے _
6_ فرعونی اپنی نجات اور بقا کو میدان مقابلہ میں جادوگروں کے حضرت موسی (ع) پر غالب آنے کا مرہون منت سمجھتے تھے _
و قد ا فلح الیوم من استعلی
7_ فرعونی اپنی باتھوں اور پروپیگنڈے میں برتر اور بے رقیب جادو کو جادوگرکے مقصد اور اسکے عقائد کی حقانیت کی علامت قرار دیتے تھے _
و قد ا فلح الیوم من استعلی
حضرت موسی (ع) کے دعووں کو باطل کرنے کیلئے جادوگروں کو جمع کرنا بتاتا ہے کہ فرعونیوں کی نظر میں جادوگر کی طاقت حق و باطل کا میزان ہے _
8_ فرعونیوں نے دعوت موسی (ع) کے قبول کرنے کو انکے بے نظیر جادو لانے پر قادر ہونے کے ساتھ مشروط کر رکھا تھا _
و قد ا فلح الیوم من استعلی

اتحاد:
اسکی دعوت 1
ایمان:
موسی پر ایمان لانے کی شرائط 8
فرعون:
اسکے مبلغین کی دعوتیں 1; اسکے موسی کے ساتھ وعدے کا دن 5
فرعون کے جادوگر :
انکی کامیابی کے اثرات 6
فرعونی :
انکا اتحاد 1; انکا اختلاف 2; انکی حقانیت کا دعوی 7;

انکا اقرار 3; انکی سوچ 5، 6، 7; انکا جادو 3، 7; انکے مطالبات 4، 8; انکو دعوت 1; انکا سلوك 4; انکے پروپیگنڈے کی روش 7; انکی شکست کا پیش خیمہ 2; انکی نجات کا پیش خیمہ 6; انکی قدرت نمائي 4; انکا مکر 3
موسی (ع) :
انکی سخن کے اثرات 2; انکے خلاف پروپیگنڈا 1; انکے خلاف سازش 1; ان سے جادو کا مطالبہ 8; انکا قصہ 1، 2، 4، 5، 6، 8; انکے ساتھ مکر 3

قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى (٦٥)
ان لوگوں نے کہا کہ موسی تم اپنے جادو کو پھینکو گے یا ہم لوگ پہل کریں (65)

1_ میدان مقابلہ اور موسی (ع) کے ساتھ مقابلے میں فرعون کے جادوگروں نے آغاز کرنے والے کا تعین،حضرت موسی کے سپرد کیا _
قالوا یا موسی إما ا ن تلقي ... ا لقی
2_ فرعون کے جادو گروں نے جادو دکھانے میں پیش قدم ہونے کیلئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا _
إما ا ن تلقی و إما ا ن نکون ا ول من القی
3_ فرعون کے جادو گر میدان مقابلہ میں حضرت موسی (ع) پر اپنی کامیابی سے مطمئن تھے_
ا ما إن تلقی و ا ما إن نکون ا ول من ا لقی

آغاز کرنے والے کے تعین کیلئے حضرت موسی (ع) کو پیشکش،جادوگروں کے اپنے کام اور اسکے نتیجے کے بارے میں اطمینان یا کم از کم انکی جانب سے اسکے تظاہر کی حکایت کرتی ہے_
4_ میدان مقابلہ میں فرعون کے جادوگروں کی حضرت موسی (ع) کے ساتھ گفتگو اور سلوك آپکے ساتھ نرمی اور آپ کی نسبت اظہار ادب کے ساتھ تھا _
ی موسی أن تلقی و إم
آغاز کرنے والے کے انتخاب کا حضرت موسی کے حوالے کرنا اور اس سلسلے میں اپنی رائے کو مسلط نہ کرنا جادوگروں کی طرف سے نرمی اور ادب کے اظہار سے خالی نہیں ہے_
5_ حضرت موسی (ع) کے معجزات پیش کرنے سے پہلے اپنا جادو دکھانا، فرعون کے جادوگروں کی خواہش _*
إما ا ن تلقی و إما ا ن نکون ا ول من القی
پیشکش کے دوسرے حصے میں تعبیر کا اختلاف اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ جادوگر شروع کرنے کیلئے زیادہ خواہش رکھتے تھے اور اس طریقے سے اس کا اظہار کرتے تھے کیونکہ "ا ن

نکون ..." کی جگہ "إما ا ن نلقی " بھی کہ سکتے تھے _
6_ حضرت موسی (ع) کی طرف سے جادو پیش کئے جانے کی صورت میں فرعون کے جادوگر انکی شکست کو حتمی سمجھ رہے تھے اور میدان عمل میں اپنے کو دنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے_ *
إما ا ن تلقی و إما ا ن نکون ا ول من ا لقی
جادوگروں نے اختیار کی دو شقیں اس طرح بیان کیں کہ گویا اگر موسی (ع) اپنے جادو کو پیش کریں تو ان کا کام تمام ہوجائیگا اور ان کی ناتوانی سب کیلئے واضح ہوجائیگی اور صرف اس صورت میں پہلی اور دوسری بارے آئیگی جب وہ خود اسے شروع کریں اسلئے انہوں نے موسی (ع) کے بارے میں "ا ول من القی " کی تعبیر استعمال نہیں کی _
7_ فرعون کے زمانے میں رائج جادو ايك خاص قسم اور زمین پر پھینکی ہوئي چیزوں کے اوپر جادو کی نمائشے کی صورت میں محدو د تھا _*
إما ا ن تلقی و إما ا ن نکون ا ول من ا لقی
جادوگروں نے اپنے بیان میں جو تعبیر استعمال کی ہے (یا آپ پھینکیں یا پہلے ہم پھینکیں گے) ہوسکتا ہے اس بات سے حاکی ہو کہ کسی شخص کو کسی دوسری قسم کے جادو کی توقع نہیں تھی رسیوں اور ڈنڈوں کا فراہم کرنا کہ جس پر بعد والی آیت دلالت کر رہی ہے اسی نکتے کو بیان کرتا ہے_
8_ فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسی (ع) کے معجزے جیسے جادو کو نظر میں رکھا ہوا تھا_
ا ن تلقي ... من ا لقی
9_ حضرت موسی (ع) کے ساتھ مقابلے میں فرعون کے جادوگر يك زبان، يك دل اور ايك دوسری کے یار و مددگار تھے_
و إما أن نکون ا ول من ا لقی
"اول من القي" کا سب جادوگروں پر صدق کرنا ان کے مشترك ہدف اور ايك روش سے حاکی ہے_

جادو:
اسکی تاریخ 7; فرعون کے زمانے میں اسکی خصوصیات 7
فرعون کے جادوگر:
انکی تیاری 2; انکا اتحاد 9; انکا ادب 4; انکا اطمینان 3، 6; انکی سوچ 6; انکی پیشکش 1; یہ اور موسی 1، 2، 4، 5; انکا جادو 8; ان کا سلوك 4; ان کے تمایلات 5
موسی (ع) :
انکی شکست کا اطمینان 6; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 6، 8، 9; ان کے ساتھ مبارزت 9; انکا عصا و الا معجزہ 8

134

قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (٦٦)
موسى نے كہا كہ نہيں تم ابتدا كرو ايك مرتبہ كيا ديكھا كہ ان كى رسياں اور لكڑياں جادو كى نباپر ايسى لگنے لگيں جيسے سب دوڑ رہى ہوں (66)

1_ حضرت موسى (ع) نے مقابلے كا آغاز،فرعون كے جادوگروں كے سپرد كيا اور ان كى طرف سے كام كے آغازپر زور ديا _
إما ا ن تلقي ... قال بل ا لقو
2_ حضرت موسى (ع) كو مخالفين پر كاميابى كے سلسلے ميں خداتعالى كے وعدوں پر قوى اعتماد تھا _
قال بل ا لقو
گذشتہ آيات ميں خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كو اطمينان دلايا كہ واقعات پر اسكى مكمل نظر ہے اور پريشانى كى ضرورت نہيں ہے(لاتخافا إنّني معكما ا سمع و ا ري) ميدان كارزار دشمن كے حوالے كرنا اورموسى كا خود تماشائي بن كر بيٹھ جانا آپ كے اس وعدہ پر مكمل اعتماد كا غماز ہے
3_ شبہہ كو باطل اور ختم كرنے كى تيارى كى خاطر ان كے بيان كرنے كا جائز ہونا_
قال بل ا لقوا فإذ
حضرت موسى (ع) يہ كرسكتے تھے كہ آغاز كا انتخاب كر كے جادوگروں كى بساط لپيٹ ديتے اور انہيں بالكل اس كام كى اجازت ہى نہ ديتے ليكن انہوں نے جادوگروں كو اس لئے جادو كرنے كى اجازت دى تا كہ فرعون كى طرف سے ڈالا ہوا شبہہ (فلنا تينك ...)باطل كر كے اپنى حقانيت كا اظہار كرسكيں_ اس اجازت كا مطلب يہ ہے كہ شبہات كا جواب دينے كيلئے انہيں بيان كرنے كى اجازت دينا اشكال نہيں ركھتا بلكہ يہ مطلوب بھى ہے _
4_ حضرت موسى (ع) كى طرف سے اجازت ملتے ہى فرعون كے جادوگروں نے اپنے جادو كے آلات كو كام ميں لاتے ہوئے اپنے جادو كا آغاز كرديا _
قال بل القوا فاذ
"فإذا" ميں "فائ" فصيحہ اور محذوف و مقدر

135

جملوں كو بيان كر رہى ہے حرف "اذا" مفاجات كيلئے ہے اور جادوگروں كے عمل كى سرعت كى حكايت كر رہا ہے اس طرح آيت كريمہ كا معنى يہ ہے " موسى (ع) نے كہا تم اپنا جادو پيش كرو اور انہوں نے اپنا جادو دكھايا كہ اچانك انكى رسياں اور ..."
5_ رسياں اور ڈنڈے، فرعون كے جادوگروں كے كام كے آلات _
فإذا حبالہم و عصيہم
("حبال" كے مفرد) حبل كا معنى ہے رسى اور ("عصّي" كے مفرد) عصا كا معنى ہے لكڑى كا ڈنڈا _
6_ فرعون كے جادوگروں نے اپنے جادو كے ساتھ يوں اظہار كيا كہ انكى رسياں اور ڈنڈے ہر طرف بھاگتے اور حركت كرتے ہيں_
فإذا حبالہم و عصيہم يخيل إليہ من سحرہم ا نہا تسعى
"ا نہا تسعى "،"يخيل" كا نائب فاعل ہے اور فعل "يخيل إليہ" دلالت كر رہا ہے كہ در حقيقت رسياں اور ڈنڈے بے حركت تھے نہ يہ كہ ان پر ايسا مادہ لگا ہوا تھا كہ ان پر دھوپ پڑنے كى وجہ سے وہ واقعا حركت كرنے لگے ہوں_

7_ فرعون كے جادوگروں كے جادو كا لوگوں كے ادراك كرنے والے قوتوں پر اثر ہوا اور اس نے ان میں تخیل اور توہم پیدا كرديا _
يخيل إليہ من سحرہم ا نہا تسعى
"يخيل إليہ" يعنى وہم و خيال نے موسى كيلئے يوں اظہار كيا كہ رسياں اور ڈنڈے حركت كررہے ہيں _ ضمير "إليہ" كا مرجع اگر چہ موسى (ع) ہيں ليكن واضح ہے كہ ميدان كارزار ميں موجود سب لوگ ايسا محسوس كر رہے تھے _
8_ جادو كاادراك كرنے والى قوتوں اور خيالى قوت پر اثر ہوتا ہے_
يخيل إليہ من سحرہم
9_ فرعون كے جادوگروں نے موسى (ع) كے مقابلے كے ميدان ميں حاضر ہونے سے پہلے بہت سارى رسيوں اور ڈنڈوں كا انتظام كر ركھا تھا_
فإذا حبالہم وعصيہم
10_ جادو، اشيا كى حقيقت كو تبديل نہيں كرتا _
يخيل إليہ من سحرہم أنہا تسعى
11_ حضرت موسى (ع) كى خيالى قوت اور نقطہ نظر بھى فرعون كے جادوگروں كے جادو سے متا ثر ہوگيا _
يخيل إليہ من سحرہم ا نہا تسعى
12_ انبياء الہى كى قوت و ہم و خيال پر جادو كے اثر كا امكان _
يخيل اليہ من سحرہم
انسان كى نظر ميں كسى چيز كو اسكى حقيقى شكل و صورت سے مختلف صورت ميں پيش كرنا (جيسے موج والے پانى ميں پڑى ہوئي لكڑى كا ٹوٹى ہوئي محسوس ہونا) اس كى حقيقت كى شناخت سے مانع نہيں ہے تا كہ يہ انسان كے درك و فہم كا نقص شمار ہو اور نبوت كے منافى ہو _

ادراك:

ادراك كرنے والى قوتوں پر جادو كا اثر 8
انبياء (ع) :
ان پر جادو كا اثر 12
جادو:
اسكے اثرات 10; اسكے نفسيانى اثرات8
خداتعالى :
اسكے وعدے 2
شبہہ:
اسے دور كرنے كى روش 3
فرعون كے جادوگر :7
ان كے جادو كے اثرات 11; انكے آلات 5، 9; انكا جادو 4، 6; انكے جادو كى خيال انگيزى 7; انكى رسياں 5، 6، 9; انكے ڈنڈے 5، 6، 9
موسى (ع) :
انكى اجازت 4; انكا اطمينان 2; ان ميں جادو كى تا ثير 11; انكا قصہ 1، 4، 6، 9، 11; يہ اور فرعون كے جادوگر 1; انكى كاميابى كا وعدہ 2
تو موسى نے اپنے دل ميں (قوم كى گمراہى كا)

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَى (٦٧)
خوف محسوس كيا (67)

1_ فرعون كے جادوگروں كا جادو ديكھنے كے بعد،حضرت موسى (ع) كو اسكے ممكنہ اثرات كى وجہ سے اپنے دل ميں پريشانى ہوئي _
من سحرہم ... فا وجس فى نفسہ خيفة موسى
"ا وجس" كا معنى ہے "ا حسّ" نيز يہ "ا ضمر" (مخفى كيا) كے معنى ميں بھى آيا ہے (لسان العرب) اس آيت ميں "احسّ" كا معنى زيادہ مناسب لگ رہا ہے كيونكہ "اخفا" كا معنى "فى نفسہ" ميں آگيا ہے پس "ا وجس فى نفسہ ..." يعنى موسى نے اپنے دل ميں خوف اورپريشانى كا احساس كيا_
2_ جادوگروں كے جادو كے نتائج سے حضرت موسى (ع) كى پريشانى فقط ان كے دل ميں تھى اور بالكل ظاہر نہ ہوئي _
فا وجس فى نفسہ خيفة موسى
3_ فرعون كے جادوگروں كى طرف سے پيش كيا گيا جادو جاذب نظر اور گمراہ كنندہ تھا _
فا وجس فى نفسہ خيفة موسى
"خيفة" ايك قسم كے خوف اور پريشانى كے معنى ميں ہے_ فرعون كے جادوگروں كے جادو كے بعد موسى (ع) كو يہ پريشانى لاحق ہونا ان كے كام كے

جاذب نظر اور ماہرانہ ہونے سے حكايت كرتا ہے_ اس طرح كہ حضرت موسى (ع) لوگوں كے دھوكہ كھانے كو واضح طور پر ديكھ رہے تھے_
4_ غلط پروپيگنڈے كے نيتجے ميں لوگوں كے گرويدہ ہونے اور ان پر حق و باطل كے مشتبہ ہونے سے پريشان ہونا ايك ممكن امر اور اچھا خوف ہے_
فا وجس فى نفسہ خيفة موسى
بعدوالى آيت ميں نہى حضرت موسى (ع) كو انكى پريشانى كى وجہ سے منع نہيں كر رہى بلكہ جملہ "إنك ا نت الا على " اس كام كے انجام اور يہ كہ كاميابى موسى كو ہوگى كے بارے ميں خبر دے رہى ہے اور موسى (ع) كى پريشانى كو زائل كررہى ہے_
5_ انبياء كے اندر عام انسانونكى نفسيات اور حالات كا وجود_
فا وجس فى نفسہ خيفة موسى
6_عن اميرالمؤمنين(ع):لم يوجس موسى (ع) خيفة على نفسہ بل أشفق من غلبة الجہال و دُوَل الضلال; اميرالمؤمنين(ع) سے روايت كى گئي ہے موسى كو اپنى جان كا خطرہ نہيں تھا بلكہ انہيں خوف تھا كہ مبادا جہال اور گمراہ حكومتيں غالب آجائيں(1)

انبياء:
ان كا انسان ہونا 5
پريشاني:
پسنديدہ پريشانى 4
خوف:
پسنديدہ خوف 4
روايت : 6
عوام:
انكى گمراہى كا خوف 4
فرعون كے جادوگر:
اسكے جادو كے اثرات 1; انكے جادو كے جاذب ہونا 3
فرعوني:
انكى كاميابى كا خوف 6

موسی (ع) :
انکی پریشانی کا پنہان ہونا 2; انکی پریشانی کے عوامل 1; انکے خوف کا فلسفہ 6; انکا قصہ 1، 2، 3، 6
....

1) نہج البلاغہ خطبہ 4 حصہ پنجم _ نورالثقلين ج3 ص 384 ح 12_

138

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَى (٦٨)
ہم نے کہا کہ موسی دڑو نہیں تم بہرحال غالب رہنے والے ہو (68)

1_ مضبوط دل رکھنا اور فرعون کے جادوگروں کے جادو کے اثرات سے پریشان نہ ہونا جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت موسی (ع) کی طرف خداتعالی کی وحی کا محتوا_
فأوجس ... قلنا لا تخف
2_ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کو جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں اپنی یقینی کامیابی سے آگاہ کرکے ان کا دل مضبوط کیا اور انہیں اطمینان بخشا _
قلنا لا تخف إنك ا نت الا على
3_ حضرت موسی (ع) کو شکوك و شبہات پیدا کرنے اور جادوگروں کے جادو سے لوگوں کی گمراہی کے احتمال کی وجہ سے پریشانی تھي_
قلنا لا تخف إنك ا نت الا على
جملہ "إنك ا نت الا علي"،"لاتخف" کی علت ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ حضرت موسی (ع) اس بات سے پریشان تھے کہ کہیں ان کا معجزہ جادوگروں کے جادو کے ساتھ مشتبہ نہ ہوجائے اور لوگ ان کی حقانیت تك نہ پہنچ سکیں خداتعالی نے انکی قطعی برتری کو بیان کر کے انکے خوف کی وجہ کو ختم کردیا _
4_ خداتعالی ،حساس اور تقدیر ساز لمحات میں موسی کا رہنما اور انہیں نفسیاتی بحرانوں اور ذہنی اضطراب سے نجات دینے والا _
قلنا لا تخف
5_ خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کو اطمینان دلایا کہ میدان مقابلہ میں موجود سب جادوگروں سے انکی توان زیادہ ہے اور ان کا مقام،فرعون اور فرعونیوں سے بلند ہے_
إنك ا نت الا على

بنی اسرائیل:
انکی گمراہی سے پریشانی 3

139
خداتعالی :
اس کا علم غیب 3; اس کا نجات دینا 4
فرعون:
اسکی کمزوری 5
فرعون کے جادوگر:
انکے جادو کے اثرات 1، 3
فرعونی :
انکی کمزوری 5

موسی (ع) :
انکی برتری 5; انکو تسلی 5; انکا خوف دور کرنا 1; انکی پریشانی کے عوامل 3; انکا قصہ 1، 3، 5; انکا مقام و مرتبہ 5; انکے اطمینان کا سرچشمہ 2; انکا اضطراب ختم کرنے کا سرچشمہ 4; انکی نجات کا سرچشمہ 4; انکی کامیابی 2; انکی طرف وحی 1; انکی ہدایت 4

وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى (٦٩)
اور جو کچھ تمھارے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو یہ ان کے سارے کئے دھر ے کو چن لے گا ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ صرف جادوگر کی چال ہے اور بس اور جادوگر جہاں بھی جائے کبھی کامیاب نہینہوسکتا (69)

1_ فرعون کے جادوگروں کا جادو پیش ہونے کے بعد خداتعالی نے حضرت موسی (ع) کو اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکنے کا حکم دیا _
و ا لق ما فی یمینك
"ما فی یمینك" سے مراد حضرت موسی (ع) کا ڈنڈا ہے کہ جو گذشتہ آیات میں"ما تلك بیمینك"کے جواب میں حضرت موسی (ع) کی زبانی بیان ہوچکا ہے_ اس بات کی تصریح نے حضرت موسی (ع) کیلئے اس سوال و جواب کی یاد تازہ کردی اور ان کیلئے زیادہ اطمینان کاموجب بنی _
2_ حضرت موسی (ع) کے ڈنڈے کے ذریعے فرعون کے جادوگروں کے جادو کا نگلا جانا اور انکی خودساختہ چیزوں کا باطل ہوجانا، خداتعالی کا حضرت موسی (ع) کے ساتھ وعدہ _
و ا لق ما فی یمینك تلقف ما صنعو
3_ جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت موسی (ع) کا ڈنڈا ان کے دائیں ہاتھ میں تھا _
و ا لق ما فی یمینك

4_ ڈنڈا پکڑنے کے آداب میں سے ہے اسے دائیں ہاتھ میں پکڑاجائے _
و ا لق ما فی یمینك
انبیا کے کام اور انکی سنتیں _ سوائے ان کے مخصوص شخصی موارد کے سب کے سب ہمارے لئے قابل پیروی ہیں ڈنڈے کا حضرت موسی (ع) کے دائیں ہاتھ میں ہونا اور پھر اس کا قرآن میں مذکور ہونا اس کام کی برتری اور فضیلت کی دلیل ہے
5_ جادو، جادوگر کا حیلہ اور مکر ہے اوریہ واقعیات کو تبدیل نہیں کرتا_
إنما صنعوا كید سحر
6_ خداتعالی نے فرعون کے سب جادوگروں کی طرف سے پیش کئے گئے جادو کے ایك جیسا ہونے کو بیان کر کے موسی (ع) کیلئے اس کے ابطال کو آسان ظاہر کیا _
كید سحر
"ساحر"نکرہ اور وحدت پر دلالت کرنا ہے یعنی ایك جادوگر اور اس سے مراد حقیقی واحد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سب جادوگروں کا مکر و حیلہ ایك نوعیت کا اور ایك جیسا ہونے کی وجہ سے ایك جادوگر کے حیلے کے مترادف ہے اور جادوگروں کی کثرت سے اس کی پیچیدگی میں اضافہ نہیں ہوا_
7_ حضرت موسی کے ڈنڈے کے ذریعے جادوگروں کے جادو کا نگلاجانا جادو کے بطلان اور موسی (ع) کے معجزے کی حقانیت کی نشانی ہے_
و ا لق مافی یمینك تلقف ما صنعوا إنما صنعوا كید سحر
جملہ "إنما صنعوا ..."،"تلقف" کی علت ہے یعنی چونکہ جادو محض ایك مکر ہے اسلئے حضرت موسی کے اعجاز کی حقیقت کے سامنے نابود ہوجائیگا یوں جادوگروں کے جادو کا بطلان اور معجزے کی حقانیت ثابت ہوجائیگي_
8_ جادوگروں کیلئے کامیابی کا راستہ بند ہے _
و لایفلح الساحر حیث ا تی

"الساحر" كا "اَل" جنس كيلئے ہے اور "حيث ا تي" يعنى "حيث ا قبل" (يعنى جہاں بھى آئے) _
9_ جادو ايك ناجايز كام ہے اور اس سے پرہيز كرنا ضرورى ہے_
كيد سحر و لايفلح الساحر حيث ا تى
جادو كا مكر ہونا اور اسكى كاميابى كے راستے كا بند ہونا كہ جو اس آيت ميں بيان ہوا ہے_ اس كے غيرمشروع اور ناجائز ہونے كيلئے كافى ہے_
10_ جادو ايك بے قدر و قيمت عمل ہے اور جادوگر كى جگہ كا تبديل كرنا اسكے ثمر بخش ہونے ميں اثر نہيں ركھتا_
و لايفلح الساحر حيث ا تى
11_عن رسول الله (ص) قال:إذا أخذتم الساحر فاقتلوه ثم قرأ"لا يفلح الساحر حيث أتى "لا يأمن وجد; پيغمبر اكرم(ص) سے روايت ہے كہ آپ نے فرمايا جہاں بھى جادوگر آپ كے ہاتھ آجائے اسے قتل كردو پھر آپ نے اس آيت كى تلاوت فرمائي "لايفلح الساحر حيث اتي" (پھر) فرمايا جادوگر جہاں بھى مل جائے امان ميں نہيں ہے _(1)
....

1)الدر المنثور ج 5 ص 586

احكام :9
جادو:
اسكے احكام 9; اس سے اجتناب كى اہميت 9; اس كا بے قدر و قيمت ہونا 10; اسكى حرمت 9; اس كاكردار و تاثير 5; اس ميں جگہ كا كردار 10
جادوگر:
انكى شكست 8; انكا قتل 11; انكا مكر 5; انكى ناامنى 11
خداتعالى
اسكے اوامر 1; اسكے وعدے 2
ڈنڈا:
اسكے آداب 4
روايت :11
فرعون كے جادوگر:
انكے جادو كا باطل كرنا 2، 7; انكے جادو كے بطلان كے دلائل 7; انكے جادو كے باطل كرنے كا آسان ہونا 6
محرمات: 9
موسى (ع) :
انكے ڈنڈے كا پھينكنا1; انكا داہنا ہاتھ 3; انكے معجزے كى حقانيت كے دلائل 7; انكا ڈنڈا 3; انكا قصہ 1، 2، 3، 6; انكے ڈنڈے كا كردار 2; انكے ساتھ وعدہ 2
ہاتھ:
دائيں ہاتھ كا كردار 4

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّداً قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى (٧٠)
يہ ديكھ كر سارے جادوگر سجدہ ميں گر پڑے اور آوازدى كہ ہم موسى اور ہارون كے پروردگار پر ايمان لے آئے (70)

1_ حضرت موسى كے اعجاز سے انكا ڈنڈا فرعون كے جادوگروں كے جادو كے تمام وسائل (رسيوں اورڈنڈوں) كو نگل گيا_
تلقف ماصنعوا ... فألقى السحرة

"فألقي"کی "فا" فصیحہ اور محذوف جملوں سے حاکی ہے تقدیرات کے ساتھ آیت کریمہ کا معنی

یہ ہے موسی نے اپنا ڈنڈا پھینکا اور ڈنڈا جادو کے آلات کو نگل گیا اس وقت جادوگر سجدے مینگرگئے _
2_ جادوگر، حضرت موسی (ع) کا معجزہ اور اسکے ذریعے اپنے جادو کے نگلے جانے کو دیکھ کر خداتعالی کے سامنے سجدے میں گرگئے_
فا لقی السحرة سجد
3_ جادوگروں نے حضرت موسی (ع) کا معجزہ دیکھ کر اسے قدرت الہی سمجھا اورخداتعالی کی عظمت کے سامنے اظہار تواضع کرنے لگے _
فا لقی السحرة سجداً قالوا ء امنا برب ہرون و موسی
4_ حضرت موسی (ع) کے معجزے کی طاقتور قوت جاذبہ نے فرعون کے جادوگروں سے ہر قسم کی مقاومت اور انتظارکی توان کو سلب کرلیا _
فا لقی السحرة
فعل "ا لقي" مجہول ہے اوردلالت کررہا ہے کہ جادوگر سجدہ کرنے پر مجبور ہوگئے گویا کسی چیز نے انہیں سجدے پر مجبور کردیا _
5_ جادوگر چونکہ جادو میں مہارت رکھتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت موسی (ع) کی باتوں کی حقانیت اور ان کے کام کے جادو نہ ہونے کا واضح ادراك کرلي
فا لقی السحرة سجدا قالوا ء امن
آیت کے ظاہر سے یوں لگتا ہے کہ میدان مقابلہ میں صرف جادوگروں نے اپنے ایمان کا اعلان کیا یا کم از کم یہ ایمان لانے والے پہلے افراد تھے جادوگروں کے ایمان کی طرف یہ سبقت انکی اپنے کام اور ان کے حضرت موسی (ع) کے معجزے سے اختلاف کی شناخت کی وجہ سے تھي_
6_ جادوگروں نے اپنے جادو کے بطلان کامشاہدہ کر کے تمام موجودات پر خداتعالی کی ربوبیت کو باور کرلیا اور اس پر ایمان لے آئے _
قالوا امنّا برب ہرون و موسی
7_ فرعون کے جادوگروں نے صراحت کے ساتھ خداتعالی پر ایمان کا اعلان کیا _
قالوا ء امنا برب ہرون و موسی
8_ جادوگروں نے خداتعالی پر اپنے ایمان کا اس طرح اعلان کیا کہ فرعون اس میں تحریف نہ کرسکے اور اس سے سوء استفادہ نہ کرسکے _
قالواء امنا برب ہرون و موسی
چونکہ کچھ مدت تك حضرت موسی نے فرعون کے گھر میں پرورش پائي تھی اگر جادوگر "رب موسی (ع) " کہتے تو اس بات کا امکان تھا کہ فرعون انکے سجدے اور اعتراف کا رخ اپنی طرف موڑ کر اپنے آپ کو "رب موسی (ع) " سمجھے لیکن انہوں نے حضرت موسی کے نام کے ساتھ ہارون کا نام ذکر کر کے (رب ہارون و موسی) فرعو ن کی طرف سے اپنی بات سے سوء استفادہ کرنے کا راستہ بند کردیا_
9_ حضرت موسی اورہارون نے ربوبیت خدا کے قبول کرنے کی دعوت کو اپنی دعوتوں میں سرفہرست قرار دیا _
برب ہارون و موسی

10_ فرعون کے جادوگر موسی (ع) اورہارون(ع) کا مقابلہ کرنے سے پہلے حضرت موسی (ع) کی دعوت اور ان کے ساتھ ہارون کی ہم آہنگی سے آگاہ تھے_
ء امنا برب ہارون و موسی
11_ رسالت کی انجام دہی اور پیغام توحید کے پہچانے میں خداتعالی ، موسی اور ہارون کا تدبیر کرنے والا _
رب ہرون و موسی

12_ انبياء كو معجزه عطا كرنا ربوبيت خدا كا ايك جلوه _
رب ہرون وموسى
13_ فرعون كے جادوگروں كے ساتھ مقابلے كے ميدان ميں حضرت ہارون حضرت موسى (ع) كے ہمراه حاضر تھے_
ء امنا برب ہرون و موسى
14_ خداتعالى كى عظمت كى طرف توجہ كرنا اسكى بارگاه ميں خضوع كرنا انسان كو اسكى ربوبيت كے قبول كرنے پر مجبور كرتا ہے_
فا لقى السحرة سجداً قالوا ء امنا برب ہرون و موسى
15_ خاك پر پيشانى ركھنا،قديم زمانے سے خداتعالى كے سامنے خضوع كرنے كى علامت ہے اوريہ اسكى بندگى كا واضح جلوه ہے_
فا لقى السحرة سجد
16_ خداتعالى كا حضرت موسى (ع) كے ساتھ يہ وعده، كہ وه جادوگروں كے ساتھ ميدان مقابلہ ميں غالب اور برتر رہيں گے، بہترين صورت ميں عملى ہوا _
إنك ا نت الا علي ... فا لقى السحرة سجداً قالوا ء امن
17_ سجدے كے وقت،خداتعالى كى ربوبيت كا اعتراف كرنا ضرورى ہے_
فا لقى السحرة سجداً قالوا ء امنا برب ہرون و موسى

اقرار:
خدا كى ربوبيت كا اقرار 17
انبيائ(ع) :
انكا معجزه 12
ايمان:
خداكى ربوبيت پر ايمان كى اہميت 9; موسى (ع) كى حقانيت پر ايمان 5; خدا پر ايمان7; خدا كى ربوبيت پر ايمان 6; موسى كے معجزے پر ايمان 5; خدا كى ربوبيت پر ايمان كى پيش خيمہ 14
فرعون كے جادوگر:
انكے جادو كا باطل كرنا 1; انكا ايمان 5، 6، 7; انكى سوچ 3; انكا تواضع 3; يہ اور موسى كى دعوت 10; يہ اور ہارون كى دعوت 10; يہ اورموسى كا معجزه 3; انكا سجده 2; انكا عجز 4; ان كے ايمان كى خصوصيات 8
خداتعالى :
اسكے وعده كا عملى ہونا 16; اسكى تدبير 11; اسكے سامنے خضوع كے عوامل 14; اسكے سامنے خضوع كى نشانياں 15; اسكى ربوبيت كى علامت 12
ذكر :

ذكر خدا كى اثرات 14
سجده:
اسكے آداب 17; اسكى تاريخ 15; اسكى تاثير 15
عبوديت:
اسكى نشانياں 15
فرعون:
اسكے سوء استفاده كو روكنا 8
موسى :
انكا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 10، 13; انكى تربيت كرنے والا 11; انكا معجزه1; انكى سب سے اہم دعوت 9; ان كے ڈنڈے

کا کردار 1; انکے معجزے کا کردار 4; انکو کامیابی کا وعدہ 16; موسی و ہارون کی ہم آہنگی 10
ہارون(ع) :
انکی تربیت کرنے والا 11; انکی سب سے اہم دعوت 9; یہ اورموسی (ع) 13

قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَاباً وَأَبْقَى (۷۱)
فرعون نے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے تو یہ تم سے بھی بڑا جادوگر ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے اب میں تمھارے ایك طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تمھیں خرمہ کی شاخ پر سولی دیدوں گا اور تمھیں خوب معلوم ہوجائے گا کہ زیادہ سخت عذاب کرنے والا اور دیرتك رہنے والا کون ہے (71)

1_ موسی (ع) پر ایمان لانے کی وجہ سے جادوگروں کو فرعون كي طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور توبیخ کا سامنا کرنا پڑا _

قالوا ء امنا ... قال ء امنتم لہ قبل ا ن ء اذن لکم
"آمنتم" چاہے جملہ خبریہ ہو چاہے استفہامیہ (ہمزہ کی تقدیر کے ساتھ) اس سے مراد توبیخ ہے اور "لہ" کی ضمیر کامرجع_ حرف لام کے قرینے سے کہ جو "آمن" کے غیر خدا کے ساتھ ربط کیلئے استعمال ہوتا ہے_ اور "إنہ لکبیرکم" میں "إنہ" کی ضمیر کے تناسب سے _موسی (ع) ہیں_
2_ فرعون کے جادوگر، موسی (ع) اور ہارون(ع) کو پیغمبر خدا سمجھ کران پر ایمان لے آئے_
ء امنتم لہ
گذشتہ آیت میں جادوگروں کی تعبیر "آمنا برب ہارون و موسی " تھی لیکن فرعون نے ڈانٹتے ہوئے انہیں موسی پر ایمان لانے والا قرار دیا یہ نکتہ "رب موسی و ہارون" پر ایمان اور ربوبیت خدا کی دعوت کے سلسلے میں ان کی رسالت پر ایمان کے درمیان تلازم کو بیان کررہا ہے_
3_ فرعون، دین کے انتخاب اور لوگوں کے مسلك کی تبدیلی کو اپنی اجازت کے ساتھ مشروط سمجھتا تھا_
ء امنتم لہ قبل ا ن ء اذن لکم
4_ فرعون کی حکومت میں موسی (ع) پر ایمان لانا غیر قانونی اور ممنوع تھا _
امنتم لہ قبل ا ن ء اذن لکم
موسی (ع) پر ایمان لانے میں فرعون کی اجازت کی ضرورت اس زمانے میں آپ پر ایمان لانے کے غیر قانونی اور ممنوع ہونے کی علامت ہے _
5_ فرعون کے نظام حکومت میں فکری اضطراب کا وجود اور عقیدے کی آزادی کا نہ ہونا _
ء امنتم لہ قبل ا ن ء اذن لکم
عقیدے کیلئے فرعون کی اجازت کی ضرورت فرعون کی حکومت میں مکمل فکری اضطراب اور استبداد کی علامت ہے_
6_ فرعون ایك ڈکٹیٹر، مغرور اور متکبر حکمران تھا _
قبل ا ن ء اذن لکم
7_ فرعون نے موسی (ع) کو بڑا جادوگر اور آپ کے معجزے کو اس سے بڑا جادو قرار دیا جو انہوں نے دوسروں کو سکھایا تھا _

إنہ لكبيركم الذى علمكم السحر
8_ فرعون نے موسى (ع) پر جادوگروں كا استاد ہونے اور ان كے امور كو چلانے كى تہمت لگائي _
آمنتم لہ ... إنہ لكبيركم الذى علمكم السحر
9_ موسى (ع) سے جادو سيكھنا اور فرعون كے خلاف سازش ميں موسى (ع) كے ساتھ شريك ہونا،فرعون كى طرف سے ايمان لانے والے جادوگروں پر لگائي جانے والى تہمتوں ميں سے _
انہ لكبيركم الذى علمكم السحر
10_ فرعون نے موسى (ع) كے مقابلے ميں جادوگروں كى شكست كو ظاہرسازى اور پہلے سے موسى كے ساتھ مل كر بنائي گئي سازش كا نتيجہ قرار ديا اور ان پر جان بوجھ كر تساہل برتنے كى تہمت لگائي _
انہ لكبيرلكم الذى علمكم السحر
11_ فرعون كى نظر ميں جادوگر ميدان مقابلہ ميں حاضر

ہونے سے پہلے حضرت موسى (ع) پر ايمان ركھتے تھے اور ميدان مقابلہ ميں انكاايمان لانا صرف ظاہرى اور پہلے سے ترتيب ديا ہوا تھا_
ء امنتم لہ قبل ان ء ا ذن لكم إنہ لكبيركم الذى علمكم السحر
12_ جادو ان علوم ميں سے ہے كہ جو تعليم و تعلم كے قابل ہيں _
علمكم السحر
13_ مخالف سمت كے ايك ہاتھ اور ايك پاؤں كا كاٹنا اور كھجور كے درخت كے تنے پر سولى دينا فرعون كى طرف سے ايمان لانے والے جادوگروں كيلئے قرار دى جانے والى سزاؤں ميں ہے_
فلاقطعن ا يديكم و ا رجلكم من خلف و لا صلبنكم
جذع (جذوع كا مفرد) كامعنى ہے درخت كا تنہ اور حرف "في" بتارہا ہے كہ فرعون نے اپنى دھمكى ميں جادوگروں كا ہاتھ پاؤں كاٹنے كے بعد ان كا دائمى ٹھكانا سولى كى لكڑياں قرار دے ركھا تھا يہ مطلب اس بات سے كنايہ ہے كہ كبھى بھى ان كا بدن نيچے نہيں اتارا جائيگا_
14_ مجرموں كے ہاتھ پاؤں كاٹ كے انہيں سولى پر لٹكانا،فرعون كے زمانے كى سخت ترين سزاؤں ميں سے تھا _
فلا قطعن ... ولا صلبنكم فى جذوع النخل
15_ فرعون كى طرف سے ايمان لانے والے جادوگروں كو سولى دينے انہيں شكنجے دينے اوران كے اجرا پر بلا واسطہ نظارت كرنے كى تصميم، قطعى اور آمرانہ تھى _
لا قطعن ... لا صلبنكم ... لتعلمن ا ينّا ا شد عذاباًو ا بقى
فرعون، موسى كے مقابلے ميں پہلے رد عمل ميں اپنے حواريوں سے مشورہ كرتا تھا ليكن جادوگروں كى سزا كے سلسلے ميں اس نے عمل كرنے كى قسم كے ساتھ اپنى شخصى اور آمرانہ رائے كا اعلان كيا اور اس نے لام قسم، نون تاكيد ثقيلہ اور باب تفعيل كے فعلوں كے ساتھ اپنى اس تصميم كى قاطعيت كا اظہار كيا _قابل ذكر ہے فعل "لا قطعن" اور "لا صلبن" باب تفعيل سے ہيں كہ جو ثلاثى مجرد كے ساتھ ہم معنى ہيں صرف اسكى نسبت ان ميں تاكيد زيادہ ہے_
16_فرعون كا دارالحكومت ايك گرم علاقہ ميں تھا اوراس ميں كجھور كے درخت تھے_
و لا صلبنكم فى جذوع النخل
17_ فرعون نے اپنى طرف سے ديئے جانے والے عذاب اور شكنجوں كے اس عذاب سے زيادہ سخت ہونے كا اعلان كيا جس كا حضرت موسى (ع) نے وعدہ ديا تھا _
و لتعلمن ا ينّا ا شد عذاب
حضرت موسى نے مقابلے كے آغاز ميں كہا تھا "ويلكم ...فيسحتكم بعذاب" فرعون نے اس بات كے مقابلے ميں يوں وعدہ ديا كہ اس كا عذاب اس عذاب سے زيادہ سخت ہے جس كا موسى (ع) نے وعدہ ديا ہے_
18_ فرعون نے ايمان لانے والے جادوگروں كى سزا (ہاتھ پاؤں كا كاٹنا اور تختہ دار پر لٹكانا) كے

دورانیے کا اس عذاب سے زیادہ طولانی اور دیرپا ہونے کا اعلان کیا کہ جس کا حضرت موسی نے وعدہ دے رکھا تھا _
و لتعلمن ا ینّا ا شد عذاباً و ا بقی
"عذاباً"،"ا شد"کی تمیز اور"ا بقی " کیمحذوف تمیز کا قرینہ ہے "و ا بقی عذاباً"_
19_ فرعون ، موسی (ع) اور ان کے پیروکاروں کو نابود اور ختم کرنے اور اپنی حکومت کو پائیدار ظاہر کرنے پر مصمم تھا _
و لتعلمن ا ینّا ا شد عذاباً و ا بقی
فرعون کی طرف سے ایمان لانے والوں کے قتل اور عذاب کا وعدہ نیز زیادہ باقی رہنے کا ادعا (ا بقی) اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ وہ ایمان لانے والوں کو نابود کرنے پر مصمم تھا_ قابل ذکر ہے اس مطلب میں تمیز "عذاباً" کو کلمہ "ا شد" کے ساتھ مختص کیا گیا ہے اور کلمہ "ا بقی " کو تمیز سے خالی سمجھا گیا ہے_
20_ فرعون نے اپنے شکنجوں کے موسی (ع) کی طرف سے وعدہ دیئے گئے عذاب سے زیادہ سخت ہونے کے ادراك کو صرف ان کے چکھنے کی صورت میں ممکن قرار دیا _
و لتعلمن ا ینّا ا شد عذاب
21_ جادوگروں کے ماجرا اور ان کے موسی (ع) پر ایمان لانے کے بعد فرعون کی حکومت کی بنیادیں بہت متزلزل ہوگئیں_
ولتعلمن ا ینّا ا شد عذاباً و ا بقی
فرعون کے پہلے رد عمل اور جادوگروں کے ایمان کے بعد کے رد عمل کے درمیان فرق اسکی حکومت کے تزلزل اور موسی (ع) اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف سے شدید خطرے کے احساس سے حکایت کرتا ہے_
22_ شکنجہ، قتل، ڈرانا اور دھمکانا موسی (ع) کی تحریك کو روکنے اور اپنی حکومت کی بقا ء کیلئے فرعون کے آخری حربوں میں سے _
فلا قطعن ... لا صلبنکم ... و لتعلمن
23_ تہمت لگانا فرعون کے نظام میں ظالمانہ سزاؤں اور سختی کرنے کیلئے ایك بہانہ _
ء امنتم ... إنہ لکبیرکم ... فلا قطعن ... ا شد عذاباًو ا بقی
24_ موسي(ع) اورہارون فرعون،کے گزند سے محفوظ اور فرعونیوں کے تسلط سے باہر _
إنہ لکبیرکم ... فلا قطعن ا یدیکم ... ا شد عذاباً و ا بقی
موسی (ع) و ہارون(ع) کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے جادوگروں کو شکنجے اور پھانسی کی دھمکی اور موسی اور ہارون کی سزا سے خاموشی اسکے فرعون کیلئے ممکن نہ ہونے کی علامت ہے_

ایمان:
موسی (ع) پر ایمان 1، 2، 4; ہارون(ع) پر ایمان 2
جادو:
جادو سیکھنا 9، 12; جادو سکھانا 12
فرعون کے جادوگر:
انکے ایمان کے اثرات 21; انکا ایمان 1، 2، 11;

148
انہیں سولی دینا 13، 15; ان پر سازش میں شریك ہونے کی تہمت 9، 10، 11; انکی سرزنش 1; انکی شکست 10; انکا شکنجہ 15، 18; انکا پاؤں کاٹنا 13; انکا ہاتھ کاٹنا 13; انکی سزا 23
خداتعالی :
اسکے عذاب کی سختی 17، 18
فرعون:
اسکی حکومت میں سختی 5; اسکی اجازت 3; اسکا استبداد 3، 4، 6، 15، 22; اسکی سوچ 3، 7، 10، 11، 20; اس کا حکومت کو مستحکم کرنا 19; اس کا تکبر 6; اسکی سازش 22; اسکی دھمکیاں 17، 18، 22; اسکی تہمتیں 7، 8، 9، 10،

23; اسکی دشمنی 19; اسکے مقابلے کی روش 22; اسکی حکومت کے انحطاط کا پیش خیمہ 21; اسکے شکنجوں کی سختی 17، 20; اسکی سرزنش 1; اسکے شکنجے 14، 15، 22; اسکی صفات 6; اس کا ظلم 23; اسکی سزائیں 13، 23; اسکے دار الحکومت کا گرم ہونا 16; اسکے شکنجوں کی مدت 18; اس سے محفوظ رہنا 24; اسکے دارالحکومت کی موسمی حیثیت 16; اسکے دار الحکومت میں نخلستان 16; اس کا حکومتی نظام 4، 5; اس کا سزا دینے کا نظام 14; اسکی حکومت کی خصوصیات 23
مجرمین:
انکی سزا 14
موسي:
ان پر جادو کی تہمت 7، 8; ان کے دشمن 19; ان پرایمان لانے والوں کے دشمن 19; انکے ساتھ مقابلے کی روش 22; انکا قصہ 2، 7، 8، 9، 11، 13، 15، 31، 22، 24; ان پر ایمان لانے والے 11; انکا محفوظ ہونا 24; انکی نبوت 2; انکا مؤثر ہونا 9
ہارون (ع) :
انکا قصہ 24; انکا محفوظ ہونا 24; انکی نبوت 2

قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَى مَا جَاءنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (٧٢)
ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس جو کھلی نشانیاں آچکی ہیں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہم اس پر تیری بات کو مقدم نہیں کرسکتے اب تجھے جو فیصلہ کرنا ہو کر لے تو فقط اس زندگانی دنیا ہی تك فیصلہ کرسکتا ہے (72)

1_ ایمان لانے والے جادوگروں کا پلٹ جانا (مرتد ہونا) اور دین فرعون کی پیروی کرنا انہیں فرعون کی
149
دھمکیوں کے اہداف میں سے _
لا قطعن ... قالوا لن نؤثرك
ایمان لانے والے جادوگروں کا فرعون کو جواب (لن نؤثرك) اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ فرعون کی دھمکیاں،جادوگروں کو ایمان کے راستے سے ہٹانے کیلئے تھیں_
2_ ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کو خداتعالی پر برتری دینے اور موسی (ع) کے واضح دلائل کے مقابلے میں فرعون کی دھمکیوں کو اہمیت دینے کو کلی طور پر منفی قرار دیا اور انہوں نے اپنے ایمان کے محکم ہونے کا اظہار کیا _
قالوا لن نؤثرك علی ما جاء نا من البینت و الذی فطرن
3_ مصر کے ایمان لانے والے جادوگر آیات الہی اور خداتعالی کے واضح دلائل سے متأثر ہوگئے اور انہوں نے خداتعالی کو فرعون پر ترجیح دی _
لن نؤثرك علی ما جاء نا من البینت و الذی فطرن
4_ حضرت موسی (ع) کے بینات (واضح دلائل) انکی حقانیت اور فرعون کے دعووں کے بطلان کی واضح دلیلیں _
قالو ا لن نؤثرك علی ما جائَ نا من البینت
5_ ڈنڈے کو ایسی شے میں تبدیل کردینا کہ جو جادوگروں کے جادو کے آلات کو نگل کر پہلی حالت پر پلٹ گئي حضرت موسی (ع) کی رسالت کی متعدد نشانیوں کا حامل تھا_
ما جاء نا من البینت
چونکہ جادوگروں نے اپنے مشاہدات کو "بینات" (بینہ کی جمع) سے تعبیر کیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ایك معجرے کے ضمن میں متعدد معجزات تھے_
6_ فرعون کے پاس اپنے دعووں پر کوئي واضح دلیل نہیں تھي_
قالوا لن نؤثرك علی ما جاء نا من البینت
7_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے خالق کی جانب سے موسی کی رسالت کے معتقد _
علی ما جائَ نا من البینت و ا لذی فطرن
8_ خداتعالی انسانوں کا خالق ہے _

ا لذی فطرن
"فَطَرَ" مادہ "فطرة" سے ابتدا و اختراع کے معنی میں ہے " فطر الله الخلق" یعنی انہیں خلق کیا اور آغاز کیا (لسان العرب)
9_ انسان کے خالق،خدا کے مقابلے میں ناتوان مخلوق کی ربوبیت کے ساتھ توصیف ناروا کام او ردلیل اور برہان سے عاری ہے _
لن نؤثرك ... و ا لذی فطرن
"و ا لذی فطرنا" کا عطف " ما جاء نا" پر ہے یعنی "لن نؤثرك على الذی فطرنا" (ہم تجھے _اے فرعون کہ جو صرف مخلوق ہے_ اپنے خدا پر کہ جس نے ہمیں خلق کیا ہے انتخاب نہیں کریں گے) یہ جملہ محکم استدلال پر مشتمل ہے یعنی چونکہ خداتعالی خالق ہے اور اس نے

واضح دلائل کے ساتھ اپنی ربوبیت کو ہمارے لئے بیان کردیا ہے لہذا اسکے غیر کو ربوبیت کیلئے انتخاب کرنا درست نہیں ہے
10_ خالقیت میں توحید، ربوبیت میں توحید کی دلیل ہے_
لن نؤثرك ... و الذی فطرن
11_ ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر ہر قسم کے شکنجوں اور قتل کو برداشت کرنے کیلئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا _
لن نؤثرك ... فاقض ما ا نت قاض
"قضا" کا معنی ہے فیصلہ کرنا "فاقض ... " کا جملہ ایمان لانے والے جادوگروں کی زبان سے فرعون کو خطاب ہے یعنی تو جو فیصلہ بھی کرسکتا ہے کرلے ہم اپنے ایمان کی راہ میں ہر قسم کے شکنجے او رعذاب کیلئے تیار ہیں_
12_ ایمان لانے والے جادوگروں کی طرف سے دنیا اور اس میں فرعون کی محدود وقت کیلئے حکومت کی تحقیر _
إنما تقضی ہذہ الحیوۃ الدنی
فعل "تقضي" فرعون کو خطاب ہے اور " ہذہ الحیاۃ" اس کا مفعول فیہ ہے یعنی "إنما تقضی مدۃ ہذہ الحیاۃ الدنیا" تیری حکمرانی کا دائرہ کار یہی دنیاوی زندگی ہے اور اسکے علاوہ تیری دسترس سے باہر ہے_
13_ دنیا کی عارضی زندگی کے ساتھ دل لگانا اور اس پر مغرور ہونا ناروا کام ہے _
إنما تقضی ہذہ الحیاۃ الدني
14_ ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کی طاقت کی تحقیر کرکے اسے بتادیا کہ تیرے سخت ترین شکنجے بھی صرف انکی دنیاوی زندگی کو ختم کریں گے اور انکی آخرت کو کوئي نقصان نہیں پہنچاسکتے _
فاقض ما ا نت قاض إنما تقضی ہذہ الحیاۃ الدني
اگر "ہذہ الحیاۃ"،" تقضي" کا مفعول بہ ہو تو "قضا" سے مراد ہوگا ختم کرنا اہل لغت کہتے ہیں "قضا" کے تمام معانی کی بازگشت منقطع ہونے اور ختم ہونے کی طرف ہے (لسان العرب) بنابراین آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا اے فرعون تو اپنے فیصلے کے ساتھ جسے ختم کرسکتا ہے کردے کیونکہ تو صرف اس دنیاوی زندگی کوختم کرسکتا ہے_
15_ انبیا اور مؤمنین کے دشمنوں کی طاقت اور حکمرانی صرف دنیاوی زندگی تك محدود ہے_
إنما تقضی ہذہ الحیاۃ الدني
16_ ایمان لانے والے جادوگر فرعون کی دھمکیوں کے باوجود اسکی ہدایت اور نصیحت و راہنمائي کے در پے تھے _
ما جاء نا من البینت و الذی فطرنا فاقض ما انت قاض إنما تقضی ہذہ الحیاۃ الدني
فرعون کے دشمنانہ رو یے کے بعد جادگروں کا حضرت موسی (ع) کے واضح دلائل، خداتعالی کی خالقیت اور فرعون کی قدرت کے محدود ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہوسکتا ہے فرعون کو مطمئن کرنے اور اسے پند و نصحیت کرنے کی غرض سے ہو

17_ حضرت موسی پر ایمان لانے والے جادوگر،آخرت پر محکم ایمان و اعتقاد رکھنے والے تھے _
فاقض ... إنما تقضی ہذہ الحیاۃ الدني

آخرت:

اس پر ایمان لانے والے 14، 17

آیات خدا:

ان پر ایمان لانے والے 3

انبیا:

ان کے دشمنوں کی قدرت کا محدود ہونا 15

انسان:

اس کا خالق 8

ایمان:

موسی پر ایمان 2

توحید:

توحید ربوبی کے دلائل 10; اس کا خالقیت میں کردار 10

فرعون کے جادوگر:

انکی آخرت پرستی 14، 17; انکی آمادگی 11; انکی استقامت 2، 11; انکا ایمان 2، 3، 7، 11، 14، 17; انکی سوچ 12; انکی تبلیغ 16; انکا خالق 7; انکے مرتد ہونے کا پیش خیمہ 1; انکی دھمکی کا فلسفہ 1; انکی نصیحتیں 16; انکا ہدایت کرنا 16

خداتعالی :

اسکی خالقیت 8

دنیا پرستي:

اسکا ناپسند ہونا 13

ربوبیت:

غیر خدا کی ربوبیت کا غیر منطقی ہونا 9

زندگی :

دنیاوی زندگی کا بے قدر و قیمت ہونا 12

شرك :

شرك ربوبی کا غیر منطقی ہونا 9

عمل :

ناپسندیدہ عمل 13

فرعون:

اسکی دھمکیوں کے اہداف 1; اسکی حکومت کا بے قدر و قیمت ہونا 12; اس کا غیر منطقی ہونا 6; اسکی تحقیر 14; اسکے شکنجوں کو برداشت کرنا 11، 14; اسکے باطل ہونے کے دلائل 4; اسکو نصیحت 16

مؤمنین :

انکے دشمنوں کی قدرت کا محدود ہونا 15

موسی :

ان کے واضح دلائل 4; انکے معجزوں کا متعدد ہونا 5; انکی حقانیت کے دلائل 4; انکی نبوت کے دلائل 5; انکا قصہ 2; ان پر ایمان لانے والے 7; انکے ڈنڈے کا کردار 5; انکی نبوت کے دلائل کا واضح ہونا 2

152

إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (٧٣)

ہم اپنے پرودگار پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف کردے اور اس جادو کو بخش دے جس پر تونے ہمیں

مجبور کیا تھا اور اللہ سب سے بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے (73)

1_ فرعون اور اسکی دھمکیوں کے مقابلے میں ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے پروردگار پر اپنے ایمان کی تاکید کی _
لن نؤثرك ... إنا ء امنّا بربن
2_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے گناہ و خطا کے معترف اور خداتعالی کی بخشش کے امیدوار تھے _
إنا ء امنّا بربنا ليغفرلنا خطى ن
4_ کفر و شرك گناہ ہے اور اس کیلئے بارگاہ خداوندی سے طلب مغفرت اور توبہ کی ضرورت ہے _
ليغفرلنا خطى ن
بعد والی آیات کے قرینے سے کہ جن میں جرم اور ایمان کو ایك دوسرے کے مقابلے میں ذکرکیا گیا ہے یہاں پر "خطيئة" کا مورد نظر مصداق خداتعالی کے ساتھ کفر اور حضرت موسی کی رسالت کے انکار والا گناہ ہے_
5_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے باطنی میلان کے برخلاف اور حکومت فرعون کے دباؤ کی وجہ سے حضرت موسی کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہوئے _
و ما ا کرہتنا علیہ من السحر
"إكراہ" یعنی کسی کو ایسے کام پر مجبور کرنا جسکی طرف وہ خودمائل نہ ہو _ قابل ذکر ہے کہ "ا کرہتنا" فرعون کو مخاطب بناے ہوئے ایمان لانے والے جادوگروں کاکلام ہے یعنی تونے ہمیں جادو اور موسی کا مقابلہ کرنے پر مجبور کیا_جادوگروں نے جادو کوپیش کرنے کے طریقے کے سلسلے میں جو اقدامات کئے اگر چہ وہ اختیاری تھے لیکن حضرت موسی (ع) کے مقابلے میں انہیں میدان میں حاضر کرنا اجباری تھا_
6_ گناہ اگرچہ اپنے میلان کے بغیر اور کسی کے مجبور کرنے سے انجام پائے بخشش الہی اور توبہ ك

153
نیازمند ہے_
إنّا ء امنّا ليغفر ... و ما ا کرہتنا علیہ من السحر
ایمان لانے والے جادوگروں کی گفتگو میں "خطایا"کو بھی بخشش کا نیازمند قرار دیاگیا ہے اور "ما ا کرہتنا" کو بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اگر چہ کسی کے مجبور کرنے اور اپنے ذاتی تمایل کے بغیر ہو اس کیلئے مغفرت الہی کی ضرورت ہے_
7_ فرعون کی حکومت میں دباؤ اور اجبار کا وجود اور آزادی کا نہ ہونا _
ما ا کرہتنا علیہ من السحر
8_ جادو اور جادوگروی ایسا گناہ ہے کہ جسے توبہ اور بخشش خداوندی کی ضرورت ہے _
ليغفرلنا ... و ما ا کرہتنا علیہ من السحر
جادو اور جادوگروں کا بخشش کا نیازمند ہونا اسکے گناہ ہونے کی علامت ہے _جادوگری کا اسکے اجباری ہونے کی طرف اشارہ بخشش الہی کو حاصل کرنے کیلئے اس گناہ کے سرزد ہونے کے سلسلے میں ایك قسم کا عذر پیش کرنے کے مترادف ہے _
9_ فرعون کے جادوگر حضرت موسی (ع) پر ایمان لانے کے بعد فرعون کے حق میں جادو کے اقدام سے اظہار ندامت کر کے بخشش الہی کے طالب ہوئے _
ليغفرلنا ... ما ا کرہتنا علیہ من السحر
10_ خداتعالی خیر محض اور سب سے زیادہ پائندہ ہے _
و اللہ خیر و ا بقی
"خیر" دو معنوں میں استعمال ہوا ہے_ 1_ وصفی معنی میں (شرك کے مقابلے میں) 2_ تفصیلی معنی میں آیت کریمہ میں اگر چہ دونوں معنے مراد ہوسکتے ہیں لیکن مذکورہ بالا مطلب میں اس کا وصفی معنی مد نظر رکھا گیا ہے_
11_ خداتعالی کی جزا ،بہترین اور پائندہ ترین جزا ہے_
و اللہ خیر و ا بقی

خداتعالى كا انسان كيلئے "خير" ہونا _ اگر خير اسم تفضيل ہو_ اسكى جزا كے بہتر ہونے كى طرف بھى ناظر ہے اور "ا بقى " كا اطلاق خداتعالى كے ساتھ مربوط ہر شے كو شامل ہے يعنى وہ، اسكى جزا اور اس كا عذاب زيادہ اور سب سے زيادہ باقى رہنے والے ہيں_
يہ جملہ جادوگروں كى طرف سے جواب ہے فرعون كو كہ جس نے كہا تھا " ا يّنا ا شد عذاباً و ا بقى "
12_ جادوگروں نے فرعون كے جواب مينخداتعالى كو اس سے برتر، خدا تك پہنچنے كو دنياوى آسائشے سے زيادہ قدر و قيمت والا اور دنياوى زندگى سے زيادہ ديرپا متعارف كرايا _
إنما تقضى ہذہ الحياة الدنيا ... و الله خير و أبقى
13_ خداتعالى پر ايمان لانا اسكى طر ف سے گناہوں كى بخشش كيلئے زمين ہموار ركرتا ہے _
إنّا ء امنا بربنا ليغفرلنا خطى ن
14_ گناہوں كى بخشش،خداتعالى كى ربوبيت كا ايك

جلوہ ہے _
إنّا ء امنّا بربنا ليغفرلنا خطى ن
15_ "خير" خداتعالى كے اوصاف ميں سے ہے _
و الله خير

بخشش:
اس كا پيش خيمہ 13; اس كا سرچشمہ 3، 14
استغفار:
جادو سے استغفار 8; شرك سے استغفار 4; كفر سے استغفار 4; گناہ سے استغفار 6
اسما و صفات:
خير 15
اقرار:
گناہ كا اقرار 2
اميدوار:
بخشش كا اميدوار 2
ايمان:
خدا پر ايمان كے اثرات 13، خدا پر ايمان 1
جزا:
بہترين جزا 11
توبہ:
جادو سے توبہ 8; گناہ سے توبہ 6
جادو:
اس كا گناہ 8
فرعون كے جادوگر:
انكا استغفار 9; انكى استقامت 1; انكا اقرار 2; انكا اجبار 5; انكى اميدوارى 2; انكا ايمان 1، 9; انكى پشيمانى 9; انكى خداشناسى 12; انكا زہد 12; انكا گناہ 2
خداتعالى :
اسكے اختيارات 3; اسكى جزا كا دائمى ہونا 11; اس كا پائندہ ہونا 10; اس كا خير ہونا 10; اسكى ربوبيت كى نشانياں 14; اسكى جزا كى خصوصيات 11

خیر:
اس کا سرچشمہ10
شرك:
اس کاگناہ 4
فرعون:
اس کا استبداد 7; اسکی دھمکیاں1; اس کا حکومتی نظام 7
کفر:
اس کا گناہ 4
موسی (ع) :
انکا قصہ 5

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِماً فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى (٧٤)
یقینا جو اپنے رب کی بارگاہ میں مجرم بن کر آئے گا اس کے لئے وہ جہنم ہے جس نہ مرسکے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا (74)

1_ جو لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے بارے میں کفر کے ساتھ حاضر ہوں گے بلاشك جہنمی ہوں گے _
انہ من یأت ربہ مجرماً فإن لہ جہنم
بعد والی آیت کے قرینے سے اس آیت میں "جرم "کفرکے معنی میںہے کیونکے بعد والی آیت میں آیا ہے "و من یأتہ مؤمنا ..."
2_ کفر، جرم اور گناہ ہے اور کفار، مجرم اور دوزخی ہیں "إنہ من یات ربہ مجرما فان لہ جہنم" میں لام استحقاق پر دلالت کر رہا ہے _
3_ جہنم اور اسکے طاقت فرسا عذاب کا خوف فرعون کے جادوگروں کے دلوں میں ایمان کے محکم ہونے کا سبب بنا _
إنّا ء امنّا بربّنا ... إنہ من یأت ربہ مجرماً فإن لہ جہنم
جملہ "إنہ من یأت ..." سابقہ آیت کے محتوا کی علت ہے _
4_ ایمان اور توبہ،بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے سے پہلے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے _
إنّا ء امنّا بربنا لیغفر ... إنہ من یأت ربہ مجرم
5_ قیامت سب کے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کا دن _
إنہ من یأت ربہ مجرم
بعد والی آیت (و من یأتہ مؤمنا) قرینہ ہے کہ قیامت میں حاضر ہونا سب کیلئے ہے _
6_ اعمال کی جزا، خداتعالی کی ربوبیت کا ایك جلوہ ہے _
إنہ من یأت ربّہ مجرماً فان لہ جہنم
7_ دوزخی لوگ نہ تو دوزخ میں مریں گے تا کہ انہیں عذاب کا احساس نہ ہو اور نہ ہی زندوں کی طرح ہوں گے _

فإن لہ جہنم لایموت فیہا و لا یحیی
"لایموت فیہا" قرینہ ہے کہ "لایحیی " میں حیات سے مراد وہ ہے جو موت پر ترجیح رکھتی ہو اور اہل دوزخ کی حیات چونکہ ان کے عذاب میں اضافے کا سبب ہے لذا موت سے کہ جو عذاب کو ختم کرنے والی ہے زیادہ دردناك اور زیادہ منفور ہے _
8_ دوزخ کا عذاب دائمی ہے اور کفار اس میں ہمیشہ رہیں گے _
لایموت فیہ

9_ جہنم کا عذاب سخت اور ناقابل برداشت ہے _
فإن لہ جہنم لایموت فیہا و لایحیی
10_ جہنم کے عذاب کا دائمی ہونا اور اس میں موت کا نہ ہونا اسکے کا فردں کے اس عذاب اور آزار اور شکنجوں سے زیادہ دیرپاہونے کی دلیل ہے جو وہ مؤمنین کیلئے روا رکھتے تھے _
و اللہ خیر و ا بقی إنہ من یا ت ... لایموت فیہ
11_ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ پیغمبر ا کرم (ص) خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے جب اس آیت (انہ من یأت ربہ مجرما فان لہ جہنم لایموت فیہا و لا یحیی) پر پہنچے تو فرمایا جہنم میں رہنے والے کہ جو اسکے اہل ہیں اس میں نہ مریں گے اور زندہ رہیں گے لیکن جو لوگ جہنم کے اہل نہیں ہیں تو آگ انہیں ایك دفعہ مار دے گی پھر شفاعت کرنے والے اٹھ کر انکی شفاعت کر دیں گے (1)
....

1) در المنثور ج 5 ص 587_

بخشش:
اس کا سر پیش خیمہ 4
ایمان:
اسکے اثرات 4
خوف:
جہنم سے خوف کی اثرات 3; اخروی عذاب سے خوف کے اثرات 3
توبہ :
اسکے اثرات 4
فرعون کے جادوگر:
انکے خوف کے اثرات 3; ان کا ایمان 3; انکی استقامت کے عوامل 3
جہنم:
اس میں ہمیشہ رہنے والے 8; اس میں ہمیشہ رہنا 8; اس کے عذاب کا دائمی ہونا 8; اس میں حیات 7، 11; اسکے عذاب کی سختی 9; اس میں موت 7، 11; اسکے اسباب 2
جہنمی لوگ :1، 2
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کی نشانیاں 6
روایت :11
شرك:
اسکے اخروی اثرات 1

عذاب :
اسکے درجے 9
عمل:
اسکی جزا 6; اسکی سزا 6
قیامت:
اس میں جمع ہونا 5; اسکی خصوصیات 5
کفار:

انکے شکنجے 10; یہ جہنم میں 8، 10; انکی اخروی سزا 10
کفر:
اسکے اخروی اثرات 1; اس کا گناہ 2
گناہ کار لوگ، 2
مؤمنین:
انکا شکنجہ 10

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِناً قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُوْلَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى (٧٥)
اور جو اس کے حضور صاحب ایمان بن کر حاضر ہوگا اور اس نے نيك اعمال كئے ہوں گے اس کے لئے بلندترین درجات ہیں (75)

1_ عمل صالح رکھنے والے مؤمنین آخرت میں بلند مراتب اوردرجات کے حامل ہوں گے _
و من يأتہ مؤمنا ... لہم الدرجات العلى
2_ پروردگار كى بارگاہ (قيامت) میں حاضر ہونے تك ايمان كو محفوظ ركھنا آخرت میں بلند مرتبوں کے حامل ہونے كى شرط ہے _
و من يأتہ مؤمن
3_ آخرت میں بلند درجات کو حاصل کرنے کیلئے ایمان کے ہمراہ عمل صالح كى كثرت لازمى شرط_ ہے _
و من يأتہ ... مؤمنا قد عمل الصلحت
4_ اہل بہشت مختلف مراتب اور درجات کے حامل ہیں _
لہم الدرجات العلى
"الدرجات" كو جمع كى صورت میں لانا، انکی كثرت اور ان کے درميان تفاوت سے حكايت كرتا ہے كيونكہ اگر سب كا مرتبہ ايك ہوتا تو اس کیلئے مفرد كا صيغہ كافى تھا _

5_ عمل صالح رکھنے والے مؤمنین كا بارگاہ خداوندى میں بلند مقام اور بڑى شان ہے _
و من يأتہ ... فا ولئك لہم الدرجت
اسم اشارہ "ا ولئك" كہ جو بعيد کیلئے ہے خداتعالى كى طرف سے مؤمنین کے احترام و اكرام پر مشتمل ہے _

ايمان:
اسكى حفاظت کے اثرات 2; يہ اور عمل صالح 3
بہشتى لوگ:
انکے مراتب 4; انکے مقامات 4
صالحين:
انكا اخروى مقام 1; انكا مقام 5
مؤمنین:
انكا اخروى مقام 1; انكا مقام 5
مقام و مرتبہ:
اخروى مقام و مرتبہ کے حاصل کرنے كى شرائط 2، 3

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاء مَن تَزَكَّى (٧٦)
ہميشہ رہنے والى جنّت جس كے نيچے نہريں جارى ہوں گى اور وہ اس ميں ہميشہ رہيں گے كہ يہى پاكيزہ كردار لوگوں كى جزا ہے (76)

1_ بہشت، امن و آسائشے سے سرشار او ربہشتيوں كے رہنے اور ٹھہرنے كيلئے ہر لحاظ سے آمادہ ہے _
جنت عدن
"عدن" سے كيا مراد ہے اس كے سلسلے ميں مفسرين كے مختلف نظريات ہيں بعض نے اسے آٹھ بہشتوں ميں سے ايك كا نام قرار ديا ہے، بعض نے اسكے لغوى معنى كى رعايت كرتے ہوے اسے قيام كرنے كے معنى ميں ليا ہے اس صورت ميں "عدن" جنات كيلئے قيد توضيحى ہوگى نہ احترازي، بعض اسے بہشت كى زمين كا خاص نام سمجھتے ہيں اور كہتے ہيں اس كے ٹھہرنے كى جگہ ہونا اس نام كا سبب ہے_ قابل ذكر ہے كہ تمجيد كے مقام ميں ٹھہرنے كى جگہ (محل اقامت) اس جگہ كو كہا جاتا ہے كہ جس ميں آسائشے كى تمام

سہوليات فراہم ہوں_
2_ بہشت،متعدد باغات سے تشكيل پائي ہے _
جنت عدن
"جنات" كو جمع كى صورت ميں ذكر كرنا اس بات سے حكايت كرتا ہے كہ متعدد اور ايك دوسرے سے ممتاز باغات نے بہشت كو تشكيل ديا ہے _
3_ بہشت ميں متعدد نہريں ہيں كہ جو اسكے نيچے سے جارى ہوئي ہيں _
جنت عدن تجرى من تحتہا الانہر
4_ بہشتى لوگ، بہشت عدن ميں ہميشہ ہميشہ كيلئے رہيں گے _
جنت عدن ... خلدين فيہ
5_ بہشت عدن ميں ہميشہ رہنا آخرت ميں عمل صالح ركھنے والے مؤمنين كے عالى درجات كا جلوہ ہے_
لہم الدرجت العلى جنت عدن ... خلدين
"جنات عدن"" الدرجات العلى " كيلئے بدل ہے يعنى وہ بلند درجات وہى بہشت عدن كے باغات ہيں _
6_ بہشت عدن ميں ہميشہ رہنا كفر و شرك اور گناہ سے دور اور پاك رہنے كى جزا ہے _
جنت عدن ... خلدين فيہا و ذلك جزاء من تزكى
7_ ايمان و عمل صالح، تزكيہ نفس اور انسان كے رشد و تكامل كا ذريعہ ہے _
و من يأتہ مؤمنا قد عمل الصلحت ... و ذلك جزاء من تزكى
"تزكيہ" كا معنى ہے تطہير گذشتہ آيات (كہ جن ميں ايمان و عمل صالح ركھنے اور كفر و شرك سے دورى كى بات كى گئي ہے) كے قرينے سے لگتا ہے اس آيت ميں اس سے مراد كفر و گناہ سے طہارت كيلئے ايمان اور عمل صالح كا حاصل كرنا ہے_

ايمان :
اسكے اثرات 7
بہشت:
اس ميں آسائشے 1; اس ميں ٹھہرنا 1; اس ميں امن 1; اسكے باغوں كا متعدد ہونا 2; بہشت عدن ميں ہميشہ رہنے والے 5;

بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا 4; بہشت عدن کے موجبات 6; اسکی نعمتیں 2، 3; اسکی نہریں 3; بہشت عدن کی خصوصیات 1
بہشتی لوگ:
انکا ہمیشہ رہنا 4
جزا:
اسکے اسباب 6
پاکی :
اسکی جزا 6
تزکیہ:
اسکے عوامل 7
رشد و تکامل :
اسکے عوامل 7

شرك:
اس سے اجتناب کی جزا 6
صالحین:
ان کا اخروی مقام 5
عمل صالح:
اسکے اثرات 7
کفر:
اس سے اجتناب کی جزا 6
گناہ:
اس سے اجتناب کی جزا 6
مؤمنين:
انکا اخروی مقام 5

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقاً فِي الْبَحْرِ يَبَساً لَّا تَخَافُ دَرَكاً وَلَا تَخْشَى (٧٧)
اور ہم نے موسی کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں عصامارا کر خشك راستہ بنادو تمھیں نہ فرعون کے پالینے کا خطرہ ہے اور نہ ڈوب جانے گا (77)

1_ مصر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کیلئے حضرت موسی بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے پر مأمور_
و لقد ا وحينا إلى موسى ا ن ا سر بعبادي
"إسرا" رات کے وقت سفر کرنے کے معنی میں ہے اور حرف "بائ" تعدیہ کیلئے ہے _"أسر بعبادي" یعنی میرے بندوں کو رات کے وقت روانہ کر (اور مصر سے خارج کر)
2_ مصر سے بنی اسرائیل کی روانگی منصوبے کے تحت اور فرعونیوں کی آنکھ سے اوجھل تھی _*
و لقد ا وحينا إلى موسى ا ن أسر بعبادي
حضرت موسی (ع) کا بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے پر مأمور ہونا اور فرعون کی طرف سے ان کا پیچھا کرنا اس احتمال کی تقویت کرتا ہے کہ رات کا انتخاب فرعون کے سپاہیوں سے مخفی اور پنہان رہنے کیلئے تھا _

3_ مصر سے بنی اسرائیل کی ہجرت کا راستہ موسی (ع) کی طرف وحی کے ذریعے مشخص ہو چکا تھا _
و لقد ا وحينا إلى موسى ... فاضرب لہم طريقاً فى البحر

بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے کا حکم اور اس چیز کا بیان کہ دوران سفر انہیں دریا کا سامنا ہوگا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انکے سفر کا راستہ وحی کے ذریعے مشخص ہوچکا تھا _
4_ سفر رسالت کے تنگ راستوں اوردشوار مراحل میں وحی الہی حضرت موسی کی رہنما _
و لقد ا وحينا إلی موسی
5_ فرعونیوں کے شکنجے جھیلنے اور ان کا ظلم و ستم سہنے کے زمانے میں بنی اسرائیل پر خداتعالی کا لطف و کرم _
أ سر بعبادي
عباد کو ضمیر متکلم کی طرف مضاف کرنا بنی اسرائیل کی تکریم اور ان کے ساتھ لطف و کرم کے اظہار کیلئے ہے یہ چیز اس وقت وقوع پذیر ہوئي جب بنی اسرائیل فرعون کی حکومت اور اسکے شکنجوں کی زد میں تھے خداتعالی نے "عبادي" کی تعبیر کے ساتھ فرعونیوں کی روش کہ جنہوں نے بنی اسرائیل کو اپنی بندگی میں لے رکھا تھا پر خط بطلان کھینچ دیا اور انہیں صرف اپنے بندے متعارف کررہا _
6_ ظالم حکومتوں کے شکنجوں کا شکار اورمظلوم بندوں پر خداتعالی کا لطف و کرم _
أ سربعبادي
بنی اسرائیل کو "عبادي" کے عنوان سے یاد کرنا جبکہ وہ فرعون کے ظلم و ستم اور شکنجوں میں پس رہے تھے اس نکتے پر دلالت کرتا ہے کہ ظالم حکومتوں کے شکنجوں کے شکار (اگر وہ آزادی چاہتے ہوں) بندوں پر خدا تعالی کا لطف و کرم ہوتا ہے _
7_ بنی اسرائیل مصر سے ہجرت اور فرعون کے عذاب سے آزادی حاصل کرنے کیلئے ضروری آمادگی کے حامل تھے _
أ سر بعبادي
رات کے وقت روانگی ان لوگوں کے چنگل سے فرار کرناہے کہ جو اس روانگی کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے بنابراین بنی اسرائیل فرار کرنا چاہتے تھے اور فرعونیوں کے پاس رہنے کی طرف تمایل نہیں رکھتے تھے _
8_ بحیرہ احمر کے عمق میں بنی اسرائیل کے عبور کیلئے خشك راستہ بنانا،حضرت موسی (ع) کی ایك ڈیوٹی _
فاضرب لہم طریقا فی البحر یبس
"اضرب لہم ..." یعنی ان کیلئے راستہ بنا "یبس" یعنی خشك "البحر" کا "ال" عہد ذہنی کا اور ایك مشخص دریا کی طرف اشارہ ہے کہ جو انکی ہجرت کے راستے میں پڑتا تھا بعض مفسرین نے اسے بحیرہ احمر اور بعض نے دریائے نیل قرار دیا ہے _
9_ قدرتی وسائل (طبیعت) خداتعالی کے ارادے کے سامنے مجبور اور اسکے فرمان کو عملی کرنے والے ہیں_
فاضرب لہم طریقاً فی البحر یبس

"اضرب لہم" میں "ضرب" کا معنی ہے بنانا اور قرار دینا _دریا میں خشك راستہ بنانے کا حکم معجزہ دکھاے کا حکم ہے اور یہ خداوند متعال کے ارادے کے سامنے دریا کے مجبور ہوے سے حکایت کرتا ہے _
10_ انبیا کے معجزوں کامؤمنین کے مفاد کیلئے استعمال ہونا _
فاضرب لہم
دریا میں خشك راستے کا کھل جانا منکرین کیلئے حضرت موسی کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے انجام نہیں پایا بلکہ اس سے مقصود بنی اسرائیل کو نجات دینا اور فرعونیوں کو ہلاك کرنا تھا _
11_ سب بنی اسرائیل کو ایك ہی راستے سے دریا عبور کردیا گیا _*
فاضرب لہم طریقاً فی البحر
اگر "طریقاً" سے مراد جنس نہ ہو تو یہ وحدت پر دلالت کریگا _
12_ حضرت موسی (ع) مصر سے ہجرت کے دوران راستے میں فرعون کی فوج کا سامنا کرنے اور دیگر مشکلات پیش آنے کی وجہ سے پریشان تھے _
ا سر بعبادي ... لا تخف درکاً و لا تخشی
"درك"کا معنی ہے ملحق ہونا، پہنچ جانا نیز یہ رد عمل کے معنی میں بھی آیا ہے (قاموس) ہر قسم کا پیچھا کرنے اور رد عمل کی نفی نیز ہجرت کے راستے کے امن ہونے کے سلسلے میں حضرت موسی کو اطمینان بخشنا اس بات کی علامت

ہے کہ پیچھا کرنے نیر زاستے کی دیگر پریشانیوں کیلئے حالات سازگار تھے _
13_ خداتعالی نے حضرت موسی کو اطمینان دلایا کہ مصر سے ہجرت کے سفر میں نہ تو دشمن کی فوج کا سامنا ہوگا اور نہ ہی ان کیلئے کوئي دوسری بڑی مشکل کھڑی ہوگي_
أسر بعبادي ... لاتخف دركاً و لا تخشى
"لاتخشي" کے متعلق کا حذف ہونا ہر ایسی چیز کے منتفی ہونے کو بیان کررہا ہے کہ جو ڈر اور خوف کا سبب بنے جیسے دریا میں غرق ہونے کا احتمال یا دیگر ایسی مشکلات جنکی پیشین گوئي نہیں ہوسکتي

بنی اسرائیل:
انکی آمادگی 7; انکی تاریخ 1، 2، 5، 7، 8، 11; ان کا شکنجہ 5; انکا دریا سے عبور کرنا1 1; انکا بحیرہ احمر سے عبور کرنا 8; انکا دریائے نیل سے عبور کرنا 8; ان پر لطف و کرم 5; انکی ہجرت کا راستہ 3، 8، 11; انکی ہجرت کی خصوصیات 2; انکی ہجرت 7، 13; انکی رات کے وقت ہجرت 1
خداتعالی :
اسکے ارادے کی حکمرانی 9; اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے 9
قدرتی وسائل:
انکا مطیع ہونا 9
فرعون:
اسکے شکنجوں سے نجات 7
فرعوني:
انکاخطرہ 12
خدا کا لطف و کرم:

163
یہ جنکے شامل حال ہے 5، 6
مؤمنین:
انکے مفادات 10
مظلومین:
انکا حامی 6
معجزہ:
اس کا کردار 10
موسی :
انکا اطمینان 13; انکی رسالت 1، 8; انکا قصہ 1، 8، 12، 13;انکی پریشانی 13; انکی طرف وحی 3، 4; انکی ہدایت 4
وحی :
اس کا کردار 2

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (٧٨)
تب فرعون نے اپنے لشکر سمیت ان لوگوں کا پیچھا کیا اور دریا کی موجوں نے انھیں باقاعدہ ڈھانك لیا (78)

1_ حضرت موسی (ع) ،خدا کے حکم کے مطابق رات کے وقت بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے اور انہیں دریا سے گزارا _
أسر بعبادی ... فا تبعہم
"فا تبعہم" کی "فا" فصیحہ ہے یعنی اپنے سے قبل چند محذوف جملوں سے حکایت کرر ہی ہے ان جملوں کا خلاصہ یہ ہے کہ موسی ،(ع) بنی اسرائیل کو مصر سے لے کرچلے اور فرعونیوں کو بھی انکی روانکی کی اطلاع ہوگئي_

2_ بنی اسرائیل کی مصر سے روانگی کے بعد،فرعون اور اسکے لشکر نے ان کا پیچھا کیا _
فا تبعہم فرعون وجنودہ
3_ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے میں خود فرعون اپنی فوج کی کمان کررہا تھا _
فا تبعہم فرعون بجنودہ
4_ بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا اور ان کا دوسروں سے جدا نہ ہونا فرعون اور فرعونیوں کی زندگی کا مسئلہ تھا _
أسر بعبادي ... فا تبعہم فرعون بجنودہ
بنی اسرائیل کا پیچھا کرنا اور انہیں ہجرت سے روکنے کی کوشش کرنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بنی اسرائیل کامصر کے معاشرے سے جدا ہونا ان کیلئے سنگین نتائج اور نقصان کا سبب تھا _

164

5_ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے میں فرعونی دریا کے خشك راستے میں داخل ہوئے _
طریقاً فی البحر یبساً ... فا تبعہم فرعون بجنودہ
6_ سمندر کی بڑی اور خطرناك لہروں نے فرعون اور اس کے لشکر کو گھیر کہ نہیں نگل لیا _
فغشیہم من الیم ما غشیہم
"یمّ" کا معنی ہے سمندر نیز اس کا اطلاق اس بڑے دریا پر بھی ہوتا ہے جس کا پانی میٹھا ہو (لسان العرب) "غشاوہ" (غشی کا مصدر) ڈھانپنے اور گھیر لینے کے معنی میں ہے "ما غشیہم" کا ابہام، ان لہروں کے عظیم ہونے کو بیان کررہا ہے کہ جو فرعونیوں کے غرق ہونے کا سبب بنیں _
7_ قدرتی وسائل،خداتعالی کے ارادے کے سامنے مجبور ہیناوروہ اسکے حکم کو اجرا کرنے والے ہیں _
طریقاً فی البحر یبساً ... فغشیہم من الیم ما غشیہم
حضرت موسی (ع) کے عبور کرنے کیلئے دریا کا کھل جانا اور فرعونیوں کے داخل ہونے کے بعد اس کا مل جانا دونوں اعجاز کی صورت میں اور خداتعالی کے حکم سے تھے _

بنی اسرائیل:
انکی تاریخ 1، 2، 3، 4،5; انکا پیچھا کرنا 2، 3، 5; انکا دریا سے عبور کرنا 1; انکی ہجرت کا راستہ 1; مصر میں انکی رہائشے کا کردار 4; انکی رات کے وقت ہجرت 1
خداتعالی :
اسکے ارادے کی حکمرانی 7; اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے 7
قدرتی وسائل:
انکا کردار 7
فرعون:
اسکی حکومت کی بقا کے عوامل 4; اس کا غرق ہونا 6; یہ اور بنی اسرائیل 2; اسکے لشکر کا کمانڈر 3; اسکی کمان 3
فرعونی :
ان کا غرق ہونا 6; یہ دریا میں 5; یہ اور بنی اسرائیل 2; انکی حرکت کا راستہ 5
موسی :
ان کا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا 1; انکا قصہ 1، 6

165

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى (٧٩)
اور فرعون نے در حقیقت اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا ہے ہدایت نہیں دی ہے (79)

1_ اپنی عوام کی گمراہی میں فرعون کا بنیادی اور مرکزی کردار تھا _

و ا ضل فرعون قومہ
2_ لوگوں کے گمراہی یا ہدایت میں معاشروں کے حکمرانوں اور رہنماؤں کا بہت مؤثر کردار ہے_
و ا ضل فرعون قومہ
3_ لوگوں کو ہدایت کرنا،حکمرانوں اور پیشواؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے _
و ا ضل فرعون قومہ و ما ہدی
"ا ضل" اور "ماہدی " کا معنی ایك ہے اور یہ ایك ہی معنی کا دوسرے لفظ کے ساتھ تکرار ہے شاید "ماہدی " کا جملہ اس لئے آیا ہے کہ حکمرانوں اور رہنماؤں سے جس چیز کی توقع ہے وہ لوگوں کو ہدایت کرنا ہے_
4_ فرعونیوں کی نابودی اور ان کے نظام حکومت کا ختم ہوجانا انکے فرعون کی پیروی کے نتائج میں سے تھا_
فغشیہم ... و ا ضل فرعون قومہ و ما ہدی

رہبر:
انکی ذمہ داری 3; انکا نقش و کردار 2 راہبر; ان کا گمراہ کرنا 2; انکا ہدایت کرنا 2
فرعون:
اسکی پیروی کے اثرات4; اس کا گمراہ کرنا 1
فرعوني:
انکی گمراہی کے عوامل 1_انکی ہلاکت کے عوامل4
گمراہي:
اسکے عوامل 2
لوگ:
انکی ہدایت کی اہمیت 3
ہدایت :
اسکے عوامل 2

166

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى (٨٠)
بنی اسرائیل 1 ہم نے تم کو تمھارے دشمن سے نجات دلائي ہے اور طور کی داہنی طرف سے توریت دینے کا وعدہ کیا ہے اور من و سلوی بھی نازل کیا ہے (80)

1_ فرعون بنی اسرائیل کادشمن تھااوروہ انہیں تباہ کرنے کے در پے تھا _
فأتبعہم فرعون ... یا بنی إسرائیل قد ا نجیناکم من عدوکم
2_ خداتعالی نے بنی اسرائیل کو فرعون کے خطرے سے نجات دلائي اور انہیں اسکی اسارت سے رہائي عطا کی _
فأتبعہم فرعون ... ی بنی إسرائیل قد ا نجیناکم من عدوکم
3_ بنی اسرائیل کے دریا سے عبور کرنے کے بعد خداتعالی نے انکے ساتھ گفتگو کا فیصلہ کیا اور انہیں قریبی رابطے کا وعدہ دیا_
و وعدناکم جانب الطور الا یمن
(بعد والی آیات کے جملے) "و ما ا عجلك عن قومك یاموسی " قرینہ ہے کہ "واعدناکم" کامتعلق حضرت موسی (ع) کے ساتھ گفتگو اور سرگوشی کرنے کا وعدہ تھا یہ وعدہ اگر چہ سب بنی اسرائیل کے ساتھ نہیں تھا لیکن چونکہ اسکے فوائد (جیسے تورات کا نزول) سب کیلئے تھے لہذا اسے سب بنی اسرائیل پر ایك نعمت کے عنوان سے یاد کیا گیا_
4_ کوہ طور کی دائینجانب،بنی اسرائیل کے خداتعالی کی دعوت کا جواب دینے کیلئے شرفیاب ہونے کی وعدہ گاہ _
و وعدناکم جانب الطور الا یمن
"ا یمن" کا معنی ہے "یمین" یعنی دائیں طرف اور "طورکے دائیں جانب" سے مراد اسکی دائیں جانب کی فضا یا دامن ہے_

167

5_ كوه طور ايك مبارك اور خداتعالى كى مورد عنايت جگہ_

و وعدنكم جانب الطور الا يمن

مذكوره بالا مطلب ميں "ا يمن" كو "يمن" كے ماده سے ليا گيا ہے اور يہ مبارك كے معنى ميں ہے يہ كلمہ اگر چہ "جانب" كى صفت ہے ليكن كسى چيز كے جز كى صفت خود اس كل چيز (كل) كى بھى صفت شمار ہوئي ہے وعده گاه كے طور پر كوه طور كا انتخاب اسكے خاص امتياز كى علامت ہے_

6_ خداتعالى نے حضرت موسى (ع) كے زمانے كے بنى اسرائيل پر كھانے كى چيزيں "من و سلوى " نازل كيں_

ونزلنا عليكم المن و السلوى

"منّ" وه قطرات ہيں جو آسمان سے درختوں اور پتھروں كے اوپر نازل ہوكر شہد كى صورت اختيار كر جاے ہيں انكا ذائقہ ميٹھا ہوتا ہے اور درخت كے شيرے كى طرح خشك ہوجاتے ہيں (قاموس) بعض مفسرين نے اس كا معنى ترنگبين كيا ہے_

"سلوى " كبوتر جيسا ايك پرنده ہے كہ جس كى ٹانگيں اور گردن لمبى ہوتى ہيں اسكى رفتار تيز او راس كا رنگ بٹير كے رنگ جيسا ہوتا ہے (مصباح) بعض نے اسے وہى بٹير قرار ديا ہے _

7_ بنى اسرائيل پر من و سلوى كا نزول انكے فرعون كے چنگل سے نجات حاصل كرنے اور بيابان ميں ٹھہرنے كے بعد تھا_

قد ا نجيناكم ... وعدناكم ... و نزلنا عليكم المن و السلوى

"من و سلوى " كا نزول اس علاقے كے كھانے پينے كى عام چيزوں سے خالى ہونے اور انكے ٹھہرنے كى جگہ كے بيابان ہونے كى علامت ہے_

8_ "من و سلوى " كا نزول ان معجزات ميں سے تھا جو حضرت موسى كى قوم كو دكھائے گئے _

و نزلن

كھانے پينے كى چيزوں ميں سے "من و سلوى " كا مخصوص ہونا اور ان كے بنى اسرائيل پر نزول كى ياد ہانى كرانا ان كے نزول كے غير معمولى ہونے كى علامت ہے_

9_ بنى اسرائيل كو فرعونيوں سے نجات دينا،انہيں گفتگو كيلئے كوه طور پر آنے كى دعوت دينا اور ان پر من و سلوى نازل كرنا حضرت موسى (ع) كے زمانے كے بنى اسرائيل پر خداتعالى كى نعمتيں_

ى بنى اسرائيل قد ا نجيناكم و نزلنا عليكم المن ا لسلوى

10_ حضرت موسى (ع) كے زمانے كے بنى اسرائيل،تاريخ كے برجستہ اور بہت ہى قابل تامل ابواب ركھنے والے ہيں_

ا نجيناكم ... وعدنكم ... و نزّلن

11_ تاريخ كے ان حساس لمحوں اور اہم واقعات كو ياد كرنا ضرورى ہے كہ جن ميں خداتعالى كا لطف و كرم نازل ہوا _

ا نجيناكم ... وعدناكم ... و نزّلن

12_ ستمگر دشمن كے چنگل سے نجات دينا، اس دشمن كو

168

نابود كرنا، مكتب اور زندگى كا لائحہ عمل دينا اور رزق عطا كرنا خداتعالى كى عظيم ترين نعمتوں ميں سے ہيں _

ا نجيناكم ... وعدناكم ... نزلنا عليكم المن و السلوى

تين قسم كى نعمتوں كى صورت ميں بنى اسرائيل پر احسان كو بيان كيا گيا ہے نجات، طور كے مقام پر ضابطہ حياط كا عطا كرنا(تورات) اور انہيں رزق عطا كرنا اس سے معلوم ہوتا ہے كہ يہ تين چيزينخداتعالى كى عظيم نعمتوں ميں سے ہيں _

مقدس مقامات :5

بنى اسرائيل:

يہ بيابان ميں 7; يہ ميقات ميں 4; انكى تاريخ 2، 6، 7، 10; ان كے دشمن 1; انكى دعوت 9; انكى نجات 2، 7، 9; ان پر بٹير كا نزول 6; ان پر ترنگبين كا نزول 6; ان پر سلوى كا نزول 6، 7، 8; ان پر منّ كا نزول 6، 7، 8; انكى نعمتيں 7، 9; ان كے ساتھ وعده 3

خداتعالى :
اسكى بنى اسرائيل كے ساتھ گفتگو 3، 4; اس كا نجات بخشنا 2; اسكى نعمتيں 9، 12; اسكے وعدے 3
كھانے كى چيزيں:
سلوى 6; من 6
ذكر :
تاريخ كے ذكر كى اہميت 11
فرعون:
اسكى دشمنى 1; اس سے نجات 2، 7
فرعوني:
ان سے نجات 9
كوه طور:
اس كا تقدس 5; اسكى طرف دعوت 9; اسكى دائيں طرف 4; اس ميں مناجات 9
موسى (ع) :
انكا معجزه 8
نعمت:
اسكے درجے 12; سلوى والى نعمت كا نزول 9; من والى نعمت كا نزول 9; دين والى نعمت 12; روزى والى نعمت 12;
ظالموں سے نجات والى نعمت 12; دشمنوں كى ہلاكت والى نعمت 12

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى (٨١)
تم ہمارے پاكيزه رزق كو كھاؤ اور اس ميں سركشى اور زيادتى نہ كرو كہ تم پر ميرا غضب نازل ہوجائے كہ جس پر ميرا غضب نازل ہوگيا وه يقينا برباد ہوگيا (81)

1_ من و سلوى ،خداتعالى كى طرف سے بنى اسرائيل كيلئے عطيہ اور پاكيزه و خوش ذائقہ قسم كى روزى تھى _
و نزلنا عليكم المن والسلوى كلوا من طيبت ما رزقناكم
"طيب" اس چيز كو كہتے ہيں كہ جس سے انسان كے نفس اور حواس كو لذت حاصل ہو (مفردات راغب) "طاب" يعنى لذيذ اور پاكيزه ہوگيا (قاموس) البتہ "طيب" كا ايك معنى حلال بھى ہے ليكن چونكہ ہر رزق الہى حلال ہے لہذا وه معنى كہ جس كا مطلب رزق كى حلال و حرام كى طرف تقسيم ہو مناسب معنى نہيں ہے_
2_ پاكيزه اور خوش ذائقہ رزق سے بہره مند ہونا،خداتعالى كى طرف سے بنى اسرائيل كو نصيحت_
كلوا من طيبت ما رزقناكم
3_ دين موسى (ع) ميں صحيح و سالم غذا اور اصول صحت پر توجہ _
كلوا من طيبت ما رزقناكم
4_ كھانے كى چيزيں،خداتعالى كا رزق اور اس كا عطيہ ہيں_
كلوا من طيبت ما رزقناكم

5_ خداتعالی ،انسان کو روزی دینے والا ہے_
رزقناکم
6_ خداتعالی کی روزی انسان کیلئے پاکیزہ اور خوشگوار عطیہ ہے _
طیبت ما رزقناکم
"طیبات" کی "ما رزقناکم" کی طرف اضافت ممکن ہے بیانیہ ہو اور اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ جو کچھ ہم نے تمہیں روزی دی ہے وہ طیب اور پاك و پاکیزہ ہے _
7_ خداتعالی کے عطیات اور نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کرناایك ناروا عمل اور بے جا پرہیز ہے_
کلوا من طیبت ما رزقناکم

طیبات سے استفادہ کرنے کی نصیحت اس کام کے افراط پر مبنی ریاضتوں کے مقابلے میں برتر ہونے کی علامت ہے_
8_ روزی اور وسائل سے بہرہ مندی کا جواز اسکے مزاج کے موافق ہونے کا مرہون منت ہے _
کلوا من طیبت ما رزقناکم
9_ خداتعالی کی نعمتوں سے استفادہ کرنا اور انہیں بے کار نہ رکھنا انکے عطا کرنے کا اصلی ہدف ہے_
" مارزقناکم" ایسا عنوان ہے کہ جو "کلوا" کی علت کے مقام میں اور مخاطب کو نعمت سے استفادہ کرنے کے لازمی ہونے کی طرف متوجہ کر رہا ہے اور اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ ہم نے یہ رزق تمہیں دیا ہے تا کہ یہ تمہاری غذا ہو پس اسکے استعمال سے دریغ نہ کرو_
10_ کھانے پینے کی چیزوں میں اصل اور قاعدہ اولیہ حلیت ہے_
کلوا من طیبت ما رزقناکم
11_ دریا کو عبور کرنے کے بعد،بنی اسرائیل کے ٹھکانے میں سالم غذا کے وسائل نہیں تھے اور اس میں خراب اور انسانی مزاج کے منافی غذائي چیزیں تھیں _
کلوا من طیبت ما رزقناکم و لا تطغوا فیہ
12_ نعمتوں سے استفاہ کرنے میں قوانین الہی اور اعتدلال کی حد سے تجاوز نہ کرنا،خداتعالی کی بنی اسرائیل کو نصیحت _
کلوا من طیبت ... و لاتطغوا فیہ
13_ نعمات الہی سے استفادہ کرنے میں حدود اور اعتدال کی حفاظت کرنا اور اس میں اسراف و تبذیر اور ناشکری سے پرہیز کرنا ضروری ہے _
کلوا من طیبت ما زرقناکم و لا تطغوا فیہ
نعمتوں کے بارے میں سرکشی کاواضح مصداق کفران، ناشكري، اسراف اور تبذیر ہے _
14_ اللہ تعالی کی نعمتوں اور رزق سے استفادہ کرنے کیلئے خاص احکام اور قواعد و ضوابط ہیں _
کلوا من طیبت ... و لا تطغوا فیہ
"طغیان" کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنا_ بنی اسرائیل کو طیبات سے استفادہ کرنے میں طغیان سے نہی اس بات سے حکایت کرتی ہے کہ طیبات سے استفادہ کرنے کے قواعد و ضوابط اور حدود ہیں کہ جن سے خروج طغیان شمار ہوتا ہے_
15_ کھانے کی چیزوں میں طغیان کرنے کے خطرناك اسباب موجود ہیں _
کلوا ... ولا تطغوا فیہ
"فیہ" کی ضمیر کا مرجع ممکن ہے "کلوا" کا مصدر (یعنی "اکل") ہو اور ممکن ہے اس کا مرجع "ما رزقناکم" کا "ما " ہو اس لحاظ سے کہ اس کا "کلوا" فعل کے ساتھ ارتباط ہے ہر صورت میں مذکورہ بالا مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے_
16_ خداتعالی کی نعمتوں کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنا ستم گروں کی حکمرانی سے آزادی حاصل کرنے والے معاشروں کیلئے ایك خطرہ _
ا نجیناکم من عدوکم ... کلوا ... لاتطغوا فیہ
بنی اسرائیل کو طغیان سے نہی ان کے دریا سے عبور

171

کرنے اور فرعونیوں کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کے بعد ذکر ہوئي ہے اس موقع پر اس مسئلے کو چھیڑنا ایسے حالات میں طغیان کی طرف لے جانے والے اسباب کے وجود کو بیان کرتا ہے_

17_ نعمتوں سے استفادہ کرنے میں حد سے تجاوز کرنا (ناشکري، اسراف ...) غضب الہی کے نزول اور اسکے انسان پر مسلط ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے_

کلوا ... و لاتطغوا فیہ فیحل علیکم غضبي

"یحلّ" یعنی "ینزل" غضب کا نزول اسکے مکمل طور پرمستقر ہونے سے کنایہ ہے_

18_سقوط اور ہلاکت ان معاشروں اور افراد کا حتمی مقدر ہے کہ جن پر خدا تعالی کا غضب ہو_

و من یحلل علیہ غضبی فقد ہوی

19_ خداتعالی کی نعمتوں کے سلسلے میں طغیان کرنا اور حد اعتدال سے خارج ہونا بہت بڑا گنا ہ ہے_

و لاتطغوا ... و من یحلل علیہ غضبی فقد ہوی

نعمتوں کے سلسلے میں طغیان کرنے والوں پر غضب الہی ان کے گناہ کے بڑا ہونے کی علامت ہے _

20_راوی کہتا ہے میں امام باقر(ع) کے حضور میں تھا کہ عمر و بن عبید داخل ہوا اور امام(ع) سے کہنے لگا آپ (ع) پر قربان ہوجاؤں اللہ تبارك و تعالی کے فرمان " و من یحلل علیہ غضبی فقد ہوي" میں غضب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ عذاب ہے اے عمر و بیشك جو شخص یہ گمان کرے کہ خداتعالی ایك حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے تو اس نے مخلوق کی صفت کے ساتھ اسے متصف کیا ہے اور خداتعالی کو کوئي چیز حرکت نہیں دیتی تا کہ اس میں تبدیلی آئے(1)

اسراف:

اسکے اثرات 17; اس سے اجتناب کی اہمیت 13; اس کا گناہ 19

انسان:

اس کا مزاج 8

بنی اسرائیل:

انکی تاریخ 11; انکو نصیحت 2، 12; انکی روزي1، 2; ان کے طیبات 1; انکی رہائشے گاہ 11; انکی نعمتیں1

تجاوز:

اس سے اجتناب کرنا 12

غذا:

اس میں حفظان صحت کی اہمیت 2

معاشرہ:

اسکی آسیب شناسی 16

خداتعالی :

اسکی نصیحتیں 2، 12; اس کا رازق ہونا 4، 5; اسکے غضب کا پیش خیمہ 17; اسکی نعمتوں کا فلسفہ 9; اسکے غضب سے مراد 20; اسکی نعمتیں 1، 6

....

1) کافی ج1 ص 110 ح 5 نورالثقلین ج 3 ص 386 ح 89_

172

کھانے کی چیزیں:

انکا کردار 15

روایت 20

روزي:

اس سے استفادہ کے شرائط 8; اس کا سرچشمہ 5

زہد:
اس میں افراط کا ناپسندیدہ ہونا 7
طغیان:
اسکے اثرات 17; اس کا پیش خیمہ 15، 16; اس کا گناہ 19
طیبات:
ان سے استفادہ کرنا 4
عمل:
ناپسندیدہ عمل 7
قواعد فقہیہ: 10
قاعدہ حلیت 10
کفران:
کفران نعمت کے اثرات 17; کفران نعمت سے اجتناب کرنا 13; کفران نعمت کا گناہ 19
گناہان کبیرہ: 19
جن پر خدا کا غضب ہے:
انکا انجام 18; انکی ہلاکت 18
نعمت:
اسکے احکام 4; اس سے استفادہ کرنا 9; اس سے استفادہ کرنے میں اعتدال 12، 13; اس سے استفادہ کرنے کے شرائط 14; اسکے حرام کرنے کا ناپسند ہونا 7; کھانے کی چیزوں کی نعمت 4; روزی والی نعمت 6; سلوی والی نعمت 1; طیبات والی نعمت 6; منّ والی نعمت 1
یہودیت:
اس میں حفظان صحت 3; اس میں غذا 3

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدَى (٨٢)
اور میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیك عمل کرے اور پھر راہ ہدایت پر ثابت قدم رہے (82)

1_خداوند متعال،بہت بخشنے والا ہے_
و إنی لغفار
2_ شرك، کفر اور عصیان سے توبہ کرنے والے با ایمان لوگ کہ جو عمل صالح انجام دیتے ہیں اور ہدایت

کے پیچھے جاتے ہیں قطعا مغفرت الہی کے مستحق قرار پائیں گے _
وإنی لغفار لمن تاب و امن ... ثم اہتدي
گذشتہ آیت قرینہ ہے کہ توبہ سے مراد کھانے کی چیزوں کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنے والے گناہ سے توبہ ہے اور چونکہ "تاب" کے بعد ایمان کی بات کی گئي ہے اس لئے یہ شرك و کفر کے گناہ سے توبہ کو بھی شامل ہے_
3_ توبہ، ایمان، عمل صالح اور ہدایت کے پیچھے جانا مغفرت الہی کے حصول کے ذرائع ہیں_
و إنی لغفار ... ثم اہتدي
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ توبہ، ایمان اور عمل صالح خود ہدایت یافتہ ہونے سے حکایت کرتے ہیں "ثم اہتدي" ہدایت پر باقی رہنے اور مسلسل اس کے پیچھے رہنے کو بیان کر رہا ہے_
4_ رہبانیت کو اپنا نے والے اور فضول خرچی کرنے والے اگر توبہ کر لیں تو مغفرت الہی ان کے شامل حال ہو جائیگی
کلوا ... و لا تطغوا ... و إنی لغفار لمن تاب
5_ گناہ گاروں اور مغضوبین کیل ے خدا تعالی کی طرف سے توبہ اور واپس پلٹنے کا راستہ کھلا ہے_

يحلل غضبى ... و إنى لغفار لمن تاب
حد سے تجاوز کرنے والوں کو دھمکی دینے کے بعد خدا تعالی کی مغفرت واسعہ پر تأکید گناہ گاروں کو بخشش الہی کا امیدوار کرنے اور راہ توبہ کے کھلا ہونے کو بیان کرنے کیلئے ہے_
6_ گناہ سے توبہ کا ضروری ہونا ادیان آسمانی کی مشترکہ تعلیمات میں سے ہے _
و إنى لغفار لمن تاب
7_ عمل صالح کے انجام کا ضروری ہونا،سب ادیان الہی کے احکام میں سے ہے_
و إنى لغفار لمن تاب و ء امن و عمل صالح
8_ توبہ کرنے والے اور نیك کردار مؤمنین کیلئے خدا تعالی کی مغفرت وسیع اور عام ہے_
و إنى لغفار لمن تاب
"غفار" مبالغہ کا صیغہ ہے اور مؤمنین اور نیك کردار توبہ کرنے والوں کے سلسلے مینبخشش الہی کے وسیع ہونے پر دلالت کر رہا ہے
9_ آسمانی ادیان کی تربیت کی روش میں بشارت اور انذار ایك دوسرے کو مکمل کرنے والے ہیں
و لا تطغوا فیہ فیحلل علیکم غضبي ... و إنى لغفار
10_ حد سے تجاوز کرنا ایمان کو تباہ کرنے والا ہے_
و لا تطغوا فیہ ... و إنى لغفار لمن تاب و امن
طغیان کے بعد نئے ایمان کی بات ممکن ہے اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ طغیان ایمان کو ختم کر دیتا ہے اور یا اسے بہت نقصان پہنچاتا ہے_
11_ بڑھتی ہوئي اور تکامل کا راستہ طے کر تی ہوئي ہدایت، توبہ، ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ _
لمن تاب و امن و عمل صالحاً ثم اہتدي
ممکن ہے " ثم اہتدي" ہدایت کے اعلی مراتب اور بلند درجات کی طرف ناظر ہو کہ جو

توبہ، ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں یہ نکتہ باب افتعال کہ جو مطاوعہ کیلئے آتا ہے کے معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے زیادہ واضح ہوتا ہے_
12_ ہدایت ایسی چیز ہے کہ جس میں رشد و تکامل ہو سکتا ہے_
تاب و ء امن و عمل صالحاً ثم اہتدي
13_ توبہ کی قبولیت اور گناہوں کی بخشش انہیں ہمیشہ ترك کرنے اور نئے گناہ سے پرہیز کے ساتھ مشروط ہے_
و إنى لغفار لمن تاب ... ثم اہتدي
"ثم اہتدي" کہ جو توبہ کے بعد والے مرحلے کی طرف ناظر ہے اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ اگر راہ ہدایت کو چھوڑ دیا جائے اور جس گناہ سے توبہ کی تھی اسے دوبارہ انجام دیا جائے تو مغفرت الہی انسان کے شامل حال نہیں ہو گی_

بخشش:
اس کا پیش خیمہ3_ اسکی شرائط13 _ یہ جنکے شامل حال ہے 2
ادیان آسماني:
انکی تعلیمات 6، 7، 9_ انکی ہم آہنگي6
اسما و صفات:
غفار
ایمان:
اسکے اثرات2، 3، 11_ اسکے زوال کے عوامل10
تائبین:
انکی بخشش 2، 8
تربیت:

اس میں انذار9_ اس میں بشارت9_ اسکی روش 9
توبہ:
اسکے اثرات 11_ یہ ادیان آسمانی میں 6; اسکی قبولیت کے شرائط13
خدا تعالي:
اسکی بخشش 1_ اسکی بخشش کا پیش خیمہ 3، 4; اسکی بخشش کی وسعت 8
شرك:
اسکی بخشش کے شرائط2، 3
صالحین:
انکی بخشش8
طغیان:
اسکے اثرات10
عصیان:
اسکی بخشش کے شرائط 2
عمل صالح:
اسکے اثرات 2، 3، 11;اسکی اہمیت 7
کفر:
اسکی بخشش کے شرائط2
گناہ:
اس سے اجتناب 13
175
گناہ گار لوگ;
انکی توبہ5
مؤمنین:
انکی بخشش8
اسراف کرنے والے:
انکی توبہ کے اثرات 4_ انکی بخشش کے شرائط4
خدا کے مغضوب لوگ:
انکی توبہ5
ہدایت:
اسے قبول کرنے کے اثرات 3_ اس کا زیادہ ہونا 12_ اسکے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ 11_ اسکے مراتب12

وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَى (٨٣)
اور اے موسی تمھیں قوم کو چھوڑ کر جلدی آنے پر کس شے نے آمادہ کیا ہے (83)

1_ خدا تعالی نے حضرت موسي(ع) اور ان کی قوم کے ساتھ کوہ طور کے قریب گفتگو کرنا طے فرمایا تھا _
وعدناكم جانب الطور الا يمن ... و ما ا عجلك عن قومك
اس سورت کی آیت 80 میں (کوہ طور میں) بنی اسرائیل کے ساتھ خدا تعالی کے وعدے کی بات ہوئي تھی ظاہرا "ماا عجلك" _ کہ جو حضرت موسي(ع) کے وعدہ گاہ میں آنے کے سلسلے میں عجلت کرنے سے حاکی ہے _ اسی وعدے کے ساتھ مربوط ہے_
2_ وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے حضرت موسي(ع) اپنی قوم کے ہمراہ آنے پر مأمور _
و ا عجلك عن قومك يا موسى
حضرت موسی (ع) سے خدا تعالی کا سوال _ بعد والی آیت میں ان کے جواب کے قرینے سے _ توبیخی اور ملامت کے

مقام میں ہے اس سرزنش سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسي(ع) نے اپنی قوم کو چھوڑ کر اور ان سے جدا ہو کر ترك اولی کا ارتکاب کیا تھا اور انہیں چاہیے تھا کہ اپنی قوم کے ہمراہ چلتے اور ان پر سبقت نہ کرتے_

3_ وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے حضرت موسي(ع) نے جلد سے کام لیا اور اپنی قوم پر سبقت کی _

و ماا عجلك عن قومك يا موسی

4_ وعدہ گاہ پر پہنچنے میں حضرت موسي(ع) کے قوم پر سبقت کرنے کی وجہ سے خدا تعالی نے ان سے بازپرس کي_

و ما ا عجلك عن قومك يا موسی

5_ کوہ طور پر آنے میں عجلت سے کام لینے کے بارے میں خدا تعالی کا حضرت موسي(ع) سے سوال کرنا خدا تعالی کی ان کے ساتھ پہلی گفتگو نہیںتھي_

و ما ا عجلك

"و ما ا عجلك" میں "واو"محذوف پر عطف کیلئے ہے یعنی حضرت موسي(ع) (ع) کے کوہ طور پر حاضر ہونے کے بعد بات یا باتیں ہوئیں اس وقت یہ سوال اٹھا یا گیا_

6_ انبیاء الہی تمام مراحل اور پروگراموں میں اپنی امت اور قوم کے ہمراہ رہنے پر مأمور ہیں _

و ما ا عجلك عن قومك يا موسي(ع)

وعدہ گاہ پر پہنچنے کیلئے حضرت موسي(ع) کے اپنی قوم سے جدا ہونے کی وجہ سے ان کا مؤاخذہ ہونا بتاتا ہے کہ یہ چیز ضروری ہے کہ کسی بھی حالات میں انبیاء اپنی قوم سے جدا نہ ہوں_

7_ ضروری ہے کہ انبیائ، خدا تعالی کے حکم کی بغیر اپنی قوم سے جدا نہ ہوں_

و ما ا عجلك عن قومك يا موسي(ع)

8_ ضروری ہے کہ دینی راہنما تمام میدانوں میں لوگوں کے ساتھ ساتھ رہیں_

و ما اعجلك عن قومك يا موسي(ع)

انبیائ(ع) :

انکی ذمہ داري6، 7

بنی اسرائیل:

وعدہ گاہ میں ان کے نمائندے1، 2

خداتعالي:

اسکی طرف سے سرزنش4، 5;اسکی موسي(ع) کے ساتھ گفتگو5

دینی راہنما:

انکی ذمہ داري8

لوگ:

ان کے ہمرا ہ رہنے کی اہمیت 6، 7، 8

موسي(ع) :

انکی عجلت کے اثرات 4; انکا عجلت سے کام لینا 3، 5;انکا قصہ 1، 2، 3;انکا مؤاخذہ 4، 5; انکی ذمہ داری 2; یہ وعدہ گاہ میں 3، 4

قَالَ هُمْ أُولَاء عَلَى أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى (٨٤)

موسی نے عرض کی کہ وہ سب میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں نے راہ خیر میں اس لئے عجلت کی ہے کو تو خوش ہوجائے (84)

1_حضرت موسي(ع) نے وعدہ گاہ پر آنے کے سلسلے میں اپني
قوم پر سبقت کرنے کی وجہ یہ قرار دی کہ انہیں اپنی

177
قوم کے بارے میں اطمینان تھا کہ وہ انکی پیروی کرے گی اور وعدہ گاہ تك کی مسافت طے کرے گي_
قال ہم ا ولا، علی أثري
"أولا" اسم اشارہ بعید کیلئے ہے اور "اثر" کا معنی ہے ہر چیز کا باقی ماندہ علامت اس لئے پاؤں کے نشان کو بھی اثر کتے ہیں_ "اثر"پیچھے چلنے اور اتباع کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے (مقابيس اللغة)چنانچہ آیت کریمہ کامعنی یہ بنے گا کہ یہ وہی جماعت ہے جو میرے پاؤں کے نشان پر چلتے ہوئے وعدہ گاہ کی طرف رواں رواں ہے یا یہ کہ وہ میرے پیچھے وعدہ گاہ کی طرف آر ہے ہیں_
2_ وعدہ گاہ میں حضرت موسي(ع) اپنی قوم سے تھوڑا سا پہلے پہنچے_
و ماا عجلك ... قال ہم ا ولاء علی أثري
حضرت موسي(ع) کی طرف سے ان کے ہمراہیوں کا مورد اشارہ قرار پانابتا تاہے کہ وہ حضرت موسي(ع) کی نظروں میں تھے اور وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے انہیں زیادہ وقت نہیں چاہے تھا_ بنابراین وعدہ گاہ میں حضرت موسي(ع) کے وارد ہونے اور انکی قوم کے وارد ہونے کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں تھا_
3_ موسي(ع) کی قوم تھوڑے وقت کے بعد،حضرت موسي(ع) کے اور انکے پاؤں کے نشانات پر وعدہ گاہ کی طرف روا نہ ہوئي_
و ما ائعجلك ... قال ہم ا ولاء علی ا ثري
4_ حضرت موسي(ع) طے شدہ وقت اور اپنی قوم سے پہلے وعدہ گاہ میں پہنچنے کو خدا تعالی کی رضا حاصل کرنے کا سبب سمجھتے تھے_
و ما ا عجلك ... و عجلت إليك رب لترضي
5_ حضرت موسي(ع) کو اپنے پروردگار کی ملاقات، اسکے ساتھ گفتگو اور اسکی رضا کو حاصل کرنے کا شوق انکے وعدہ گاہ کی طرف آنے میں عجلت کرنے کا سبب بنا_
و عجلت إليك رب لترضي
6_ کار خیر میں جلدی کرنے اور وعدے کی وفا میں عجلت سے کام لینا خدا تعالی کی رضا کے حاصل کرنے کا سبب ہے_
و ما ا عجلك ... وعجلت إليك رب لترضي
اگر چہ اپنی قوم سے جدا ہونے کی وجہ سے خدا تعالی نے حضرت موسي(ع) سے بازپرس کی لیکن اس جلدی سے ان کے ہدف پر تنقید نہیں کی گئي اس کا مطلب یہ ے کہ وعدے کی و فا میں جلدی کرنا اور وعدہ گاہ میں حاضر ہوجانا بذات مطلوب کام تھا_
7_ عبادت،خدا تعالی کی رضا کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے_
عجلت إليك رب لترضي
8_ ہر کام کی خوبی اسکے نیت خیر کے ساتھ انجام پانے کے علاوہ خدا تعالی کے دیگر احکام اور خواہشات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں مخفی ہے _
و ما ا عجلك ... و عجلت إليك رب لترضي
با وجود اس کے کہ حضرت موسي(ع) جلدی کرنے میں نیت خیر رکھتے تھے لیکن ان سے بازپرس ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عمل کی بلندی کیلئے

178
صرف نیت خیر رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس عمل کا دیگر دلیلوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے اگر ان کے کا منافی نہ ہو تو اس کا احترام کیا جائے_
9_ انبیاء (ع) خدا تعالی کی رضا کے موارد کی تشخیص کیلئے خدا تعالی کی ہدایت اوررہنمائي کے محتاج ہیں_
و ما ا عجلك ... عجلت إليك رب لترضي
10_ خداتعالی کی ربوبیت کا تقاضا ہے نیت خیر رکھنے والوں اور کار خیر میں سبقت کرنے والوں کو جزا دی جائے_
و عجلت إليك رب لترضي

11_ سفر کے دوران ہم سفروں کے ہمراہ رہنا اور راستے میں ان سے جدا نہ ہوناسفر کے آداب میں سے ہے_
و ما ا عجلك ... قال ہم ا ولاء على أثري

انبياء(ع) :
انکی معنوی ضروریات9; انکی ہدایت9
بنی اسرائیل:
وعدہ گاہ میں ان کے نمائندے 1، 2، 3
شرعی فریضہ:
اس پر عمل 8
خداتعالي:
اسکی ربوبیت کے اثرات 11; اسکی رضا کی تشخیص کا پیش خیمہ 9; اسکی رضا کا پیش خیمہ4، 6، 7; اسکی موسي(ع) کے ساتھ گفتگو5
عبادت:
اسکے اثرات7
عمل:
عمل خیر میں پیش قدمی کے اثرات 6_ عمل خیر میں پیش قدمی کرنے والوں کی جزا 11;عمل خیر کی جزا کا پیش خیمہ 11; عمل خیر کی شرائط8; عمل خیر میں نیت8
سفر:
اسکے آداب12
موسي(ع) :
انکی سوچ4; انکی پیروي1; انکی عجلت 1، 2، 4; انکے تمایلات 5; انکی عجلت کے عوامل 5; انکا قصہ، 2، 3، 5; انکی خدا کے ساتھ ملاقات 5; آپ وعدہ گاہ میں 1، 2، 3، 4، 5
ضروریات:
خداتعالی کی ہدایت کی ضرورت9
نیت:
اسکے اثرات8
وعدہ:
اسکی وفا مینجلدی کرنے کے اثرات 6
ہم سفر:
انکے ہمراہ رہنا 12

179

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (٨٥)
ارشاد ہوا کہ ہم نے تمھارے بعد تمھاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے انھیں گمراہ کردیا ہے (85)

1_ حضرت موسي(ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو آزمائشے الہی کا سامنا _
فإنا قد فتنا قومك من بعدك
"من بعدك" یعنی (اے موسي(ع)) بعد اسکے کہ تو اپنی قوم سے جدا ہوا اور ان کی نظروں سے غائب ہوا _ قابل ذکر ہے کہ "فتنہ" در اصل اس سونے اور چاندی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جسے آگ کے ساتھ پگھلا کر اچھے اور برے کو جدا کر لیا گیا ہو_ (مصباح) اور آیت کریمہ میں اس سے مراد آزمائشے ہے کہ جو اچھے اور برے انسانوں کی تشخیص کا ذریعہ ہے_

2_ حضرت موسي(ع) ،وعدہ گاہ میں اور وحی کے ذریعے اپنی عدم موجود گی میں بنی اسرائیل کی آزمائشے اور ان کے گمراہ ہونے سے آگاہ ہوئے_
و عجلت إليك ... فإنا قد فتنا قومك من بعدك
3_ حقائق کے بارے میں حضرت موسي(ع) کے علم کا محدود ہونا_
فإنا قد فتنا قومك
4_ سامری حضرت موسي(ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب بنا_
و ا ضلہم السامري
"سامري" ایك شخص کا نام ہے جو بنی اسرائیل سے تھا اور انکی گمراہی کا سبب بنا _
5_ معاشرے میں الہی پیشوا کا وجود، انحراف سے بچانے کیلئے بنیادی کردار کا حامل ہوتاہے_
فانا قد فتنا قومك من بعدك واضلہم السامري
"من بعدك" بتاتاہے کہ حضرت موسي(ع) کے اپنی قوم کے درمیان نہ ہونے سے اس گمراہی کے مقدمات کا آغاز ہوا_
6_ ہر معاشرے کے برجستہ افراد اور شخصیات اس کی تاریخ اور اجتماعی وقائع میں مؤثر کردار کے حامل ہوتے ہیں_
من بعدك

180
7_ انبیاء کی امتیں اپنے رہبروں کی عدم موجودگی کی صورت میں آزمائشے الہی سے دوچار _
فإنا قد فتنا قومك من بعدك
حضرت موسي(ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے آزمائے جانے کی خبر کے ذریعے تمام امتوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ اپنے پیشواؤں کے کی عدم موجودگي(انکی موت یا عدم موجودگي)کے زمانے میں کافی حد تك ہوشیار رہیں تا کہ آزمائشےوں سے سربلندی کے ساتھ نکل سکیں_
8_ خاص اوقات میں امتوں کیلئے امداد الہی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بعد والے مراحل میں آزمائشےوں سے معاف ہیں_
قد ا نجیناکم ... فإنا قد فتنا قومك من بعدك
9_ حضرت موسي(ع) کے عوام سے جدا ہونے اور ان سے سبقت لینے کے سلسلے میں خدا تعالی کا ان پر اعتراض آپ کی عدم موجودگی میں ان کے درمیان انحراف پیدا ہونے کی وجہ سے تھا_
و ما ا عجلك ... فإنا قد فتنا قومك من بعدك
10_ گمراہی کے عوامل، خداتعالی کی طرف سے لوگونکی آزمائشے کے ذرائع اور اسکی قدرت کے سامنے مجبور رہیں_
فتنا ... و ا ضلہم السامري
با وجود اس کے کہ سامری کا گمراہ کرنا خود اسکی طرف منسوب ہے لیکن اسے آزمائشے الہی کا مصداق قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالی اسکے کام پر تسلط رکھتا تھا لیکن اس نے اسے اپنی مرضی سے آزاد چھوڑا_
11_ بنی اسرائیل کا مرتد ہونا اور ان کے درمیان بچھڑا پرستی کا وجود میں آنا ان کے دریا سے عبور کرنے کے بعد تھا_
یا بنی إسرائیل قد ا نجیناکم من عدوّکم ... فتنا قومك من بعدك

آزمائشے:
اس کا ذریعہ10
امتیں:
انکی آزمائشے8 _انکی امداد8_ انکی آزمائشے کا پیش خیمہ7_ انکی گمراہی کا پیش خیمہ7_ انکی گمراہي8
معاشرتی انحرافات:
انکے موانع5
بنی اسرائیل:
اس کا مرتد ہونا11; اسکی آزمائشے1، 2;یہ موسي(ع) کی غیبت میں 1، 2، 4، 9; اسکی تاریخ 1، 2، 4، 11;اس کی گمراہی کا پیش خیمہ9;سکی گمراہی کے عوامل4; اسکی گمراہی 2;اسکی بچھڑا پرستي11
تاریخ:

اسکے تحولات میں مؤثر عوامل6
معاشرتی تحولات:
اس میں مؤثر عوامل 6
خداتعالي:
اسکی آزمائشے1، 10; اسکی امداد 8;اسکی طرف سے سرزنش 9;اسکی قدرت10

181
رہبر:
انکا نقش و کردار6
دینی راہنما:
انکا معاشرتی کردار5;انکانقش و کردار7
سامري:
اس کا گمراہ کرنا 4
گمراہي:
اس کے عوامل کا کردار10
موسي(ع) :
انکی عجلت9;ان کے مؤاخذے کا فلسفہ9; انکا قصہ 2، 4، 9; ان کے علم کا ائرہ 3; انکی طرف وحی 2
وحي:
اس کا کردار2

فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفاً قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْداً حَسَناً أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي (٨٦)
یہ سن کر موسی اپنی قوم کی طرف محزون اور غصہ میں بھرے ہوئے پلٹے اور کہا کہ اے قوم کیا تمھارے رب نے تم سے بہترین وعدہ نہیں کیا تھا اور کیا اس عہد میں کچھ زیادہ طول ہوگیا ہے یاتم نے یہی چاہا کہ تم پر پروردگار کا غضب وارد ہوجائے اس لئے تم نے میرے وعدہ کی مخالفت کی (86)

1_ حضرت موسي(ع) بنی اسرائیل کی گمراہی سے آگاہ ہونے کے بعد، شدید غم و غصے کے ساتھ ان کی طرف واپس پلٹے_
و ا ضلہم السامری فرجع موسی إلی قومہ غضبانا ا سف
اس سلسلے میں قران کی دیگر آیات نیزخود ان آیات میں موج

182
ود قرائن کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے لگتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سامری کے ذریعے گمراہ ہونا حضرت موسي(ع) کے چالیس دن کے میقات کے دوران ہوا اور حضرت موسي(ع) کا اپنی قوم کی طرف لوٹنا بھی اس میقات کے مکمل ہونے کے بعد تھا بعض اہل لغت کے بقول"غضبان" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو شدید غضب میں ہو اور "ا سف"اس غصے والے

شخص کو کہا جاتا ہے جس کو کسی چیز پر افسوس ہو (لسان العرب)
2_ ہدایت کے بعد، لوگوں کا مرتد اور گمراہ ہونا ایسی چیز ہے کہ جس پر غصہ آنا اور غم و اندوہ میں مبتلا ہونا بجاہے_
و ا ضلّہم السامري_ فرجع موسی إلی قومہ غضبانا چا سف
3_ حضرت موسي(ع) پر غصہ اور غم و اندوہ کااثر_
غضباناً ا سف
4_ عام انسانوں کے حالات کا انبیاء میں موجود ہونا_
غضباناً ا سف
5_ حضرت موسي(ع) کے میقات کی طرف جانے سے پہلے بنی اسرائیل کو خدا کی طرف سے ایك اچھا وعدہ (تورات کا نزول) ملا تھا_
ا لم یعدکم ربکم وعداً حسن
حضرت موسي(ع) کا بنی اسرائیل سے استفہام تقریری یا انکاری بتاتا ہے کہ موسي(ع) کے میقات پر جانے سے پہلے انہیں ایك وعدہ دیا جاچکاتھا بعض نے اس وعدے کا محتوا تورات کا نزول قرار دیا ہے_
6_ بنی اسرائیل نے خدا کے وعدے (تورات کا عطا کرنا) کی پروانہ کر کے اپنی گمراہی کا پیش خیمہ فراہم کیا _
و ا ضلہم السامري ... ا لم یعدکم ربکم وعداً حسن
7_ بنی اسرائیل نے بغیر اسکے کہ خداتعالی کے وعدے(تورات عطا کرنا) کے عملی ہونے میں کوئي تاخیر ہوئي ہو گمراہی کو گلے لگالیا_
ا لم یعدکم ربکم ... أفطال علیکم العہد
"أفطال" کا استفہام انکاری ہے اور "عہد" سے مراد وقت ہے (قاموس) اور اس سے مراد اس وعدے کے عملی ہونے کا وقت ہے کہ جس پر "ا لم یعدکم" دلالت کر رہا ہے اور ممکن ہے "عہد" سے مراد حضرت موسي(ع) کی دوری کا وقت ہو_
8_ بنی اسرائیل، خدا تعالی کی عظیم آیات اور معجزات کا مشاہدہ کرنے کے با وجود راسخ ایمان سے عاری تھے_
یا بنی إسرائیل قد ا نجیناکم ... ا ضلہم السامري ... ا لم یعدکم ربکم
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ سامری کے ذریعے بنی اسرائیل کی گمراہی فرعون کے چنگل سے نجات پانے، دریا سے عبور کرنے اور اس پورے عرصے میں متعدد آیات الہی کا مشاہدہ کرنے کے بعد تھی لگتا ہے کہ وہ کمزور سوچ اور ایمان کے حامل تھے کہ اس طرح سامری کے گمراہ کرنے سے گمراہوں کی صف مینجا کھڑے ہوئے_
9_ بنی اسرائیل نے سامری کی پیروی کرکے اور وعدہ الہی کی پروانہ کرکے اپن

ے غضب خداوند میں گرفتار ہونے کیلئے زمین ہموار کی _
و ا ضلّہم السامري ... ا م اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم
اس آیت میں "ام" منقطعہ ہے اور "ا م اردتم" کا معنی یہ ہے کہ بچھڑا پرستی کی وجہ وعدہ کا مؤخر ہونا نہ تھی بلکہ تم لوگوں نے اس طرح عمل کیا ہے جیسے غضب الہی کا شوق رکھنے والے کرتے ہیں پس جملہ "ا ردتم ..." استعارہ ہے کہ جو ان کے کام کی ظاہری صورت کے بارے میں بتارہا ہے_
10_ خداتعالی کے وعدوں پر ایمان لانا اور ان کے بارے میں بے اعتنائي سے پرہیز کرنا ضروری ہے_
ا فطال علیکم العہد ا م اردتم ا ن یحل علیکم غضب
11_ حضرت موسي(ع) نے میقات پر جانے سے پہلے بنی اسرائیل کو ضروری ہدایات جاری کردی تھیں اور ان کے ساتھ ایمان کی حفاظت کیلئے عہد و پیمان باندھ چکے تھے _
فا خلفتم موعدي
اس آیت میں "موعد" مصدر اور "وعدہ" کے معنی میں ہے پس "فأخلفتم" یعنی تم نے میرے ساتھ اپنے عہد و پیمان کی مخالفت کی اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسي(ع) نے میقات پر جانے سے پہلے اس کی پیشین گوئي کردی تھی چنانچہ اس لحاظ سے انہوں نے بنی اسرائیل پر اتمام حجت کردیا تھا_
12_ گمراہی کے مقدمات اور لغزش کے مقامات کی پیشین گوئي کرنا اور انکی بادے میں خبردار کرنا انبیاء اور دینی رہنماؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے_

فأخلفتم موعدي
13_ انبياء کے ساتھ وعدہ خلافی کرنا اور انکے عہد و پیمان کو توڑنا غضب الہی میں گرفتار ہونے کیلئے زمین ہموار کرتا ہے_
ا م ا ردتم ا ن یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدي
14_ حضرت موسي(ع) نے بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کو عہد شکنی کرنے والے لوگ قرار دیا اور انہیں خداتعالی کے سخت عذاب کی نسبت خبردار کیا _
ا م ا ردتم ا ن یحل علیکم غضب من ربکم
15_ مرتد ہوجانے والوں اور شرك و بت پرستی کی طرف پلٹ جانے والوں پرغضب الہی اسکی ربوبیت کا تقاضا ہے_
ا ضلّہم السامري ... ا م اردتم ا ن یحل علیکم غضب من ربکم
16_ ہدایت کے بعد گمراہی اور توحید کے بعد شرك خداتعالی کے شدید اور دائمی غضب اور اسکی طرف سے سخت اورطولانی عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب ہے _
ا ضلّہم السامري ... ا م اردتم ا ن یحل علیکم غضب من ربّکم
"حلول غضب" اسکے

دائمی ہونے اور "غضب"کا نکرہ ہونا اسکے عظیم اور شدید ہونے سے کنایہ ہے اور غضب الہی نازل ہونا نزول عذاب سے کنایہ ہے_

عذاب:
اسکے درجے 16; اسکے اسباب 16
غضب:
اسکے عوامل 2
گمراہي:
اسکی پیش گوئي 12
مرتد ہوجانے والے:
انکا مغضوب ہونا 15
لوگ:
لوگوں کے مرتد ہوجانے کے اثرات 2; لوگوں کی گمراہی کے اثرات 2
مشرکین:
انکا مغضوب ہونا 15
خداتعالی کے مغضوبین :9، 15
موسي(ع) (ع) :
انکا غم و اندوہ 3; انکا انذار 14; انکی بازگشت 1; انکی نصیحتیں 11; انکے غم و اندوہ کے عوامل 1; ان کے غضب کے عوامل 1; انکا بنی اسرائیل کے ساتھ عہد 11; انکا غضب 3; انکا قصہ 1، 11، 14

قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَاراً مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ (٨٧)
قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ لاد دیا گیا تھا تو ہم نے اسے آگ میں ڈال دیا اور اس طرح سامری نے بھی اپنے زیورات کو ڈال دیا (87)

1_ بنی اسرائیل نے حضرت موسی (ع) کی جانب سے اپنی بازپرس اور ڈانٹ ڈپٹ کے بعد،-بچھڑا پرستی کے ماجرا میں اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کرنے کی کوشش کی _
ألم یعدکم ... أفطال ... ا م ا ردتم ... قالوا ما ا خلفنا موعدك بملکن
جملہ "ما ا خلفنا" نیز "حمّلنا" یہ سب بنی اسرائیل کی طرف سے بچھڑا پرستی کو قبول کرنے کے سلسلے میںبہانہ تراشیاں تھیں _
2_ بنی اسرائیل حضرت موسي(ع) کے ساتھ اپنی پیمان شکنی اور وعدہ خلافی کے معترف تھے _
ما ا خلفنا موعدك بملکن
3_ اپنے آپ کو بے اختیار قرار دینا،بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسی (ع) کے ساتھ عہد شکنی کرنے اور اپنے درمیان بچھڑا پرستی کو قبول کرنے کا ایک بہانہ_
ما ا خلفنا موعدك بملکن
"موعد" مصدر اور "وعدہ" کے معنی میں ہے اور "ملك" بھی مصدر ہے اور بنی اسرائیل کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنے امور کے مالك نہیں تھے اس وجہ سے "ما ا خلفنا" کا معنی یوں ہوگا ہم نے آپ کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کی مخالفت اپنے اختیار کے ساتھ نہیں کی _
4_ بنی اسرائیل،فرعونیوں

کے بہت سارے زیورات اپنے ہمراہ لے آئے تھے_
ولکنا حملنا ا وزاراً من زینة القوم
ظاہراً "القوم" سے مراد فرعونی ہیں اور "وزر" کا معنی ہے بوجھ اور ثقل اسی لئے گناہ کو بھی "وزر و ثقل" کہا جاتا ہے

کیونکہ اس سے گناہ گار کے کندھوں پر بوجھ آجاتا ہے اس کلمے کا استعمال شاید اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل فرعونیوں کے ان زیورات کو ہمراہ لانا جائز نہیں سمجھتے تھے _

5_ بنی اسرائیل فرعونیوں کے زیورات ہمراہ لانے میں بھی اپنے آپ کو بے اختیار قرار دیتے تھے _

و لكنا حملنا اوزارا من زينة القوم

بنی اسرائیل کے اپنے عمل کی بہانہ تراشیوں کے تسلسل میں "حملنا" کے مجہول آنے کا مطلب یہ ہے کہ فرعونیوں کے زیورات اٹھانے میں بھی ہم نے بادل نخواستہ کام کیا اور ہمیں اس پر مجبور کیا گي

6_ بنی اسرائیل کا فرعونیوں کے زیورات اپنے ہمراہ لانا اور ان پر قبضہ کرنا،حضرت موسی (ع) کے حکم کے بغیر انجام پایا تھ

و لكنا حملنا أوزاراً من زينة القوم

"حمّلنا" کی تعبیر اور کلمہ "وزر" اس بات سے حکایت کرتے ہیں کہ حضرت موسی (ع) نے اس سلسلے میں کوئي حکم نہیں دیا تھا اور بنی اسرائیل نے خود سری کے ساتھ یہ کام انجام دیا تھا _

7_ بنی اسرائیل نے حضرت موسی (ع) کی عدم موجودگی اور ان کے میقات پر جانے کے زمانہ میں اپنے لوٹے ہوئے زیورات پھینك دیئے تھے_

حمّلنا أوزاراً من زينة القوم فقذ فنہ

"قذف" کامعنی ہے پھینك دینا جملہ "حمّلنا ا وزاراً" کو مد نظر رکھتے ہوئے لگتا ہے بنی اسرائیل نے لوٹے ہوئے زیورات کو اس بنا پر کہ یہ گناہ ہے دور پھینك دیا تھا یا صحرا و بیابان کی زندگی میں انکے بے قدر و قیمت ہوجانے کی وجہ سے انہوں نے انہیں پھینك دینے کا عزم کیا _

8_ بنی اسرائیل کے ہاتھوں زیورات پھینك دیئے جانے کے ماجرے میں سامری کا برجستہ کردار تھا _

فقذ فنہا فكذلك ا لقى السامري

جن لوگوں نے زیورات پھینك دیئے تھے ان میں سامری کو مشخص کرنا اس سلسلے میں اس کے برجستہ کردار کی علامت ہے_

9_ بنی اسرائیل اس چیز کے گواہ ہیں کہ فرعونیوں کی رہ جانے والی غنیمتوں کے پھینك دینے میں سامری نے بنی اسرائیل کے عمومی اقدام کے مشابہ اقدام کي

فقذ فنہا فكذلك ا لقى السامري

"كذلك" یعنی اسکی مانند جو ہم نے انجام دیا تھا _یہ وصف اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ سامری نے بنی اسرائیل کے حضور میں اور ان کی مثل عمل کرتے ہوئے چیزوں کو دور پھینك دیا تھا _

10_ سامری نے اپنی چیزیں پھینك دینے والا اقدام اس کے بعد کیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے ساتھ والی غنیمت کی چیزوں کو پھینك دیا تھا_

فكذلك ا لقى السامري

187

11_ بنی اسرائیل نے فرعونیوں کے مال غنیمت کو بچھڑا بنانے کے اخراجات مہیا کرنے کا ذریعہ بتایا اور اپنے آپ کو اسکی ہر قسم کی مالی امداد سے مبرا قرار دیا _

ما ا خلفنا موعدك بملكنا ولكنا حملنا أوزار

"ملك" کے جو معانی بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایك "مملوك" ہے (قاموس) اس معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے آیت کریمہ کا مطلب یہ بنے گا ہم نے اپنے اموال کے ذریعے اپنے آپ کو اس انحراف میں حصہ دار نہیں بنایا بلکہ جو اموال ہم نے پھینك دیئے تھے ان کے ذریعے سامری نے یہ فتنہ کھڑا کیا _

بنی اسرائیل:

ان کا اقرار 2; یہ موسی (ع) کی غیبت میں 7; انکی تاریخ 1، 2، 4، 5، 6، 7، 8،9،10، 11; انکی بہانہ تراشی 1، 3; انکی جبرپرستی 3، 5; انکا زیورات کو دور پھینکنا 7، 8، 9، 10; ان کے زیورات 4، 5، 6; انکی سرزنش 1; انکی عہد شکنی 2، 3; انکی بچھڑا پرستی 1، 3

سامري:
اس كا زيورات كو درو پھينكو دينا 9، 10; اس كا نقش و كردار 8; اسكے بچھڑے كے اخراجات 11
فرعوني:
فرعونيوں كے زيورات 4، 5، 6، 9، 11
موسى (ع) :
انكى طرف سے سرزنش 1; ان كے ساتھ عہد شكنى كرنے والے2 3; انكا نقش و كردار 6

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلاً جَسَداً لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى فَنَسِيَ (٨٨)
پھر سامرى نے ان كے لئے ايك مجسمہ گائے كے بچے كا نكالا جس ميں آواز بھى تھى اور كہا كہ يہى تمھارا اور موسى كا خدا ہے جس سے موسى غافل ہوكر اسے طور پر ڈھونڈنے چلے گئے ہيں (88)

1_ سامرى نے بنى اسرائيل كے پھينكے ہوئے زيورات سے بچھڑے كى صورت كا پتلا بنا كر پيش كيا _
فأخرج لہم عجلاً جسد
"عجل" يعنى بچھڑا "عجل " كا "جسد" كے ساتھ وصف بيان ك

رنا اس نكتے كو بيان كر رہا ہے كہ بچھڑا ايك پتلے كى صورت ميں تھا نہ واقعى بچھڑا جملہ "فأخرج لہم ..." ممكن ہے خداتعالى كا كلام ہو اور يہ بھى احتمال ہے كہ يہ بنى اسرائيل كى گفتگو كا تسلسل ہو دوسرى صورت ميں "لنا" كى بجائے "لہم" كہنا قرينہ ہے كہ انكى مراد بچھڑے كى پرستش سے اپنے آپ كو برى الذمہ قرار دينا ہے_
2_ سامرى نے چھپ كر اور بنى اسرائيل كى آنكھوں سے دور سنہرے رنگ كا بچھڑا بنايا _
فأخرج لہم عجلاً جسد
"ا خرج" صرف بنى اسرائيل پر بچھڑا پيش كرنے كے مرحلے كى طرف ناظر ہے اور اس سے پہلے كے مراحل (بچھڑے كى ساخت) كا تذكرہ نہ ہونا ان مراحل كے عام لوگوں كى نظروں سے اوجھل ہونے كو بيان كررہا ہے_
3_ سامرى كے بچھڑے كے سنہرى پتلے سے بچھڑے كى آواز جيسى آواز نكلتى تھى _
فأخرج لہم عجلاً جسداً لہ خوار
"خوار" يعنى گائے اور بچھڑے كى بلند آواز (لسان العرب) _
4_ سامرى مجسمہ سازى كے فن كا ماہر اور بنى اسرائيل كى فكرى كمزوريوں سے آشنا تھا _
فأخرج لہم عجلاً جسداً لہ خوار
يہ تعبير (اس نے بچھڑا پيش كرديا) بچھڑے كے مجسمے كے اسكى حقيقى شكل كے ساتھ شدت مشابہت كو بيان كررہى ہے _
5_ سامرى كے ہاتھ سے بنے ہوئے پتلے سے بچھڑے كى آواز كا سنا جانا، بنى اسرائيل كے گرويدہ ہونے اور اسے معبود سمجھنے كا سبب بنا _
لہ خوار
بچھڑے كے اوصاف ميں سے ہر ايك كا تذكرہ اسكے بنى اسرائيل كے تمايل ميں دخيل ہونے كو بيان كررہا ہے _
6_ سامرى نے بچھڑے كے سنہرى پتلے كو بنى اسرائيل اور حضرت موسى (ع) كا "معبود" متعارف كرايا _
فأخرج ... فقالوا ہذا إلہكم و إلہ موسى
7_ سنہرى بچھڑے كو معبود كے طور پر متعارف كرانے ميں بنى اسرائيل كا ايك گروہ سامرى كے ساتھ تھا_
عجلاً ... فقالوا ہذا إلہكم و إلہ موسى
فعل جمع "قالوا" بتاتا ہے كہ كچھ لوگ سامرى كے اردگرد جمع ہوكر اسكے مقصد كى ترويج كررہے تھے يا يہ كہ يہ لوگ پہلے سے ہى عملى اور فكرى لحاظ سے اسكے ہمراہ تھے او رجب بچھڑے كى نمائشے كى گئي تو يہ اپنے باطل عقيدے كى ترويج كرنے لگے_
8_ بنى اسرائيل سنہرى بچھڑے كو معبود ماننے كيلئے مناسب فكر ركھتے تھے _

فقالوا ہذا إلہكم و إلہ موسي
بني اسرائيل کو بت پرستی ميں مبتلا کرنے کيلئے بچھڑے کی شکل کا انتخاب اور پھر بنی اسرائيل کا جلدی سے گمراہ ہوجانا بالخصوص حضرت موسی (ع) کے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد مذکورہ مطلب کو بيان کررہا ہے_
9_ سامری اور اسکے پيروکاروں نے جھوٹا دعوی کيا کہ حضرت موسي(ع) (ع)

بچھڑے کو معبود کے طور پر متعارف کرانا بھول گئے _
ہذا إلہكم و إلہ موسي(ع) فنسي
"نسي" کی فاعلی ضمير کے مرجع کے بارے ميں دو احتمال ہيں :1_ يہ کہ موسی (ع) ہوں _
2_ يہ کہ سامری ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے
10_ سامري، اسکے حاميوں اور اسکے مبلغين نے بچھڑے کی پرستش کو حضرت موسی (ع) کے عقائد ميں سے بيان کيا _
فقالوا ہذا إلہكم و إلہ موسی فنسي
11_ منحرف عقائد گھڑنے اور ان کے انبيائ(ع) اور ان کے مکتب کی طرف منسوب کرنے کے مقابلے ميں ہوشيار رہنا ضروری ہے_
ہذا الہكم و الہ موسی فنسي
سامری اور اسکے پيروکاروں کے حضرت موسي(ع) پر افترا اور اپنے انحرافی عقائد کو حضرت موسي(ع) (ع) کے عقائد کے طور پر پيش کرنے کا تذکرہ کرنا سب کو بالخصوص اديان الہی کے پاسداروں کو خبردار کرنے کيلئے ہے کہ اہم ترين عقائد ميں انبياء الہی پر جھوٹ باندھنے کا خطرہ ہميشہ موجود ہے_
12_ معاشرے کی محبوب شخصيات سے استفادہ کرنا اور اپنے عقائد و افکار کو ان سے وابستہ ظاہر کرنا گمراہی کے راہبروں کے ہتھکنڈوں ميں سے ہے_
فقالوا ہذا ... الہ موسي(ع) فنسي
13_ سامری اور اسکے پيروکاروں کی نظر اور پروپيگنڈے ميں حضرت موسي(ع) ايك ايسے راہبر تھے جو حتی کہ سب سے اہم اعتقادی مسائل ميں بھی فراموشی کا شکار ہوجاتے تھے_
فقالوا ہذا الہكم و الہ موسی فنسي
14_ سامري، خداتعالی کی نعمتوں کے مقابلے ميں ناشکرا اور اسکی خاص امداد اور لطف و کرم سے بے پروائي کرنے والا تھا _
فنسي
اگر "نسي" کی فاعلی ضمير کا مرجع سامری ہو تو سامری کے بھولنے سے مراد اس کا فرعونيوں سے نجات، من و سلوی کے نزول اور اس جيسے ديگر کاموں کے سلسلے ميں عنايات الہی کی پروانہ کرنا ہوگا _

آسمانی اديان:
ان پر تہمت لگانے کا خطرہ 11
انبيائ(ع) :
ان پرتہمت لگانے کا خطرہ 11
بنی اسرائيل:
انکے بچھڑے کی ساخت کا مخفی ہونا 2; انکی تاريخ 1، 2، 6، 7، 8، 9، 10، 13; انکی بچھڑا پرستی کا پيش خيمہ 8; انکی کمزوری 4; انکا عقيدہ 7; انکی گمراہی کے عوامل 5; انکے بچھڑا پرست لوگ 7; انکے معبود 6، 9
معاشرہ:
معاشرتی آسيب شناسی 12
راہبر:
گمراہی کے راہبروں کے ساتھ نمٹنے کی روش 12

190

سامري:

اسکے پیروکاروں کی سوچ 13; اسکی سوچ 13; اسکے پیروکار 7; اسکے پیروکاروں کی تہمتیں 9، 10; اسکی تہمتیں 9، 10; اسکے بچھڑے کی نوع 1، 2; اسکے بچھڑے کی نوعیت 1; اسکے پیروکاروں کی دروغگوئي 9; اسکی دروغ گوئي 9; اسکی نفسیات شناسي4; اسکی شخصیت 4; اسکے بچھڑے کی آواز 3; اسکی غفلت 14; اس کی ناشکری 14; اس کا بچھڑا 6; اسکی مجسمہ سازی 1، 4; اسکی مہارت 4; اسکے بچھڑ کی آواز کا کردار 5

بچھڑا:

اس کامجسمہ 1، 3، 6

محبوبین:

ان سے سوء استفادہ کرنا 12

موسي(ع) :

ان پر فراموشی کی تہمت 9، 13; ان پر بچھڑا پرستی کی تہمت 10

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلاً وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرّاً وَلَا نَفْعاً (٨٩)

کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ یہ نہ انکی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی نقصان یا فائدہ کا اختیار رکھتا ہے (89)

1_ سامری کا بچھڑا ایك ایسا پیکر تھاجو جواب دینے سے عاجز اور نفع و نقصان پہچانے سے ناتوان تھا_

ا فلا یرون إلا یرجع إلیہم قولًا و لا یملك لہم ضرّا ولا نفع

فصیح عربی میں "رجوع" متعدی کے طور پر بھی استعمال ہوتاہے(مصباح)اور"لا یرجع ..." یعنی بچھڑا کسی بات کو انکی طرف نہیں پلٹا تا اور انہیں جواب نہیں دیتا اور "لایملك ..." یعنی بچھڑا انکے نفع و نقصان کا مالك نہیں ہے_

2_ سوچ اور فکر، حقیقی معبود کو خیالی اور تصوراتی معبودوں سے پہچاننے کی بنیاد ہے _

ا فلا یرون ا لّا یرجع إلیہم قول

لغت میں "رؤیت" کے دو معنے ہیں 1_ آنکھ کے ساتھ دیکھنا 2_ علم و درك "إلا یرجع" میں"أن" مخففہ کا وجود دوسرے معنی کے مراد ہونے کا قرینہ ہے _

3_ سامری کے بچھڑے کے معبود ہونے کے اندھے اور غیر منطقی عقیدے کی وجہ سے خداتعالی کی

191

طرف سے بنی اسرائیل کی توبیخ اور سرزنش _

ا فلا یرون ا لّا یرجع إلیہم قول

"ا فلا یرون" میں استفہام انکار توبیخی کیلئے ہے

4_ جواب دینے اور خواہشات کو قبول کرنے کی قدرت اور نفع و ضرر پہچانے کی توان حقیقی معبود کی لازمی خصوصیات میں سے ہے_

ا فلا یرون ا لّا یرجع إلیہم قولا و لا یملك لہم ضرّاً و لا نفع

"قول کو واپس پلٹانا" ایسا مفہوم ہے جو دعا قبول کرنے کو بھی شامل ہے_

5_ بنی اسرائیل کے بچھڑا پرست ،ایسے لوگ تھے جو جاہل اور فکر سے دور تھے _

ا فلا یرون ا لّا یرجع إلیہم قول

6_ سامری کے بچھڑے سے نکلنے والی آواز ہر قسم کے لفظی مفہوم سے خالی تھی _

لہ خوار ... ا فلا یرون ا لا یرجع إلیہم قول

بنی اسرائیل:

ان كے بچھڑا پرستوں كا بے عقل ہونا 5; انكے بچھڑا پرستوں كى جہالت 5; ان كى سرزنش 3; انكا باطل عقيدہ 3; ان كى بچھڑا پرستى 3
تعقل:
اسكے اثرات 2
تقليد:
اندھى تقليد 3
خداتعالى :
اسكى طرف سے سرزنش 3; خداشناسى كے مبانى 2
سامري:
اسكے بچھڑے كى آواز 6; اسكے بچھڑے كا عاجز ہونا 1
حقيقى معبود:
انكا نقصان پہچانا4; ان كا نفع پہچانا 4; انكى خصوصيات 4

192

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي (۹۰)
اورہارون نے ان لوگوں سے پہلے ہى كہہ ديا كہ اے قوم اس طرح تمھارا امتحان ليا گيا ہے اور تمھارا رب رحمان ہى ہے لہذا ميرا اتباع كرو اور ميرے امر كى اطاعت كرو(90)

1_ حضرت موسى (ع) كى عدم موجودگى ميں بنى اسرائيل كا انحراف اور بچھڑا پرستى حضرت ہارون(ع) كے خبردار كرنے كے باوجود انجام پايا _
و لقد قال لہم ہرون من قبل
"من قبل"يعنى حضرت موسى (ع) كے ميقات سے واپس پلٹنے سے پہلے _
2_ سامرى كا بچھڑا بنى اسرائيل كى آزمائشے كا ذريعہ تھا _
إنما فتنتم بہ
3_ سامرى كے سنہرے بچھڑے كا آزمائشے ہونا ان چيزوں ميں سے تھا كہ جن كے بارے ميں حضرت ہارون(ع) نے بنى اسرائيل كو خبردار كيا _
و لقد قال لہم ہرون ... إنما فتنتم بہ
4_ حضرت ہارون(ع) نے توحيد اور ربوبيت خدا كے ايمان پر ثابت قدم رہنے كو آزمائشے الہى مينكاميابى كي شرط قرار ديا_
إنما فتنتم بہ وإن ربكم الرحمن
5_ حضرت ہارون(ع) نے بنى اسرائيل كے سامنے خدا تعالى كى وسيع رحمت كا تذكرہ كر كے انہيں شرك و ارتداد سے واپس پلٹنے كيلئے راستہ كھلا ہونے كى ياد دہانى كرائي_
إنما فتنتم بہ وإن ربكم الرحمن
بنى اسرائيل كى نافرمانى اور بچھڑا پرستى كو مد نظر ركھتے ہوئے حضر ت ہارون(ع) كے كلام ميں خداتعالى كى "الرحمان" كے ساتھ توصيف، شرك سے توبہ كى صورت ميں ان كے ساتھ رحمت الہى كے وعدہ پر مشتمل ہے _
6_ منحرفين اور خطاكاروں كو رحمت اور مغفرت الہى سے اميدوار ركھنا ضرورى ہے _
إنما فتنتم بہ وإن ربكم الرحمن

193
7_ خداوند رحمن (وسيع رحمت والا) سب لوگوں كا پروردگار ہے _
وإن ربكم الرحمن

8_ رحمن ہونا، معبود ہونے كی لازمی خصوصيات ميں سے ہے _
فقالوا ہذا إلہكم وإلہ موسي ... وإن ربكم الرحمن
حضرت ہارون(ع) نے سامری كے بچھڑے كے مبعود ہونے كو رد كرنے كے مقام ميں حقيقی معبود كی بعض خصوصيات بيان كی ہيں كہ جن ميں سے اس كا "رحمان" ہونا ہے _
9_ رحمان ہونا، ربوبيت كی شرط ہے _
وإن ربكم الرحمن
10_ حضرت موسي(ع) كی عدم موجودگی ميں حضرت ہارون(ع) بنی اسرائيل كی رہنمائي اور ہدايت كے ذمہ دار _
و لقد قال لہم ہرون من قبل
11_ حضرت ہارون(ع) كی بنی اسرائيل كے بچھڑا پرستوں كے ساتھ گفتگو محبت آميز اور رہنمائي و ہدايت كے ہمراہ تھی _
ی قوم إنما فتنتم بہ
بنی اسرائيل كو "اے ميری قوم" كہہ كر اپنی طرف منسوب كرنا محبت كا اظہار ہے اور سامری كے ماجرا كو آزمائشے كہہ كر اسكی وجوہات تلاش كرنا واضح اور رہنمائي كرنا ہے_
12_ گمراہ لوگوں كے ساتھ اظہار مہر و محبت انكی ہدايت كے سلسلے ميں ايك پسنديدہ روش ہے _
ی قوم إنما فتنتم بہ وإن ربكم الرحمن
13_ گمراہ لوگوں كو فكری اور نفسياتی طور پر آمادہ كرنا اور زمينہ ہموار كرنا انكی رہنمائي اور ہدايت ميں انبياء كی ايك روش _
ی قوم إنما فتنتم بہ وإن ربكم الرحمن
14_ حضرت موسی (ع) كی عدم موجودگی ميں حضرت ہارون(ع) بنی اسرائيل پر ولايت و اطاعت كا حق ركھتے تھے _
و لقد قال لہم ہرون ... فاتبعونی و اطيعوا ا مري
حضرت ہارون(ع) كا لوگوں كو اپنی پيروی اور اطاعت كا حكم دينا اس بات سے حكايت كرتا ہے كہ وہ بنی اسرائيل پر ولايت و اطاعت كا حق ركھتے تھے _
15_ حضرت موسی (ع) كی عدم موجودگی ميں حضرت ہارون(ع) نے لوگوں كو سامری كی پيروی ترك كر كے اپنی اطاعت كا حكم ديا _
لقد قال لہم ہرون من قبل ... فاتبعونی و ا طيعوا ا مري
16_ حضرت موسي(ع) كی عدم موجودگی ميں حضرت ہارون(ع) نے رہنمائي، خبردار كرنا، امربالمعروف اور نہی از منكر كا فريضہ پوری طرح انجام ديا _
و لقد قال لہم ہرون من قبل ی قوم ... فاتبعونی و ا طيعوا ا مري
17_بچھڑا پرستی كا مقابلہ كرنے اور بنی اسرائيل ميں توحيد كو زندہ كرنے كيلئے حضرت ہارون(ع) كے پاس مشخص پروگرام تھا _
ا طيعوا ا مري

"إتبعوني" كے حكم كے بعد حضرت ہارون(ع) كا بنی اسرائيل كو اپنے اوامر كی اطاعت كا حكم دينا اس بات كی حكايت كرتا ہے كہ انہوں نے بنی اسرائيل كيلئے انكی طرف سے اپنی پيروی كی صورت ميں اوامر كا انتظام كر ركھا تھا _
18_ فتنوں ميں محفوظ رہنے كيلئے انبياء الہی كے اوامر اور ہدايات كی اطاعت اورپيروی كرنا ضروری ہے _
إنما فتنتم بہ ... فاتبعونی و ا طيعوا ا مري

اسما و صفات:
رحمان 7
اطاعت:
انبيا كی اطاعت كے اثرات 18; ہاورن (ع) كی اطاعت 14، 15

آزمائشے:
اس کا ذریعہ 2; سامری کے بچھڑے کے ذریعے آزمائشے 3
امیدوار ہونا:
بخشش کا امیدوار ہونا 6; رحمت خدا کا امیدوار ہونا 6
انبیائ(ع) :
انکی سیرت 13; ان کا ہدایت کرنا 13
ریمان:
توحید پر ایمان 4; ربوبیت خدا پر ایمان 4
بنی اسرائیل:
انکے امتحان کا ذریعہ 2; ان میں توحید کا احیا 2; انکو انذار 1; یہ موسي(ع) کی عدم موجودگی میں 10; انکی تاریخ 1، 3، 5، 10، 11، 14، 15; انکو نصیحت 5; انکو دعوت 15; ان کے بچھڑا پرستوں کے ساتھ نمٹنے کی روش11; انکی گمراہی 1; انکی بچھڑا پرستی 1; ان پر ولایت 14; انکی ہدایت 10، 11; انکو خبردار کرنا 3
یاددہانی کرانا:
رحمت خدا کی یاد دہانی کرانا 5
توبہ:
مرتد ہونے سے توبہ 5; شرك سے توبہ 5
خداتعالی :
اسکی ربوبیت 7; اسکی رحمانیت 7; اسکی آزمائشےوں میں کامیابی کے شرائط 4
ربوبیت:
اس میں رحمان ہونا9; اسکے شرائط 9
سامري:
اس سے منہ موڑنا 15; اسکے بچھڑے کا کردار 2
گمراہ لوگ:
انکو امید دلانے کی اہمیت 6; انکی محبت 12
گمراہي:
اسکے موانع 18
بچھڑا پرستي:
اس کا مقابلہ 17
سچے معبود:
ان کا رحمن ہونا 8; انکی خصوصیات 8
ہارون(ع) :

ان کا امر بالمعروف 16; انکا ڈرانا 1، 16; انکی منصوبہ بندی 17; انکی تبلیغ 10; انکی نصیحتیں 5; انکی دعوت 15; انکی تبلیغ کی روش 17; انکی شرك دشمنی 17; انکا عقیدہ 4; انکا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا 16; انکا قصہ 14، 15، 16، 17; انکی ذمہ داری 10; انکا مقام و مرتبہ 14; انکی مہربانی 11; ان کا نہی از منکر 16; انکی ولایت 14;انکی مینیجمنٹ کی خصوصیات 17; یہ حضرت موسی (ع) کی عدم موجودگی میں 14، 16; انکا ہدایت کرنا 11، 16; انکا خبردار کرنا 3
ہدایت:
اسکے لئے مقدمات فراہم کرنا 13; اسکی روش 12، 13

قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَى (٩١)
ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے گرد جمع رہیں گے یہاں تك کہ موسی ہمارے درمیان واپس آجائیں (91)

1_ بنی اسرائیل،حضرت ہارون(ع) کے احکام کو قبول کرنے اور بچھڑا پرستی سے توبہ کرنے کیلئے تیار نہ ہوئے _
فاتبعونی و ا طیعوا ا مري ... قالوا لن نبرح علیہ عکفین
"لن نبرح" یعنی "لا نزال" (ثابت قدم رہیں گے) "عاکف" اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو اسکی تعظیم پر مجبور کرے (مفردات راغب)
2_ بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کی طرف سے حضرت موسی (ع) کے میقات سے واپس آنے اور ذمہ داری کے تعین تك سامری کے بچھڑے کی پرستش کا فیصلہ_
لن نبرح علیہ عکفین حتی یرجع إلینا موسی
3_ بنی اسرائیل نے سامری کے بچھڑے کے ٹھہرنے کی جگہ کو اپنی عبادت گاہ بنالیا اور بہت ساری گھڑیاں اسکی عبادت کیلئے مختص کردیں _
لن نبرح علیہ عکفین
تسلسل اور دوام "عکفین" کے لفظ سے حاصل ہوتا ہے _
4_ بنی اسرائیل شخصیت پرست لوگ تھے نہ حقیقت طلب _
لن نبرح ... حتی یرجع الینا موسي
بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں نے حضرت ہارون(ع) کی باتوں میں غور کرنے اور حقیقت کو پہچاننے کی بجائے انہیں صرف یہ جواب دیا کہ انہوں نے حضرت موسی (ع) کے میقات سے واپس پلٹنے کو اپنے عقائد میں نظر ثانی کی شرط قرار دیا ہے جبکہ معقول یہ تھا کہ وہ اپنے کام

اور حضرت ہارون(ع) کی باتوں میں صحیح طور پر غور و فکر کرتے _
5_ بنی اسرائیل کی نظر میں حضرت موسی (ع) کی شخصیت حضرت ہارون(ع) کی شخصیت سے زیادہ برجستہ تھی _
و لقد قال لہم ہرون ... قالوا لن نبرح علیہ عکفین حتی یرجع الینا موسی
حضرت ہارون(ع) کی باتوں سے بے اعتنائي اورحضرت موسي(ع) کے لوٹنے کو مؤثر سمجھنا بنی اسرائیل کی نظر میں ان دو کی شخصیت کے مختلف ہونے سے حکایت کرتا ہے_

بنی اسرائیل:
انکی سوچ5; انکی تاریخ 1، 2، 3; انکا حق کو قبول نہ کرنا 4; انکی شخصیت پرستی 4; انکی صفات 4; انکی عبادت گاہ 3; انکی نافرمانی 1; انکی بچھڑاپرستی 1; انکی ہٹ دھرمی 1، 2; انکی بچھڑا پرستی کی مدت 2; انکی بچھراپرستی کی جگہ 3
نافرماني:
حضرت ہاورن (ع) کی نافرمانی 1
موسی (ع) :
انکی ہارون(ع) پر برتری 5; انکا قصہ2
ہارون(ع) :
انکا قصہ 1

قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلّوا (٩٢)
موسی نے ہارون سے خطاب کر کے کہا کہ جب تم نے دیکھ لیاتھا کہ یہ قوم گمراہ ہوگئي ہے تو تمھیں کون سی بات آڑے آگئي تھی (92)

1_ حضرت موسی (ع) نے میقات سے واپس پلٹنے کے بعد حضرت ہارون(ع) سے انکے بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے مقابلے میں رد عمل کے سلسلے میں بازپرس اور توبیخ کی _
ی ہرون ما منعك اذ رأیتہم ضلّو
2_ بنی اسرائیل کو گمراہی اور انحراف سے روکنا حضرت موسي(ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون(ع) کی ذمہ داری تھي_
ی ہرون ما منعك إذ رأیتہم ضلّو
3_ حضرت موسي(ع) نے بنی اسرائیل کے انحراف اور ان کے بچھڑا پرستی کی طرف مائل ہو

197
نے میں اپنے بھائي ہارون(ع) کو قصور وار ٹھہرایا _
قال ی ہرون ما منعك إذ رأیتہم ضلّو
"ما منعك ..." استفہام انکاری ہے اور ہارون(ع) پر حضرت موسي(ع) کے اعتراض کو بیان کر رہا ہے_
4_ دینی رہنما، رشتہ داری کی بنا پر قصور واروں کا مواخذہ کرنے سے چشم پوشی نہ کریں _
قال ی هرون ما منعك
5_ دینی معاشروں کے ذمہ دار لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ولوگوں کے اعتقادی انحرافات کے سلسلے میں حساس ہوں اور اپنے رد عمل کا اظہار کریں _
ی ہرون ما منعك
6_ بنی اسرائیل کو انحراف اور گمراہی سے روکنا حضرت موسي(ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون(ع) کی ذمہ داری تھي_
ی هرون ما منعك اذ رایتہم ضلو

بنی اسرائیل:
انکی تاریخ 1، 2، 3، 6; انکی گمراہی کے عوامل 3; انکی بچھڑا پرستی کے عوامل 3; انکی بچھڑا پرستی 1; انکی گمراہی کو روکنا 2، 6
دینی راہنما:
ان کے رشتہ داروں کی سزا 4; انکی ذمہ داری 4، 5
گمراہي:
اسکو روکنا5
موسی (ع) :
انکی سوچ 3، انکی طرف سے سرزنش 1; انکا قصہ 1، 3
ہارون(ع) :
انکا قصہ 1، 3، 6; ان کا مؤاخذہ 1; انکی ذمہ داری 2، 6; انکا نقش وکردار 3; یہ موسي(ع) کی عدم موجودگی میں 2، 6

أَلَّا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي (٩٣)
کہ تم نے میرا اتباع نہینکیا کیا تم نے میرے امر کی مخالفت کی ہے (93)

1_ انبیاء (ع) اور ان کے جانشین اپنی توان کی حد تك لوگوں کو گمراہ اور منحرف ہونے سے بچانے کے ذمہ دار ہیں _
ما منعك إذ رأیتہم ضلّوا ا لّا تتّبعن

ہارون(ع) كى طرف سے موسي(ع) كے اتباع سے مراد كہ جسے "ما منعك ... الّا تتبعن" كا جملہ بيان كررہا ہے_ يہ ہے كہ حضرت ہارون(ع) كيلئے ضرورى تھا كہ حضرت كى عدم موجودگى ميں ان جيسا عمل كرتے اور انحراف كے سلسلے ميں لوگوں كے ساتھ سختى سے پيش آنے اور يا يہ كہ حضرت موسي(ع) كى ہدايات اور نصيحتوں(اصلح و لا تتبع سبيل المفسدين) لانے بعض نے كہا ہے_
2_ حضرت موسي(ع) كى عدم موجودگى ميں حضرت ہارون(ع) بنى اسرائيل كى ہدايت اور راہنمائي كے ذمہ دار تھے_
ى ہرون ما منعك ... الّا تتّبعن
3_ حضرت موسى (ع) نے اپنى عدم موجودگى ميں ہاورن كيلئے ان كى ذمہ داريوں كو معين كرديا تھا _
ما منعك ... الا تتبعن افعصيت امري
"الّا تتبعن" ميں "لا" اس نفى كى تاكيد كيلئے ہے جو "منعك" سے حاصل ہو رہى ہے اور در اصل مراديہ تھى "ما منعك ان تتبعن" بعض نے كہا ہے "لا" زائدہ نہيں ہے بلكہ مراد يہ ہے كہ "ما الذى صدك و حملك على الّا تتبعن" يعنى كس چيز نے تجھے روكا اور ميرى پيروى نہ كرنے پر مجبور كيا (مفردات راغب)
4_ بنى اسرائيل كے انحراف كے مقابلے ميں خاموش رہنے اور كسى رد عمل كے اظہار نہ كرنے كى وجہ سے حضرت ہارون(ع) پر حضرت موسي(ع) كے اوامر كى مخالفت كا الزام _
ما منعك ... افعصيت امري
"افعصيت ..." حضرت موسى (ع) كا حضرت ہارون(ع) كو خطاب ہے آيت كے ظاہر كوديكھ كر يوں لگتا ہے كہ حضرت موسي(ع) كى طرف سے حضرت ہارون كا ان كے فرامين كى مخالفت كرنا كم از كم ايك الزام كى صورت ميں سامنے آيا تھا _
5_ لوگوں كى گمراہى اور انحراف كے مقابلے ميں ذمہ دار لوگونكا خاموش رہنا اور كسى رد عمل كا اظہار نہ كرنا توبيخ اور بازپرس كے مقابل ہے_
مامنعك اذ رايتہم ضلّوا ... افعصيت امري
6_ذمہ دار لوگ حتى كہ معاشرے كے بالاترين مقام پر فائز حضرات كيلئے ضرورى ہے كہ وہ اپنى ذمہ دارى كے دائرے ميں رہتے ہوئے انحرافات كے مقابلے ميں جواب دہ ہوں _
ما منعك ... الّا تتبعن افعصيت امري
حضرت موسى (ع) نے ميقات سے واپس آنے كے بعد حضرت ہارون(ع) سے انكى ذمہ دارى كے سلسلے ميں بازپرس اور توبيخ كى اور بچھڑاپرستوں كے ساتھ انكے نمٹنے كى روش اور اسكے علل و اسباب كے بارے ميں جستجو كي_ اس چيز كے پيش نظر كہ حضرت ہارون(ع) پيغمبر تھے اور اس كے باوجود ان سے بازپرس ہوئي اس سے ذمہ دار لوگوں كى خصوصى ذمہ دارى اور اسكے مقابلے ميں لازمى طور پر ان كا جوابدہ ہونا واضح ہوتا ہے_
7_ ہارون(ع) مقام نبوت كے حامل ہونے كے باوجود حضرت موسي(ع) اور ان كے فرامين كى پيروى كرنے پر مأمور تھے _
ما منعك ... الّا تتبعن افعصيت امري
"ألّا تتبعن" حضرت ہارون(ع) كو خطاب اور اس نكتہ پر دال ہے كہ آپ نبى ہونے كے باوجود حضرت موسى (ع) كے فرامين كى پيروى كرنے پر مأمور تھے_

8_ معاشرے ميں ايك راہبر كى پيروى ہونا ضرور ى ہے
ما منعك ... ا لا تتبعن ا فعصيت ا مري
9_ الہى ذمہ داريوں ميں كلمہ "امر" وجوب ميں ظہور ركھتا ہے _
ا فعصيت ا مري
امر كى مخالفت پر عصيان كا صدق كرنا مذكورہ نكتے پر دلالت كر رہا ہے _

اطاعت:
موسی (ع) کی اطاعت 7; راہبر کی اطاعت کی اہمیت 8
امر:
صیغہ امر کا معنی 9
انبیاء (ع) :
انکی ذمہ درای کا دائرہ 1; انکے جانشینوں کی ذمہ داری کا دائرہ 1
بنی اسرائیل:
انکی تاریخ 2، 3، 4; انکی گمراہی کے عوامل 4; انکی ہدایت 2
راہبر:
اسکے جوابدہ ہونے کی اہمیت 6; ان کے رد عمل ظاہر نہ کرنے کی سرزنش 5; انکی ذمہ داری 6
نافرماني:
حضرت موسی (ع) کی نافرمانی 4
لوگ:
لوگوں کی ہدایت کی اہمیت 1; لوگوں کو گمراہی سے بچانا 1
موسي(ع) :
ان کے اوامر 3، 4; انکا قصہ 2، 3، 4
ہارون(ع) :
انکی شرعی ذمہ داری 7; انکی راہبری 2; انکا قصہ 2، 3، 4; انکی ذمہ داری کا دائرہ 3; انکی ذمہ داری 2; انکا مقام و مرتبہ 7; انکی نبوت 7; انکا کردار و تاثیر 4; یہ موسي(ع) کی عدم موجودگی میں 2، 3

قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (٩٤)
ہارون نے کہ کہ بھیّا آپ میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑیں مجھے تو یہ خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا کردیا ہے اور میری بات کا انتظار نہیں کیا ہے (94)

1_ حضرت موسی (ع) میقات سے واپس آنے کے بعد بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی کو دیکھ کر سخت ناراض ہوئے_

یبنئوم لا تا خذ بلحیتی و لا برأسي
ہارون(ع) کا سر اور داڑھی پکڑنا بنی اسرائیل کے انحراف کے سلسلے میں حضرت موسی (ع) کے سخت غصے کی علامت ہے _
2_ حضرت موسی (ع) نے حضرت ہارون(ع) کا سر اور داڑھی پکڑ کر ان سے اپنی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے بچھڑا پرست ہونے کے سلسلے میں بازپرس کی _
ی ہرون ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی ولا برأسي
3_ حضرت موسی (ع) کی نظر میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کے گمراہ ہونے اور ان کی بچھڑاپرستی کے مقابلے میں ذمہ دار تھے_
ی ہرون ما منعك ... لاتأخذ بلحیتی ولا برأسي
4_ انحرافات اور گمراہی کو دیکھ کر غضب ناك ہونا قابل تعریف ہے _
لا تأخذ بلحیتی و لا برأسي
حضرت موسي(ع) کے غضب کے ماجرا کو جو انکے اپنے بھائي کا سر اور داڑھی کے بال پکڑنے میں کی صورت میں ظاہر ہوا انکی مذمت کے بغیر نقل کرنا دینی امور میں اس حالت کے پسندیدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے_
5_ حضرت ہارون(ع) نے حضرت موسی (ع) کا غضب دیکھ کر اسے ٹھنڈا کرنے، ان کی محبت حاصل کرنے اور ان کے جذبات کو جگانے کی کوشش کی _

حضرت موسی (ع) کو" یاابن ام" کہہ کر پکارنا اس نکتے کو بیان کررہا ہے کہ حضرت ہارون(ع) نے موسی (ع) کے جذبات کو بھڑکا کر ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور اسکے بعد اپنی وضاحت پیش کي_ کلمہ "ام" کے مفتوح ہونے کے بارے میں متعدد توجیہات پیش کی گئي ہیں ان میں سے ایك یہ ہے کہ یہ اصل میں "یابن اماہ" تھا اور تخفیف کی وجہ سے اس طرح ہوگیا _
6_ انبیاء کی مختلف روشوں میں جذبات کی تأثیر _
قال یبنؤم
7_ موسي(ع) اور ہارون(ع) دونوں مادری بھائي تھے _*
قال یاین اُمَّ
حضرت موسی (ع) کا حضرت ہارون(ع) کی طرف سے "یابن ام" (ماں کا بیٹا) کی تعبیر کے ساتھ مخاطب قرار پانا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ موسی (ع) و ہارون(ع) دونوں مادری بھائي تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کلمہ "ماں"کا تذکرہ صرف حضرت موسی (ع) کے احساسات اور جذبات کو جذب کرنے کیلئے ہو _
8_ حضرت ہارون(ع) نے بچھڑا پرستوں کے ساتھ اپنے سلوك کی علل و اسباب کی وضاحت کرنے کیلئے حضرت موسي(ع) سے مہلت طلب کی _
لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی إنّی خشیت
9_ ملزمین کو اپنے دفاع کا موقع دینا ضروری ہے _
لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی إنی خشیت
10_ انبیاء کا علم محدود ہے _
ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی ... إنی خشیت
11_ حضرت ہارون(ع) کی طرف سے بچھڑا پرستوں کا مقابلہ کرنے کیلئے عملی اور سنجیدہ قدم اٹھانے کی صورت میں بنی اسرائیل کو انتشار و افتراق کا خطرہ _

إنی خشیت ا ن تقول فرّقت بین بنی إسرائیل
12_ وحدت کو بچانا اور افتراق کو روکنا بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے خلاف عملی اقدام نہ کرنے کے سلسلے میں حضرت ہارون (ع) کا عذر _
إنی خشیت ا ن تقول فرّقت بین بنی إسرائیل
13_ بنی اسرائیل کی وحدت اور یکجہتی کی حفاظت کرنا حضرت موسي(ع) کی حضرت ہارون(ع) کو ایك سفارش _
فرقت بین بنی إسرائیل و لم ترقب قولي
"ترقب" کا معنی ہے "تحفظ" اور "لم ترقب"کے "فرقّت" پر عطف کو مد نظر رکھتے ہوئے جملہ" انی خشیت ..." کا معنی یہ ہے کہ میں اس چیز سے پریشان تھا کہ مبادا آپ مجھے کہیں تو نے بنی اسرائیل کو متفرق کردیا ہے اور میری بات کا خیال نہیں رکھا اور حضرت ہارون(ع) کا یہ کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسي(ع) نے میقات پر جانے سے پہلے بنی اسرائیل کے اتحاد کو بچانے کے سلسلے میں انہیں ضروری ہدایات دے دی تھیں_
14_ معاشرے کی وحدت کی حفاظت کرنے اور اسے انتشار و افتراق سے بچانے کی مصلحت اسکے افراد کے ایك گروہ کے انحراف کے خطرے سے زیادہ ہے اگر از سر نو انکی ہدایت کا امکان باقی رہے_
إنی خشیت ا ن تقول فرقت بین بنی إسرائیل
حضرت ہارون (ع) نے "حتی یرجع إلینا موسی (ع) " کا جملہ سننے کے بعد بچھڑا پرستوں کی از سر نو ہدایت کو منتفی نہ سمجھا اور مؤمنین اور کفارکو با ہم دست و گریبان کرنے اور بنی اسرائیل کی وحدت کی حفاظت کرنے میں سے دوسری صورت کا انتخاب کیا حضرت موسی (ع) کی طرف سے اس انتخاب کاقبول ہونا اور قرآن کا اس پر کوئي تنقید نہ کرنا ایسے حالات میں ایسے موقف کے صحیح ہونے کی علامت ہے_
15_ عملی میدان میں تمام معیاروں کی طرف توجہ کرنا، انکی درجہ بندی کرنا اور اہم و مہم کو مشخص کرنا ضروری ہے_
ما منعك ... إنی خشیت ا ن تقول فرقت بین بنی إسرائیل

حضرت ہارون(ع) نے حضرت موسي(ع) كے فرامين پر عمل كے سلسلے ميں صرف ايك جہت كو مد نظر نہيں ركھا تھا بلكہ انہوں نے تمام معيارونكا آپس ميں مقابلہ كرنے كے بعد ايك راستے كا انتخاب كيا تھا ان كا يہ عمل سب كيلئے نمونہ ہے كہ ميدان عمل ميں صرف ايك جہت كو نظر ميں نہ ركھيں بلكہ سب جہات كو مد نظر ركھيں اور معياروں كى جانچ پڑتال كرنے كے بعد دينى احكام كو ايك مجموعہ كى صورت ميں ديكھيں _

16_ فرائض پر عمل كے سلسلے ميں ايك جہت كو مد نظر ركھنے اور جمود سے پرہيز كرنا ضرورى ہے_

ما منعك ... إنى خشيت ا ن تقول فرقت بين بنى إسرائيل

17_ بچھڑا پرست لوگ حضرت موسي(ع) كى عدم موجودگى ميں بنى اسرائيل كى عمومى صورتحال پر غالب تھے _

إنى خشيت ا ن تقول فرقت بين بنى إسرائيل

بنى اسرائيل كے اتحاد و يگانگت كا منظر ان كے ارتداد كے زمانے ميں، مرتد اور بچھڑا پرستوں كى حكمرانى كو بيان كررہا ہے_

18_ حضرت ہارون (ع) حضرت موسي(ع) كى عدم موجودگى اور ان كے ميقات پر رہنے كى پورى مدت ميں ان كے فرامين كو دقيق طور پر عملى كرنا چاہتے تھے اور ان كے معياروں سے ہٹنا نہينچاہتے تھے_

إنى خشيت ا ن تقول ... و لم ترقب قولي

19_ حضرت ہارون(ع) كى نظر ميں حضرت موسى (ع) معاشرے كے انتشار و افتراق كے مقابلے ميں ايك حساس اور عوامل اختلاف كے ساتھ قاطعيت كے ساتھ نمٹنے واكے رہبر تھے _

إنى خشيت ا ن تقول فرقت بين بنى إسرائيل

20_ انتشار و افتراق ڈالنے كا الزام حضرت ہارون(ع) كيلئے سخت اور ناقابل برداشت تھا _

إنى خشيت ا ن تقول فرقت بين بنى إسرائيل

حضرت ہارون(ع) كا تفرقہ ڈالنے كے الزام سے خوف كلمہ "خشيت" كو مد نظر ركھتے ہوئے كہ جس ميں خوف كے ہمراہ بڑا شمار كرنا بھى ہے اسكے ان كے لئے سخت ناگوار ہونے پر دلالت كرتا ہے_

21_ لمبى ڈاڑھي، اديان آسمانى كے ماننے والوں كى تاريخ ميں مطلوب وضع قطع كا حصہ رہى ہے _

لا تأخذ بلحيتي

22_ "على بن سالم عن ا بيہ قال: قلت لابى عبدالله (ع) ا خبرنى عن ہارون لم قال لموسي(ع) يابن ا م ... و لم يقل يابن ا بى فقال: إنّ العداوات بين الاخوة ا كثرہا تكون اذا كانوا بنى علات و متى كانوا بنى ا م قلت العداوة بينہم ... قال: قلت لہ : فلم ا خذ برا سہ يجرہ اليہ و بلحيتہ و لم يكن لہ فى اتخاذہم العجل و عبادتہم لہ ذنب؟ فقال: انّما فعل ذلك بہ لأنہ لم يفارقہم لما فعلوا ذلك و لم يلحق بموسى (ع) و كان اذا فارقہم ينزل بہم العذاب; على ابن سالم نے اپنے باپ سے نقل كيا ہے كہ اس نے كہا ميں نے امام صادق (ع) كى خدمت ميں عرض كيا مجھے حضرت ہارون(ع) كے بارے ميں بتايئےہ انہوں نے كيوں اپنے بھائي موسى (ع) سے كہا"اے ميرى ماں كے بيٹے ..." اور نہيں كہا اے ميرے باپ كے بيٹے؟ تو امام(ع) نے فرمايا بھائيوں كے درميان اس وقت دشمنى زيادہ ہوتى ہے جب ان كى مائيں مختلف ہوں اور اگر انكى ماں ايك ہو تو ان كے درميان دشمنى كم ہوتى ہے_ ميں نے امام(ع) سے عرض كيا كيوں حضرت موسى (ع) نے اپنے بھائي كى داڑھى پكڑ كر اسے اپنى طرف كھينچا تھا جبكہ اس قوم كى بچھڑا پرستى ميں ہارون(ع) كا كوئي قصور نہيں تھا امام نے فرمايا اس لئے كہ وہ بچھڑا پرستى كے زمانے ميں ان سے جدا ہوكر موسي(ع) كے ساتھ ملحق نہ ہوئے اور اگر انہيں چھوڑ ديتے تو ان پر عذاب نازل ہوجاتا (1) _

23_ "عن ا بى جعفر (ع) قال: ... انّ ا مير

....

1) علل الشرائع ص 68 ب 58 ح 1; نورالثقلين ج 3 ص 72 ج 27_

المؤمنين (ع) خطب الناس ... فقال: ... كان ہارون ا خا موسى لابيہ و ا مّہ; امام محمد باقر(ع) سے روايت كى گئي ہے كہ آپ

(ع) نے فرمايا اميرالمؤمنين (ع) نے لوگوں كو خطبہ ديا ... پھر فرمايا ... ہارون(ع) ،حضرت موسى (ع) كے باپ اور ماں كى طرف سے بھائي تھے_(1)

اتحاد:

اسكى اہميت 14

انبياء (ع) :

ان كا اثر قبول كرنا 6; ان كے احساسات كو تحريك كرنا 6; انكے علم كا دائرہ 10

اہم و مہم: 14

ان كے درج15

بنى اسرائيل:

انكى بچھڑا پرستى كے اثرات 1، 2; انكے اتحاد كى اہميت 12; يہ موسي(ع) كى عدم موجودگى ميں 17; انكى تاريخ 1، 2، 3، 12، 17; انكى گمراہى كو بيان كرنا 8; ان كے بچھڑا پرستوں كى حكمرانى 17; ان كے اختلاف كا خطرہ 11; ان كے بچھڑا پرستوں كے ساتھ نمٹنے كى روش 8; انكى گمراہى كے عوامل 3; انكى بچھڑا پرستى كے عوامل 3; ان كے بچھڑا پرستوں كا مقابلہ 11

جمود:

اس سے اجتناب 16

شرعى ذمہ داري:

اس پرعمل كى روش 16

خود:

خود كا دفاع 9

روايت :22، 23

داڑھي:

اسكى تاريخ 21; يہ آسمانى اديان ميں 21

غضب:

پسنديدہ غضب 4

ملزمين:

ان كے حقوق 9

موسى (ع) :

انكا اتحاد كو اہميت دينا 13; انكا باپ اور ماں كى طرف سے بھائي 23; انكا مادرى بھائي 7، 22; انكى سوچ 3، 19; ان كے جذبات كو تحريك كرنا 5; انكى نصيحتيں 13; انكا سلوك 2; ان كے غضب كے عوامل 1; انكا غضب 2، 5; انكى قاطعيت 19; انكا قصہ 1، 2، 3، 5، 8، 13، 17، 18; يہ اور ہارون(ع) 19

ہارون(ع) :

ان كا مہلت طلب كرنا 8; انكا باپ اور ماں كى طرف سے بھائي 23; انكا مادرى بھائي 7، 22; انكے ساتھ سلوك 2; انكو اتحاد كى نصيحت 13; ان پر اختلاف ڈالنے كى تہمت 20; ان كے رد عمل كا اظہار نہ كرنے كى وجوہات 12; انكا شرعى ذمہ دارى پر عمل كرنا 18; انكا قصہ 2، 3، 5، 8، 12، 13، 18، 20; انكى داڑھى پكڑنا 2; انكا سر پكڑنا 2; انكا مواخذہ 2; انكا ذمہ دارى قبول كرنا 18; انكا كردار و تأثير 3، 5; يہ موسي(ع) كے عدم موجودگى ميں 18

ہدايت:

اس كا پيش خيمہ 14

....

1) كافى ج 8 ص 72 ص 4; نور الثقلين ج 2 ص 72 ح 272_

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ (٩٥)
پھر موسی نے سامری سے کہا کہ تیرا کیا حال ہے (95)

1_ حضرت موسي(ع) نے بنی اسرائیل کی توبیخ اور ہارون(ع) کے ساتھ سختی سے نمٹنے کے بعد،بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی میں سامری کی بلا واسطہ مداخلت کودیکھ کر اس سے بازپرس اور تفتیش کی _
قال فما خطبك ى سمريّ
2_ سنہری بچھڑا بنانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں سامری کے ہدف اور مقصد کے بارے میں سوال ، حضرت موسي(ع) کے بازپرسی کے موارد میں سے
فماخطبك يا سمري
بعض اہل لغت کے نزديك "خطب" کامعنی ہے سبب امر (لسان العرب) زمخشری نے اسے طلب کے معنی میں قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "ما خطبك" یعنی تیرے کام کا سبب یا تیرا مطلوب اور مقصود کیا تھا؟نیز اس کلمے کے معانی میں سے "شأن" اور "امر" بھی شمار کئے گئے ہیں (قاموس)
3_ لوگوں کے اعتقادی او رفکری انحرافات کے بارے میں تحقیق اور ان کے علل و اسباب کی شناخت ضروری ہے _
قال فما خطبك ى سمري
مسلّم ہے کہ سامری کا کام، انحراف، مذموم اور حضرت موسي(ع) کے اعتقادات کے مخالف تھا اسکے باوجود حضرت موسی (ع) اسکے کام کے بارے میں سوال کر کے اسکے علل و اسباب جاننا چاہتے ہیں_
4_ حضرت موسی (ع) نڈر، اور مضبوط ارادے اور بلند ہمت والے شخص تھے_
ى هرون ... قال فما خطبك يا سمري
قال ى قوم ... قال
حضرت موسي(ع) نے میقات سے واپسی کے بعد تن تنہا بنی اسرائیل کے سردار و رعایا اور فردو گروہ کی باز پرس کی اور ان کے غالب نظام کے ساتھ ٹکرائے اور ان سب سے قوت کے ساتھ مخاطب ہوئے یہ روش، انکی شجاعت اور بلند ہمت ہونے کی علامت ہے _

بنی اسرائیل:
انکی تاریخ 1، 2; انکی سرزنش1;

انکی گمراہی کے عوال 2; انکی بچھڑا پرستی کے عوامل1
سامري:
اس کا گمراہ کرنا 2; اسکی مجسمہ سازی کا مقصد 2; اس کا قصہ 1، 2;اس کا مواخذہ1،2; اس کا نقش و تاثیر 1
گمراہي:
اسکے عوامل تلاش کرنا 3
موسی (ع)
ان کا ارادہ 4; انکے سلوك کی روش 1; انکی طرف سے سرزنش 1; انکی شجاعت 4; انکے فضائل 4; انکی قدرت 4; انکا قصہ 1، 2; یہ اور ہاورن(ع) 1
ہارون(ع) :
ان کا قصہ 1

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي (٩٦)
اس نے كہا كہ ميں نے وہ ديكھا ہے جو ان لوگوں نے نہيں ديكھا ہے تو ميں نے نمائندہ پروردگار كے نشان قدم كى ايك مٹھى خاك اٹھالى اور اس كو گوسالہ كے اندر ڈال ديا اور مجھے ميرے نفس نے اسى طرح سمجھايا تھا (96)

1_ سامرى اس بات كا مدعى تھاكہ وہ ممتاز فكر، درك حقائق اور ان علوم كا مالك ہے كہ جن سے دوسرے لوگ بے بہرہ ہيں _
قال بصرت بمالم يبصروا بہ
فعل "بصر" اس وقت آنكھ كے ساتھ ديكھنے كے بارے ميں استعمال ہوتا ہے كہ جب اسكے ہمراہ قلبى ادراك بھى ہو اور ايسے موارد ميں اس كا استعمال نہايت كم ہے كہ جہاں قلبى ادراك نہ ہو (مفردات راغب)اس بارے ميں كہ سامرى كى اس بات سے مراد كيا تھى كئي احتمالات ذكر كئے گئے ہيں، ان ميں سے ايك يہ ھے كہ مجھے ايسے فنون و حقائق سے آگاہى حاصل ہوئي كہ جن كى بناپر ميں رسالت كے اثرات سے زيادہ ا ستفادہ كرسكا اور دوسرے لوگ اس سے محروم رہے _
2_ سامرى كو بنى اسرائيل پر علمى برترى حاصل تھى _
قال بصرت بمالم يبصروا بہ
3_ سامرى نے اپنے علم و آگاہى كى مدد سے خدا كے ايك بھيجے رسولوں ميں سے ايك رسول كے بعض آثار اور تعليمات تك دسترسى حاصل كى اور انہيں اپنے اختيار ميں لے ليا _
بصرت ... فقبضت قبضةً من ا ثر الرسول

ممكن ہے "أثر الرسول" سے مراد وہ علم و اسرار ہوں كہ جو حضرت موسى (ع) اورہارون(ع) يا ان سے پہلے كے انبياء كے پاس تھے اوروہ سامرى كے ہاتھ لگ گئے تھے اور اس نے اپنے نفس كى گمراہى كے ذريعے انہيں لوگوں كو گمراہ كرنے كيلئے استعمال كياہو_"الرسول" كا "ال" دلالت كررہا ہے كہ سامرى كے مد نظر شخص كو حضرت موسي(ع) بھى پہچانتے تھے ليكن گويا سامرى نے دوسرے لوگوں كے ماجرا كى حقيقت تك نہ پہنچنے كى خاطر بنى اسرائيل كے عام لوگوں كيلئے رسول كا نام اور اس كا اثر معين نہ كيا_
4_ بنى اسرائيل كو گمراہ كرنے اور ان كے درميان بچھڑا پرستى كو ترويج دينے كيلئے دين اور تعليمات آسمانى سے سوء استفادہ كرنا،حضرت موسى (ع) كے سامنے سامرى كے اعترافات ميں سے تھا _
فنبذتہ
ممكن ہے "نبذتہا" ميں "نبذ" اپنے حقيقى معنى "يعنى آثار رسالت كو دور پھينكنا" ميں ہو اور ممكن ہے مجاز اور خداكے رسولوں كى تعليمات سے سوء استفادہ كے معنى ميں ہو دوسرے معنى كى بنياد پر سامرى اعتراف كرتا ہے كہ اس نے اپنى معلومات سے غلط استفادہ كر كے انہيں ضائع اور نابود كرديا _
5_ سامرى نے اپنى خصوصى اور الہى معلومات كى بے اعتنائي كر كے اور انہيں دور پھينك كر بچھڑا سازى اور لوگوں كو گمراہ كرنا شروع كرديا _
فنبذتہا و كذلك سولت لى نفسي
مندرجہ بالا آيت كے معانى ميں ايك احتمالى معنى يہ ہے كہ "نبذتہا" سے مراد معلومات (بصرت ... قبضت) سے بے اعتنائي كرنا ہو يعنى سامرى نے اعتراف كيا تھا كہ ميں نے الہى علوم و دانش كہ جو ميں نے انبياء سے حاصل كئے تھے_ كو دور پھينك ديا اسكے نتيجے ميں اپنے نفس سے دھوكہ كھا كريہ سب انجام دے ديا _
6_ سامرى كا مرتد ہونا،بنى اسرائيل كے انحراف كا سبب بنا _
فنبذتہ

7_ خطا كرنا اور نفس كى تسويل (نفس كا عمل كو مزين كر كے پيش كرنا) بازپرسى كے وقت سامرى كے اعترافات ميں سے _
قال بصرت ... و كذلك سولت لى نفسي
"تسويل" كا معنى ہے كسى چيز كو دوسرے كى نظر ميں خوبصورت كر كے اور محبوب صورت ميں پيش كرنا تا كہ وہ مخصوص بات كے كہنے يا خاص كام كے انجام دينے پر مجبور ہو جائے (لسان العرب) بعض نے اسے "سول"بمعني" استرخا" (نرمى و آساني) سے مشتق قرار ديا ہے اور اسے آسان كرنے كے معنى ميں ليا ہے _
8_ نفس كى فريب كارى اور اسكى ظاہرسازى نے سامرى كو بنى اسرائيل ميں بچھڑا پرستى والا انحراف پيدا كرنے پر مجبور كيا _
و كذلك سولت لى نفسي
ايسے موارد ميں "كذلك" ايك چيز كو اپنے ساتھ تشبيہ دينے كيلئے ہوتا ہے اس بناپر سامرى ك

ى اس تشبيہ سے مراد يہ كہ ہے ميرى نفسانى تسويلات كيلئے خود اسى تسويل_ كہ جو لوگوں كو بچھڑاپرستى كى دعوت دينا ہے_ سے بہتر مثال نہيں ہے _
9_ نفس كے وسوسے اور تسويلات،لوگوں كو گمراہ كرنے اور انحراف پيدا كرنے كى خاطر دين و دانش كے استعمال كيلئے زمينہ ہموار كرتے ہيں _
بصرت ... فنبذتہا و كذلك سولت لى نفسي
جو كچھ سامرى كے ہاتھ ميں تھا جو خود اسكى اور بہت سارے لوگوں كى گمراہى كا سبب بنا وہ علوم و معارف تھے كہ جنہيں اس نے لوگوں كو گمراہ كرنے كيلئے استعمال كيا _
10_ نفس كى تسويلات (برے اور ناروا كاموں كو خوبصورت كر كے پيش كرنا) ايسا خطرہ جو افراد اور جوامع كيلئے كمين لگائے ہوئے ہے_
و كذلك سوّلت لى نفسي
11_ ناروا كاموں كو خوبصورت بنانا،انسانى نفس كى خصوصيات ميں سے ہے _
و كذلك سولت لى نفسي
12_ انسان كے لئے اپنے نفس كى تسويلات كے مقابلے ميں ہوشيار رہنا ضرورى ہے_
و كذلك سوّلت لى نفسي

اقرار:
ناپسنديدہ عمل كو خوبصورت بنانے كا اقرار 7
انبيائ(ع) :
ان كے علم تك دسترسى 3
بنى اسرائيل:
انكى تاريخ 4، 6، 7، 8; انكى گمراہى كے عوامل 6; انكى بچھڑا پرستى كے عوامل 8
معاشرہ:
معاشرتى آسيب شناسى 9، 10; اسكے انحطاط كے عوامل 10
خداتعالى :
اسكى تعليمات سے بے اعتنائي 5
دين:
اس سے سوء استفادہ كرنے كا پيش خيمہ 9; اس سے سوء استفادہ كرنا 4
سامري:
اسكے مرتد ہونے كے اثرات 6; اسكى خواہش پرستى كے اثرات 8; اسكے گمراہ كرنے كا آلہ 4; اسكے دعوے 1; اس كا گمراہ كرنا 5، 7، 8; اس كا اقرار 4، 7; اسكى تبليغ كى روشن4; اس كا سود استفادہ 4; اس كا علم 1، 2; اسكے فضائل2; اس

کا قصہ 3، 4، 5، 6، 7; اسکی مجسمہ سازی 5; اسکے علم کا سرچشمہ3
عمل:
ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانے کے اثرات 10; ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانا11
لوگ:
لوگوں کو گمراہ کرنے کا پیش خیمہ 9
خواہش پرستي:
اسکے اثرات 9، 11; اسکے مقابلے میں ہوشیاری کی اہمیت 12

208

قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِداً لَّنْ تُخْلَفَهُ وَانظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفاً لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفاً (٩٧)
موسی نے کہا کہ اچھا جا دور ہوجا اب زندگانی دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ ہر ایك سے یہی کہتاپھرے گا کہ مجھے چھونا نہیں اور آخرت میں ایك خاص وعدہ ہے جس کی مخالفت نہیں ہوسکتی اور اب دیکھ اپنے خدا کو جس کے گرد تونے اعتکاف کر رکھا ہے کہ میں اسے جلاکر خاکستر کردوں گا اور اس کی راکھ دریا میں اڑادوں گا (97)

1_ حضرت موسی (ع) نے سامری کی عدالتی کاروائي کے بعد اسکے فوری طور پر معاشرے سے نکل جانے، تنہا ہوجانے اور پوری زندگی میں لوگوں کے ساتھ اسکی قطع تعلقی کا فیصلہ سنایا _
قال فاذہب فإن لك فی الحی وۃ إن تقول لامساس
"فاذہب" کی "فائ" اس بات پر دلالت کرنے کے علاوہ کہ سامری کے نکل جانے کا حکم اس کے خلاف فیصلے پر مترتب تھا اسکے فوری ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے "مساس" باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور "لامساس" کا مطلب ہے ہر قسم کے رابطے اور تعلق کی نفی یعنی تو اپنی زندگی میں اس انجام کا مستحق ہے کہ تیری پہلی اور آخری بات اپنی بے کسی اور اس بات کی خبردینا ہوگی کہ تیرے ساتھ کوئي بھی رابطے میں نہیں ہے_
2_ دین موسی (ع) میں دہتکارنا اور تن تنہا کردینا،مرتدوں اور گمراہ کرنے والوں کی سزا تھي
قال فاذہب فإن لك فی الحی وۃ ا ن تقول لا مساس
"لامساس" کے بارے

209
میں دو رائے کا اظہار کیا گیا ہے 1_ یہ حضرت موسی (ع) کی طرف سے عدالتی فیصلہ تھا 2_ یہ سامری کے بارے میں حضرت موسی (ع) کی نفرین ہے مذکورہ مطلب پہلی رائے کے مطابق ہے _
3_ سامری کا لوگوں سے دور ہونے اور لوگونکا اس سے دور ہونے سے دوچار ہونا اسکے بارے میں حضرت موسي(ع) کی نفرین کا نتیجہ تھا_
فإن لك فی الحیوۃ ا ن تقول لامساس
جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے احتمال ہے کہ "فإن لك فی الحیاۃ ..." سامری کے بارے میں حضرت موسي(ع) کی نفرین ہو _ یعنی سامری اپنی خاص نفسیاتی یا جسمانی بیماری میں مبتلا ہوجائے کہ لوگ اس سے دور رہیں اور وہ لوگوں سے دوری اختیار کرے _
4_ لوگوں سے رابطہ ختم ہونا اور معاشرے سے دہتکاراجانا اور تنہا ہوجانا ایسی سزاتھی کہ جو سامری کیلئے سزاوار تھي_
قال فاذہب فإن لك ... لامساس
"لك" کا "لام" سامری کے استحقاق پر دلالت کرتا ہے اور (پچھلی آیت میں مذکور) "نبذتہا" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے سے دھتکارا جانا سامری کی طرف سے رسالت کے آثار کو درو پھینکنے والے گناہ کے مناسب سزا تھی _

5_ معاشرے كو گمراہ كرنے والے عناصر سے پاك كرنا اور ان كے اور لوگوں كے دو طرفہ روابط كو منقطع كرنا ضرورى ہے_
قال فاذہب ... لامساس
6_ سامرى كو دنياوى سزا كے علاوہ آخرت ميں حتمى اور قطعى سزا كا سامنا ہوگا _
لك فى الحياۃ ... و إن لك موعداً لن تخلفہ
"موعد" "وعدہ، وعدہ كى جگہ اور وعدہ كا وقت كے معانى ميں استعمال ہوتا ہے اور ظاہراً اس سے مراد وہ عذاب ہے جس كا قيامت ميں وعدہ ديا گيا ہے_
7_ گمراہ قائدين دنياوى سزا كى وجہ سے اخروى سزا سے معاف نہيں ہوں گے _
فى الحى وۃ ... لامساس و إن لك موعداً لن تخلفہ
8_ خداتعالى كى بعض دھمكيوں كا قطعى ہونا _
موعدا لن تخلفہ
"لن تخلفہ" مجہول ہے اور اس كا غير مذكورہ فاعل خداتعالى ہے _
9_ سامرى خود بھى اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بچھڑے كى پرستش كرتا تھا _
و انظر إلى إلہك الذى ظلت عليہ عاكف
"الہك" سامرى كے معبود كى تحقير كے علاوہ اس بات پر بھى دلالت كرتا ہے كہ خود سامرى نے بھى اسے معبود كے طور پر قبول كر ركھا تھا_
10_ سامرى نے خود كو اپنے دست ساز بچھڑے كى مكمل نگرانى كا پابند بناركھا تھا اور مسلسل اسكے ہمراہ رہتا_
ظلت عليہ عاكف
"ظلت"،"ظللت" (تو اس پر كاربند تھا) كا مخفف ہے "عكوف" كا معنى ہے كسى چيز كو چمٹا رہنا اور اسى سے دائمى سركشى ہے (مصباح) اور "ظ

لت عليہ عاكفاً" يعنى اسكى طرف تيرى بہت توجہ تھى اور تو ہميشہ اس كا ديدار كررہا تھا _
11_ سامرى كے بچھڑے كو مكمل طور پر جلاكر اسكے آثار كو ختم كردينا اور اسكى راكھ كو دريا ميں پھينك دينا سامرى كے سنہرے بچھڑے كے بارے ميں حضرت موسى (ع) كى قطعى اور مؤكد تصميم _
و انظر إلى إلہك ... لنحرقنہ ثم لننسفنہ فى اليم نسف
("لنحرقنہ" كے مصدر) تحريق كا معنى ہے زيادہ جلانا (مصباح) نسف كامعنى ہے جڑ سے اكھاڑنا، گراديناا اور ہوا ميں منتشر كردينا (قاموس)قابل ذكرہے كہ آيت ميں آخرى معنى زيادہ مناسب لگ رہا ہے پس "ثم لننسفنہ" يعنى بچھڑے كو جلانے كے بعد (اسے راكھ كرنا) اسكى راكھ كو دريا ميں پھينك ديں گے _
12_ سامرى كے بچھڑے كو جلانا اور اسكى راكھ كو دريا ميں پھينكنا ،سامرى اور ديگر لوگوں كے سامنے انجام پايا_
و انظر ... لنحرقنہ ثم لننسفنہ فى اليم
"انظر" حضرت موسي(ع) كى طرف سے سامرى كو حكم ہے اور ظاہراً اس سے مراد جلانے اور دريا ميں پھينكنے والے پروگرام كا نظارہ كرنا ہے_ "لنحرقنہ" اور "لننسفنہ" كى جمع كى ضمير ميں موقع پر لوگوں كے حاضر ہونے كو بيان كر رہى ہيں_
13_ حضرت موسى (ع) نے سامرى كے بچھڑے كو نابود كرنے كيلئے بنى اسرائيل كى مدد كا انتظام كيا تھا اور آپ انہيں اس كام ميں شريك كرنے پر مصمم تھے_
لنحرقنہ ثم لننسفنہ
"لنحرقنہ" اور "لننسفنہ" كى جمع كى ضمير يں مذكورہ مطلب كو بيان كررہى ہيں _
14_ سامرى كے بچھڑے كو تراش كر اسے ناقابل استعمال برادے ميں تبديل كرنا اور پھر اسے دريا ميں منتشر كردينا بنى اسرائيل كے بچھڑا پرستى والے انحراف كا قلع قمع كرنے كيلئے حضرت موسي(ع) كا پروگرام _
لنحرقنہ
"حرق" اور "تحريق" كے معانى ميں سے ايك نرم كرنا اور پگھلانا ہے _اور "تحريق" اسكے تسلسل اور شدت پر دلالت كر

رہا ہے (لسان العرب) مذكورہ مطلب اسى معنى كى بناپر ہے_
15_ شرك كے فكرى اور عينى ذرائع كے ساتھ مقابلہ كرنا اور انہيں نابود كرنا،بنى اسرائيل كى بچھڑاپرستى كے خلاف حضرت موسي(ع) كى روش_
إلهك الذي ... لنحرقنہ ثم لننسفنہ
سامرى كے بچھڑے كو جلانا چند جہات سے قابل تامل ہے 1: نابود كرنے اور اسے لوگوں كى نظروں سے مٹا دينے كى جہت سے تا كہ دوبارہ اسكى طرف مائل نہ ہوجائيں 2: اس سنہرے بچھڑے كو جلاكر راكھ كرديںے سے ظاہر بينوں كيلئے اس كے معبود نہ ہونے كو ثابت كرنا _ پہلى جہت عينى اور دوسرى فكرى ہے_
16_ شرك اور غير خدا كى پرستش كى جڑوں كو كاٹنا اور لوگوں

كى زندگى سے اسكے آثار كو محو كردينا ضرورى ہے _
إلهك ... لنحرقنہ ثم لننسفنہ فى اليم نسف
17_ مادى اور فنى اقدار كو شرك كے خلاف مقابلے اور اسكے آثار اور ذرائع كو نابود كرنے ميں سستى كاموجب نہيں بننا چاہے_
و انظر إلى إلهك ... لنحرقنہ ثم لننسفنہ فى اليم نسف
باوجود اسكے كہ سامرى كا بچھڑا قيمتى دھاتوں سے بنايا گيا تھا اور اس سے صحيح استفادے كا امكان تھا حضرت موسي(ع) نے جلانے اور نابود كرديںے كا حكم ديا كيونكہ صحيح عقائد كى حفاظت اور اعتقادى انحرافات كے ساتھ مقابلے كى قدر و قيمت مادى اقدار كے ساتھ قابل قياس نہيں ہے_

ہنرى آثار:
انكا كردار 17
مدد طلب كرنا:
بنى اسرائل سے مدد طلب كرنا 13
بنى اسرائيل:
انكى تاريخ 1، 3، 13، 14، 15; انكى بچھڑا پرستى كے خلاف مبارزت كى روش 14، 15; انكا كردار نقش و 13
خداتعالى :
اسكى دھمكيوں كا قطعى ہونا 8
راہنما:
گمراہى كے راہنماؤں كى اخروى سزا 7; گمراہى كے راہنماؤں كى دنيوى سزا 7
سامري:
اسكے بچھڑے كو دريا برد ہ كرنا 11، 12; اسكى جلا وطنى 1; اسكے بچھڑے كونابود كرنے كى روش 14; اسكے بچھڑے كو جلانا 11، 12; اسے مطرود كرنا 3، 4، 6; اس كا قصہ 1، 3، 9، 10; اسكے ساتھ قطع تعلقى 1; اسكى اخروى سزا كا قطعى ہونا 6; اسكى دنيوى سزا 6; اسكى سزا 4; اسكى بچھڑا پرستى 9; اسكے بچھڑے كى نگرانى 10; اسكے خلاف عدالتى كا روائي1; اسكے بچھڑے كى نابودى 13; اس پر نفرين 3; اس كا كردار ونقش 10
شرك دشمني:
اسكى اہميت 16، 17
گمراہ لوگ:
انكے ساتھ نمٹنے كى روش 5; انہيں مطرود كرنا5; انكے ساتھ قطع تعلقي5
مرتد:
اسكے احكام 2; اسكى جلا وطني2; يہ يہوديت ميں2
موسي(ع) (ع) :

انکی نفرین کے اثرات 3; انکی تصمیم 11; انکی شرك دشمنی کی روشء 15; انکا قصہ 1، 3، 11، 12، 13، 14، 15; انکا فیصلہ1; یہ اور سامری کا بچھڑ 11
یہودیت:
اسکی تعلیمات 2

212

إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْماً (٩٨)
یقینا تم سب کا خدا صرف اللہ ہے جس کے علاوہ کوئي خدا نہیں ہے اور وہی ہر شے کا وسیع علم رکھنے والا ہے (98)

1_ لوگوں کو عبادت میں توحید کی طرف متوجہ کرنا، حضرت موسي(ع) کا سامری کے بچھڑے کو جلا کر راکھ کردینے کا مقصد_
لنحرقنہ ... إنما إلہکم اللہ
ظاہراً یہ آیت حضرت موسي(ع) کی اپنی قوم کے ساتھ گفتگو کا تسلسل ہے _ سامری کے خلاف عدالتی کاروائي اور اسکے خلاف فیصلے نیز اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کے بعد ان بیانات کو پیش کرناکی تصمیم اس پورے واقعے کا نتیجہ ہے اور یہ اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت موسي(ع) نے یہ نتیجہ (شرك کا ابطال اور توحید کا اثبات) اخذ کرنے کیلئے یہ سب کام انجام دیئے تھے _
2_ صرف اللہ تعالی ،انسانوں کا حقیقی معبود ہے _
إنما إلہکم اللہ
3_ "اللہ " عالم ہستی کے واحد حقیقی معبود کا مخصوص نام ہے_
إنما إلہکم اللہ الذی لا إلہ إلا ہو
4_ انسان کا حقیقی معبود،عالم ہستی کا یکتا معبود ہے
إنما إلہکم اللہ الذی لا إلہ إلا ہو
"الذي ..." کا وصف تعلیل کیلئے ہے یعنی چونکہ "اللہ " وہ ذات ہے کہ کائنات میں اسکے سوا کوئي معبود بر حق نہیں ہے لذا تمہارا خدا بھی وہی ہے_
5_ کائنات کی تمام مخلوقات،خدائے یکتا کے علم میں ہیں
اللہ الذي ... وسع کل شيء علم
"علماً"،"وسع" کے فاعل کیلئے تمیز ہے یعنی خداتعالی علم و آگاہی کے لحاظ سے تمام مخلوقات پر محیط ہے _
6_ وہ معبود لائق عبادت ہے جو شریك سے بے نیاز ہو اس کا علم مطلق ہو اور سب چیزوں پر محیط ہو _
إنما إلہکم اللہ ... وسع کل شيء علم

213
"وسع" کا جملہ "لا إلہ إلا ہو" کیلئے بدل ہے اور یہ دونوں" إنما إلہکم ..." کیلئے تعلیل ہیں _

اسما و صفات : اللہ 3
انسان:
اس کا معبود 4
توحید:
توحید عبادی کی اہمیت 1; توحید عبادي4
خداتعالی :
اسکی خصوصیات 2; اسکے علم کی وسعت 5
سامري:

اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کا فلسفہ 1
سچامعبود 2، 4
اس کا احاطہ 6; اس کا بے مثال ہونا 6; اس کا بے نیاز ہونا 6; اسکی شرائط 6; اس کا علم 6; اس کا نام 3
موجودات:
ان کا علم 5
موسی (ع) :
انکے اہداف 1

كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاء مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْراً (۹۹)
اور ہم اسی طرح گذشتہ دور کے واقعات آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی بارگاہ سے آپ کو قرآن بھی عطا کردیا ہے (99)

1_ سابقہ اقوام کی سرگذشت نقل کرنے میں قرآنی روش کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے _
كذلك نقص عليك من ا نباء ما قد سبق
"كذلك" دوسروں کی سرگذشت کے نقل کرنے کو موسي(ع) کی داستان کے نقل کرنے کے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے ہے اور آیت کا ذیل "آتيناك ... ذكراً" اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ خداتعالی ان قصوں میں بھی پندآموز نکات کا انتخاب کر کے انہیں قرآن میں بیان کرتاہے جیسا کہ اس نے حضرت موسی (ع) اور بنی اسرائیل کی دوستان میں کیا ہے_
2_ گذشتہ انبیاء (ع) اور امتوں کی اخبار کو مسلسل نقل کرنا، خداتعالی کا پیغمبر (ص) کے ساتھ ايك وعدہ _

كذلكنقص عليك من ا نباء ما قد سبق
"نقص عليك ..."گذشتہ لوگوں کی تاریخ کے گوشوں کو نقل کرنے کے سلسلے میں خداتعالی کا وعدہ ہے_
3_ قرآن مجید کی داستانیں،تاریخی واقعیات سے ماخوذ ہیں
نقص عليك من ا نباء ما قد سبق
"نبا" خبر کے معنی میں ہے "ما قد سبق" یعنی وہ جو ماضی میں واقع ہوچکا ہے نہ یہ کہ صرف خیالی اور غیر واقعی امور ہوں _
4_ قرآن مجید خداتعالی کی طرف سے پیغمبر اکرم(ص) کیلئے ايك عظیم عطیہ اور نصیحت گیری اور ہوشیار رہنے کا ايك ذریعہ ہے _
و قد ء اتيناك من لدنّا ذكر
"ذكرا" کا نکرہ ہونا اسکی عظمت پر دلالت کرتا ہے (بعد والی آیت میں) "من ا عرض عنہ" قرینہ ہے کہ ذکر سے مراد قرآن ہے_
5_ قرآن کریم میں گذشتہ لوگوں کی داستانوں کو نقل کرنا یادآوری اور بیدار کرنے کیلئے ہے _
نقص عليك من ا نباء ما قد سبق ... ذكر
6_ نصیحت گیری اور سبق حاصل کرنے کیلئے قرآن کی داستانوں میں غور و فکر کرنا ضروری ہے _
نقص عليك من ا نبا ئ ... ذكر
7_ "ذکر" قرآن مجید کے ناموں اور اوصاف میں سے ہے_
و قد ء اتيناك من لدنا ذكر
8_ قرآن مجید کی داستانیں،خداتعالی کے علم کے سرچشمہ سے نازل ہوئي ہیں نہ یہ کہ دوسروں کی باتوں سے مأخوذہوں_
من لدن

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کے ساتھ وعدہ 2

تدبر:
قرآن کے قصوں میں تدبر 6
خداتعالی :
اسکے عطیات 4; اس کا علم 8; اسکے وعدے 2
ذکر: 7
قرآن مجید:
اس میں تاریخ 1، 2; اسکی تعلیمات کی روش 1; اس کی فضیلت 4; اسکے قصوں کا فلسفہ5; اسکے نزول کا فلسفہ 4; اسکے قصوں کا سرچشمہ 8; اسکے نام 7; اسکے قصوں کی حقیقت 3
نعمت:
قرآن کی نعمت4
یاددہانی:
پیغمبر کویاد دہانی 4; اسکے عوامل 4، 5، 6

215

مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْراً (١٠٠)
جو اس سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن اس ا نکار کا بوجھ اٹھائے گا (100)

1_ قرآن مجید اور اسکی نصیحتوں سے روگردانی کرنے والے قیامت کے دن اپنے کندھوں پر گناہ کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے _
من أعرض عند فإنہ يحمل يوم القی مۃ وزر
2_ قرآن مجید سے روگردانی گناہ ہے اور قیامت والے دن یہ انسان کے دامنگیر ہوگی _
من أعرض عنہ فإنہ يحمل يوم القی مۃ وزر
3_ قرآن اور اسکی نصیحتوں سے روگردانی کرنے والے دنیا میں انحراف اور گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں _
ء اتيناك من لدنا ذكراً_ من أعرض عنہ فانہ يحمل ... وزر
جملہ " فإنہ يحمل ..." ممکن ہے قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں کے دیگر گناہوں میں گرفتار ہونے کو بیان کررہا ہو یعنی یہ لوگ اس روگردانی کی وجہ سے دنیا میں گناہ کے جال میں پھنس جائیں گے اور قیامت میں اس کے بوجھ تلے اور اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے_
4_ قیامت،انسان کے دنیاوی اعمال کے ظہور کا دن ہے _
من أعرض عنہ فإنہ يحمل يوم القی مۃ وزر
"وزر" کا معنی ہے پھاری بوجھ اور چونکہ گناہ بھی گناہ گار کے کا ندھے پر بھاری بوجھ ہوتا ہے اس لئے اسے بھی "وزر" کہتے ہیں (مفردات راغب) "حمل وزر" اس چیز کی حکایت کررہا ہے کہ قیامت کے دن گناہ، گناہ گار کے کندھے پر بوجھ کی صورت میں ظاہر ہوگا_
5_ قرآن مجید اور اسکی نصیحتوں کی طرف توجہ قیامت والے دن بوجھ کے ہلکا ہونے اور نجات کا سبب ہے _
من أعرض عنہ فإنہ يحمل يوم القی مۃ وزر
جس طرح قرآن مجیدسے روگردانی قیامت کے دن بوجھ کے بھاری ہونے اور پریشانی کا سبب ہے اسی طرح قرآن مجید کی طرف پلٹنا اور اسکے ساتھ تمسك قیامت والے دن انسان کے بوجھ کے ہلکا کرنے اور اسکی نجات کا سبب ہے_

216
6_ قرآن مجید، قیامت والے دن اعمال کے پرکھنے کا محور اور میزان ہے _
من أعرض عنہ فإنہ يحمل يوم القی مۃ وزر
آیت کا منطوق دلالت کرر ہا ہے کہ قرآن سے روگردانی "وزر" آور ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسکی طرف توجہ نجات

کا سبب ہے پس قیامت کے دن انسان کے اعمال اور عقائد کی قدر و قیمت کا معیار اس کی قرآن سے دوری اور نزدیکی ہوگی اور اس ذریعہ سے اس کیلئے ثواب و عقاب کی درجہ بندی ہوگی _
ذکر:
قرآن کے ذکر کے اثرات 5
عمل:
اس کا میزان 6
قرآن مجید:
اس سے روگردانی کے اثرات 3; اس سے روگردانی کرنے والوں کے گناہ کا سنگین ہونا1; اس سے روگردانی کرنے والوں کی گمراہی 3; اس سے روگردانی کرنے کا گناہ 2; اس سے روگردانی کرنے والے قیامت میں 1; اس کا اخروی کردار 6
قیامت:
اس میں پاداش 4; اس مینعمل کا مجسم ہونا 4; اس میں حقائق کا ظہور 4; اس میں سزا 4; اسکی خصوصیات 4
گمراہي:
اسکے عوامل 3
گناہ:
اسکے عوامل 3
نجات:
اخروی نجات کے عوامل 5

تفسیر راھنما جلد 11

خَالِدِينَ فِيهِ وَسَاء لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلاً (۱۰۱)
اور پھر اسی حال میں رہے گا اور قیامت کے دن یہ بہت بڑا بوجھ ہوگا (101)

1_ قرآن مجید سے اعراض کرنے کی سزا،قیامت میں بھاری بوجھ کی طرح اعراض کرنے والوں کے گندھوں پر ہوگي_
من ا عرض عنہ ... وزراً خلدین فیہ ... حمل
"حمل" اس اٹھائي ہوئي چیز کو کہتے ہیں کہ جو سر یا پشت پر اٹھائے ہوئے وزن کی طرح آشکار ہو (لسان العرب) اور اس کا نکرہ ہونا اسکے بھاری ہونے کو بیان کررہا _
2_ قرآن مجید سے روگردانی کرنے والوں کی اخروی سز

اور نتائج ابدی ہوں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے _
وزرا خلدین فیہ و ساء لہم
"فیہ" کی ضمیر کا مرجع "وزرا" ہے جو گذشتہ آیت میں تھا "وزر" میں خلود اور ہمیشگی کا معنی اسکے اثرات اور نتائج کا دائمی ہونا _
3_ قیامت کے دن قرآن مجید سے روگردانی کا وزر اور عقوبت روگردانی کرنے والوں کے کندھوں پر ناگوار اور مشقت بار وزن ہوگا _
وزراً ... و ساء لہم یوم القی مۃ حملً

4_ اخروى سزائيں ،دنيوى اعمال كا تجسم ہيں _
فإنہ يحمل يوم القى مة وزراً خلدين فيہ ... حملً
گناه گاروں كا وزر اور گناه مينہميشہ رہنا اس چيز كو بيان كررہا ہے كہ قيامت كى عقوبتيں اور مشكلات دنياوى اعمال كا تجسم ہيں كيونكہ وه اپنے گناه ميں ہميشہ ہيں _
5_ قيامت،گناه گاروں كى سزا كا دن ہے_
و ساء لہم يوم القى مة حمل

عذاب:
اس ميں ہميشہ رہنا 2
عمل:
اس كا مجسم ہونا 4
قرآن مجيد:
اس سے روگردانى كرنے والوں كى سزا كا سخت ہونا3; اس سے روگردانى كرنے والوں كى سزا كا سنگين ہونا 1; اس سے روگردانى كرنے والوں كى اخروى سزا 1، 2
قيامت:
اسكى خصوصيات 5
سزا:
اخروى سزا كى حقيقت 4
گناه گار لوگ:
انكى اخروى سزا 5

يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقاً (۱۰۲)
جس دن صور پھونكا جائے گا اور ہم تمام مجرمين كو بدلے ہوئے رنگ ميں اكٹھا كريں گے (102)

1_ صور (بگل يا صورت اور پيكر) ميں پھونكا جانا،روز قيامت كے واقعات ميں سے ہے _
يوم ينفخ فى الصور
ممكن ہے صوران دو معنوں ميں سے ايك ميں ہو_ 1_سينگ كے

معنى ميں تو اس صورت ميں مراد بگل ميں پھونكاجانا ہوگا كيونكہ قديم زمانے ميں جانوروں كے سينگ ميں سوراخ كر كے اس سے بناتے تھے 2_ ممكن ہے صور"صورة" كى جمع ہو تو اس صورت ميں مراد مردوں كے جسموں اور پيكروں ميں پھونكاجانا ہوگا تا كہ وه زنده ہوجائيں بعض آيات كہ جن ميں كلمہ " صور" آيا ہے دوسرے معنى كے ساتھ سازگار نہيں ہيں _
2_ صور ميں پھونكاجانا اور قيامت ميں محشور ہونا ايسے دو واقعات ہيں جو ايك دوسرے كے ساتھ مربوط ہيں_
يوم ينفخ فى الصور و نحشر المجرمين
"حشر" كا "نفخ صور" پر عطف بتاتا ہے قيامت كے برپا ہونے كے سلسلے ميں يہ دو واقعات آپس ميں مربوط ہيں _
3_ قيامت،مردوں كے اجساد ميں دوباره روحوں كے پھونكے جانے كا دن _*
يوم ينفخ فى الصور
مذكوره مطلب اس احتمال كى بناپر ہے كہ "صور" "صورة" كى جمع اور "اجساد" كے معنى ميں ہو_
4_ مجرمين جس لحظے قيامت ميں حاضر ہوں گے پريشانى كے ساتھ اپنے انجام پر نظر يں لگائے مبہوت اور حيرت زده ہوں گے _
و نحشرالمجرمين يومئذ زرق

"زرقاً"،"المجرمين" كيلئے حال ہے اور اس كا مفرد "ارزق" يا "رزقائ" اس شخص كو كہاجاتا ہے كہ جس كى آنكھ كى سفيدى اسكى سياہى كو ڈھانپ لے (لسان العرب) يہ حالت مجرمين كے ٹكٹكى باندھ كر ديكھنے كى علامت ہے اور ان كے شديد اندرونى اضطراب كو بيان كررہى ہے بعض لوگوں كا كہنا ہے كہ آنكھ كے سفيدہونے كا لازمہ اس كا اندھا ہونا ہے (لسان العرب)_

5_ قيامت ميں مجرمين كا محشور ہونا شديد رنج،الم اور وحشت كے ساتھ ہوگا _

و ساء لہم يوم القى مة حملاً ... نحشر المجرمين يومئذ زرق

"حملا" اور "زرقا" قيامت كے دن منكرين قرآن كى پريشان حالى اور سخت حالات پر دلالت كررہے ہيں _

6_ قيامت كے دن مجرمين نيل پڑے اور اترے ہوئے چہروں كے ساتھ محشور ہوں گے _*

و نحشرالمجرمين يومئذ زرق

ممكن ہے ("زرقاً" كے مفرد) "ا رزق" يا "زرقائ" سے مراد لاجوردى رنگ ہوكہ جسے آسمانى رنگ يا نيلگوں بھى كہا جاتا ہے يہ صفت اگرچہ عام طور پر آنكھو كيلئے استعمال ہوتى ہے ليكن آنكھ كے غير ميں بھى استعمال ہوتى ہے (لسان العرب) مذكورہ مطلب اس بنياد پر ہے كہ "زرقاً" مجرمين كى جسمانى حالت كو بيان كررہا ہو_

7_ قيامت انسانوں كے جمع اور اكٹھا ہونے كا دن _

نحشر المجرمين

"حشر" كا معنى ہے جمع كرنا (لسان العرب) اور اس ميں چلانے كا معنى ہى ملحوظ ہوتا ہے _

219

8_ قيامت برپا كرنا اور اس ميں مجرمين كو حاضر كرنا خداتعالى كے اختيار ميں اور اسكے ارادے كے ساتھ مربوط ہے _

نحشر

9_ قرآن مجيد سے روگردانى كرنے والے ايسے مجرم ہيں جن كا برا انجام ہے _

ء اتينك ... من أعرض ... و نحشر المجرمين يومئذ زرق

انسان:

اس ميں روح پھونكنا 3

خداتعالى :

اسكے ارادے كے اثرات 8

قرآن مجيد:

اس سے روگردانى كرنے والوں كا انجام 9

قيامت :

اس ميں جمع ہونا 7; اس ميں محشورہونا 2; اس ميں آنكھ خيرہ ہونا 4; اسكے برپا ہونے كا سرچشمہ 4; اس ميں صور پھونكنا 1، 2; اسكى خصوصيات 1، 3، 7

گناہ گار لوگ:

انكى اخروى حيرت 4; ان كا اخروى خوف 5; انكے چہرے كا رنگ 6; انكى آنكھ كا خيرہ ہونا 4; انكا برا انجام 9; انكے محشور ہونے كا سرچشمہ8; انكى اخروى پريشاني4; ان كے محشور ہونے كى خصوصيات 5

مردے:

انہيں آخرت ميں زندہ كرنا 3

يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْراً (١٠٣)

يہ سب آپس ميں يہ بات كر رہے ہوں گے كہہم دنيا ميں صرف دس ہى دن تو رہے ہيں (103)

1_ گناہ گار اور قرآن سے روگردانى كرنے والے روز قيامت ايك دوسرے كے ساتھ آہستہ آہستہ باتيں كريں گے _

يتخفتون بينہم

"خفت" كا مطلب ہے بات كو مخفى ركھنا (لسان العرب) "يتخافتون" باب تفاعل سے ہے اور اس بات پر دلالت كرتا ہے كہ ايك دوسرے كے ساتھ گفتگو كرتے وقت انكى آواز سنائي نہيں ديں گى قابل ذكر ہے كہ (بعد والى آيات ميں مذكور) "خشعت الا صوات للرحمان" قرينہ ہے كہ خداتعالى كى عظمت كے احساس اور اسكى رحمت كى توقع نے مجرمين كو آوازينا نيچى ركھنے پر مجبور كيا _

2_ برزخ ميں ٹھہرنے كى مدت كا اندازہ قيامت كے دن قرآن سے روگردانى كرنے والوں كى آپس ميں خفيہ گفتگو كا حصہ _

يتخفتون بينہم إن لبثتم

اپنے ٹھہرنے كى مدت كے بارے ميں مجرمين كا سوال _ اس قرينے كو مد نظر ركھتے ہوئے كہ دنيا ميں انكى عمر يں بہت مختلف تھيں _ موت كے بعد گزرنے والى مدت كے بارے ميں سوال ہے_

3_ مجرمين اور قرآن سے روگردانى كرنے والا ايك گروہ،قيامت كے دن برزخ ميں اپنے ٹھہرنے كى مدت كا اندازہ دس دن لگائے گا _

إن لبثتم إلا عشر

"لبث" كا معنى ہے ٹھہرنا اور بعد والى آيت ميں مذكورہ "يوماً"قرينہ ہے كہ "عشراً" سے مراددس دن ہيں يہ كلمہ اگر چہ صرف مو نث (جيسے ليالي) كيلئے استعمال ہوتا ہے ليكن اگر تميز محذوف ہو تو مذكر (جيسے ايام) كيلئے بھى استعمال ہوتاہے _

4_ موت سے روز قيامت تك كا فاصلہ،حاضرين قيامت كى نظر ميں بہت ہى كم اور معمولى فاصلہ ہے_

يتخفون بينہم إن لبثتم إلا عشر

5_ قيامت ميں بھى بعض لوگوں كيلئے بعض حقائق مخفى رہيں گے _

يتخفتون بينہم إن لبثتم إلا عشر

جملہ "يتخفتون" بتاتا ہے كہ "إن لبثتم إلا عشراً" كا محتوا مجرمين كى گفتگو كا محور تھا نہ يہ كہ اس پر ان كا اتفاق رائے ہو اور مختلف نظريات كا پيش كرنا ان ميں سے بعض كيلئے حقيقت كے مشخص نہ ہونے سے حكايت كرتا ہے_

عدد:

دس كا عدد 3

عالم برزخ

اسكى مدت كا كم ہونا 4; اسكى مدت 2، 3

قرآن مجيد:

اس سے روگردانى كرنے والوں كى آخرى سرگوشياں 1، 2، 3

قيامت:

اس ميں حقائق كا مخفى رہنا 5

گناہ گار لوگ:

انكى اخروى سرگوشياں1

موت:

اس كا قيامت تك كا فاصلہ 4

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْماً (١٠٤)

ہم ان كى باتوں كو خوب جانتے ہيں جب ان كا سب ہے ہوشيار يہ كہہ رہا تھا كہ تم لوگ صرف ايك دن رہے ہو (104)

1_ اللہ تعالی ،قیامت کے دن مجرمین کی برزخ مینان کے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں ایك دوسرے کے ساتھ گفتگو کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے_
إن لبثتم إلا عشراً نحن أعلم بما يقولون
"ما يقولون" يعنی جو وہ کہتے ہیں او رممکن ہے اس سے مراد مجرمین کی طرف سے آپس میں بولے گئے جملے ہوں اور ممکن ہے اس سے مراد وہ موضوع ہو کہ جسکے بارے میں مجرمین اظہار نظر کرتے ہیں مذکورہ مطلب میں پہلا احتمال مد نظر رکھا گیا ہے _
2_ خداتعالی سے کوئي چیز مخفی نہیں ہے _
يتخفتون ... نحن أعلم بما يقولون
3_ خداتعالی برزخ میں انسانوں کے ٹہرنے کی مدت کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے _
نحن أعلم بما يقولوں
"ما يقولون" کے دو احتمالی معنوں میں سے ایك کی بنیاد پر اس سے مراد وہ موضوع ہے کہ جو روز قیامت مجرمین کی گفتگو کا محور ہوگا _
4_ روز قیامت سب سے زیادہ صحیح فکر والے مجرمین سب کیلئے برزخ میں ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ ایك دن لگائیں گے _
إذ يقول ا مثلہم طريقة إن لبثتم إلا يوم
"ا مثلہم طريقةً" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو افراد میں سے سب سے زیادہ منصف اور حق پرستوں کے سب سے زیادہ مشابہ ہو اور جو کچھ کہتا ہو زیادہ اطمینان سے کہتا ہو (قاموس) _
5_ برزخ کی تھوڑی سی مدت کاایك دن یا اس سے زیادہ اندازہ لگانا،ایك نادرست اور حقیقت سے دور اندازہ ہے
نحن أعلم ... إذ يقول ... إلا يوم
"إذ"،"أعلم"کیلئے ظرف ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح ترین فکروالے مجرمین کی طرف سے اظہار رائے کی صورت میں بھی خداتعالی سب سے زیادہ آگاہ ہے_ اور یہ چیز کنایہ ہے کہ ان مي

ں سے کسی نے بھی حقیقت کا اظہار نہیں کیا _
6_ روز قیامت مینلوگوں کی درك اور فہم مختلف ہوگی _
عشراً ... إذ يقول ا مثلہم طريقة إن لبثتم إلا يوم
ان لوگوں کا موجود ہونا کہ جو نسبتاً صحیح سوچتے ہیں اور دوسروں کی نسبت واقعیت سے قریب تر فیصلہ کرتے ہیں اس تفاوت کو بیان کررہا ہے کہ جو قیامت کے دن لوگوں کے درمیان اس لحاظ سے ہوگا_
7_ انسانوں کی مہارتیں اور فرق،قیامت کے دن بھی ظہور کریں گے _
إذ يقول أمثلہم طريقةً
"أمثلہم طريقةً" اس شخص کی حالت کو بیان کررہا ہے کہ جس نے ایك دن والا نظریہ پیش کیا اور اس شخص کیلئے آخرت میں اس حالت کا پیدا ہونا بعید نظر آتا ہے پس یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ خصوصیت ان مہارتوں کا ظہور ہے کہ جو دنیا میں انسان کو حاصل ہوئي ہیں _
8_ نظریات کا واقعیت سے فاصلہ ان کی قدر و قیمت لگانے اور جاننے کا معیار ہے _
إذ يقول أمثلہم طريقة إن لبثتم إلا يوم
9_ قیامت کی سختیوں اور عظمت کے مقابلے میں برزخ کا زمانہ بہت ہی کم اور معمولی ہے _
إذ يقول أمثلہم طريقة إن لبثتم إلا يوم
موت سے قیامت تك کی مدت کا کم ظاہر ہونا ظاہراً قیامت اور برزخ کے درمیان ایك قسم کے موازنے کا نتیجہ ہے اور اس فیصلے کا سرچشمہ ممکن ہے قیامت کی سختیوں کا مشاہدہ اور اسکے خلود اور دائمی ہونے کو مد نظر رکھنا ہو "إن لبثتم إلا يوماً" کہنے والے کو حق کے نزدیك تر کہنا گویا قرآن کی طرف سے برزخ کے زمانے کے کم ہونے کی تاکید ہے کیونکہ اس نے ایك روز اور دس روز میں سے پہلے کو حقیقت سے نزدیك تر قرار دیا ہے_

قدر و قیمت لگانا:
اس کا معیار 8
انسان:
ان کا اخروی تفاوت 6، 7; انکی اخروی فہم 6
سوچ:
اسکی قدر و قیمت کا معیار 8
خداتعالی :
اس کا علم 3، اس کا علم غیب 1، 2
عالم برزخ :
اسکی مدت کی کمي9; اسکی مدت 3، 4، 5
قیامت:
اس کے ہول9; اس میں حقائق کا ظہور 7; اسکی خصوصیات 7
گناہ گار لوگ:
انکی اخروی گفتگو 1

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفاً (١٠٥)
اور یہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا ہوگا تو کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار انہیں ریزہ ریزہ کر کے اڑادے گا (105)

1_ قیامت کے دن،دنیا کا نظام اور اس کا جغرافیہ گہرے تغیر و تبدل سے دوچار ہوجائیگا _
و يسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي
لوگوں کا پیغمبر اکرم(ص) سے قیامت کے دن پہاڑوں کے انجام کے بارے میں سؤال اس بات کا گواہ ہے کہ موجودہ جہان کا درہم بر ہم ہوجانا ارتکاز کی صورت میں یا دیگر آیات سے استفادہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کے اذہان میں ایک مسلم چیز تھی لیکن پہاڑوں کی عظمت نے ان کیلئے یہ سؤال پیدا کیا کہ ان کا انجام کیا ہوگا_
2_ پہاڑوں کی عظمت اور ان کے محکم و مضبوط ہونے کی وجہ سے کائنات کے انجام کی تحلیل کرنے والے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر جانے کو بعید سمجھتے ہیں _
و يسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي
3_ صدر اسلام کے کچھ لوگ، پیغمبراکرم(ص) سے قیامت کے وقت پہاڑوں کے انجام کے بارے میں وضاحت طلب کرتے تھے _
و يسئلونك عن الجبال
4_ قیامت کے وقت زمین کے سب پہاڑ جڑ سے اکھڑ کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر جائیں گے_
و يسئلونك عن الجبال فقل ينسفہا ربی نسف
"نسف" کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانا (مصباح)
5_ قیامت کے وقت پہاڑوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر منتشر ہوجانا،خداتعالی کی ربوبیت کا جلوہ اور اسکے حکم سے ہوگا _
فقل ينسفہا ربی نسف
6_ لوگوں کا پیغمبر اکرم(ص) سے سوال بعض آیات کے نزول اور ان کیلئے مطالب کے بیان کا سبب بنتا تھا _
و يسئلونك عن الجبال فقل
7_پیغمبر اکرم(ص) لوگوں تك معارف الہی کے پہنچانے کا ذریعہ تھے_

و يسئلونك ...فقل ينسفها ربي
8_اللہ تعالی نے پیغمبر(ص) اکرم کو لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے کا طریقہ سکھایا _
و يسئلونك ... فقل ينسفها ربي
9_ قیامت اور اس سے پہلے رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں پیغمبر(ص) اکرم کی آگاہي،وحی کی مرہون منت اور علم الہی کے سرچشمہ سے منسلك تھی _
و يسئلونك ... فقل
10_ صدر اسلام کے مسلمانوں میں تحقیق اور تفحص کے جذبے کا وجود _
و يسئلونك
11_ معارف الہی اور حقائق دینی کو آہستہ آہستہ بیان کیا گیا _
و يسئلونك ... فقل

خلقت:
اس کا انجام 2
اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 3
خداتعالی :
اسکے اوامر 5; اسکی تعلیمات 8; اسکی ربوبیت کي
نشانیاں 5; اسکے علم کا کردار 9
دین:
اس کا تدریجی نزول 11
قرآن مجید:
اسکی آیات کے نزول کا پیش خیمہ 6
قیامت:
اسکے وقت زمین1; اسکے وقت پہاڑ 3، 4، 5; اسکی نشانیاں 1، 4
پہاڑ:
ان کے محکم ہونے کے اثرات 2; انکی عظمت کے اثرات 2; انکے انہدام کا بعید ہونا2; انکا منہدم ہونا 4، 5; انکے انجام کے بارے میں سوال 3; انکا انجام 2
آنحضرت(ص) :
آپ سے سوال 3، 6; آپکی تبلیغ 7; آپکا معلم 8; آپکے علم کے سرچشمہ 9; آپ کا نقش و کردار 7
لوگ:
صد راسلام کے لوگوں کی پرستش کے اثرات 6; صدر اسلام کے لوگوں کی پرستش 3
مسلمان:
صدر اسلام کے مسلمانوں کا سوال پوچھنا 10; صدر اسلام کے مسلمانوں کی صفات 10
وحي:
اس کا کردار 9

225

فَيَذَرُهَا قَاعاً صَفْصَفاً (١٠٦)
پھر زمین کو چٹیل میدان بنادے گا (106)

1_ قیامت والے دن پہاڑ ہموار زمین میں تبدیل ہوجائیں گے_
عن الجبال ... فیذ رہا قاعاً صفصف
"قاع" کا معنی ایسی ہموار اور صاف زمین ہے کہ جس میں درخت نہ اگیں اور "صفصف" کا معنی ایسی ہموار زمین ہے کہ جس میں کسی قسم کے نباتات کے اگنے، امکان نہ ہو (لسان العرب)
2_ قیامت کے وقت زمین کا جغرافیہ بڑے تغیر و تبدل سے دوچار ہوجائیگا _
الجبال ... ینسفہا ... قاعاً صفصف
3_ قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے وقت سطح زمین ہر قسم کے نباتات سے خالی ہوجائي_
فیذرہا قاعاً صفصف
4_ قیامت کے وقت،پہاڑوں کو ہموار اور مسطح زمین میں تبدیل کرنا خداتعالی کا کام اور اس کے حکم سے ہوگ
ینسفہا ربي ... فیذ رہا قاع

پہاڑ:
ان کو ہموار کرنا 1
خداتعالي:
اسکے افعال 4; اسکے اوامر 4
زمین:
اسے ہموار کرنے کا سرچشمہ 4
قیامت:
اسکے وقت زمین 2، 3، 4; اسکے وقت پہاڑ 1; اسکی نشانیاں 1، 2، 3

226

لَا تَرَى فِيهَا عِوَجاً وَلَا أَمْتاً (١٠٧)
جس میں تم کسی طرح کی کجی یا ناہمواری نہ دیکھو گے(107)

1_ قیامت کے دن، سطح زمین کے اوپر معمولی سا نشیب و فراز بھی نظر نہیں آئیگا_
لا تری فیہا عوجاً ولا ا مت
"عوج" اعتدال کی ضد ہے (مصباح) اور "امت" کا معنی ہے بلند جگہ اور نشیب و فراز کو بھی کہا جاتا ہے (قاموس)
"لاتری ..." کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے وقت زمین میں کسی قسم کی ناہمواری اور کجی نظر نہیں آئیگی _
2_ زمین،قیامت کے وقوع پذیر ہونے اور انسانوں کے محشور ہونے کی جگہ _
فیذرہا قاعاً صفصفاً لا تری فیہا عوجاً و لا ا مت
زمین کا ہموار ہونا ممکن ہے لوگوں کو اٹھنے کیلئے آمادہ کرنے کیلئے ہو بنابراین قیامت اور اس کا خوفناك منظر اسی زمین پر وقوع پذیر ہوگا _

حشر:
اسکی جگہ 2

زمین:
اسے ہموار کرنا1; اس کا کردار 2
قیامت :
اس میں زمین 1; اسکی جگہ 2; اسکی خصوصیات 1

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَت الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْساً (١٠٨)
اس دن سب داعی پروردگار کے پیچھے دوڑ پڑیں گے اور کسی طرح کی کجی نہ ہوگی اور ساری آوازیں رحمان کے سامنے دب جائیں گی کہ تم گھنگھنا ہٹ کے علاوہ کچھ نہ سنوگے (108)

1_ روز قیامت پہاڑوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھرنے کے وقت ایك دعوت دینے وال

انسانوں کو قبروں سے باہر آنے کی دعوت دیگا _
یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ
ظاہراً داعی ،کہ تمام لوگ جسکی اتباع کریں گے اور اسکی ندا پر لبیك کہیں گے سے مراد وہ ہے کہ جو انسانوں کو قبروں سے محشور ہونے کی دعوت دیگا_
2_ روز قیامت سب لوگ بغیر کسی مخالفت کے اور مکمل نظم کے ساتھ داعی کی ندا کا جواب دیں گے اور اسکی پیروی کریں گے _
یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ
ممکن ہے "لہ" کی ضمیر کامرجع اتباع ہو (جو "یتبعون" سے مستفاد ہے) اس صورت میں "لاعوج لہ" کا معنی یہ ہوگا کہ روز قیامت کے داعی کی پیروی میں کسی قسم کی مخالفت اور انحراف نہیں ہوگا _
3_ قیامت میں انسانوں کو حاضر کرنے کا حکم سب کیلئے اور ہر قسم کی بد نظمی اور کجی سے دور ہوگا _
یومئذ یتبعون الداعی لاعوج لہ
ممکن ہے "لہ" کی ضمیر داعی کی طرف پلٹ رہی ہو اور دعوت میں "عوج" اور کجی کے نہ ہونے سے حاکی ہو _
4_ روزقیامت میں خداتعالی کی حاکمیت مطلق کا ظہور_
یومئذ یتبعون الداعي
5_ میدان قیامت میں حاضر لوگ اپنی گفتگو آہستہ آواز کے ساتھ زبان پر لائیں گے _
یومئذ ... خشعت الا صوات للرحمن
"خشوع صوت" کا معنی آواز کو نیچے لاناہے (تاج العروس)
6_ واقعہ قیامت کی عظمت اور اس دن رحمت خدا پر نظریں لگانا آوازوں کو سینوں میں روك دیگا _
یومئذ ... و خشعت الاصوات للرحمن
روز قیامت آواز کو نیچے رکھنے کا سرچشمہ خشوع قلب ہے کہ جو انسان کے اس دن کے مناظر کے مشاہدہ کا نتیجہ ہے _
7_ قیامت،خداتعالی کی رحمانیت کے ظہور کا دن _
و خشعت الا صوات للرحمن
"رحمن" یعنی وسیع اور سب کے شامل حال رحمت کا مالك _
8_ خدا کی رحمانیت قیامت کے دہشت ناك اور خوفناك منظر میں سب لوگوں کی امید اور پناہ گاہ _
و خشعت الا صوات للرحمن
9_ قیامت کے دن مخفی اور زیر لب آواز یا قدموں کی آہستہ آہٹ کے علاوہ انسانوں کی کسی قسم کی آواز سنائي نہیں دے گی _
و خشعت الا صوات للرحمن فلا تسمع إلاہمس
"ہمس" یعنی مخفی آواز اور "ہمس الا قدام" مخفی ترین قدم اٹھانے کو کہا جاتا ہے (معجم مقاییس اللغۃ) اس آیت میں دونوں

معنوں کا احتمال ہے_

امید:

خدا کی رحمانیت کی امید 8

انسان:

اسکی ا خروی امید 8; یہ قیامت میں 5; اس ك

آخرت میں محشور ہونا 3; اس کا محشور ہونا 1، 2

محشور ہونا:

اس کا سب کو شامل ہونا 3

خداتعالی :

اسکی رحمت کی توقع 6; اسکی اخروی حاکمیت 4; اسکی اخروی رحمانیت 7، 8

زمین:

اسے ہموار کرنا 1

قیامت:

اس میں آہستہ بولنا5، 9; اسکے منادی کو جواب دینا 2; اسکی ہولناکیاں 9; اس میں زمین1; اس میں حقائق کا ظہور 4، 7; اسکی عظمت 6; اس میں آہستہ بولنے کے عوامل 6; اس کا منادی 1; اسکی خصوصیات 6، 7، 9

پہاڑ:

پہاڑوں کا انہدام 1

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلاً (١٠٩)

اس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی سوائے ان کے جنھیں خدا نے اجازت دیدی ہو اور وہ ان کی بات سے راضی ہو (109)

1_ روز قیامت،شفاعت کارساز ہوگی _

يومئذ لا تنفع الشفعة إل

شفاعت کے سودمند نہ ہونے کی بات سوائے ان لوگوں کیلئے کہ جن کو اذن ہوگا اصل شفاعت کے مسلم ہونے کو بیان کررہا ہے _

2_ شفاعت ايك با ضابطہ اور محدود و معین چیز ہے _

يومئذ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن

3_ شفاعت کا سودمند ہونا ان لوگوں کیلئے ہے کہ جنہیں خداتعالی نے شفاعت کے لائق ہونے کی اجازت دی ہے _

لا تنفع الشفعة الا من أذن لہ الرحمن

ممکن ہے "من أذن لہ الرحمن" میں "مَن" "لاتنفع" کا مفعول ہو اس صورت میں جملے کا معنی یہ ہوگا کہ قیامت کے دن شفاعت کسی کو فائدہ نہیں پہنچائے گی مگر جنہیں اذن ہوگا _

4_ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان لوگوں کیلئے قبول کی جائیگی کہ جنکی گفتگو سے خداتعالی راضی ہوگا _

لا تنفع الشفعة إلا ... و رضی لہ قول

5_ خداتعالی روز قیامت کا مطلق اور بے چون و چرا حاکم ہوگا _

إلا من أذن لہ الرحمن

6_ شفاعت، قيامت كے دن خداتعالى كى مطلق حاكميت كے ساتھ تضاد نہيں ركھتى _
يومئذ لا تنفع الشفعة إلا من أذن لہ الرحمن
7_ قيامت كے دن،شفاعت كے وجود اور محدود دائرے ميں اس كے مؤثر ہونے كا سرچشمہ خداتعالى كى رحمانيت ہے _
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن لہ الرحمن
8_ قيامت كے دن صرف وہ لوگ شفاعت كريں گے جنہيں خدا كى طرف سے اذن ہوگا _
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن لہ الرحمن
ممكن ہے جملہ "لا تنفع ..." شفاعت كرنے والوں كى طرف ناظر ہو اس احتمال كى بناپر آيت كى تركيب كے سلسلے ميں متعدد وجوہ ذكر كى گئي ہيں ان ميں ايك يہ ہے كہ "الشفاعہ" شافع كى طرف اشارہ ہے اور آيت كا حقيقى مفاد يہ ہے كہ "لا ينفع شافع إلّا ..."
9_ قيامت كے دن ان لوگوں كو شفاعت كرنے كى اجازت ہوگى كہ جنكى گفتگو سے خداتعالى راضى ہوگا_
لا تنفع الشفاعة إلا من ... رضى لہ قول
"ا ذن" قرينہ ہے كہ جملہ " رضى لہ قولاً" قيامت سے مربوط ہے اور اس نكتے كو بيان كر رہا ہے كہ شفاعت كرنے والے اس صورت ميں شفاعت كر سكتے ہيں كہ نادرست بات زبان پر نہ لائيں اور شفاعت كے وقت جو كچھ زبان پر لائيں وہ حق اور خداكو پسند ہو_ يہ بھى بعيد نہيں ہے كہ يہ جملہ شفاعت كرنے والوں كى دنياوى گفتگو كى طرف نظر ركھتا ہو _
10_ خداتعالى كا راضى ہونا قيامت كے دن انسانوں كى گفتگو كے ثمربخش ہونے كى شرط ہے _
و رضى لہ قول
11_ انسان كيلئے ضرورى ہے كہ اپنى گفتگو كى دقيق نگرانى كرے اور ايسى گفتگو سے پرہيز كرے جو خداتعالى كى ناراضگى كا موجب ہو _
و رضى لہ قول
12_ گفتگو كا انسان كى تقدير اور خداتعالى كى خوشنودى اورناراضگى كے حاصل كرنے ميں بڑا كردار ہے _
لا تنفع الشفاعة ... و رضى لہ قول

انسان:
اسكى تقدير ميں موثر عوامل 12
خداتعالى :
اسكى رحمانيت كے اثرات 7; اسكى خوشنودى كے اثرات

9، 10; اسكے غضب سے اجتناب كرنا 11; اس كا اذن 3، 8; اسكى اخروى حاكميت 5; اسكى خوشنودى كا پيش خيمہ 11; اسكے غضب كا پيش خيمہ 12
خداتعالى كى خوشنودي:
يہ جنكے شامل حال ہے انكى شفاعت 4
گفتگو:
اسكے اثرات 12; اس كى نگرانى كے اہميت 11
شفاعت:
اسكے اثرات 1; اس كا قطعى ہونا 1;اسكے شرائط 3، 4، 8; يہ اور خدا كى حاكميت 6; اس كا تحت قانون ہونا 2; اس كا دائرہ كار 2; يہ جنكے شامل حال ہے 3; اس كا سرچشمہ 7
شفاعت كرنے والے :
ان سے راضى ہونا 9; انكى شرائط 9
قيامت:
اس كا حاكم5; اس ميں گفتگو كى تاثير كے شرائط 10; اس ميں شفاعت 1، 2، 7

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْماً (١١٠)
وہ سب کے سامنے اور پیچھے کے حالات سے باخبر ہے اور کسی کا علم اس کی ذات کو محیط نہیں ہے (110)

1_ خداتعالی سب انسانوں کے ماضی و حال سے مکمل اور دقیق آگاہی رکھتا ہے _
یعلم ما بین ا یدیہم و ما خلفہم
"ما بین ا یدیہم" کی تعبیر اس چیز پر بولی جاتی ہے کہ جس کا زیادہ وقت نہ گزرا ہو اور (آیت جیسے) موارد میں "ما بین ا یدیہم و ما خلفہم"سے مراد سب زمانوں میں انسان کے سب حالات ہیں قابل ذکر ہے کہ جو چیز افراد کے سامنے ہو اسے بھی "ما بین ا یدیہم" کہتے ہیں_
2_ خداتعالی مخفی اور آشکار کا مطلق جاننے والا ہے
یعلم ما بین ا یدیہم و ما خلفہم
"آگے اور پیچھے" ممکن ہے ظاہر اور مخفی سے کنایہ ہو کیونکہ عام طور پر جو چیز انسان کی آنکھوں کے سامنے نہ ہو وہ اس سے مخفی ہوتی ہے_
3_ خداتعالی قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کے (ماضي، استقبال اور ظاہراور مخفي) حالات سے مکمل آگاہ ہے _
لا تنفع الشفاعة إل

231
من أذن لہ ... یعلم ما بین ا یدیہم و ما خلفہم
"ا یدیہم" اور "خلفہم" کی ضمیر کا مرجع سابقہ آیت میں مذکور "من" ہے کہ جو جمع کے معنی میں ہے اور لفظ کے اعتبار سے ضمیر مفرد اور معنی کے اعتبار سے جمع کی ضمیر کا مرجع بن سکتا ہے_
4_ بندوں کے اعمال اور حالات سے خداتعالی کی وسیع آگاہي، قیامت کے دن شفاعت والے قانون اور اسکی اجازت کے صادر ہونے یا نہ ہونے کا سرچشمہ ہے _
لاتنفع الشفاعة إلا من أذن ... یعلم ما بین ا یدیہم و ما خلفہم
5_ مکمل اور دقیق آگاہي، قانون بنانے اور اسے اجراء کرنے والوں کی لازمی شرط ہے_
لاتنفع الشفاعة إلا من أذن لہ ... یعلم ما بین ائیدیہم و ما خلفہم
6_ کوئي بھی شخص،خداتعالی کے علم او رمعلومات پر محیط ہونے کی طاقت نہیں رکھتا _
یعلم ما ... ولا یحیطون بہ علم
صدر آیت کے قرینے سے خداتعالی کے علمی احاطے سے مراد اسکے معلومات اور اسکے کاموں میں مخفی اسرار کا احاطہ ہے _
7_ انسان، خداتعالی کے کاموں کے سب اسرار اور معیاروں سے مطلع ہونے کی طاقت نہیں رکھتا _
ولا یحیطون بہ علم
8_ روز قیامت میندھوکہ بازی اور شفاعت سے سوء استفادہ کا کوئي راستہ نہیں ہے _
لاتنفع الشفاعة إلا من أذن لہ ... یعلم ... و لا یحیطون بہ علم

انسان:
اس کا عاجز ہونا 6،7
خداتعالی :
اسکے علم غیب کے اثرات 4; اسکی خصوصیات 6; اسکے افعال کار از 7; اس کا علم غیب 1، 2،3; اسکے اذن کے عوامل 4; اسکے علم کی وسعت 1، 6
شفاعت :
اس کا تحت ضابطہ ہونا 4
شفاعت کرنے والے:
یہ قیامت میں 2

قانون:
اسے اجرا کرنے والوں کے شرائط 5
قانون بنانے والے:
انکے شرائط 5; انکا علم 5
قیامت:
اس میں شفاعت 4، 8; اس میں مکر 8; اسکی خصوصیات 8

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْماً (۱۱۱)
اس دن سارے چہرے خدائے حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ظلم کا بوجھ اٹھانے والا ناکام اور رسوا ہوگا (111)

1_ قیامت کے دن خداتعالی کے مقابلے میں خضوع و خشوع کی علامات سب انسانوں کے چہروں پر منقوش ہوں گی _
و عنت الوجوه للحی القیوم
"عنا" کا معنی ہے خاضع اور مطیع ہونا (لسان العرب) اور "وجہ" کا معنی ہے چہرہ اور چونکہ خضوع و ذلت کے آثار سب سے زیادہ چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں اس لئے یہ کلمہ استعمال ہوا ہے "الوجوہ" کے "ال" کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ استغراق کیلئے ہو یا مضاف الیہ کے عوض ہو اور اس سے مراد "وجوہ مجرمین" ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بناپر ہے_
2_ مجرمین اور متکبرین روز قیامت ذلت آمیز اور خاضع چہروں کے ساتھ خداتعالی کے سامنے حاضر ہوں گے_
و عنت الوجوه للحی القیوم
"عنائ" کے معانی میں سے ہے ذلیل ہونا (مصباح) اور "الوجوہ" میں "ال" مضاف الیہ کی جگہ پر ہے یعنی "وجوہہم" اور اس سے مراد ان مجرمین کے چہرے ہیں کہ جنکے بارے میں گذشتہ آیات میں بات ہوچکی ہے_ فعل "عنت" بتاتا ہے کہ ان کا خضوع تازہ ہے اور اس سے پہلے دنیا میں خداتعالی کے مقابلے میں خضوع نہیں کرتے تھے_
3_ خداتعالی حی و قیوم (زندہ اور ہستی کو قائم رکھنے والا) ہے
و عنت الوجوه للحی القیوم
"قیوم" اسے کہا جاتا ہے کہ جو خودبخود قائم ہو اور سب چیزوں کا محافظ اور ہر چیز کو اس کا ذریعہ قوام عطا کرنے والا ہو (مفردات راغب)

4_ خداتعالی جہان ہستی کا چلانے والا اور اسکی تدبیر کرنے والا ہے اور جہان ہستی کا قوام اور دوام اسکے ذریعے سے ہے _
للحی القیوم
بعض اہل لغت کے قول مطابق "قیوم" وہ ذات ہے کہ جو مخلوق کے امور کو قائم کرے اور اس نے تمام حالات میں کائنات کی تدبیر اپنی ذمے لے رکھی ہو (لسان العرب) _

5_ خداتعالی کی اپنے غیر سے مطلق بی نیازی _
القیوم
"قیوم" اسے کہا جاتا ہے کہ جو قائم بالذات ہو اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو _(لسان العرب)
6_ قیامت کے دن خداتعالی کے دائمی ہونے اور عالم ہستی پر اسکی قیومیت کا ظہور اسکے مقابلے میں لوگوں کے گہرے خضوع اور ذلت کا سبب ہوگا _
و عنت الوجوه للحی القیوم
7_ دنیا میں ہر قسم کا ظلم و ستم قیامت کے دن ظالموں کے کندھوں پر بھاری بوجھ ہوگا _
من حمل ظلم
8_ ظلم، قیامت کے دن انسان کے نقصان اور محرومیت کا سبب ہوگا _
و قد خاب من حمل ظلم
"خیبة" یعنی مطلوب کو ہاتھ سے دے بیٹھنا (مفردات راغب)
9_ قرآن سے روگردانی ظلم ہے _
و قد خاب من حمل ظلم
گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ ظلم سے مراد قرآن مجید سے منہ موڑنا ہے کہ جسے "وزر" کہا گیا تھا_
10_ اپنے اور دوسروں کے حق میں ہر قسم کے ظلم و ستم سے پرہیز کرنا ضروری ہے_
و قد خاب من حمل ظلم
11_ ستم کرنے والے (قیامت کے دن) شفاعت کرنے اور شفاعت کے لائق ہونے کے اذن سے محروم ہوں گے_
یومئذ لاتنفع الشفاعة ... و قدخاب من حمل ظلم
12_ قیامت کے دن صرف وہ مجرمین ناکام اور محروم ہوں گے کہ جنکے پاس کچھ ایمان اور عمل صالح نہیں ہوگا_
من حمل ظلم
بعد والی آیت میں جملہ "ومن یعمل من الصالحات ..." اس بات کا قرینہ ہو سکتا ہے کہ "من حمل ظلماً" مطلق نہیں ہے بلکہ صرف وہ لوگ مراد ہیں کہ جو نہ مؤمن ہیں اورنہ نیکوکار _

خلقت:
اسکی تدبیر 4; اسکی بقا کا سرچشمہ 4
اسما و صفات:
حي3; صفات جلال5; قیوم 3

انسان:
یہ قیامت میں 1; اس کا اخروی خضوع 1، 6; اسکی اخروی ذلت 6; اس کا اخروی حلیہ 1
خداتعالی :
اسکے دائمی ہونے کا اثرات 6; اسکی قیومیت کے اثرات 6; اسکی بے نیازی 5; اسکی تدبیر4; اسکے مقابلے میں خضوع 6; اسکے مقابلے میں خضوع کی نشانیاں 1
نقصان:
اخروی نقصان کے عوامل 8
شفاعت:
اس سے محروم لوگ 11
سرکشی کرنے والے:
انکا اخروی خضوع2; انکی اخروی ذلت2; انکا اخروی حلیہ 2
ظلم:

اسکے اثرات 8_اس سے اجتناب کی اہمیت 10 اس کا آخرت میں بھاری ہونا7
قرآن کریم:
اس سے روگردانی کرنے کا ظلم 9
قیامت:
اس میں خضوع6; اس میں شفاعت 11
کفار:
انکی اخروی محرومیت 12
گناہ گار لوگ:
انکا اخروی خضوع2; انکی اخروی ذلت2; انکا اخروی حلیہ 2; انکی اخروی محرومیت 12

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْماً وَلَا هَضْماً (١١٢)
اور جو نيك اعمال كرے گا اور صاحب ايمان ہوگا وہ نہ ظلم سے ڈرے گا اور نہ نقصان سے (112)

1_ مؤمنین جو اعمال صالح رکھتے ہیں قیامت کے دن اپنے کام کے ثمرات میں ہر قسم کی کمی اور تباہی سے محفوظ ہوں گے _
و من یعمل من الصلحت و ہو مؤمن فلا یخاف ظلماً و لا ہضم
"ہضم" یعنی ناقص کرنا اور کم کرنا (مصباح) پس "لایخاف ظلماً و لا ہضماً" یعنی نہ اس پر كوئي ستم کو روا رکھے گا تا کہ اس کا ناحق مؤاخذہ کرے اور نہ اسکے عمل کی جزا میں نقصان اور کمی آئیگي_

2_ قیامت کے دن مؤمنین کے امن اور قلبی سکون کا انحصار دنیا میں ان کے اعمال صالح پر ہے_
و من یعمل من الصلحت ... فلایخاف ظلماً و لا ہضم
"من الصلحت" میں "من" تبعیض کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ قیامت کے دن مؤمنین کی نجات کیلئے بعض اعمال صالح کا صدور کافی ہے_
3_ بے ایمانی اور اعمال صالح سے دوری ایسے ظلم ہیں کہ جو روز قیامت انسان کے دامنگیر ہوں گي_
و قدخاب من حمل ظلماً و من یعمل من الصلحت و ہو مؤمن
اس آیت اور اس سے پہلے والی آیت کے درمیان مقابلے سے یہ ظاہر ہے کہ اس آیت کا موضوع ظالموں کے مقابل والا گروہ ہے_
4_ خداتعالی بندوں کا مو اخذہ کرنے میں ہرگز حق سے تجاوز نہیں کرتا_
فلایخاف ظلماً و لا ہضم
ظلم اور ہضم کے درمیان فرق کے سلسلے میں كئي احتمالات دیئے گئے ہیں ان میں سے ايك یہ ہے کہ ظلم یعنی حق سے زیادہ کا مطالبہ کرنا اور ہضم یعنی حق سے کم کرنا_
5_ قیامت کے دن اعمال کی پاداش عادلانہ اور ہر قسم کے نقص و کمی سے دور ہوگي_
و من یعمل ... فلایخاف ظلماً و لاہضم
6_ ایمان، قیامت کے دن اعمال صالح کے ثمربخش ہونے اور انکی مکمل جزا سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے_
و من یعمل ... و ہو مؤمن فلایخاف ظلماً و لا ہضم
آخرت میں مؤمن کے عمل کی جزا میں کمی کی نفی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان نہ ہونے کی صورت میں انجام دیا گیا عمل صالح نقص اور کمی سے دوچار ہوجائیگا_
7_ "عن ا بی جعفر (ع) فی قولہ" لا یخاف ظلماً و لا ہضماً" یقول: لا ینقص من عملہ شيء و ا ما "ظلماً" یقول: لن یذہب بہ;
امام محمد باقر(ع) سے خداتعالی کے اس فرمان "لایخاف ظلماً و لاہضماً" کے بارے میں روایت کی گئي ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا خداتعالی فرماتا ہے کہ اس کے اعمال سے کمی نہیں کی جائیگی اور (کلمہ) "ظلما" (تو خداتعالی اس کلمے کے ساتھ) فرما رہا ہے کہ اسکے اعمال ختم نہیں ہونگے_ (1)

اسما و صفات:
صفات جلال 4
ایمان:
اس سے روگردانی کرنے کے اخروی آثار 3; اسکے اخروی آثار 6; اس سے روگردانی کرنے کا ظلم 3
....

1) تفسیر قمی ج2 ص 67_ نورالثقلین ج3، ص 395ج 123_

پاداش:
اس میں عدل5
خداتعالی :
خداتعالی اور ظلم 4; خداتعالی کا عدل 4
روایت: 7
ظلم:
اسکے اخروی آثار 3
عمل:
اسکی بقا 7; اسکی اخروی جزا 5; اسکی اخروی سزا 5
عمل صالح:
اس سے اعراض کے اخروی اثرات 3; اسکے اخروی اثرات 1; اسکی پاداش 6; اس سے اعراض کا ظلم 3
قیامت:
اس میں عدل 5
سزا:
اس میں عدل 5
مؤمنین:
ان کے اخروی سکون کے عوامل 1; ان کے اخروی امن کے عوامل1

وَكَذَلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْراً (١١٣)
اور اسی طرح ہم نے قرآن کی عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے عذاب کا تذکرہ کیا ہے کہ شاید یہ لوگ پرہیزگار بن جائیں یا قرآن ان کے اندر کسی طرح کی عبرت پیدا کردے (113)

1_ قرآن ایسی کتاب ہے جو فصیح اور واضح بیان کے ساتھ خداتعالی کی جانب سے نازل ہوئي ہے_
و كذلك ا نزلناه قرء انا عربي
"عربیاً"کا معنی یا تو فصیح اور واضح ہے (مفردات راغب) اور یا یہ اسکے عرب زبانوں کی طرف منسوب ہونے کو بیان کررہا ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب پہلے معنی کی طرف ناظر ہے _
2_ حقائق و معارف کو بیان کرنے میں بیان کا واضح ہونا تبلیغ کیلئے لازمی خصوصیات میں سے ہے_

قرآنا عربیاً و صرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون
3_ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور یہ اسکے قواعد و ضوابط کے مطابق ہے _
و كذلك ا نزلناه قرء انا عربي

مذكورہ مطلب اس احتمال كى طرف ناظر ہے كہ "عربياً" عربوں كى مخصوص زبان كے معنى ميں ہو_
4_ قرآن، پيغمبر(ص) اكرم پر نازل شدہ كتاب كا نام ہے_
ا نزلنہ قرء انا عربي
5_ قرآن مختلف اور گوناگون دھمكيوں اور تہديدات پر مشتمل ہے_
و صرفنا فيہ من الوعيد
"صرف" يا "تصريف" كا معنى ہے ايك چيز كو ايك حالت سے دوسرى حالت ميں پھيرنا يا اسے تبديل كرنا_ قابل ذكر ہے كہ تصريف ميں زيادہ مبالغہ ہے (مفردات راغب) بنابراين "صرفنا ..." سے مقصود يہ ہے كہ ہم نے دھمكيوں كو مختلف صورتوں ميں پيش كيا ہے _
6_ بيان كا متنوع ہونا اور اسكى مختلف صورتوں كو پيش كرنا تبليغ و تربيت ميں قرآن كى ايك روش ہے_
و صرفنا فيہ من الوعيد لعلہم يتقون
7_ انسان ميں روح تقوى كا پيدا ہونا نزول قرآن كے اہداف ميں سے ہے_
ا نزلنہ ... لعلہم يتقون
8_ قرآن كے واضح بيانات كى مخالفت سے لوگوں كو باز ركھنا قرآن كى دھمكيوں كا فلسفہ _
و صرّفنا فيہ من الوعيد لعلہم يتقون
قرآن سے روگردانى كرنے والوں كو گذشتہ آيات ميں دھمكياں ملنا نيز جملہ "ا نزلناہ قرآنا عربياً" اس بات كا قرينہ ہے كہ "يتقون" كا متعلق قرآن سے روگردانى كرنا ہے_
9_ انسان ميں روح تقوى كا پيدا كرنا دھمكيوں اور تہديدات كے استعمال كا محتاج ہے_
و صرفنا فيہ من الوعيد لعلہم يتقون
10_ انسان كو متنبہ كرنا ا ور اسے ياد دہانى كرانا قرآن كے اہداف اور اس كے واضح بيانات ميں سے ہے_
و صرفنا فيہ من الوعيد لعلہم ... ا و يحدث لہم ذكر
"ذكر" نسيان اور بھولنے كى ضد ہے(مقابيس اللغة) پس "ذكر" يعنى فراموش نہ كرنا اور دل ميں محفوظ ركھنا _
11_ خداتعالى قرآن كے الفاظ اور كلمات كو نظم دينے والا اور متنوع آيات كے قالب ميں انسان كو متنبہ كرنے والا ہے_
ا نزلناہ قرء انا عربياً و صرفنا فيہ من الوعيد
(نزول كى حالت ميں) قرآن كے عربى ہونے كا وصف بيان كرنا اس بات سے حكايت كرتا ہے كہ قرآن كے محتوا كے علاوہ اسكے الفاظ بھى خداتعالى كى طرف سے ہيں_
12_ قرآن كے معارف لوگوں كيلئے قابل درك ہيں _

238

و صرفنا فيہ من الوعيد لعلہم يتقون
13_ قرآن كى مكرر اور متنوع تنبيہات كو سنجيدہ لينا اور اسكے معارف اور تعليمات كو خاطر ميں ركھنا ضرورى ہے_
ا نزلناہ ... لعلہم يتقون ا و يحدث لہم ذكر
"لعل" اميد كے اظہار كيلئے ہے اور خداتعالى كے كلام ميں اس سے مقصود مخاطبين كى اميد ہے يعنى يہ مخاطبين كو فراہم شدہ حالات سے فائدہ اٹھانے كى دعوت ديتا ہے اور بيان كرتا ہے كہ اسكے نتيجے سے اميدوار ہونا چاہيے_
14_ قيامت اور مجرمين كے مستقبل كے حالات كى تشريح تقوا كے پيدا ہونے اور انسان سے غفلت كو دور كرنے كا سبب ہے_
و كذلك ا نزلناہ ... لعلہم يتقون ا و يحدث لہم ذكر
"كذلك" ميں حرف كاف تشبيہ كيلئے ہے اور يہ گذشتہ آيات كو تقوا اور ياد دہانى پيدا كرنے كيلئے آيات الہى كے نمونے كے طور پر متعارف كر رہاہے _

انسان:
اس كا خبردار ہونا 10
تبليغ:

239

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً (١١٤)
پس بلند و برتر ہے وہ خدا جو بادشاہ برحق ہے اور آپ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا کریں اور یہ کہتے رہیں کہ پروردگار میرے علم اضافہ فرما (114)

1_ خداتعالی ،بلند مرتبہ حقیقت، بے نظیر اور کمال کے عروج پر ہے_
فتعلی اللہ
"تعالی " کا معنی ہے بلند مرتبہ اور اس سے مراد خداتعالی کی صفات کا مخلوقات کی صفات سے برتر ہونا ہے _
2_ خداتعالی کائنات کا حقیقی مالك اور اس کا مطلق فرمان روا ہے_
فتعلی اللہ الملك
3_ خداتعالی حق محض ہے اور اس میں کسی قسم کا باطل روا نہیں ہے_
فتعلی اللہ الملك الحق
3_ خداتعالی کے افعال اور موجودات کی آفرینش حکیمانہ اور خردمندانہ ہے _
الحق
حق اسے کہا جاتا ہے کہ جو کسی چیز کو حکمت کی بنیاد پر خلق کرے (مفردات راغب)
5_ خداتعالی کی عالم ہستی پر فرمانروائي اور اسکی مالکیت ایسی ثابت حقیقت ہے کہ جس کا فنا ہونا ممکن نہیں ہے _
الملك الحق

"حق" یعنی واجب و ثابت (مصباح) اور آیت میں "الحق" ممکن ہے "الملك" کی صفت ہو نیز ممکن ہے یہ " الله " کی دوسری صفت ہو اور اسکے صفت "الملك" کے بعد مذکور ہونے کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ نکتہ حاصل ہوتا ہے _
6_ حق کی حکومت خداتعالی سے مخصوص ہے_

الملك الحق
6_ قرآن کا نزول خداتعالی کی مطلق فرمانروائي اس کی حقانیت اور اسکے بلند مرتبہ ہونے کا ایك جلوہ ہے_
و کذلك انزلنہ ... فتعلی الله الملك الحق
"فتعلي" میں "فائ" تفریع کیلئے ہے اور اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ اسکے بعد کے مطالب تك پہنچنا اسکے ماقبل کی طرف توجہ کا نتیجہ ہے_
8_ قیامت کا عظیم واقعہ، کائنات میں بڑی تبدیلیاں اور اس کا دقیق اور عادلانہ نظام خداتعالی کے بلند مرتبہ اسکی مطلق فرمانروائي اور ہر قسم کے باطل سے منزہ ہونے کے جلوے ہیں_
فتعلی الله الملك الحق
اس آیت کا سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط کہ جو قیامت کے قریب کے اور روز قیامت کے واقعات کے بارے میں تھیں_ مذکورہ نکتے کو بیان کررہا ہے_
9_ پورے قرآن کا نسبتاًجلدی نزول اور اسکی آیات کے مجموعے کی جلدی تکمیل پیغمبر اکرم(ص) کا قلبی تقاضا _
و لاتعجل بالقرء ان من قبل ا ن یقضی إلیك وحیہ
اس آیت کریمہ کے نزول کی علت کے بارے میں مختلف آراء ہیں1_ پیغمبر(ص) اکرم جبرائیل کی قرائت کے ہمراہ آیات کی قرائت کرتے تا کہ مکمل طور پر اسکے حصول سے مطمئن ہوجائیں _
2_ پیغمبر(ص) اکرم آیات کا معنی واضح ہونے سے پہلے اسے اصحاب کو لکھوا دیتے تھے_
3_ پیغمبر(ص) اکرم کم وقت میں پورے قرآن کا نزول چاہتے تھے اور چونکہ "القرء ان" کی تعبیر پورے قرآن کے مراد ہونے کے ساتھ زیادہ سازگار ہے اسلئے تیسرے احتمال کو ترجیح دے جاسکتی ہے_
10_ پیغمبر(ص) اکرم وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن کی آیات کو زبان پر جاری کرتے اور انکی تلاوت میں عجلت سے کام لیتے _*
و لاتعجل بالقرء ان من قبل ا ن یقضی إلیك وحیہ
11_ پیغمبر(ص) اکرم آیات قرآن کو حفظ کرنے اور انہیں سپرد خاطر کرنے کیلئے بہت اشتیاق رکھتے تھے _
و لاتعجل بالقرء ان من قبل ا ن یقضی إلیك وحیہ
کہا جاچکا ہے کہ جبرائیل کی قرائت کے ہمراہ پیغمبر اکرم(ص) کے قرائت کا محرك وحی کے کامل حصول کا اطمینان تھا_
12_ خداتعالی نے پیغمبراکرم (ص) کو وحی کے ختم ہونے سے پہلے آیات کی تلاوت میں عجلت نہ کرنے کی نصیحت کي_
و لا تعجل بالقرء ان من قبل ا ن یقضی إلیك وحیہ
13_ قرآن پورے کا پورا وحی الہی ہے_
من قبل ا ن یقضی إلیك و حیہ
14_ پیغمبراکرم(ص) پر قرآن کی آیات اور کلمات کا نزول

تدریجی تھا_
و لا تعجل بالقرء ان من قبل ا ن یقضی إلیك وحیہ
15_ پیغمبراکرم(ص) قرآن کی آیات کے تدریجی نزول سے پہلے اس سے آگاہ تھے_*
ولاتعجل بالقرء ان من قبل ا ن یقضی إلیك وحیہ
آیت کے بارے میں مذکور احتمالات میں سے ایك یہ ہے کہ جب بھی جبرائیل پیغمبراکرم(ص) کے سامنے کوئي نئي آیت

پڑھتے تو آپ(ص) چونكہ پہلے سے ہى پورے قرآن سے آشنا تھے_ كيونكہ شب قدر ميں اسے حاصل كرچكے تھے_
اسلئے آيت كا بعدوالا حصہ خودہى آگے آگے تلاوت كرتے جاتے اور اس آيت ميں آپ (ص) كو ہر آيت كى وحى كے مكمل ہونے تك پورى طرح خاموش رہنے كا حكم ديا گيا ہے_

16_ قرآن كا مكرر نزول _
ولاتعجل بالقرء ان
مذكورہ مطلب اس احتمال كى بنياد پر ہے كہ پورا قرآن شب قدر ميں نازل ہوا تھا كہ جسكے نتيجے ميں پيغمبر(ص) اكرم آيات كے تدريجى نزول سے پہلے ہى ان سے آگاہ تھے_

17_ علم كے زيادہ ہونے كى دعا، خداتعالى كى طرف سے پيغمبراكرم(ص) كو نصيحت_
و قل رب زدنى علم

18_ علم انسان كيلئے ايك لامتناہى چيز ہے اور ہميشہ قابل اضافہ ہے _
و قل رب زدنى علم

19_ علم، خداتعالى كا عطيہ ہے اوريہ اسكى ربوبيت سے نشأت پكڑتا ہے _
و قل رب زدنى علم

20_ قرآن ، علم ميں اضافہ كرتا ہے_
ولاتعجل بالقرء ان ... و قل رب زدنى علم

21_ خداتعالى انبياء كو تعليم دينے والا اور انكى تربيت كرنے والا ہے_
و قل رب زدنى علم

22_ خداتعالى كے علم كے مقابلے ميں پيغمبر(ص) اكرم كا علم محدود اور قابل اضافہ تھا _
و قل رب زدنى علم

23_ پورے قرآن كے نزول ميں جلدى نہ كرنا اور ہر آيت كے نزول كے ختم ہونے تك مكمل خاموشى خداتعالى كى جانب سے علوم پيغمبر(ص) ميں اضافے كا سبب _
و لاتعجل بالقرء ان ... و قل رب زدنى علم

24_ پيغمبر(ص) اكرم كا علم و آگاہى آپ (ص) كيلئے خدا كا عطيہ_
و قل رب زدنى علم

25_ جلد بازى اور عجلت،تحصيل علم كى آفات ميں سے ہيں _
ولا تعجل بالقرء ان ... و قل رب زدنى علم

26_ علم ميں اضافہ كيلئے بارگاہ الہى ميں دعا كرنا ضرورى

ہے_
و قل رب زدنى علم

27_ دعا ميں "رب" كے نام كو ذكر كرنا دعا كے آداب ميں سے ہے _
و قل رب زدنى علم

آفرينش :
اس كا حاكم 2، 5; اس كا تحت قانون ہونا 4; اس كا مالك 2، 5; اس كا نظام 8
اسما و صفات:
صفات جلال3
انبيا(ع) :
ان كے علم كا دائرہ 22; انكى تربيت كرنے والا21; انكا معلم 21
خداتعالى :
اسكى ربوبيت كے اثرات 19; اسكى خصوصيات 6; اس كا بے نظير ہونا 1; اسكى تعليمات 21; اسكى نصيحتيں 12، 17;

اسکی حاکمیت کا دائمی ہونا 5; اسکی مالکیت کا دائمی ہونا 5; اسکی حکمراني2; اسکی حکمرانی کی حقانیت 7; اسکی حکومت کی حقانیت 6; اسکی حقانیت 3; اسکی حکمت4; یہ اور باطل3; اسکی ربوبیت 21; اس کا علو 1; اس کا کمال 1; اسکی مالکیت 2; اسکی حاکمیت کی نشانیاں 7، 8; اسکے علو کی نشانیاں 7، 8; اسکے علم کی وسعت 22

دعا:

اسکے آداب 7; علم میں اضافے کی دعا 17، 26

ذکر:

ربوبیت خدا کا ذکر 27

عجلت:

اسکے اثرات 25

محبت:

حفظ قرآن کی محبت 11

علم:

اسکی آفات 25; اس کا زیادہ ہونا 18; اس کا سرچشمہ 19; اسکی وسعت 18; اسکی خصوصیات 18

قرآن کریم:

اس میں عجلت کرنے سے اجتناب کرنا 23; اسکے حفظ کی اہمیت 11; اسکے نزول کی اہمیت 7; اسکے نزول میں عجلت کرنا 9; اسکے نزول کا متعدد ہونا16; اس کا علم ہونا 20; اس کا تدریجی نزول 14; اس کا وحی ہونا 13; اسکی خصوصیات 13

قیامت:

اس کا کردار 8

محمد(ص) :

آپ(ص) کے علم کا زیادہ ہونا 22; آپکی تلاوت قرآن 10، 12; آپ کو نصیحت 12، 17; آپ(ص) کے مطالبے 9; آپکے علم کے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ 23; آپ کی عجلت 10، 12; آپکی محبت 11; آپ کا علم 15، 24; آپ(ص) اور قرآن 15; آپ کا معلم 23; آپکی نعمتیں24; آپکی طرف وحی 10

نعمت:

یہ جنکے شامل حال ہے 24; علم کی نعمت 19

243

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً (١١٥)

اور ہم نے آدم سے اس سے پہلے عہد لیا مگر انھوں نے اسے ترك كرديا اور ہم نے ان کے پاس عزم و ثبات نہیں پایا (115)

1_ قرآن خداتعالی کے وعدوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہے_

و كذلك ا نزلنہ ... لعلہم ... و لقد عہدنا إلي

ء ادم من قبل

"عہد" یعنی نصیحت (قاموس) اور "و لقد عہدنا" میں "واو" نے حضرت آدم (ع) کی داستان کا اس سے پہلے والے مطالب (و كذلك ا نزلناه) پر عطف کیا ہے خداتعالی کے حضرت آدم کے ساتھ عہد کا قرآن کے نازل کرنے کے ساتھ ارتباط اس بات کو بیان کررہا ہے کہ قرآن لوگوں کو خداتعالی کی نصیحتیں سکھانے کیلئے ہے_

2_ خداتعالی نے انسان کی خلقت کے آغاز میں اور نزول قرآن کے زمانے سے پہلے ابوالبشر آدم(ع) کے سامنے خواہش اور نصیحت رکھی تھی _

و كذلك ا نزلناه ... و لقد عہدنا إلي ء ادم من قبل

گذشتہ آیت قرینہ ہے کہ کلمہ "قبل" کا مضاف الیہ قرآن کے نزول کا زمانہ ہے اور ممکن ہے اس سے مراد ان واقعات سے

قبل ہو جن کا تذکرہ اس سورت کے آغاز سے ہی کیا گیا ہے اور خداتعالی نے حضرت آدم کے ساتھ جو عہد کیا تھا اس سے مراد _ جیسا کہ حضرت آدم کے قصے کی دیگر آیات سے استفادہ ہوتا ہے_ ممنوعہ درخت سے نہ کھانا تھا _
3_ حضرت آدم(ع) نے خداتعالی کی نصیحت پر عمل نہ کیا _
و لقد عہدنا إلی ء ادم من قبل فنسي
حضرت آدم(ع) کے ساتھ شیطان کی گفتگو (ما نہاکما ربکما ... اعراف 20) قرینہ ہے کہ نسیان سے مراد حقیقی فراموشی نہیں تھی بلکہ اس کا لازمہ (ترک عمل) تھي_
4_ حضرت آدم(ع) میں خداتعالی کی نصیحت پر کاربند ہونے کیلئے لازمی عزم و ارادہ نہیں تھا _
و لقد عہدنا إلی ء ادم ... فنسی و لم نجد لہ عزم
5_ خداتعالی کی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے سنجیدہ عزم

اور تصمیم قابل قدر عادت ہے _
و لقد عہدنا إلی ء ادم ... فنسی و لم نجد لہ عزم
"نہیں تھا" کی بجائے "ہم نے نہیں پایا" کی تعبیر اس بات کو بیان کرر ہی ہے کہ ایسے موارد میں عزم کا وجود مطلوب اور متوقع ہے_
6_ خداتعالی کی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے سنجیدہ عزم و تصمیم انسان کے بارگاہ خداوندی میں قابل قدر ہونے کا سبب ہے _
و لم نجد لہ عزم
"لم نجد" میں فاعلی ضمیر دلالت کرتی ہے کہ حضرت آدم (ع) میں عزم کا وجود خداتعالی کو مطلوب تھا اور اس کا نہ ہونا خلاف توقع تھا_
7_" عن ا ب جعفر(ع) قال:إن اللہ تبارك و تعالی عہد إلی ء ادم (ع) ا ن لا یقرب الشجرة ... نسی فا کل منہا وہو قول اللہ تبارك و تعالی :"و لقد عہدنا إلی ء ادم من قبل فنسی و لم نجد لہ عزماً" ; امام باقر(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ خداتعالی نے حضرت آدم(ع) کو حکم دیا تھا کہ اس درخت کے نزدیك نہ جائیں ... انہوں نے وہ حکم فراموش کردیا اور اس درخت سے کھا لیا اور یہی مراد ہے خداتعالی کے فرمان"ولقد عہدنا ..." سے_ (1)

آدم(ع) :
انکو نصیحت 2، 7; انکی نافرمانی 4; انکی عہدشکنی 3، 7; انکی فراموشی 7; انکا قصہ 2، 3، 4
اخلاق:
اخلاقی فضائل 5
اقدار:
انکا معیار 6
خداتعالی :
اسکی نصیحتوں پر عمل کے اثرات 6; اسکے عہد پر عمل کی تصمیم 5; اسکی نصیحتیں 1، 2، 7; اسکی نصیحتوں پر عمل 4; اس کا عہد1; اسکے ساتھ عہد شکنی 3، 7
روایت :7
قرآن کریم:
اسکی تعلیمات 1
....

1) کمال الدین صدوق ص 213 ب 22 ح 2 نورالثقلین ج3 ص 399 ح 147_

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى (١١٦)
اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم سب آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کرلیا اور اس نے انکار کردیا (116)

1_ فرشتوں کے حضرت آدم(ع) کے سامنے سجدہ کرنے اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی داستان قابل توجہ اور سبق آموز ہے_
و إذ قلنا للملئكة اسجدو
"إذ" فعل محذوف کا مفعول ہے اور اس جیسی آیات کے قرینے سے وہ فعل "اذکر" (یاد کرو اور خاطر میں رکھو)ہے_
2_ خداتعالی کے حکم سے فرشتے حضرت آدم(ع) کیلئے سجدہ کرنے اور ان کے سامنے خاضع ہونے پر مامور ہوئے
و إذ قلنا للملئكة اسجدوا لا دم
3_ سب فرشتوں نے حضرت آدم(ع) کیلئے سجدے کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا او ربلاتوقف ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے_
فسجدو
حرف "فائ" سجدے والے حکم اور اسکے انجام کے درمیان فاصلہ نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے_
4_ فرشتوں کی طرح ابلیس بھی حضرت آدم(ع) کے سامنے سجدہ کرنے پر مأمور تھا _
للملئكة اسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس
5_ ابلیس نے حضرت آدم(ع) کے سامنے سجدہ کرنے کے سلسلے میں حکم خداوندی کی نافرمانی کی _
فسجدوا إلا إبليس ا بى
6_ ابلیس خدا کی اطاعت یا معصیت پر مجبور نہیں تھا _
فسجدوا لا دم إلا إبليس ا بى
7_ فرشتوں اور ابلیس کی خلقت انسان کی خلقت پر مقدم تھی _
للملئكة اسجدوا ... إلا إبليس ا بى

8_ حضرت آدم(ع) کا مقام اور مرتبہ فرشتوں سے برتر تھا _
و إذ قلنا للملئكة اسجدوا لا دم
9_ انسان اپنی وسیع استعداد اور ذاتی صلاحتیوں کی وجہ سے فرشتوں سے برتر ہے _
للملئكة اسجدوا لأدم
10_ کسی دوسری چیز کے سامنے سجدہ خداتعالی کے حکم سے اور اسکی اطاعت کرتے ہوئے جائز ہے اور اس شے کی پرستش کی علامت نہیں ہے_
و إذ قلنا للملئكة اسجدوا لأدم

آدم(ع) :
انکی فرشتوں پر برتری 5; ان کے قصے سے عبرت حاصل کرنا 1; انکا قصہ 3، 4، 8; انکا مقام و مرتبہ 5
ابلیس:

اس کا اختیار9; اسکی خلقت کی تاریخ 10; اسکی شرعی ذمہ داری 8; اسکی نافرمانی 1، 4
احکام: 7
اطاعت:
خدا کی اطاعت 7
انسان:
اسکی استعداد 6; فرشتوں پر اسکی برتری 6; اسکی خلقت کی تاریخ 10; اسکے فضائل 6
جبر و اختیار: 9
خداتعالی :
اسکے اوامر 2، 7
ذکر:
آدم کے قصے کا ذکر 1
سجدہ:
اسکے احکام 7; غیر خدا کو سجدے کا جواز 7; آدم(ع) کے سامنے سجدہ 2، 3، 8; آدم(ع) کے سامنے سجدے کو ترک کرنا 4
عبرت:
اسکے عوامل 1
نافرماني:
خدا کی نافرمانی 4
فرشتے:
انکی استعداد 6; انکا مطیع ہونا 3; انکی خلقت کی تاریخ 10; انکی شرعی ذمہ داری 2، 8; انکا سجدہ 3; انکا آدم(ع) کے سامنے سجدہ 1; انکے فضائل 6; انکا مقام و مرتبہ 5

247

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى (١١٧)
تو ہم نے کہا کہ آدم یہ تمھارا اور تمھاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمھیں جنّت سے نکال نہ دے کہ تم زحمت میں پڑجاؤ (117)

1_حضرت آدم(ع) اور ان کی بیوی حوا ،بہشت میں رہائشے پذیر تھے _
فقلنا ... فلا یخرجنکما من الجنة
"جنة"کا معنی باغ ہے اور قرآن میں عام طورپر"الجنة" بہشت کے معنی میں استعمال ہوا ہے قابل ذکر ہے کہ آدم و حوا کا اپنی بہشت سے نکلنا اس بات کی علامت ہے کہ وہ بہشت موعود کے علاوہ تھی _
2_ ابلیس،آدم(ع) و حوا(ع) کو بہشت سے نکالنے کیلئے کمین لگائے ہوئے تھا _
إن ہذا عدولك و لزوجك فلا یخرجنکم
3_ خداتعالی نے حضرت آدم(ع) کو ابلیس کی ان کے ساتھ اور انکی بیوی کے ساتھ دشمنی سے آگاہ کیا_
اسجدوا ... ا بی فقلنا ی أدم إن ہذا عدولك و لزوجك
4_ ابلیس کا حضرت آدم(ع) کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار اسکی حضرت آدم(ع) اور دیگر انسانوں کے ساتھ دشمنی کی علامت ہے _
إلا إبلیس ا بی فقلنا ی أدم إن ہذا عدولك و لزوجك
سجدے سے انکار کے بعد ابلیس کو آدم(ع) و حوا(ع) کے دشمن کے طور پر متعارف کرانا اس بات کا غماز ہے کہ ترک سجدہ اس دشمنی کی علامت تھی اور اس کا حوا کا دشمن ہونا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرت آدم(ع) کے سامنے سجدے والے ماجرا کے بعد ابلیس پوری نوع انسانیت کا دشمن ہوگیا تھا_

5_ بہشت جو آدم و حوا كى رہائشے گاہ تھى وہ ايسى جگہ تھى جو آرام و آسائشے كيلئے تيار كى گئي تھى اور وہ ہر قسم كى سختى و مشقت سے دور تھي_
فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى
6_ خداتعالى نے حضرت آدم(ع) كى بہشت سے باہر والى زندگى كو سخت اور رنج آور زندگى قرار ديا اور انہيں

اس ميں مبتلا ہونے سے ڈرايا _
فلا يخرجنكما من الجنةفتشقى
"شقاوة" كا معنى ہے سختى اور تنگى (قاموس) بعد والى آيات ميں ان سختيوں كے بعض نمونے تلويحاً بيان كئے گئے ہيں_
7_ خداتعالى نے آدم(ع) و حوا(ع) كو انكے ساتھ شيطان كى دشمنى كے سلسلے ميں اس لئے خبردار كيا تا كہ وہ رنج و الم اور سختى ميں گرفتار نہ ہوں _
فلايخرجنكما من الجنة فتشقى
8_ ابليس انسان كا دشمن اور بدخواہ ہے اور اسے نعمات الہى سے محروم كرنے اور رنج و الم ميں گرفتار كرنے كے در پے ہے
إن ہذا عدولك و لزوجك ... فتشقى
ابليس كى حوا(ع) كے ساتھ دشمنى اس بات كو بيان كر رہى ہے كہ وہ سب انسانوں كا دشمن ہے_
9_ آدم (ع) و حوا(ع) اپنى رہائشے والى بہشت ميں بھى بعض شرعى ذمہ داريوں كے انجام دينے كے پابند تھے_
فلا يخرجنكم
اگر چہ "فلا يخرجنّ" ابليس كو نہى ہے ليكن اسكے ساتھ آدم و حوا كو مخاطب كرنے كا مطلب يہ ہے كہ يہ ان دو كو شيطان كے القائات سے متاثر ہونے سے نہى ہے_
10_حوا(ع) اپنى رہائشے كى بہشت ميں حضرت آدم(ع) كى بيوى اور انكى سرپرستى ميں تھيں _
عدولك و لزوجك فلا يخرجنكم
خداتعالى نے حوا(ع) سے متعلق ہدايات حضرت آدم(ع) كے سامنے ركھيں اور حضرت آدم(ع) كو حكم ديا كہ وہ دونوں بہشت سے نكلنے كے اسباب فراہم كرنے سے پرہيز كريں اس طرح كے خطاب كو آدم(ع) كى سرپرستى كى نشانى قرار ديا جاسكتا ہے_
11_ خداتعالى كے نزديك حضرت آدم(ع) حوا(ع) سے بلند مرتبہ ركھتے تھے_
عدولك و لزوجك
اگر چہ بہشت كے ماجرا ميں جناب حوا(ع) حضرت آدم(ع) كے ساتھ انجام ميں شريك تھيں ليكن خداتعالى نے صرف حضرت آدم(ع) كو مخاطب كيا يہ خصوصيت حضرت آدم(ع) كى برترى كى علامت ہے_
12_ خداتعالى كى حضرت آدم(ع) كے ساتھ بلاواسطہ گفتگو_
فقلنا يا ء ادم
13_ آدم (ع) اور انكى بيوى حوا(ع) خداتعالى كے يہاں بلند مقام ركھتے تھے_
اسجدوا لأدم ... إن ہذا عدولك و لزوجك
آدم(ع) كے سامنے سجدہ كا حكم كہ جو گذشتہ آيت ميں ذكر كيا گيا ہے_ اور خداتعالى كا حضرت آدم(ع) كو ابليس كى ان كے ساتھ اور حوا(ع) كے ساتھ دشمنى كے بارے ميں خبردار كرنا ان دونوں كے خدا كے نزديك بلند مرتبہ ہونے كى علامت ہے _
14_ عورت اور مرد دونوں شيطان كے وسوسوں كے شكار ہونے كے خطرے سے دوچار ہيں _
فلايخرجنكم
15_ شوہروں كيلئے ضرورى ہے كہ وہ اپنى بيويوں كے رنج و الم اور سختيوں كو دور كرنے كيلئے كوشش كريں_
فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ شیطان کی آدم(ع) و حوا(ع) کے ساتھ دشمنی ايك جیسی تھی اور وہ اس بات کے درپے تھا کہ دونوں کو بہشت سے نکال کر انہیں مشقت میں ڈالے لیکن اسکے باوجود فعل "تشقی " مفرد آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حوا(ع) کی سختیوں اور رنج و الم کو دور کرنا بھی حضرت آدم(ع) کی ذمہ داری تھي_

16_ "حسين بن ميسر قال:سا لت ا با عبد الله (ع) عن جنّة آدم فقال: جنة من جنات الدنيا تطلع فيها الشمس والقمر و لو كانت من جنان الآخره ما خرج منها أبداً"حسین بن میسر کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے حضرت آدم(ع) کی بہشت کے بارے میں سوال کیا تو آپ(ع) نے فرمایا وہ دنیا کے باغوں میں سے ايك باغ تھا کہ جس پر آفتاب و مہتاب طلوع کرتے تھے اور اگر وہ آخرت کا باغ ہوتا تو ہرگزوہ اس سے خارج نہ ہوتے_(1)

آدم(ع) :

انکی بہشت میں آسائش5; انکا انذار 6; انکی حوا پر برتری 11; بہشت میں انکی شرعی ذمہ داری 9; انکی بہشت کی حقیقت 16; ان کے دشمن 2، 3، 4، 7; زمین میں انکی زندگی کی سختی 6; بہشت میں انکی رہائشے1; بہشت سے ان کے اخراج کے عوامل 2; ان کے فضائل 11، 13; ان کے انذار کا فلسفہ 7; ان کا قصہ 1، 4، 5، 7، 9، 10; ان کی مشکلات 7; انکی بہشت کی خصوصیات 5، 9، 10; انکی بیوی 10

ابلیس:

اس کا دھوکہ دینا 2، 8; اسکی دشمنی 2، 3، 7، 8; اسکی نافرمانی 4; اسکی دشمنی کی علامتیں4

انسان:

اسکے دشمن 4، 8

حوا(ع) :

انکی کفالت کرنا 10; بہشت میں انکی شرعی ذمہ داری 9; ان کے دشمن 2، 3، 7; بہشت میں انکی رہائشے 1; ان کے فضائل 11، 13; ان کے انذار کا فلسفہ 7; انکی مشکلات7

فیملي:

اسکی مشکلات کو دور کرنے کا ذمہ دار 15

خداتعالی :

اس کا انذار 6; اسکے انذار کا فلسفہ 7; اسکی آدم(ع) کے ساتھ گفتگو 12

روایت :16

عورت:

اسکے دھوکہ کھانے کا پیش خیمہ 14

سجدہ:

آدم (ع) کے سامنے سجدہ ترک کرنا 4

شوہر:

اسکی ذمہ داری 15

شیطان:

اسکے وسوسوں کا خطرہ 14

مرد:

اسکے دھوکہ کھانے کا پیش خیمہ 14

مشکلات:

ان کا پیش خیمہ 8

نعمت:

اس سے محرومیت کے عوامل 8

....

1) كافى ج3 ص 247 ح2 نورالثقلين ج1، ص 62، ص 117 و 118_

250

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى (۱۱۸)
بيشك يہاں جنت ميں تمھارا فائدہ يہ ہے كہ نہ بھوكے رہوگے اور نہ برہنہ رہوگے (118)

1_ آدم(ع) كيلئے ان كى بہشت مينخوراك اور لباس كا انتظام تھا _
إن لك ا لّا تجوع فيہا و لا تعرى
"إن لك ..." كى تعبير خداتعالى كى جانب سے حضرت آدم(ع) كے ساتھ وعدہ ہے اور يہ بہشت كى خاصيت كا بيان نہيں ہے كيونكہ ممنوعہ درخت سے كھانا اسى بہشت ميں حضرت آدم(ع) كے عريان ہونے كا سبب بنا اور "لاتعرى " كا وعدہ ان كے حق ميں عملى نہ ہوا_
1_ آدم(ع) و حوا(ع) كو اپنى رہائشے والى بہشت ميں لباس و خوراك كى ضرورت تھي_
إن لك ا لّا تجوع فيہا و لا تعرى
فعلوں كا حضرت آدم(ع) كے ساتھ مختص ہونا شايد اس لئے ہے كہ خداتعالى كى اصل گفتگو آدم(ع) كے ساتھ تھى اور دونوں كو مخاطب كرنے كى ضرورى نہيں تھي_ پس لباس اور خوراك كى جہت سے آدم(ع) كى طرح حوا كى ضرورت بھى پورى ہو رہى تھي_
3_ انسان كى آفرينش كے آغاز سے ہى لباس اور خوراك اسكى اصلى ضروريات ميں سے تھے_
إن لك ا لّا تجوع فيہا و لا تعرى

آدم(ع) :
انكا لباس2; انكى بہشت ميں لباس 1; انكا كھانا 2; انكى بہشت ميں كھانا 1; انكا قصہ 1، 2; انكى مادى ضروريات 2; انكى بہشت كى خصوصيات 1، 2
انسان:
اسكى مادى ضروريات 3
حوا(ع) :
انكالباس2;انكاكہانا2;انكى مادى ضروريات 2
ضروريات:
لباس كى ضرورت 2، 3; كہاناكى ضرورت 2، 3

251

وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى (۱۱۹)
اور يقينا يہاں نہ پيا سے رہوگے اور نہ دھوپ كھاؤ گے (119)

1_ حضرت آدم (ع) اپنى بہشت ميں پياس اور دھوپ كى تپش سے محفوظ تھے _
و ا نك لا تظمئوا فيہا و لا تضحى
"لاتضحى " يعنى آپ سورج كے روبرو قرار نہيں پائيں گے اور اسكى تپش آپ تك نہيں پہنچے گى (لسان العرب) يہ وصف "جنة" كے لغوى معنى كو مد نظر ركھتے ہوئے كہ جو درختوں سے ڈھكا ہوا باغ ہے_ آدم(ع) كى رہائشے گاہ ميں كثير سايہ كے وجود كى طرف اشارہ ہے_
2_ آغاز خلقت سے پانى اور گھر انسان كى بنيادى ضروريات ميں سے ہيں _
و ا نك لا تظمئوا فيہا و لا تضحى

3_ بہشت سے باہر انسان کی بنیادی ضروریات (خوراك، لباس، پاني، گھر) کی فراہمی کا مشکل ہونا خداتعالی کی طرف سے حضرت آدم(ع) کو تنبیہ _
فتشقی إن لك ا لا تجوع فيہا و لا تعري و أنك ... لاتضحی
"ا نك" کا عطف "ا لّا تجوع" پر ہے اور جملہ "إن لك ... " "فتشقی " کی تفسیر ہے بھوك، برہنگي، دھوپ اور پیاس کی نفی ان سختیوں کی طرف اشارہ ہے کہ جنکا بہشت سے اخراج کی صورت میں حضرت آدم(ع) کو سامنا ہوگا_

آدم(ع) :
انکی بہشت میں تشنگی 1; انکا قصہ 1; انکی بہشت میں گرمي1; انکی بہشت کی خصوصیات1; انکو خبردار کرنا 3
انسان:
اسکی مادی ضروریات 2
خداتعالی :
اس کا خبردار کرنا 3
ضروریات:
دنیوی ضروریات کی فراہمی کا مشکل ہونا3; پانی کی ضرورت2; گھر کی ضرورت 2

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى (۱۲۰)
پھر شیطان نے انھیں وسوسہ میں مبتلا کرنا چاہا اور کہا کہ آدم میں تمھیں ہمیشگی کے درخت کی طرف رہنمائي کردوں اور ایسا ملك بتادوں جو کبھی زائل نہ ہو (120)

1_ شیطان، ابلیس کا دوسرا نام اور پہچان ہے_
إلا إبليس ... إن ہذا عدو ... فوسوس إليہ الشيطان
"شیطان"،"شطن" کے مادہ سے لیا گیا ہے کہ جس کا معنی ہے دوری یا لمبی رسی یہ اشتقاق ابلیس کی رحمت خدا سے دوری یا لمبی خباثت کی طرف اشارہ ہے _
2_ شیطان انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے_
فوسوس إليہ الشيطان
3_ شیطان بہشت میں حضرت آدم(ع) کو وسوسے میں ڈال کر انہیں بہشت سے نکلوانے کیلئے زمینہ ہموار کررہا تھا_
فلا يخرجنكما ... فوسوس إليہ الشيطان
4_ شیطان، حضرت آدم(ع) کی بہشت میں حاضر ہوا تھا _
قال يا أدم
5_ شیطان کی حضرت آدم(ع) کے ساتھ بلاواسطہ گفتگو _
قال يا أدم
6_ آدم (ع) کی ہمیشگی درخت اور دائمی مملکت و سلطنت کی طرف رہنمائي شیطان کا آدم و حوا(ع) کو دھوکہ دینے اور انہیں ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مجبور کرنے کیلئے جال _
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا يبلی
"شجرة الخلد" سے مراد وہ درخت ہے کہ جسکے پھل کا کھانا دوام کا سبب ہو "ملك" کا معنی مال ہے اور سلطنت بھی ہے (قاموس) "ملك لايبلی " سے مراد وہ سلطنت اور حکمرانی ہے جسے کبھی زوال نہ ہو _

7_ خیرخواہیکا لبادہ، انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے اور انہیں دھوکہ دینے کیلئے شیطان کی روش ہے_
فوسوس إليہ الشيطان فقال ہل ا دلك

8_ انسان دائمی زندگی اور فنا نہ ہونے والے ملك اور مالكيت كا خواہاں ہے_
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى
شيطان نے حضرت آدم(ع) كے سلسلے ميں اپنے وسوسوں كو مؤثر بنانے كيلئے ان چيزوں سے استفادہ كيا جو آدم(ع) ميں موجود تھيں وہ چيزيں ہميشہ رہنے اور فنا نہ ہونے والى مالكيت كى طرف تمايل ہے_
9_ حضرت آدم(ع) كو بہشت ميں اپنى دائمى رہائشے كا اطمينان نہيں تھا_
إن لك ا لّاتجوع ... ہل ا دلك على شجرة الخلد
خداتعالى نے حضرت آدم(ع) كو خوراك، لباس، پانى اور رہائشے جيسى ضروريات پورى ہونے كى خبر دى تھى ليكن گويا حضرت آدم(ع) كو ان نعمتوں كى ضمانت كے باوجود اس بہشت ميں اپنے ہميشہ رہنے كا اطمينان نہ تھا اسى وجہ سے شيطان كا وسوسہ ان پر اثر كرگيا _
10_ شيطان ،انسان كى خواہشات اور آرزؤں سے آگاہ ہے _
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى
11_ شيطان انسان كو دھوكہ دينے اور اس كے دل ميں وسوسہ ڈالنے كيلئے اسكى ضروريات اور خواہشات سے استفادہ كرتا ہے_
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا يبلى
12_ شيطان اپنے اہداف كى خاطر حقائق كو الٹا كر كے دكھا تا ہے _
فلايخرجنكما ... ہل ا دلك على شجرة الخلد
13_ شيطان انسان كو اپنى خواہشات كے مطابق مجبور نہيں كرسكتا_
فوسوس ... ہل ا دلك
14_ حضرت آدم(ع) بہشت كى بعض درختوں كى خاصيات سے بے خبر تھے _
ہل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لايبلى

آدم(ع) :
آپ(ع) اور ممنوعہ درخت6; انكى بہشت ميں دوام 9; بہشت سے ان كے اخراج كا پيش خيمہ 3; انكى بہشت ميں شيطان 4; انكى بہشت كے پھلوں كے فوائد 14; انكا قصہ 5، 6، 9; 14; ان كے علم كا دائرہ 14; انكا وسوسہ 3
ابليس:
اسكى شيطنت1; اسكے نام 1
انسان:
اسكى آرزوئيں 10; اس كا اختيار13; اسكى خواہشات 8، 10; اسكے وسوسے كا پيش خيمہ 11; اسكى ضروريات 11; اس كا وسوسہ 7
حكومت:

دائمى حكومت تك پہنچانا 6; دائمى حكومت كى در خواست 8
درخت:
دائمى درخت تك پہچانا 6
زندگي:
دائمى زندگى كى درخواست 8
شيطان:
اسكى طرف سے خيرخواہى كا تظاہر7; اسكے دھوكے كى روش 6، 11، 12; اسكے وسوسوں كى روش7; اس كا علم 10; اسكى آدم(ع) كے ساتھ گفتگو5; اس كا نقش و كردار 13; اسكے وسوسے 2، 3; اسكى خصوصيات 2
مالكيت:

دائمی مالکیت تك پہنچانا 6; دائمی مالکیت کی درخواست 8
ممنوعہ درخت:
اس سے کھانے کا پیش خیمہ 6

فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى (۱۲۱)
تو ان دونوں نے درخت سے کھالیا اور ان کے لئے ان کا آگا پیچھا ظاہر ہوگیا اور وہ اسے جنّت کے پتوں سے چھپانے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستہ سے بے راہ ہوگئے (121)

1_ آدم(ع) و حوا(ع) نے شیطان کے وسوسے میں آکر ممنوعہ درخت سے کھالیا _
فوسوس إلیہ الشیطان ... فأکلا منہ
2_ ممنوعہ درخت سے کھانے کے واقع میں جناب حوا(ع) اپنے شوہر آدم(ع) کی تصمیم کے مطابق عمل کررہی تھیں_
فوسوس إلیہ الشیطان ... فأکلا منہ
آدم(ع) کا ممنوعہ درخت سے کھانا شیطان کے وسوسوں سے متأثر ہونے کی وجہ سے تھا لیکن حوا(ع) ایسے نہیں تھیں (فوسوس إلیہ الشیطان) ممکن ہے حوا(ع) کے اقدام کا سرچشمہ یہ ہو کہ وہ آدم(ع) کے عمل سے متأثر تھیں_
3_ آدم(ع) کے خلود، دوام اور لا زوال ملك کی طرف تمایل اور اسکی طمع نے انہیں اور انکی بیوی کو ممنوعہ درخت سے کھانے پر مجبور کیا _

ہل ا دلك علی شجرة الخلد ... فأکلا منہ
4_ آدم (ع) و حوا(ع) باوجود اسکے کہ خداتعالی نے انہیں شیطان کی ان کےساتھ دشمنی کے بارے میں شدت سے خبردار کیا تھا شیطان کی باتوں سے متأثر ہوگئے_
إن ہذا عدولك و لزوجك ... فأکلا منہ
5_ آدم(ع) کا شیطان کے وسوسے سے متأثر ہونا اور ممنوعہ درخت سے کھانا ان کے عہد الہی کو فراموش کرنے کا ایك نمونہ تھا_
و لقد عہدنا ... فنسی ... فأکلا منہ
آدم(ع) و حوا(ع) کی داستان، ان کے ممنوعہ درخت سے کھانے اور اسکے نتائج کا بیان یہ سب اس مجموعہ کی پہلی آیت کی وضاحت ہے اور عہد الہی کے سلسلے میں حضرت آدم(ع) کی فراموشی اور ان میں سنجیدہ عزم کے نہ ہونے کا بیان ہے_
6_ خداتعالی کے فرامین اور عہد کی طرف متوجہ رہنا اور انہینہمیشہ یاد رکھنا انسان کو شیطان کے وسوسوں میں گرفتار ہونے سے بچاتا ہے_
و لقد عہدنا ... فنسي ... فأکلا منہ
7_ انسان دھو کہ کھانے والا ہے_
فوسوس ... فأکلا منہ
8_ ممنوعہ درخت سے کھانے سے پہلے آدم(ع) و حوا(ع) کی شرمگاہ خود ان سے پوشیدہ تھي_
فأکلا منہا فبدت لہما سوئ تہم

"سَوأة" کا معنی ہے شرمگاہ (لسان العرب) اور ممکن ہے "بدت لہما" کا معنی یہ ہو کہ ہر ایك کی شرمگاہ دوسرے کیلئے آشکار ہوگئي اور ممکن ہے مراد یہ ہو کہ انکی شرمگاہ خود ان کیلئے آشکار ہوگئي دوسرے احتمال کی بنیاد پر ممنوعہ درخت کا پھل کھانا سے پہلے ان کی شرمگاہ خود ان کیلئے بھی پوشیدہ تھي_

9_ ممنوعہ درخت سے کھانا آدم(ع) و حوا(ع) کی شرمگاہ کے آشکار ہونے اور ان کی عریانی کا سبب بنا _

فأکلا منہا فبدت لہما سو ئ تہم

10_ آدم(ع) و حوا(ع) کی نافرمانی ان کے خداتعالی کے اس وعدے سے محرومیت کا سبب بنی کہ بہشت میں ان کے لباس والی ضرورت پوری ہوگي_

إن لك ... لاتعری ... فبدت لہما سوئ تہم

11_ جھوٹ انسان کو دھوکہ دینے کیلئے شیطان کا ایك ہتھکنڈا _

ہل ا دلك علی شجرۃ الخلد و ملك لا یبلی ...فبدت لہما سوئ تہم

12_ شرمگاہوں کے ظاہر ہونے کے بعد آدم(ع) و حوا(ع) انہیں درختوں کے پتوں سے چھپانے کی کوشش کررہے تھے_

فبدت لہما سوئ تہما و طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ

"طفقا" یعنی انہوں نے آغاز کیا اور "خصف" اگر "علی " کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے چیزوں کو ملا کر سینا اور انہیں ایك جگہ پر ڈالنا یعنی آدم و حوا نے درختوں کے پتونکو آپس میں ملاکر اپنے اوپر ڈال دیا _

256

13_ آدم(ع) و حوا(ع) اپنے آپ انسانی غریزے یا عادت کی وجہ سے حتی ایك دوسرے سے بھی اپنی شرم گاہ کو چھپانے کا پابندکئے ہوئے تھے_

وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ

14_ انسانی فطرت اپنی شرمگاہ کے ظاہر ہونے سے متنفر ہے اور اسے برا سمجھتی ہے_*

و طفقا یخصفان علیہم

آدم(ع) و حوا(ع) کی خود کی ڈھانپنے کی کوشش برہنگی کو ناپسندیدہ شمار کرنے کی حکایت کرتی ہے_

15_ وہ بہشت کہ جس میں آدم و حوا رہائشے پذیر تھے ایك مادی باغ اور مادہ کے آثار و خواص کی حامل تھي_

یخصفان علیہما من ورق الجنۃ

16_ حضرت آدم(ع) نے ممنوعہ درخت سے کھا کر پروردگار کی معصیت کا ارتکاب کیا _

فأکلا ... وعصی ء ادم ربہ

17_ ممنوعہ درخت سے کھانے سے پہلے حضرت آدم(ع) کو خداتعالی کی جانب سے اسکی ممنوعیت کا حکم مل چکا تھا_

فأکلا منہا ... و عصی ء ادم ربہ

"عصیان" اس صورت میں ہوسکتا ہے جب خداتعالی کی جانب سے امر یا نہی صادر ہوچکا ہو بنابراین اگر چہ ان آیات میں اس درخت کے ممنوع ہونے کی تصریح نہیں کی گئي لیکن عصیان کا ذکر کرنا اس درخت سے کھانے کے سلسلے میں نہی کے صادر ہونے کا واضح گواہ ہے_

18_ خداتعالی کے اوامر و نواہی اور متنبہ کرنا سب ،انسان کے رشد و تکامل اور تربیت کیلئے ہے_

ربّہ

19_ حضرت آدم(ع) بہشت میں دائمی زندگی اور ابدی حکومت کو حاصل نہ کرسکے اور اپنی خواہش کے سلسلے میں ناکام رہے_

ہل ا دلك علی شجرۃ الخلد ... فأکلا ... فعصی ء ادم ربہ فغوی

"غوی " یعنی ناکام ہوگیا اور راستے کو گم کر بیٹھا (مصباح) ابلیس کے وسوسے قرینہ ہیں کہ آدم(ع) کی ناکامی اور گمراہی سے مراد ان کا شیطان کی طرف سے القاء کی گئي آرزؤں کو نہ پانا ہے_

20_پروردگار کی نافرمانی انسان کی ناکامی اور اسکے رشد وتکامل سے محروم رھنے کا سبب ہے _

و عصی ء ادم ربہ فغوی

21_ آدم(ع) خداتعالی کی نافرمانی اورممنوعہ درخت سے کھانے کے نتیجے میں اپنی ترقی سے محروم رہے_

فغوی

"غوی کا مصدر" "غي"ہے جوکہ "رشد" کی ضد ہے (مقاییس اللغة)
22_ ہر گناہ کے نتائج اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے سب افراد کیلئے ایك جیسے نہیں ہوتے ہیں _
فأکلا ... و عصی ء ادم ربہ فغوی
جناب حوا(ع) کی نافرمانی کا تذکرہ کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ اپنی نافرمانی میں وہ خود اصل نہیں تھیں بلکہ انہوں نے اپنے شوہر کے عمل کو اپنے لئے

نمونہ بنایا تھا لہذا انکی نافرمانی حضرت آدم(ع) کی نافرمانی کی حد تك نہیں تھي_
23_ " رب" خداوند متعال کے اسماء و صفات میں سے ہیں_
و عصی ء ادم ربّہ
24_ " عن ا بی عبداللہ (ع) فی قولہ: " بدت لہا سوا تہما" قال: کانت سوا تہما لا تبدو لہما; یعني، کانت داخلة; خداتعالی کے فرمان "بدت لہما سوء تہما" کے بارے میں امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ اس سے پہلے ان دونوں (آدم و حوا) کی شرمگاہیں ان کیلئے آشکار نہیں تہیں کیونکہ انکی شرمگاہیں(انکے بدن کی جلد کے) اندر تھیں (1)
25_ " قال ا بو عبداللہ (ع) : ... فلمّا ا سکن اللہ عزوجل آدم و زوجتہ الجنة قال لہما; " ... و لا تقربا ہذہ الشجرة ..." ... فلما ا کلا من الشجرة طار الحلی و الحلل عن اجسادہما و بقیا عریانین; (ایك حدیث میں) امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جب خداتعالی نے آدم و حوا کو بہشت میں جگہ دی تو انہیں فرمایا ... اس درخت کے نزدیك نہ جانا ... اور انہوں نے جونہی اس درخت سے کھایا تو ان کے جسم سے زیور اور لباس اڑ گئے اور وہ عریان رہ گئے_ (2)
26_" عن الرضا (ع) قال: ... کان ذلك من آدم قبل النبوة و لم یکن ذلك بذنب کبیر استحق بہ دخول النار و إنما کان من الصغائر الموہوبة التی تجوز علی الا نبیاء قبل نزول الوحی علیہم ...; (خداتعالی کے فرمان)" و عصی آدم ربہ فغوی " کے بارے میں امام رضا(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا حضرت آدم(ع) کی یہ نافرمانی نبوت سے پہلے تھی اور یہ کوئي ایسا بڑا گناہ نہیں تھا کہ جسکی وجہ سے حضرت آدم(ع) آگ کے مستحق ہوتے بلکہ صغیرہ گناہوں میں سے تھا کہ جو بخش دیا گیا اور وحی کے نازل ہونے سے پہلے یہ انبیاء کیلئے ممکن ہے _ (3)

آدم (ع) :
انکی طمع کے اثرات 3; انکی نافرمانی کے اثرات 10، 21; آپ نبوت سے پہلے 25; آپ اور ممنوعہ درخت 1، 2، 5، 8، 9، 17; آپکا دھوکے میں آنا 1، 4، 5; آپکی بہشت کے مادی وسائل 15; آپکے تمایلات 13; آپکی نافرمانی کا پیش خیمہ 3; آپکی شرمگاہ کا چھپانا 8، 13، 23; آپکی نافرمانی 1، 16; آپکی شرمگاہ کے ظاہر ہونے کے عوامل 9، 10; آپ کی محرومیت کے عوامل 10; آپکا غریزہ 13; آپکی فراموشی 5; آپکا فانی ہونا کو 19; آپکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 9، 10، 12، 16، 17، 19، 21، 23، 24; آپکی شرمگاہ کا ظاہر ہونا 12، 24; آپکا گناہ
....

1)تفسیر قمی ج1، ص 225; نورالثقلین ج2 ص 15 ح 41_
2) معانی الاخبار، ص 109; ح 1_ نورالثقلین ح2، ص12، ح 35_
3) عیون اخبارالرضا ج1 ، ص 195، ح1_ نورالثقلین ج3، ص 403، ح60_

صغیرہ 25; آپکی نافرمانی سے مراد 25; آپکا نقش و کردار 2; آپکی بہشت کی خصوصیات 15; آپکو خبردار کرنا 4
احکام:
انکا فلسفہ 18
انبیاء (ع) :
یہ نبوت سے پہلے 25
انسان:

اس کا دھوکے میں آنا 7; اسکی فطرت 14; اسکی محرومیت کے عوامل 20
تربیت:
اس میں مؤثر عوامل 18
تکامل:
اسکے عوامل 18; اسکے موانع 20
حوا(ع) :
انکی نافرمانی کے اثرات 10; انکا دھوکے میں آنا 1، 4; انکا آدم کی پیروی کرنا 2; یہ اور ممنوعہ درخت 1، 2، 8، 9; انکی نافرمانی کا پیش خیمہ 3; انکی شرمگاہ کا چھپانا 8، 13، 23; انکی نافرمانی 1; انکی شرمگاہ کے ظاہر ہونے کے عوامل 9، 10; انکی محرومیت کے عوامل 10; انکا غریزہ 13; انکی شرمگاہ کا ظاہر کرنا 12، 24; انکو خبردار کرنا 4
خداتعالی :
اسکے عہد کی فراموشي5; اسکے اوامر کا فلسفہ 18; اسکے نواہی کا فلسفہ 18;اسکے متنبہ کرنا کا فلسفہ 18; اس کا متنبہ کرنا 4
ممنوعہ درخت:
اس سے کھانے کے اثرات 9، 16، 21; اس سے کھانا 1، 2، 5; اس سے کھانے کا پیش خیمہ 3
جھوٹ:
اسکے اثرات 11
ذکر:
عہد خدا کے ذکر کے اثرات 6
روایت: 23، 24، 25
شخصیت:
اسکی آسیب شناسی 20
شیطان:
اسکے فریب دینے کا آلہ 11; اس کا جھوٹ بولنا 11; اسکی دشمنی 4; اسکے وسوسوں کی تاثیر کے موانع 6; اسکے وسوسے 1، 5
نافرماني:
خدا کی نافرمانی کے اثرات 20
شرمگاہ:
اسے درخت کے پتوں سے چھپانا 12; اسے ظاہر کرنے کاناپسند ہونا 14
گمراہي:
اسکے عوامل 11
گناہ:
اسکے اثرات 22
گناہ گار لوگ:
انکا تفاوت 22

259

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى (١٢٢)
پھر خدا نے انھیں چن لیا اور انکی توبہ قبول کرلی اور انھیں راستہ پر لگادیا (122)

1_ حضرت آدم(ع) نافرمانی اور ممنوعہ درخت سے کھانے کے بعد اپنے کئے سے پشیمان ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں

توبہ کرنے لگے _
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ
"اجتبي" کے اصل مادہ "جبایة" کا معنی ہے جمع کرنا اور حاصل کرنا اور "اجتبائ" کا معنی ہے "اصطفائ" (خالص چیز کو انتخاب کرنا) اور اختیار (لسان العرب) اس بناپر "اجتباہ ربہ" یعنی خداتعالی نے حضرت آدم(ع) کے ادھر ادھر کے تمایلات کو ختم کردیا اور سب کو اپنے لئے جمع کرلیا اور انہیں اپنے لئے خالص کر لیا_ یہ تعبیر حضرت آدم(ع) کے غیر خدا سے مکمل طور پر منقطع ہونے اور انکی حقیقی توبہ سے حکایت کرتی ہے_
2_ خداتعالی نے حضرت آدم(ع) کے رشد و ترقی کیلئے ان کے غیر الہی تمایلات کو ان سے دور کردیا اور انہیں اپنے لئے خالص کرلیا _
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ
3_ خداتعالی کی طرف سے حضرت آدم(ع) کو دوبارہ قبول کرنا اور انہیں چن لینا ممنوعہ درخت سے کھانے والی خطا سے کچھ مدت گزرنے کے بعد ہوا_
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ
"ثم" تراخی کیلئے ہے اور بتاتا ہے کہ اجتبائے الہی کہ جو آدم(ع) کو توبہ اور غیر خدا سے منقطع ہونے کی توفیق دینا تھا_ کچھ دیر سے انجام پایا _
4_ خداتعالی کی طرف سے حضرت آدم(ع) کو چننا اسکی ربوبیت کا ایك جلوہ ہے_
ثم اجتبہ ربہ
5_ خداتعالی نے عطوفت اور مہربانی کی ساتھ حضرت آدم(ع) کی توبہ قبول کی اور انکا گناہ معاف کردیا _
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ
"تاب" یعنی لوٹ آیا اور حرف "علی " کی وجہ سے اس میں عطوفت و رحمت کا معنی تضمین کیا گیا ہے یعنی خداتعالی نے اس حالت میں آدم(ع) کی

طرف توجہ اور ان پر عنایت کی کہ وہ ان پر عطوف اور مہربان تھا_
6_ حضرت آدم(ع) کا غیر خدا سے مکمل طور پر منقطع ہونے اور ان کی پوری توجہ کے خدا کی طرف مڑ جانے کی وجہ سے خداتعالی نے انہیں اپنی عنایات سے دوبارہ نوازا_
اجتبہ ربہ فتاب علیہ
حرف "فا" "تاب علیہ " کے اس سابقہ جملہ پر متفرع ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو حضرت آدم(ع) کی تمام وابستگیوں اور تمایلات کے سمٹ کر خداتعالی کی طرف متوجہ ہونے پر دلالت کرتا ہے_
7_ حضرت آدم(ع) منتخب اور معاف ہونے کے بعد ہدایت الہی سے بھی بہرہ مند ہوئے_
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ و ہدی
8_ حضرت آدم(ع) نے گناہ کی بخشش کے بعد اپنے رشد و ترقی کی راہ کو پالیا_
و ہدی
گذشتہ آیت میں آیا تھا کہ حضرت آدم(ع) نافرمانی اور عصیان کے بعد اپنے رشد و تکامل سے محروم رہ گئے (غوی) اس آیت میں فعل "ہدی " دلالت کررہا ہے کہ خداتعالی نے اس گمراہی کے آثار کو ختم کردیا اور انہیں کمال اور برگزیدگی کی راہ دکھا دی _
9_ حضرت آدم(ع) بارگاہ خداوندی میں قابل قدر شخصیت کے مالك تھے_
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ و ہدی
10_ حضرت آدم(ع) کی توبہ کو قبول کرنا اور انہیں خدا کی طرف حرکت کی رہنمائي کرنا ان کیلئے خداتعالی کی تربیت اور اسکی ربوبیت کا ایك جلوہ تھا_
ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ و ہدی
کلمہ "ربہ" کا فعل "تاب" اور "ہدی " کے ساتھ ارتباط مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہے اور "اجتباہ ربہ" قرینہ ہے کہ ہدایت سے مراد خداتعالی کی طرف ہدایت ہے _

آدم(ع) :

ان كے منقطع ہونے كے اثرات 6; انكى نافرمانى كے اثرات 1; آپ اور ممنوعہ درخت 1; انكى بخشش 5،8; انكا برگزيدہ ہونا 2، 3، 4، 7; انكى تربيت 2، 10; انكا تكامل 2، 8; انكى توبہ 1; انكى پشيمانى كے عوامل 1; انكے فضائل9; انكى توبہ كى قبوليت 3، 5، 10; انكا قصہ 1، 2، 3، 5، 6، 7، 8; انكے اخلاص كا سرچشمہ 2; انكى ہدايت 7، 8، 10

خداتعالى :

اسكے لطف و كرم كا پيش خيمہ 6; اسكى مہربانى 5; اسكى ربوبيت كى نشانياں 4، 10

ممنوعہ درخت:

اس سے كھانے كے اثرات 1

ہدايت يافتہ فوگ: 7

261

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (١٢٣)

اور حكم ديا كہ تم دونوں يہاں سے نيچے اتر جاؤ سب ايك دوسرے كے دشمن ہوں گے اس كے بعد اگر ميرى طرف سے ہدايت آجائے تو جو ميرى ہدايت كى پيروى كرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ پريشان (123)

1_ آدم(ع) و حوا(ع) نے ممنوعہ درخت سے كھا كر بہشت ميں رہنے كى صلاحيت ضائع كردي_

فأكلا منہما ... قال اہبطا منہ

"اہبطائ" ممكن ہے آدم(ع) و حوا(ع) كو خطاب ہو اور ممكن ہے آدم اور ابليس كو خطاب ہو دوسرى صورت ميں چونكہ حو(ع) ا اپنى نافرمانى اور اس كے نتيجے ميں حضرت آدم كے تابع تھيں اسلئے مخاطب قرار نہيں پائيں_ دونوں صورتوں ميں مذكورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_

2_ خداتعالى نے حضرت آدم(ع) كو دھوكہ دينے اور انہيں وسوسے ميں ڈالنے كى وجہ سے شيطان كو بہشت سے نكال ديا او راسے زمين پر آنے كا حكم ديا_

فوسوس إليہ الشيطان ... قال اہبطا منہا جميع

مذكورہ مطلب اس بناپر ہے كہ "اہبطا" ميں مخاطب آدم(ع) اور شيطان ہوں _

3_ آدم(ع) و حوا(ع) بہشت ميں شيطان كے وسوسے پر عمل كرنے اور خداتعالى كے خبردار كرنے كى پروانہ كرنے كى وجہ سے اس بلند مقام سے نكال ديئےئے اور زمين پر اتر آئے _

فأكلا منہا ... و عصى ء ادم ... قال اہبطا منہا جميع

"ہبوط" يعنى "نزول" (مصباح) اور "اہبطا" كا حكم ايك حكم تكوينى ہے كيونكہ عام طور پر انسان كيلئے زمين پر ہبوط نہيں ہے_

4_ شيطان نے اپنے وسوسے اور فريب دہى كے ساتھ آدم(ع) و حوا(ع) كو بہشت سے نكالنے اور ان كے زمين پر ہبوط كے اسباب فراہم كئے _

262

فوسوس إليہ الشيطان ... قال اہبطا منہ

5_ پروردگار كے حكم كى مخالفت اور نافرمانى انسان كے سقوط اور اسكے مقام كے تنزل كا سبب ہے_

و عصى ء ادم ... قال اہبطا منہ

جملہ "ثم اجتباہ ..." اگر چہ ہبوط والے واقعے سے پہلے ذكر ہوا ہے ليكن ان آيات كى بنياد پر كہ جو سورہ بقرہ ميں گزرچكى ہيں حضرت آدم(ع) كى توبہ ہبوط كے بعد وقوع پذير ہوئي تھى اس بناپر جملہ قال "اہبطا ..." حضرت آدم(ع) كى نافرمانى كى سزا كا بيان ہے اور "ثم اجتبہ ..." جملہ معترضہ ہے_

6_ آدم(ع) و حوا(ع) كے زمين پر اتر نے كا لازمہ پورى نسل انسانى كو اس ميں باقى ركھنا ہے_

قال اہبطا ... بعضکم لبعض عدو فإما یأتینکم
"بعضکم" اور "یا تینکم" کی جمع کی ضمیریں اس نکتے کو بیان کررہی ہیں کہ ہبوط والے حکم کے صادر ہونے کے وقت زمین میں انسانی زندگی کا مسلسل ہونا قطعی تھا_
7_ زمین میں انسان کی زندگی ہمیشہ انسانوں کی آپس میں دشمنی اور مخالفت کے ہمراہ رہی ہے_
اہبطا منہا جمیعاًبعضکم لبعض عدو
"بعضکم لبعض عدو" کے بارے میں دو نظر ہیں 1_ اس سے مراد شیاطین کی انسانوں کے ساتھ دشمنی ہے اس نظریے کے مطابق "اہبطا" ابلیس اور آدم(ع) کو خطاب ہوگا 2_ اس سے مراد انسانوں کی آپس کی دشمنی ہے اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ "اہبطا" کے مخاطب آدم(ع) و حوا ہیں_ دونوں صورتوں میں آدم(ع) اور حوا و ابلیس کو مخاطب بنانا انکی اولاد کے لحاظ سے ہوگا _مذکورہ مطلب دوسرے نظریے کی بنیاد پر ہے_
8_ انسان اور شیطان ایسے دشمن ہیں کہ جن میں صلح کا امکان نہیں ہے_
اہبطا ... بعضکم لبعض عدو
مذکورہ مطلب میں "اہبطا" آدم(ع) اور ابلیس کو خطاب ہے _
9_ حضرت آدم(ع) کی بہشت ایسی جگہ تھی کہ جس میں صلح و آشتی ، اور مکمل ضروریات کی فراہمی تھی اور اسکے باسیوں کے درمیان دشمنی نہیں تھی _
إن لك ألاّ تجوع ... اہبطا ... بعضکم لبعض عدو
چونکہ افراد بشر کی آپس میں دشمنی کا موضوع، سزا اور ہبوط کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ حضرت آدم(ع) کے پہلے گھر (بہشت) میں یہ چیز نہیں تھی اور ضروریات کی فراہمی کی وجہ سے اس میں دشمنی کا پیش خیمہ ہی نہیں تھا _
10_ خداتعالی نے زمین پر انسان کے اترنے کے آغاز سے ہی اسکی زندگی کیلئے رہنمائي اور منصوبہ بندی کررکھی تھي_
اہبطا منہا ... فإما یاتینکم منّی ہديً
"إما یاتينّکم" میں مخاطب صرف انسان ہیں (اگرچہ "اہبطا" کے مخاطب آدم(ع) اورو ابلیس ہیں) کیونکہ شیاطین کی گمراہی کے حتمی ہونے کے بعد انہیں ہدایت دینا بے سود ہے_

11_ انسان کو ہدایت سے بہرہ مند کرنا انسان کے پہلے افراد کو خداتعالی کی بشارت _
اہبطا ... فإما یاتینکم منی ہديً
"إما یاتینکم" دو تاکیدوں پر مشتمل ہے_ 1_"امّا" (ان ما) میں مازائدہ _2_ نون تاکید اس طرح عبارت کا معنی یہ ہے کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئي_ کہ جو یقینا آئيگي ...
12_ آدم(ع) و حوا(ع) کے ممنوعہ درخت سے کھانے کی وجہ سے انسانوں میں دشمنی پیدا ہونے کے اسباب فراہم ہوئے _
فأکلا ... بعضکم لبعض عدو
13_ خداتعالی نے افراد بشر کی آپس کی دشمنی کے بارے میں آدم(ع) و حوا(ع) کو مطلع کردیا اور انہیں اسکے نتائج سے بچنے کا راستہ بھی دکھا دیا تھا_
بعضکم لبعض عدو ... فمن إتبع ہدای فلا یضل و لا یشقی
14_ خدا تعالی کی ہدایات کی پیروی انسان کو زمین پر رہنے والوں کی باہمی کشمکش اوردشمنی کے برے انجام سے بچاتی ہے _
بعضکم لبعض عدو فإما یاتینکم منی ہديً
15_ انسان ہدایت یا گمراہی کے راستے کے انتخاب کے سلسلے میں با اختیار ہے_
فاما یاتینکم منی ہديً فمن اتبع ہداي
16_ ہدایت الہی کی پیروی گمراہی اور بدبختی سے مانع ہے_
فمن اتّبع ہدای فلا یضل و لایشقی
17_ ہدایات الہی سے روگردانی انسان کی گمراہی اوراسکے رنج و الم میں گرفتار ہونے کا سبب ہے_

فمن اتبع ہدای فلا یضل و لا یشقی
" شقاوت" کا معنی ہے سختی اور دشواری (قاموس) اور بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد زندگی کا دباؤ اور مشکلات ہیں _
18_ انسان، غلطیوں سے بچنے اور خوش بختی تك پہنچنے کیلئے ہدایت الہی کا محتاج ہے_
فمن اتّبع ہدای فلا یضل و لا یشقی

آدم (ع) :
انکے دھوکہ کھانے کے اثرات 3; یہ اور ممنوعہ درخت 1، 3، 12; انہیں بہشت سے نکالنا 2، 3; انکی بہشت میں امن 9; انکو بشارت 11; انکی بہشت میں ضروریات کی فراہمی 9; انکی بہشت سے نکالنے کا پیش خیمہ 4; انکے ہبوط کا پیش خیمہ 4; انکی بہشت میں صلح 9; انکی محرومیت کے عوامل 1; انکی بہشت سے محرومیت کے عوامل 1; انکے ہبوط کے عوامل 3; انکے ھبوط کا فلسفہ 6; انکا قصہ 1، 2; انکا معلم 13; انکی بہشت کی خصوصیات 9
اطاعت:
خداتعالی کی اطاعت کے اثرات 14، 16
انسان:
اس کا اختیار 15; زمین میں اسکی نسل کی بقا6; اسکے دشمن 8; اس کی دشمني7، 13; اس کی دشمنی کا پیش

264

خیمہ 12; اسکے انحطاط کے عوامل 5; اسکی نجات کے عوامل 14; اسکی معنوی ضروریات 18; اسکی ہدایت 10
بشارت:
ہدایت کی بشارت 11
جبر و اختیار 15
حوا(ع) :
انکے دھوکہ کھانے کے اثرات 3; یہ اور ممنوعہ درخت 1، 3، 12; ان کے ھبوط کا پیش خیمہ 4; انکی محرومیت کے عوامل 1; ان کے ھبوط کے عوامل 3; ان کے ھبوط کا فلسفہ 6; انکا معلم 13
خداتعالی :
اسکی بشارتیں 11; اسکی تعلیمات 13; اسکی راہنمائي 10; اسکی ہدایات 11، 18
ممنوعہ درخت:
اس سے کھانے کے اثرات 1، 12
دشمني:
اس سے نجات کے عوامل 14; اس سے نجات 13
زمین:
اس میں دشمنی 7
سختی :
اسکے عوامل 17
سعادت:
اسکے عوامل 18
شخصیت:
اسکی آسیب شناسی 5
شقاوت:
اسکے موانع 16
شیطان:

اسکے دھوکہ دینے کے اثرات 2، 4; اسکے وسوسوں کے اثرات 3، 4; اسے نکال باہر کرنا 2; اسکی دشمنی 8; اس کا نقش و کردار 4; اس کا ہبوط 2
نافرماني:
خداتعالی کی نافرمانی کے اثرات 5،17
گمراہي:
اس کا پیش خیمہ 15; اسکے عوامل 17، اس کے موانع 16
ضروریات:
ہدایت الہی کی ضرورت 18
ہدایت:
اس کا پیش خیمہ 15

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (١٢٤)
اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محشور کریں گے (124)

1_ہدایت الہی اور اسکی یاد سے روگردانی لئے انسان کے لئے سخت اور مشکلات سے پر زندگی میں گرفتار ہونے کا سبب ہے_
من اتبع ہدای ... و من أعرض عن ذکری فإن لہ معیشة ضنك
"معیشة" یا تو مصدر میمی ہے اور یا "ما یعاش بہ" کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جسکے ساتھ زندگی گزرتی ہے " ضنك" کا معنی ہے تنگی اور سختی (لسان العرب)
2_ ہدایت الہی کی پیروی اور خدا کی یاد میں رہنا زندگی کی آسانی اور مشکلات کے دور ہونے کا سبب ہے_
من اتبع ہداي ... لا یشقی _ و من أعرض عن ذکری فإن لہ معیشة ضنك
3_ الہی تفکر اور ہدایات کو مدنظر رکھے بغیر دنیاوی زندگي ایك تنگ اور محدود زندگی ہے_
و من أعرض عن ذکری فان لہ معیشة ضنك
جس طرح خداتعالی نے دیگر آیات میں دنیاوی زندگی کو"متاع قلیل" قرار دیا ہے ممکن ہے اس آیت میں بھی دنیاوی زندگی کو "تنگ" زندگی کے طور پر متعارف کرایا ہو یعنی دنیا ہر حد و اندازے اور ہر مقدار میں اگر ہدایت سے خالی ہو تو یہ "تنگ زندگي" کے سوا کچھ نہیں ہوگی کیونکہ بلا مقصد اور آخرت پر اعتقاد کے بغیر زندگی تھکا دینے والي، روزمرہ کا تکرار اور فضول زحمت ہے_
4_ہدایت الہی کی پیروی اور اسکی طرف توجہ یاد خدا کا جلوہ ہے_
من اتبع ہداي ... و من أعرض عن ذکري
اس آیت میں "من ا عرض" سابقہ آیت میں "من اتبع" کے مقابلے میں ہے مقابلے کا تقاضا یہ تھا کہ فرماتا " و من لم یتبع ہداي" لیکن

اس کے بجائے فرمایا ہے "و من أعرض عن ذکري" اس انتخاب کی وجہ یا تو ہدایت میں ذکر خدا کا کردار ہے اور یا ذکر و ہدایت کا ایك ہوناہے_
5_ ہدایت الہی اور یاد خدا سے روگردانی کرنے والے میدان قیامت میں اندھے محشور ہوں گے_
و من أعرض عن ذکري ... و نحشرہ یوم القی مة ا عمی
6_ ہدایت الہی اور ہمیشہ خدا کی یاد میں رہنا زندگی میں بصیرت کا سبب ہے _
و من أعرض عن ذکری ... و نحشرہ یوم القی مة ا عمی

گمراہ لوگوں کا اندھا محشور ہونا دنیا میں ان کے ہدایت کو دیکھنے اور پانے سے اندھا ہونے کا نتیجہ ہے_ اس خاص سزا سے یہ نتیجہ لیا جاسکتا ہے کہ ہدایت، زندگی کی راہ میں بصیرت کا سبب ہے_
7_ قیامت کے دن حقائق واضح ہوجائیں گے_
و نحشرہ یوم القی مة اعمی
8_ قیامت انسانوں کو جمع کرنے اور ان کو حاضر کرنے کا دن ہے _
و نحشرہ یوم القی مة
"حشر" کا معنی ہے جمع کرنا کہ جس کے ہمراہ پیچھے سے چلانا اور ہانکنا ہو (مقاییس اللغة) یہ کلمہ صرف گروہ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے (مفردات راغب) اور آیت کریمہ میں ضمائر اگر چہ مفرد کی استعمال کی گئي ہیں لیکن چونکہ یاد خدا سے غافل سب لوگوں کا انجام یہی ہوگا اس لئے "حشر"کو در حقیقت گروہ کی طرف نسبت دی گئي ہے_
9_ قیامت کو برپا کرنا اور اس میں یاد خدا سے غافل لوگوں کو حاضر کرنا خداتعالی کے اختیار میں ہے اوروہ اسکے ارادے سے مربوط ہے_
و نحشرہ یوم القی مة اعمی
10_ مشکل زندگی یاد خدا سے غافل ہونے کا فطری اثر اور روز قیامت نابینائي اسکی الہی سزا ہے_
فإن لہ معیشة ضنکاً و نحشرہ یوم القی مة اعمی
"فإن لہ ..." اور "نحشرہ ..." کی تعبیروں میں فرق کہ دوسری کو خداتعالی کی طرف نسبت دی گئي ہے اور پہلی خود عمل پر متفرع ہوئي ہے ممکن ہے مذکورہ مطلب کی طرف اشارہ ہو_
11_ دنیا میں سخت زندگی اور قیامت میں نابینا محشور ہونا انسان کی گمراہی اور بدبختی کے جلوے ہیں_
فمن اتبع ہدای فلا یضل و لا یشقی _ و من أعرض عن ذکری فإن لہ معیشة ضنکاً و نحشرہ یوم القی مة ا عمی
مذکورہ مطلب ہدایت یافتہ اور غافلین کے گروہوں کے درمیان تقابل کا لازمہ ہے کہ جسے دو آیتیں مجموعی طور پر بیان کر رہی ہیں_
12_ " عن ا میر المؤمنین (ع) : و إن المعیشة الضنك التی حذر اللہ منہا عدوہ ہ عذاب القبر، انّہ یسلط علی الکافر فی قبرہ تسعة و تسعین تنینا فینہشن لحمہ و

یکسرن عظمہ و یترددن علیہ کذلك إلی یوم یبعث; امیرالمؤمنین(ع) سے روایت کی گئي ہے "معیشة ضنك" کہ جس سے خداتعالی نے اپنے دشمنوں کو ڈرایا ہے عذاب قبر ہے خداتعالی کافر پر اسکی قبر میں 99 سانپ مسلط کرتا ہے کو جو اسکے گوشت کو ڈستے ہیں اور اسکی ہڈی کو توڑتے ہیں اور اسی طرح اس پر آتے جاتے رہتے ہیں اس دن تك کہ اسے اٹھایا جائے _ (1)
13_" معاویة بن عمار عن ا بی عبداللہ (ع) قال: سا لتہ عن رجل لم یحج قط و لہ مال قال: ہو ممّن قال اللہ : " و نحشرہ یوم القیامة ا عمی " قلت : سبحان اللہ ا عمي؟ قال: ا عماہ اللہ عن طریق الجنة; معاویہ بن عمار کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جسکے پاس مال تھا لیکن اس نے حج نہ کیا تو آپ (ع) نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جنکے بارے میں خداتعالی نے فرمایا ہے " و نحشرہ یوم القیامة ا عمی " میں نے کہا سبحان اللہ نابینا؟ فرمایا خداتعالی نے اسے بہشت کا راستہ (دیکھنے) سے نابینا کردیا ہے (2)_

اطاعت:
خدا کی اطاعت کے اثرات 2، 4
انسان:
اس کا محشور ہونا 8; اسکی شقاوت کی نشانیاں 11; اسکی گمراہی کی نشانیاں 11
بصیرت:
اسکے عوامل 6
حج:
تارکین حج قیامت میں 13; تارکین حج کا آخرت میں اندہاپن 13

خداتعالی :
اس سے روگردانی کے اثرات 10; اسکی ہدایت کے اثرات 3، 6; اس کا ارادہ 9; اسکے افعال 9; اس سے غفلت کرنے والوں کا آخرت میں اندھاپن 10; اس سے روگردانی کی سزا 10
ذکر:
ذکر خدا کے اثرات 2،6; ذکر خدا کی نشانیاں 4
روایت: 12، 13
زندگي:
اسکی سختی 11; اسے آسان کرنے کے عوامل1; اسکی سختی کے عوامل 1، 3، 10; سخت زندگی سے مراد 12
سختي:
اسے دور کرنے کے عوامل 2
نافرماني:
خدا کی نافرمانی کے ا ثرات 1
غافلين:
ان کا آخرت میں اندھاپن5; ان کے محشورہونا کا سرچشمہ 9
غفلت:
خدا سے غفلت کے اثرات 1
قیامت:
....

1) امالی شیخ طوسی ج1، ص27; تفسیر برہان ج3، ص 48، ح9_
2) تفسیر قمی ج2، ص 66_ نورالثقلین ج3، ص 406، ح 173_

اس میں حقائق کا ظہور7; اس میں اندھاہونے کے عوامل 10; اس میں اندھا ہونا11; اس میں محشور ہونے کا سرچشمہ 9
کفار:
انکا عذاب قبر 12
گمراہ لوگ:
ان کا آخرت میں اندھاپن 5
خدا سے اعراض کرنے والے:
ان کا آخرت میں اندھاپن 5، 10

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيراً (١٢٥)
وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تونے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے جب کہ میں دار دنیا میں صاحب بصارت تھا (125)

1_ ہدایت اور یاد الہی سے روگردانی کرنے والے روز قیامت نابینا محشور ہوں گے _
قال رب لم حشرتنی أعمی
2_ یاد خدا سے غافل لوگ روز قیامت تعجب کے ساتھ اور شکایت کے انداز میں خداتعالی سے اپنے اندھے پن کی علت کے بارے میں سوال کرینگے_
قال رب لم حشرتنی أعمی
3_ یاد خدا سے غافل لوگ روز قیامت محشور ہونے کے بعد اپنی نجات کے راستے کی شناخت سے ناتوان ہوں گے_ *
قال رب لم حشرتنی أعمی
ممکن ہے اندھے پن سے مراد قیامت کے ماحول اور اسکی مشکلات سے نجات کا راستہ پانے سے آگاہ نہ ہونا ہو اس بناپر

"قد كنت بصيراً" كہنے والے اپنے آپ كو اس طرح سمجھتے ہيں كہ جو دنيا ميں سب چيزوں كو خوب سمجھتے تھے اور عميق فكر ركھتے تھے_
4_ روز قيامت انسان كو خداتعالى سے سوال پوچھنے كى اجازت ہے _
قال رب لم حشرتنى أعمى
"قال" كے ظاہر سے يوں لگتا ہے كہ يہ سوال لفظوں ميں ہوگا اور نابيناؤں كى طرف سے روز قيامت كيا جائيگا _
5_ قيامت كے دن انسان اپنے نقائص كو درك اور محسوس كريگا _
قال رب لم حشرتنى أعمى
6_ ياد خدا سے اعراض كرنے والے ميدان قيامت ميں

حاضر ہوكر خداتعالى كى ربوبيت كا اعتراف كرينگے _
قال رب
7_ بصيرت و بينائي كو عطا كرنا اور اس كا چھين لينا خداتعالى كى ربوبيت كے جلوے ہيں _
قال رب لم حشرتنى أعمى
8_ حاضرين قيامت خداتعالى كو انسانوں كا محشور كرنے والا او رفہم و درك كى قوتوں كا اختيار ركھنے والا سمجھتے ہيں_
لم حشرتنى أعمى
9_ ياد خدا سے غافل لوگ قيامت ميں حاضر ہونے كے وقت اپنى دنياوى زندگى كو ہوشمندانہ قرار ديكر فہم و درك كے راستے كے بند ہونے سے تعجب كرينگے_*
قال رب لم حشرتنى أعمى و قد كنت بصيراچ
مذكورہ مطلب بالا اس بنا پر ہے كہ "ا عمى " سے مراد"دل كا اندھا" ہو_
10_ قيامت كے دن انسان دنيا ميں زندگى كے حالات اور اس ميں اپنى جسمانى خصوصيات سے آگاہ ہوگا_
قال رب لم حشرتنى أعمى و قد كنت بصير
11_ حاضرين قيامت كى نظر ميں ضرورى ہے كہ انسان كا وہاں كا جسم اسكے دنياوى بدن جيسا ہو _
لم حشرتنى أعمى و قد كنت بصير
12_ روز قيامت انسان كا محشور ہونا جسمانى خصوصيات كے ہمراہ ہوگا _
قال رب لم حشرتنى أعمى و قد كنت بصير
13_ ہدايت الہى كى پيروى روز قيامت بصيرت اور بينائي كا سبب ہے _
فمن اتبع ہداي ... و من اعرض ... لم حشرتنى أعمى
14_ خدا سے غفلت كے ہوتے ہوئے گہرى فكر بھى در حقيقت اندھاپن اور بے بصيرتى ہے_
لم حشرتنى أعمى و قد كنت بصير
قيامت ميں اندھاپن دنيا ميں انسان كى حقيقت كا جلوہ ہے يعنى اگر چہ وہ اپنے آپ كو با بصيرت سمجھتا ہے ليكن در حقيقت بصيرت سے عارى ہے_

اطاعت:
خدا كى اطاعت كے اثرات 13
اقرار:
ربوبيت خدا كا اقرار 6
اندھاپن:
اس كا سرچشمہ 7
انسان:
اسكى اخروى سوچ 8، 11; اس كا اخروى تنبہ 10; اسكے محشورہونے كا سرچشمہ 8; اسكے درك كا سرچشمہ 8; اسكے

محشور ہونے كى خصوصيات 12
بصيرت:
اخروى بصيرت كے عوامل 13; اس كا سرچشمہ 7

خداتعالى :
اسكے افعال 8; اس سے سوال 2، 4; اسكى ربوبيت كى نشانياں 7
خدا سے اعراض كرنے والے:
انكا اخروى اقرار 6; انكا اخروى تعجب 9; انكا محشور ہونا1، 3; انكا عجز 3; انكا اخروى اندھاپن 1; انكى دنيوى ہوشيارى 9
غافلين:
انكا اخروى اقرار6; انكا اخروى سوال 2; انكا اخروى تعجب 2، 9; انكا محشور ہونا 3; انكا عجز 3; انكا اخروى اندھاپن 1، 2; انكا اندھاپن 14; انكا اخروى گلہ 2
غفلت:
خداتعالى سے غفلت كے اثرات 14
قيامت:
اس ميں سوال 4; اس ميں نقائص كا درك 5; اس ميں حقائق كا ظہور 5، 10
گمراہ لوگ:
ان كا محشور ہونا1; ان كا اخروى اندھاپن 1
معاد:
معاد جسمانى 11، 12

الَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى (١٢٦)
ارشاد ہوگا كہ اسى طرح ہمارى آيتيں تيرے پاس آئے اور تونے انھيں بھلاديا تو آج تو بھى نظر انداز كرديا جائے گا (126)

1_ خداتعالى نے بشر كى ہدايت اور اسے ياد دہانى كرانے كيلئے متعدد آيات بھيجى ہيں _
قال كذلك ا تتك ء اتين
2_ آيات اور ہدايت الہى كو فراموش كرنا اوران سے غافل ہونا روز قيامت نابينا محشور ہونے كا سبب ہے _
لم حشرتنى ا عمى ... قال كذلك ا تتك و ء اى تنا فنسيتہ
3_ خداتعالى فرائض كے بيان كرنے اور انہيں بندوں تك پہچائے بغير انہيں سزا نہيں ديتا_
قال كذلك ء اتيتك ء اى تن
روز قيامت غافلين كو كہا جائيگا "اتتك
ء اياتنا" يعنى تيرے پاس ہمارى آيات آئيں تھيں نہ يہ كہ ہم نے آيات بھيجيں تھيں آپ تك پہنچى ہوں يا نہ لہذا خداتعالى نے مواخذے كا معيار آيات كے ابلاغ كو قرار ديا ہے _

4_ مجرمين كا خداتعالى سے سوال اور اس كا جواب وصول كرنا ميدان قيامت كے واقعات ميں سے _
رب لم حشرتني ... قال كذلك ا تتك اى تن
"قال كذلك" كے ظاہر سے يوں محسوس ہوتا ہے كہ "لم حشرتني" كے سوال كا جواب بھى الفاظ كے ساتھ بيان ہوگا نہ كہ صرف نفس ميں ايك حالت پيدا ہوگى اگر چہ ممكن ہے يہ جواب بلاواسطہ نہ ہو بلكہ فرشتوں و غيرہ كے ذريعے انجام پائے _
5_ خداتعالى كى طرف سے پہنچائي گئي ہدايات اسكى آيات ہيں_
إما يا تينكم منى ہديً فمن اتبع ہداي ... قال كذلك ا تتك أى تن
گذشتہ آيات ميں "ہدايت" كلام كامحور تھا اس آيت ميں "ہدايات الہى "كہ جن كا "ہديً" اور "ہداي" كے ساتھ تذكرہ كيا گيا ہے_كو "آياتنا" كے ساتھ تعبير كيا گيا ہے تا كہ اس حقيقت كو بيان كرے كہ ہدايات الہى وہى اسكى آيات ہيں_
6_ روز قيامت خداتعالى آيات اور معارف الہى كى اعتناء نہ كرنے والے افراد سے روگردانى كرے گا اور انكى اعتنا نہيں كريگا_
أتتك اى تنا فنسيتہا و كذلك اليوم تنسى
فعل "تنسى " ميں اگر چہ فاعل نامعلوم ہے ليكن (گذشتہ آيت ميں) "رب لم حشرتني" كے قرينے سے كہاجاسكتا ہے كہ فاعل خداتعالى ہے_ نسيان دو معنوں كے درميان مشترك ہے 1_ غفلت كى وجہ سے ترك كرنا 2_ جان بوجھ كر ترك كرنا (مصباح) گذشتہ آيات قرينہ ہيں كہ اس آيت ميں دوسرا معنى مراد ہے_
7_ آيات اور ہدايات الہى سے غفلت اور انہيں فراموش كردينا روز قيامت انسان كے خداتعالى كى توجہات و عنايات سے محروم ہونے كا ايك عامل ہے_
أتتك آى تنا فنسيتہا و كذلك اليوم تنسى
(گذشتہ آيات ميں مذكور) "من أعرض عن ذكري" قرينہ كہ ہے "نسيتہا" ميں نسيان سے مراد آيات الہى سے روگردانى اور بے اعتنائي ہے اور اس كا "تنسى " كے ساتھ تقابل اس نكتے كو بيان كررہا ہے كہ اس كلمے ميں بھى نسيان كا معنى روگردانى اور ترك كرنا ہے_
8_ روز قيامت نابينائي اوردرك انسان كے راستے كا مسدود ہونا اسكے خداتعالى كى توجہ اور عنايات سے محروم ہونے كا مظہر ہے_
لم حشرتنى ا عمى ... كذلك اليوم تنسى
9_ روز قيامت انسان كو محشور كرنے اور اسكے اعمال كى جزا كى كيفيت اسكے دنياوى كردار كے ساتھ متناسب ہوگي_
فنسيتہا ... تنسى
10_ روز قيامت انسان كى سزا اسكے دنياوى كردار سے نشأت پكڑتى ہے_
فنسيتہا ... اليوم تنسى

آيات خدا:

انكى فراموشى كے اثرات 2، 7; ان سے اعراض كرنے والوں سے بے اعتنائي 6; ان سے اعراض كرنے والے قيامت ميں 6; ان كا كردار 1; انكا ہدايت كرنا 1، 5
انسان:
اسكے اخروى اندھے پن كا سرچشمہ 8
پاداش:
اس كا عمل كے ساتھ متناسب ہونا 9; اخروى پاداش كے عوامل 10
محشور ہونا:
اسكى كيفيت 9
خداتعالى :
اسكے لطف و كرم سے محروميت كے اثرات 8; اس سے سوال 4; اس كے لطف و كرم سے محروميت كے عوامل 7; اسكى

ہدايات 1، 5
عمل:
اسكے اثرات 9، 10; اسكى اخروى پاداش 9; اسكى اخروى سزا 9
غفلت:
آيات الہى سے غفلت كے اثرات 7; خداتعالى سے غفلت كے اثرات 2، 7
قواعد فقہيہ: 3
قاعده عقاب بلا بيان 3
قيامت:
اس ميں سوال و جواب4; اسكى خصوصيات 4
اندھاپن:
اخروى اندھے پن كے عوامل 2
سزا:
اس كا گناه كے ساتھ متناسب ہونا 9; اخروى سزا كے عوامل 10
گناه گار لوگ:
ان كا اخروى جواب4; ان كا اخروى سوال 4
جزا كا نظام :9
سزا كا نظام 3
ہدايت:
اسكى اہميت 1

273

وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى (١٢٧)
اور ہم زيادتى كرنے والے اور اپنے رب كى نشانيوں پر ايمان نہ لانے والوں كو اسى طرح سزا ديتے ہيں اور آخرت كا عذاب يقينا سخت ترين اور ہميشہ باقى رہنے والا ہے (127)

1_ دنيا ميں سخت اور تنگ زندگى اور قيامت ميں اندھاپن اور خداتعالى كى سرد مہرى ميں گرفتار ہونا اسراف كرنے والوں كى سزا ہے _
معيشة ضنكاً و نحشر يوم القى مة ا عمى ... و كذلك نجزى من ا سرف
اسراف يعنى حد اعتدال سے تجاوز كرنا (مصباح) "من اتبع ہداي" كے قرينے سے اس آيت ميں اس سے مراد ہدايات الہى سے تجاوز كرنا ہے اور "كذلك" ميں "ذلك" ان سزاؤں كى طرف اشاره ہے كہ جو گذشتہ آيات ميں ياد خدا سے روگردانى كرنے والوں كيلئے بيان ہوچكى ہيں_
2_آيات اور ہدايات الہى سے روگردانى كرنے والے اسراف كرنے والوں كا كامل اور بارز مصداق ہيں
و من أعرض عن ذكري ... و كذلك نجزي من أسرف
اگر "كذلك نجزي ..." كا گذشتہ آيت پر عطف ہو اور يہ خداتعالى كى ياد الہى سے غافل لوگوں كے ساتھ گفتگو كا تسلسل ہو تو "من ا سرف" غافلين كيلئے دوسرا عنوان ہوگا_
3_ اسراف كرنے والے اور آيات الہى پر ايمان لانے سے روگردانى كرنے والے روز قيامت خداتعالى كى توجہ اور عنايات سے محروم ہوں گے_
و كذلك اليوم تنسى و كذلك نجزى من أسرف و لم يؤمن بأيات ربہ
4_ انسان كى ہدايت كيلئے آيات پيش كرنا ربوبيت الہى كا ايك جلوه ہے _
بآى ت ربہ

274

5_ خداتعالی مستحقین عذاب کو سزا دینے کے نظام کا حاکم ہے_

نجزي

6_ دنیوی سزاؤں کی نسبت اخروی عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہوگا_

و لعذاب الأخرة أشد و ا بقى

7_ اسراف کرنے والوں اور آیات الہی پر ایمان نہ لانے والوں کو دنیاوی سزا اور روز قیامت اندھا ہونے کے علاوہ آخرت میں زیادہ سخت اور دیرپا عذاب کا سامنا ہوگا _

و لعذاب الأخرة ا شد و ا بقى

"كذلك" بتاتا ہے کہ دنیا میں سخت زندگی اور قیامت کا اندھاپن غافلین کے علاوہ بے ایمان اسراف کرنے والوں کیلئے بھی خطرہ ہے اور جملہ "لعذاب الآخرة ..." اس کے علاوہ مزید عذاب سے حکایت کررہا ہے کہ جو روز قیامت کے ختم ہونے کے بعدشروع ہوگا اور دنیاوی اور روز قیامت کے عذاب سے زیادہ سخت اور دیرپا ہوگا _

8_ آیات اور ہدایات الہی پر ایمان دنیا و آخرت میں عذاب الہی سے محفوظ رہنے کی شرط ہے_

و كذلك نجزي ... لم يؤمن ... ا شد و ا بقى

اسراف کرنے والے: 2

انکے عذاب کا دائمی ہونا7; انکی زندگی کا سخت ہونا1; انکا اخروی عذاب 7; انکا اخروی اندھاپن 1; انکی سزا 1، 7; انکی اخروی محرومیت 3

آیات خدا:

ان سے روگردانی کرنے والوں کا اسراف2; ان سے اعراض کرنے والوں کا اخروی عذاب 7; ان سے اعراض کرنے والوں کی سزا 7; ان سے اعراض کرنے والوں کی اخروی محرومیت 3; ان کا کردار 4

ایمان:

آیات الہی پر ایمان کے اثرات 8; خداتعالی پر ایمان کے اثرات 8

خداتعالی :

اسکی حاکمیت 5; اسکی ربوبیت کی نشانیاں4

عذاب:

اخروی عذاب کی شدت 6; اس سے بچنے کے شرائط 8; دنیوی عذاب 6; اسکے درجے 6; اخروی عذاب کے درجے 7

خدا کا لطف و کرم:

اس سے محروم لوگ 3

سزا کا نظام:

اس کا حاکم5

ہدایت:

اسکے عوامل 4

275

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُوْلِي النُّهَى (١٢٨)

کیا انھیں اس بات نے رہنمائي نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو ہلاك کردیا جو اپنے علاقہ میں نہایت اطمینان سے چل پھر رہے تھے بیشك اس میں صاحبان عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (128)

1_ خداتعالی نے طول تاریخ میں بہت سارے معاشروں اور امتوں کو ہلاك اور نابود کیا ہے_

كم اہلكنا قبلہم من القرون

"قرن" کا معنی ہے قوم اور وہ لوگ جو ایك زمانے میں زندگی گزار رہے ہوں (مفردات راغب)

2_ آیات اور ہدایات الہی کے بارے میں کفر طول تاریخ میں بہت ساری امتوں کی نابودی کا سبب بنا_
و كذلك نجزى من أسرف و لم يؤمن ... كم ا ہلكنا قبلہم من القرون
گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ سابقہ امتوں کی ہلاکت ان کے آیات و ہدایات الہی کے مقابلے میں کفر اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتی تھي_
3_ گذشتہ اقوام کی عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت خداتعالی کی دھمکیوں کے سنجیدہ ہونے کے واضح نمونے ہیں اور عصر بعثت کے مشرکین کیلئے کفایت کرنے والا رہنما _
ا فلم یہد لہم كم ا ہلكنا قبلہم من القرون
4_تاریخ اور گذشتہ امتونکی ہلاکت سے سبق حاصل نہ کرنا توبیخ اور مذمت کے قابل ہے _
أفلم یہد لہم كم ا ہلكنا قبلہم
"أفلم ..." میں استفہام انکار توبیخی کیلئے ہے اور " لم یہد" کا فاعل "اہلاك" ہے کہ جو "كم ا ہلكنا" سے سمجھ آرھا ہے اور "لم یہد" حرف لام کے ساتھ متعدی ہونے کی وجہ سے اس میں تبیین کا معنی بھی تضمین کیا گیا ہے اور جملے کا معنی یہ ہے کہ کیا بہت ساری گذشتہ امتوں کو نابود کرنے سے مشرکین کیلئے واضح نہیں ہوا کہ وہ ان جیسا عمل نہ کریں_

276

5_ عصر پیغمبر(ص) کے کفار بہت ساری گذشتہ امتوں کی ہلاکت سے آگاہ تھے اور ان کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ سے آشنا تھے_
ا فلم یہد لہم كم ا ہلكنا ... یمشون فی مسكنہم
جملہ " یمشون ..." "ہم" کیلئے حال ہے اور سیاق آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد صدر اسلام کے مشرکین ہیں ان کا عاد، ثمود، لوط اور ... کے گھروں سے عبور کرنا کہ جو جملہ "یمشون ..." کا معنی ہے ان کے گذشتہ امتوں کے مرگبار واقعات سے آگاہی کا سبب ہے ہمزہ استفہام سے مستفاد توبیخ بھی ان کی آگاہی پر متفرع ہے_
6_ گذشتہ امتوں میں سے بہت سے لوگ جب عذاب الہی میں گرفتار ہوئے اس وقت اپنے شہر اور گھروں میں معمول کے مطابق رفت و آمد میں مصروف تھے_ *
كم ا ہلكنا قبلہم من القرون یمشون فی مسكنہم
ممکن ہے جملہ "یمشون ..." "القرون" کیلئے حال ہو_
7_ تاریخ کا تغیر و تبدل خداتعالی کے ارادے سے وابستہ ہے_
كم ا ہلكنا قبلہم
8_ نابود شدہ اقوام کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ سے سبق حاصل کرنے اور عبرت لینے کیلئے بہت ساری چیزویں ہیں_
أفلم یہدلہم كم ا ہلكنا ... إن فی ذلك لأیات
9_ گذشتہ امتوں کے باقی رہ جانے والے عبرت آموز آثار کا مطالعہ اور تحقیق اور انکی ہلاکت کے اسباب معلوم کرنا ضروری ہے_
كم ا ہلكنا ... إن فی ذلك لأیات
گذشتہ امتوں کی تاریخ اور ان کے آثار کے آیت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کو مہم اور قیمتی ہدایات اور عبرتوں کی طرف رہنمائي کرنے کے قابل ہیں_
10_ گذشتہ امتوں کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ کے مطالعے سے صرف صاحبان عقل بہرہ مند ہوتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں_
كم ا ہلكنا قبلہم ... إن فی ذلك لأیات لا ولی النہي
آیات کا نشانی اور آیت ہونا عبرت حاصل کرنے والے کے موجود ہونے کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ایك ثابت صفت ہے لہذا اس کا "ا ولی النہی " کے ساتھ مختص ہونا صرف صاحبان عقل کے آیات سے بہرہ مند ہونے کی طرف ناظر ہے یعنی اگرچہ آیات اور نشانیاں موجود ہیں لیکن بے عقل لوگ اس سے بہرہ مند نہیں ہوتے_
11_ عقل اور دانایی ایك قیمتی جوہر ہیں اور انسان کو ناروا کاموں سے روکتے ہے_
ان فی ذلك لآیات لاولی النہی

"نُہی " یا تو "نہیة" (عقل) کی جمع ہے اور یا یہ مفرد لفظ ہے عقل کے معنی میں (قاموس) اور اس لئے عقل کو یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ انسان کو برائیوں سے نہی کرتی ہے_

277

12_ جو لوگ گذشتہ اقوام کے انجام سے عبرت نہیں لیتے وہ عقل و خرد سے بے بہرہ ہیں _
إن فی ذلك لأیات لا ولی النہی
13_ خداتعالی انسان کو عقل سے استفادہ کرنے اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب دلاتا ہے _
أفلم یہد ... إن فی ذلك لأیات لا ولی النہی
اس آیت کا ذیل کہ جو صاحبان عقل کی تعریف کر رہا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہے نیز اسکے شروع میں فاء عاطفہ اس مقدر پر عطف کر رہی ہے کہ جسے آیت کا ذیل بیان کررہا ہے در حقیقت اس پر استفہام توبیخی داخل ہوا ہے اور "لم یہد" اس پر تفریع ہے اور اصل میں کلام یوں تھا " ا فلم یتفکروا فلم یہد ..." کیا انہوں نے سوچا نہیں گذشتہ اقوام کے انجام کا مطالعہ انکی ہدایت کا سبب نہیں بنا؟

آثار قدیمہ:
یہ صدر اسلام میں 5; ان سے عبرت لینا 8، 9، 10
آیات خدا:
انہیں جھٹلانے کے اثرات 12
آثار قدیمہ شناسي:
اسکی اہمیت 9
گذشتہ اقوام:
ان کے آثار قدیمہ 5; انکی تاریخ 1، 2، 6; ان سے عبرت لینا 9; ان سے عبرت حاصل نہ کرنا 12; انکی ہلاکت کے عوامل 2; ان کے عذاب کی کیفیت 6 ; انکی ہلاکت 1، 3، 5
تاریخ:
اسکے مطالعے کی اہمیت 9; اس سے عبرت لینا 4، 8; اسکے تحولات کا سرچشمہ 7
تعقل:
اسکی تشویق 13
خداتعالی :
اسکے ارادے کے اثرات 7; اسکے افعال 1; اسکی تشویق 13; اسکی دھمکیوں کا حتمی ہونا 3
عقلا:
یہ اور آثار قدیمہ 10
عبرت:
عبرت نہ لینے والوں کی بے عقلی 12; عبرت نہ لینے کی مذمت 4; اسکے عوامل 8، 10
عذاب:
اہل عذاب سے عبرت حاصل کرنا 4
عقل:
اسکی قدر و قیمت 11; بے عقل لوگ 12; اس کا کردار 11
عمل:
ناپسندیدہ عمل کے موانع 11
کفار:
صدر اسلام کے کفار کا علم 5
مشرکین:

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَاماً وَأَجَلٌ مُسَمًّى (١٢٩)
اور اگر آپ كے رب كے طرف سے بات طے نہ ہوچكی ہوتی اور وقت مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازمی طور پر آچكا ہوتا (129)

1_ خداتعالى نے معاشروں اور امتوں كے امور كى تدبير كيلئے محكم و ثابت قوانين اور سنتيں قرار دے ركھى ہيں_
و لو لا كلمة سبقت من ربك
اس مناسبت سے كہ بحث معاشروں اور انہيں مہلت دينے كے بارے ميں ہے اس آيت ميں "كلمة " سے مراد تاريخ اور معاشروں پر حاكم قوانين الہى اور سنتيںہيں _
2_ كافر امتوں كے انجام اور انكى ہلاكت و بقا كيلئے معين سنن و قوانين اور مشخص اوقات ہيں_
كم اہلكنا قبلہم ... و لو لا كلمة سبقت من ربك لكان لزام
گذشتہ آيت كہ جو كافر معاشروں كى ہلاكت كے بارے ميں ہے قرينہ ہے كہ "لو لا كلمة ..." كا معنى يہ ہے خداتعالى نے كفار كے عذاب كا وقت اور اسكے ديگر معيارات كو پہلے سے مشخص و معين كر ركھا ہے_
3_ كفار پر الہى سنتونكا حاكم ہونا ان كے عذاب الہى كے ساتھ جلدى نابود ہونے سے مانع ہے_
و لو لا كلمة سبقت من ربك لكان لزام
4_ آيات اور ہدايات الہى كے بارے ميں كفر كرنے والے دنيا ميں سزا اور عذاب كے مستحق ہيں _
و لو لا كلمة سبقت من ربك لكان لزام
لفظ" لزاماً" باب مفاعلہ كا مصدر ہے اور مصدر كا خبر واقع ہونا مبالغہ پر دلالت كرتاہے، اس بناپر جملہ"كان لزاماً" كا مفاد يوں ہوگا(اگر خدا كى طرف سے مجرمين كو مہلت دينے كى سنت نہ ہوتي)عذاب الہى مخالفت كرنے والوں كے ساتھ ساتھ ہوتا (يہاں تك كہ مختصر سى مدت كے ليے بھي) ان سے الگ نہ ہوتا_
5_ خداوند متعال ہرگز اپنى سنتوں (طى شدہ باتوں) سے پيچھے نہيں رہے گا_
و لو لاكلمة سبقت من ربك لكان لزام

6_آيات الہى كا انكار كرنااور اللہ تعالى كى ياد سے منہ پھير لينا ناقابل معاف گناہ ہيں_
و من أعرض عن ذكري ... و لم يؤمن بأيات ربہ ... لو لا كلمة سبقت من ربك لكان لزام
7_بعثت كے دوران بسنے والے كافروں اور مشركوں كو مہلت دينا، خداوند عالم كى طرف سے رسول اكرم(ص) پر خصوصى عنايت كى وجہ سے تھي_
رَبّك
"ربّ" كے مقدس نام كارسول خدا كى ضمير خطاب كى طرف اضافہ ہوناكافروں پر عذاب نازل كرنے ميں تاخير اور ان كو مہلت دينا خدا كى طرف سے رسول اكرم(ص) پر خصوصى عنايت ہونے كى طرف اشارہ ہوسكتاہے _ جيسا كہ ايك اور سورے ميں فرماتا ہے: "و ما كان اللہ ليعذبہم و ا نت فيہم"
8_انسانيت سے متعلق مصلحتيں اور خداوند كى طرف سے قوموں كے معاملات كى تدبير كرنا دنيا ميں مخالفين كو جلدى سزا نہ دينے كى دليل ہے_
ربّك
9_روى زمين پر انسانى زندگى كو معين مدت تك كے ليے جارى ركھنے كى سنت (طى شدہ قانون) حق كى مخالفت كرنے والوں كو فوراً نابود كرنے كے ساتھ سازگار نہيں ہے_
و لو لا كلمة سبقت من ربّك لكان لزاماً و اجل مسميً
(ا جل) كا معنى پورى مدت يا آخرى وقت ہے (لسان العرب) اور "ا جل مسميً" "كلمة" پر عطف ہوا ہے يعنى " لو لا كلمة وا

جل مسمیً ..." یہاں کلمہ اور اجل سے مراد دو مستقل چیز یں ہیں یا دونوں ایك حقیقت کی دو تعبیر ہے اس بارے میں علماء نے مختلف بیانات دیئےہیں_ان میں سے ایك احتمال یہ ہے کہ "کلمہ" سے مراد اللہ تعالی کا وہ کلام ہے جو آدم (ع) کو بہشت سے نکل کرزمین پر آتے وقت فرمایا"لکم فی الا رض مستقر و متاع إلی حین" (بقرہ 36) اور "ا جل" سے مراد اس احتمال کی بناپر دنیا کی آخری عمر ہے مذکورہ نظریہ اس احتمال کی بناپر ہے_
10_ اللہ تعالی نے دنیوی زندگی کو تمام کافروں کو جلد مؤاخذہ کرنے کی جگہ قرار نہیں دی ہے _
و لو لا ... ا جل مسمیً
اللہ تعالی کی سنت (اور روش) کی جس پر " لو لا کلمة ..." دلالت کرتاہے یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالی دنیا میں کسی بھی مختلف کرنے والے پر عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ اسکی سنت یہ ہے کہ ساری مخالفین کو تباہ نہیں کرے گا کیونکہ اگر ہر کافر کو نابود کرنا منشا ہوتا تو انسانی نسل ختم ہونے کا خطرہ تھا(اس صورت میں) اجل مسمی تك نسل بشر باقی نہ رہتی _
11_قوموں کے خاتمے لیئے ایك معین اور طی شدہ مدت ہے_
و لو لا کلمة سبقت من ربك لکان لزاماً ا جل مسمیً

فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاء اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى (١٣٠)
لہذا آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور اسکے ڈوبنے کے بعد اپنے رب کی تسبیح کرتے رہیں اور رات کے اوقات میں اور دن کے اطراف میں بھی تسبیح پروردگار کریں کہ شاید آپ اس طرح راضی اور خوش ہوجائیں (130)

1 _ کفار رسول خد ا (ص) کو اپنی (بے بنیاد) باتوں کے ذریعے روحی طور پر اذیت پہنچاتے تھے_
فاصبر علی ما یقولون
خدا کی طرف سے رسول(ص) کی صبر کی تلقین اس بات کی حکایت کرتاہے کہ آنحضرت (ص) کافروں کی باتیں سننے سے رنجیدہ خاطر ہوتے تھے_
2_ کفار عذاب میں تاخیر ہونے اور فوری طورپر عذاب نازل نہ ہونے کو بہانہ بناکر رسول خدا کو روحی فشار میں رکھتے اور انکے خلاف سخت پروپیگنڈا کرتے تھے_
فاصبر علی ما یقولون
ما قبل والی آیت کے قرینے سے "ما یقولون" سے مراد کافروں کی وہ باتیں ہیں جو عذاب نازل نہ ہونے اور رسول (ص) خدا کے وعدوں کا مذاق اڑانے کے لیے اظہار کرتے تھے_
3_خدا کی طرف سے رسول اکرم (ص) کو کافروں کی بے بنیاد باتوں اور انکی طرف سے نفسیاتی اذیت پہنچانے کے لئے پروپگینڈاکرنے پر صبر و تحمل کرنے کی وصیت_
فاصبر علی ما یقولون
4_ کافروں کو مہلت دینے کی حکمت کے بارے میں خدا کی طرف سے آیات کا نزول کافروں کی طرف سے کی جانے والی تبلیغات پر رسول اکرم(ص) کے تحمل اور صبر کا موجب بنا_
لو لا کلمة سبقت ... فاصبر علی ما یقولون
"فا صبر" ما قبل والی آیت پر عطف اور تفریع ہے یعنی چونکہ کافرونکو عذاب دینے میں تا خیر سہل انگاری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایك قانون اور سنت

کی وجہ سے ہے پس ان سختیوں کو برداشت کریں ان آیات میں خداوند عالم نے مخالفین کو مہلت دینے کی علت اور تاریخ (بشریت) پر حکم فرما روشن اور سنت کو بیان فرما کر رسول خدا(ص) اور اہل ایمان کی نسل ہونے کا زمینہ فراہم کردیا ہے_

5_ سنت الہی پرسے آگاہ ہونا اور اسکی علت کو سمجھنا سختیوں اور پریشانیوں میں صبر و تحمل کرنے کے لئے پیش خیمہ_
و لو لا کلمة ... فاصبر علی ما یقولون
6_ رسول خدا(ص) اور اہل ایمان لوگوں کو سورج طلوع کرنے اور ڈوبنے سے پہلے اللہ تعالی کی تسبیح کرتے رہنا چاہیئے _
و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہ
"بحمد ربّكَ" میں باء یا مصاحبت کے لئے ہے یا استعانت کے لئے بہر حال اللہ تعالی کی حمد اور تسبیح کرنے کا حکم ایك ساتھ آیا ہے_ تسبیح کرنے کا خطاب اگر چہ بظاہر رسول اکرم(ص) کے متعلق ہے لیکن بعد والی آیتوں کے قرینہ سے معلوم ہوتاہے کہ یہ حکم رسول اکرم(ص) کے لئے مختص نہیں ہے (بلکہ تمام اہل ایمان بھی اس حکم کا مخاطب ہیں)
7_ رسول خدا (ص) اور اہل ایمان کسی یہ ذمہ داری ہے کہ رات کے کچھ حصے اور دن کے دونونفوں میں اللہ تعالی کی حمد اور تسبیح کیا کریں_
و من ء اناء اللیل فسبح و اطراف النہار
"ء اناءٔ" کا معنی اوقات ہے اور "من" یہاں تبعیض کے لیے آیاہے_لہذا "من آناء اللیل" سے مراد یہ ہے کہ رات کے کچھ اوقات حمد اور تسبیح میں مشغول رہیں اور آیت کے شروع میں "بحمدك" آنا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ تسبیح بھی حمد کے ساتھ ہونی چاہیے_
8_ تمام اوقات میں اللہ تعالی کی حمد اور تسبیح اور ذکر لازمی ہے_
فسبح ... قبل طلوع ... آناء اللیل ... اطراف النہار
اگرچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی کی تسبیح کرنے کے لیے کچھ اوقات معین کیا گیا ہے لیکن ان موارد کی کثرت سے ایسا لگتاہے کہ ہدف یہ ہے کہ تماما فرصت کے موقعوں پر اللہ تعالی کو یاد کرنا اول اسکی تسبیح کرتے رہنا چاہیے_
9_انسان سخت شرائط نہیں آنے کی صورت میں زیادہ صبر اور تحمل حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالی کو یاد کرنے اور اسکی تسبیح کرنے کی طرف محتاج ہے_
فاصبر علی ما یقولون و سبّح بحمد ربّك
صبر کرنے کا دستور دینے کے بعد تسبیح کا دستور آنا اس بات کی نشاندہی کرتاہے کہ صبر کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے لئے تسبیح کو دخل ہے_
10_ خدا اور دین کے خلاف کافروں کی طرف سے ہونے والے پراپگنڈوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے راستوں میں سے ایك اللہ تعالی کی تسبیح اور حمد کرنا ہے_
و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہ
12_رات کے کچھ حصوں، صبح کے قریب اور سورچ غروب کرنے کے بعد اللہ تعالی کی حمد اور تسبیح کرن

282
خصوصی نتائج کے حامل ہیں_
و من ء اناء اللیل فسبح و اطراف النہار
"اطراف نہار" سے مراد دن کا آغاز اور اختتام ہے_ اور اس لفظ "اطراف نہار" کو جمع کی صورت میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے چونکہ آناء اللیل کے ساتھ آیاہے اسکے ساتھ لفظی موافقت کی خاطر جمع لایاہے یا دن کے آغاز اور اختتام کے متعدد لحظات کو شامل کرنے کے لئے ہے تا کہ وقت پر وسعت کہ دلالت کرے یعنی ذکر خداوند اور دعاؤں کے آغاز اور اختتام سے پہلے اور آخری لحظہ سے مخصوص نہیں ہے_
13_ دن اور رات کے تمام اوقات ذکر اور دعا کے لئے مناسب اور ایك درجہ پر نہیں ہیں_
و سبح بحمد ربك قبل طلوع ... ء اناء اللیل فسبح و ا طراف النہار
14_خداوند کی تسبیح (یعنی تمام نقائص سے اس کو پاك اور منزل جاننا) مناسب ہے کہ حمد کے ساتھ ہو اور حمد یعنی خدا کو تمام صفات کمال کے ساتھ متصف جانناہے_
و سبح بحمد ربّك
اگر "بحمد ربّك" "سبح" کے فاعل کے لئے حال ہوتو جملہ کا معنی یہ ہوگا: اللہ کی تسبیح کیا کرواس حال مینکہ اس کی

حمدوثناء کرتے ہو_
15_اللہ تعالی کی صفات کمال کی تعریف کے ذریعے اسکی تسبیح کرنا تسبیح کرنے کا ایك بہترین طریقہ ہے_
فسبح بحمد ربك
مذکورہ مطلب کے استفادہ کرنے میں "بحمد ربك" کی باء کو استعانت کے معنی میں لیا گیا ہے_
16_خداوند کی تدبیر، عذاب اور سزاؤں کے لئے ایك خاص قانون کے ہونے پر توجہ کرنا، ہر حال میں اللہ تعالی کی تسبیح کرنے کا انگیزہ انسان میں حاصل ہونے کا باعث بنتاہے_
و لو لا کلمة ... بحمد ربك
17_اللہ تعالی کی تسبیح اور اسکی پاکانی کا بیان، اللہ تعالی کی حمد کے ساتھ ہونا چاہیے جس کے ساتھ خود خداوند نے اپنی تعریف کی ہے_
فسح بحمد ربّك
حمد کو "رب"کی طرف اضافہ کرنے کی دو وجوہ ادبی ہوسکتی ہیں_ پہلی وجہ: حمد اپنے فاعل کی طرف اضافہ ہوا ہے _ دوسری وجہ : حمد اپنے مفعول کی طرف اضافہ ہوا ہے ابھی حمد کے بارے میں جو مطلب ذکر ہوا ہے وہ احتمال اول کی بناپر تھا جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جس چیز کے ذریعے اپنی تعریف کی ہے تم اسی کے توسط سے اسکی تسبیح کرو_
18_ نماز پنجگانہ جو حمد اور تسبیح پر مشتمل ہے یہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں تشریع ہوئي ہے _
و سبح ... قبل طلوع ... ء انای اللیل فسبح و اطراف النہار
یہ آیت کریمہ چار نماز کے اوقات کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے نماز صبح (قبل طلوع الشمس) نمازعصر (قبل غروبہا) نماز صبح اور مغرب (اطراف النہار) اور نماز عشاء (آناء اللیل) بعض علماء نے اطراف نہار کے اندر زوال آفتاب کو شامل کرکے نماز ظہر کو بھی اس آیت میں شامل سمجھاہے _ لیکن چونکہ سورہ مبارکہ "طہ" مکہ میں نازل ہوئي ہے اور یہ سورہ بنی اسرائیل سے پہلے نازل ہوئي ہے کہ

جس میں نماز ظہر کا وقت ذکر ہوا ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیت نماز ظہر کو بیان نہینکررہی ہے_
19_ مقدرات الہی کو رضایت کی نظر سے قبول کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان صبرکرتا ہے اور دن اور رات کے مختلف اوقات میں خداکی حمد اور تسبیح کرتے رہتاہے_
و لو لا کلمة سبقت من ربك ... و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضی
"ترضي" کا متعلق یعنی مفعول پہلی آیت کے قرینے سے کافرونکو مہلت دینے کی سنت ہے اور آیت کا مفاد یہ ہے کہ خدا کی تسبیح مسلسل کرتے رہنے اور اسکی مدح و ثناء پر مداومت کرنے سے اللہ تعالی کے افعال کی محبت انسان کے دل میں پختہ ہوجاتی ہے اور اسکے نتیجہ میں کافروں کو دی جانے والی مہلت اور خدا وند کی دیگر سنتوں پر اانسان راضی رہتاہے_ اور "لَعَلَّ" کا لفظ اسی بات کو بیان کرتاہے کہ مکرر تسبیح کرتے رہنے سے انسان کے اندر رضایت کا زمینہ ہموار ہوجاتاہے_
20_ انسان کو چاہیے کہ خداوند متعال کی تمام خواہشات اور تمام سنتوں پر راضی رہے اور اس کو ہر قسم کے عیب اور نقص سے مبرا سمجھے_
لعلّك ترضی
21_رضایت کا مقام نہایت بلند اور قیمتی ہے اور اس تك پہنچنا دشوار ہے _
فاصبر ...و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضی
22_ رسول اکرم(ص) کا مقام رضا پر پہنچنا صبر ، تسبیح خدا اور اس کی حمد کی وجہ سے ہے_
فاصبر ... و سبح ... لعلك ترضی
23_رسول خدا(ص) اپنی زندگی میں معنوی تکامل رکھتے تھے_
فاصبر ... لعلك ترضی
24_ دن اور رات کے مختلف حصوں میں خداوند متعال کی تسبیح اور حمد کرنے کا نتیجہ باطنی سکون اور مقام رضا تك پہنچناہے_

و سبح بحمد ربك لعلك ترضى
ممكن ہے آيت ميں مذكور خشنودى كافروں كى باتوں سے پيغمبر اكرم(ص) كى اس دل گيرى كے مقابلے ميں ہو كہ جس كا تذكرہ آيت كے شروع ميں ہے اس صورت ميں مقصود دل كى خوشنودى اور قلبى سكون ہوگا_
25_"اسماعيل بن الفضل قا: سا لت ا با عبدالله (ع) عن قول الله عزوجل: " و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا" فقال: فريضة على كلّ مسلم ا ن يقول قبل طلوع الشمس عشر مرات و قبل غروبہا عشر مرات: لا إلہ إلا الله وحده لا شريك لہ لہ الملك و لہ الحمد يحيى و يميت و ہوحى لا يموت بيده الخير و ہو على كل شيء قدير; اسماعيل بن فضل كہتے ہيں ميں نے خداتعالى كے فرمان (و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا) كے بارے ميں امام صادق (ع) سے سوال كيا توانہوں نے فرمايا ہر مسلمان كا فريضہ ہے كہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے دس مرتبہ " لا الہ الله وحده لا شريك

284
لہ ..." كہے (1)
و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضى
26_" عن زرار عن ا بى جعفر (ع) ... قال : قلت لہ ; " و ا طراف النہار لعلّك ترضي" قال : يعنى تطوع بالنہار : زرارہ سے منقول ہے كہ وہ كہتے ہيں ميں نے امام باقر(ع) كى خدمت ميں عرض كيا يہ جو خداتعالى نے فرمايا ہے " و سبح" " و أطراف النہار لعلك ترضى " تو اس سے مراد كيا ہے؟ تو آپ(ع) نے فرمايا يعنى دن ميں مستحب نماز پڑھ (2)
27_ " عن النبى (ص) فى قولہ: " و سبح بحمد ربّك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا" قال : " قبل طلوع الشمس " صلاة الصبح " و قبل غروبہا" صلاة العصر;پيغمبر (ص) اكرم سے روايت كى گئي ہے كہ آپ(ص) نے خداتعالى كے فرمان "و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا" كے متعلق فرمايا "قبل طلوع الشمس" نماز صبح (كا وقت) ہے اور "قبل غروبہا" نماز عصر (كا وقت) ہے (3)

....

1) خصال صدوق ج2 ص 452_ب 10 ح 58_ نورالثقلين ج3 ص 407 ح 177_
2) کافی ج3 ص 444 ح 11_ نورالثقلین ج3 ص 407 ح 181_
3) الدالمنشور ج5 ص 611_

285

پہلے 6، 11; حمد خدا غروب سے پہلے 6، 11; حمد خدا کا پیش خیمہ 16; حمد خدا کی فضیلت 11، 12; حمد خدا کا وقت 6، 7

خداتعالی :

اسکی سنن کے علم کے اثرات 5; اسکے خلاف پروپیگنڈا 10; اسکی نصیحتیں 3; اسکی سنن سے راضی ہونا 20; اسکی تقدیرات سے رضامندی 19، 20

دعا:

اس کا وقت 13

دین:

اسکے خلاف پروپیگنڈا 10

روایت :25، 26، 27

سختي:

اس میں صبر کا پیش خیمہ 5

صبر:

اسکے اثرات 19

ضروریات:

تسبیح خدا کی ضرورت 9; ذکر خدا کی ضرورت 9

عذاب:

اسکی تاخیر 2

عمل:

ناپسندیدہ عمل 15

کفار:

انکی اذیتیں 1; انکا پروپیگنڈا 2، 10; ان کے خلاف مقابلے کی روش 10; انکی اذیتوں پر صبر کرنا 3; انہیں مہلت دینے کا فلسفہ 4; انہیں مہلت دینا 2

مؤمنین:

انکی شرعی ذمہ داری 6، 7; ان کے مقابلے کرنے کی روش 10

مقام رضا:

اسکی قدر و قیمت 21; اس کا پیش خیمہ 24; اسکی سختی 21

نماز:

اسکے اذکار 18; یومیہ نمازوں کی تشریع کی تاریخ 18; یومیہ نمازوں کی تشریع کی جگہ 18; مستحب نمازوں کا وقت 26

یادکرنا:

تدبیر الہی کے یادکرنے کے اثرات 16; یاد خدا کے اثرات 9; یاد خدا کی اہمیت 8; یاد خدا سختی میں 9; عذاب الہی کے قانون کے تابع ہونے کی یاد 16; خداتعالی کی سزاؤں کے قانون کے تابع ہونے کی یاد 16

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى (١٣١)
اور خبردار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں كو جو زندگانى دنيا كى رونق سے مالامال كرديا ہے اس كى طرف آپ نظر اٹھا كر بھى نہ ديكھيں كہ يہ ان كى آزمائشے كا ذريعہ ہے اور آپ كے پروردگار كا رزق اس سے كہيں زيادہ بہتر اور پائيدار ہے (131)

1_ عصر بعثت كے بعض كافر مرد اور عورتيں (مكہ ميں) بڑى دولت اور وسائل كے مالك تھے_
و لا تمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
"منہم " كى ضمير ان كفا ر كى طرف لوٹ رہى ہے جن كے بارے ميں گذشتہ آيات ميں بحث ہوئي ہے چونكہ سورہ "طہ" مكہ ميں نازل ہوئي ہے اس ل ے مكہ كے كفار مراد ہيں _ "أزدوج" يا تو ان مردوں اور عورتوں كے معنى ميں ہے جن سے خاندان تشكيل پاتاہے يا يہ "اصناف" كے معنى ميں ہے او ر "منہم" ميں من تبعيض كے لي ے ہے_
2_خداوند عالم نے پيغمبر اكرم(ص) كو كفار كے خاطر خواہ سرمايہ كى طرف توجہ كرنے اور اس سے بہرہ مند ہونے كے اشتياق سے منع فرمايا ہے_
و لا تمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ ا زواجاً منہم
"مدالعين" (آنكھ كھينچنا) نظر كو ايك چيز سے اٹھا كر دوسرى چيز كى طرف متوجہ كرنا اور كھينچ لانا ہے اور ديگر آيات (جيسے لاتعد عيناك عنہم كہف 28) كے قرينے سے آيت كريمہ سے مراد تہى دستوں سے توجہ ہٹاكر ثروتمندوں كى طرف متوجہ ہونا ہے_ بعض نے يہ احتمال ديا ہے كہ كھينچنے سے مراد جارى ركھنا ہے اور آيت كريمہ عميق اور سيرنگاہ كى طرف ناظر ہے_
3_ پيغمبر(ص) اكرم اور مسلمانوں كى زندگى كا معيار، كفار مكہ كى زندگى سے كافى مختلف تھا _
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
4_ صدر اسلام كے مسلمان كافروں كى آسائشے كے

نتيجے ميں دنيا كے مال و اسباب كى طرف جذب ہوجانے كے خطرے سے دوچار تھے_
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
يہ آيت كريمہ اگرچہ پيغمبراكرم(ص) كو خطاب ہے ليكن ممكن ہے اس سے مقصود مسلمانوں كى تربيت كرنا ہو اور اگر خود پيغمبر اكرم(ص) مراد ہوں تو ديگر مسلمانوں ميں يہ خطرہ زيادہ ہوگا_
5_ دنياداروں كے مال و متاع پر نظريں لگانا اور اس پر رشك كرنا، ناروا اور قابل مذمت امر ہے _
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
6_ الہى رہبروں كيلئے دنيا پرستى اور دنياداركى كى طرف متوجہ ہونے سے پرہيز كرنا ضرورى ہے_
لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعن
7_ كافروں كى بڑى ثروت سے استفادے كے ممكن ہونے كى وجہ سے دينى رہنماؤں كى توجہ كافر اغنياء كى طرف مبذول نہيں ہونى چاہے_
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
خداتعالى كى طرف سے پيغمبراكرم(ص) كو كافروں كى ثروت كى طرف متوجہ ہونے سے منع كرنا ممكن ہے اس نكتے كو بيان كرنے كيلئے ہوكہ مؤمنين كى زندگى ميں بہترى لانے كيلئے كافروں كے سرمايہ پر نظريں نہيں لگانى چاہيں اور اس

مقصد کیلئے ان کے مسلمان ہونے کی آرزو بھی نہیں کرنی چاہے_
8_ دنیا اور دوسروں کی پر آسائشے زندگی کے ساتھ دل لگانا اور اس پر نظریں جمانا، مقام رضا تك پہنچنے سے مانع ہے_
لعلك ترضى و لاتمدّن عينيك إلى ما متعن
ممکن ہے یہ آیت سابقہ آیت کے آخری جملے کے ساتھ مربوط ہو_ اس ارتباط کا تقاضا یہ ہے کہ شب و روز میں پروردگار کی تسبیح و تقدیس_ کہ جو رضایت خاطر کے حاصل کرنے کا سبب ہے_ کے علاوہ دوسروں کے دنیاوی مال و متاع پر نظریں نہ جمانے کا بھی انسان کے مقام رضا تك پہنچے میں بڑا کردار ہے_
9_نظر، انسان کے تمایلات کے برانگیختہ ہونے اور اسکے دلربا مناظر کا شیفتہ ہونے کا باعث ہے_
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
10_ نظر، گناہ میں واقع ہونے کا پیش خیمہ ہے_
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
11_ دنیا کے وسائل اور مال و اسباب، سب خداتعالی کی ملك اور اسکی عطا ہیں_
متعن
12_ معاشروں کے افراد کی ثروت کی مقدار کا مختلف ہونا جائز ہے اور ثروت و دولت کے لحاظ سے سب کا برابر ہونا ضروری نہیں ہے_
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا بہ أزواجاً منہم
13_ دنیاوی زندگی کے وسائل دلربا اور جذاب ہیں اور انسان ان کے فریفتہ ہونے کے خطرے سے دوچار ہے_
و لاتمدّنّ عينيك إلى ما متعنا ... زہرة الحياة الدني

"زہرة" کا معنی ہے ایك شگوفہ_ اس آیت کریمہ میں دنیا کے مال و متاع اور وسائل کو درخت کے شگوفے کے ساتھ تشبیہ دی گئي ہے یعنی جس طرح درخت کا شگوفہ اسکی خوبصورتی اور جذابیت کا سبب ہے دنیاوی وسائل بھی دنیوی زندگی کے حسن اور خوبصورتی کا سبب ہیں_ اس آیت میں مذکورہ کلمہ "ما متّعنا" میں "ما" کیلئے حال ہے اور اس کا مفرد ہونا دنیا کی تمام لذتوں کے ایك جیسا ہونے سے حکایت کررہا ہے اور ممکن ہے یہ انکی تحقیر کیلئے بھی ہو_
14_ کافروں کی پر آسائشے زندگی ان کیلئے الہی آزمائشے ہے_
زہرة الحياة الدنيا لنفتنہم فيہ
در اصل " فتنة" اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب سونے یا چاندی کو آگ میں رکھا جائے تا کہ اچھا اور برا جدا جدا ہوجائے (مصباح) اور چونکہ آزمائشے کا ہدف اچھے کو برے سے تمیز دینا ہوتا ہے اس لئے اسے بھی "فتنة" کہاجاتا ہے کافروں کی آزمائشے اس طرح ہے کہ نعمتوں کی کثرت انکی ذمہ داریوں میں اضافہ کردیتی ہے_
نتیجةً جو کفار اپنی شرعی ذمہ داری سے فرار کریں گے ان کے عذاب میں اضافہ ہوجائیگا_
15_ خداتعالی ، انسانوں کی آزمائشے کرنے والا ہے_
لنفتنہم فيہ
16_ نعمات الہی اور وسائل دنیا انسانوں کی آزمائشے کا پیش خیمہ ہیں _
متعنا بہ ... لنفتنہم فيہ
17_ڈھیروں ثروت کافروں کیلئے عذاب آور اور ان کیلئے مشکلات کا باعث ہے_
لتنفتنہملنفتنہم فيہ
"فتنة" کا ایك معنی عاب اور مشقت ہے (قاموس) کا لام،لام عاقبت ہے اورثروتمندی کے نتایج کو بیان کررہاہے_
18_ پیغمبراکر(ص) م کو خداتعالی کی جانب سے خصوصی رزق حاصل تھا_
ورزق ربك خير
اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ دنیا کی تمام نعمتیں جیسا کہ "متعنا" کی تعبیراسے بیان کررہی ہے_ خداتعالی کا رزق اور اسکی عطا ہے پس پیغمبراکرم (ص) کو عطا کئے گئے رزق سے مراد مخصوص اور معنوی و اخروی قسم کا رزق ہوگا کلمہ"رب" نیز اس کا ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہونا اس نکتے کا قرینہ ہے_

19_ معنوی رزق اور نعمتيں سب دنياوی نعمتوں سے زيادہ ديرپا اور زيادہ قيمتی ہيں
ورزق ربك خير و أبقى
20_ خداتعالى كا پيغمبراكر(ص) م كو خاص رزق عطا كرنا اسكى آپ(ص) پر عنايات اور ربوبيت كا ايك جلوہ ہے_
ورزق ربك
21_ آخرت كى نعمتيں الہى رزق ہيں اور ان تك دسترسى توفيق الہى سے ہوتى ہے_
ورزق ربك
عبارت "رزق ربك" كا "زہرة الحياة الدنيا" كے مقابلے ميں آنا اسكے اخروى ہونے كو بيان كررہا ہے_

22_ پروردگار كے دائمى اور سراسر خير پر مبنى رزق كى طرف توجہ دوسروں كے دنياوى وسائل پر نظر يں جمانے سے دورى اختيار كرنے كا پيش خيمہ ہے
ولا تمدّنّ عينيك ... ورزق ربك خير و أبقى

طمع:
اسکے اثرات 8; اسکی مذمت 5; اسکے موانع 22
عذاب:
اس کا ذریعہ 17; یہ ثروت کے ذریعے 17
عمل:
ناپسندیدہ عمل 5
کفار:
انکی ثروت کے اثرات 17; انکی ثروت سے استفادہ کرنا 7; انکا امتحان 14; صدر اسلام کے کافروں کے مادی وسائل 1; ان کے مادی وسائل سے بے اعتنائي کرنا 2; صدر اسلام کے کافروں کی آسائشے 4; انکا عذاب 17; صدر اسلام کے ثروتمند کافر 1
کفار مکہ:
انکی زندگی کا معیار 3

گناہ:
اس کا پیش خیمہ 10
خدا کا لطف و کرم:
یہ جنکے شامل حال ہے
معاشرتی طبقات:
یہ صدر اسلام میں 1، 3
مادی وسائل:
انکی قدر و قیمت 19; انکی جذابیت 13; ان کا سرچشمہ 11
مسلمان:
صدر اسلام کے مسلمانوں میں آسائشے طلبی کا خطرہ 4; صدر اسلام کے مسلمانوں کی زندگی کا معیار 3
مقام رضا:
اسکے موانع 8
نعمت:
اخروی نعمتیں 21
نگاہ:
اسکے اثرت 9، 10

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقاً نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى (۱۳۲)
اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دیں اور اس پر صبر کریں ہم آپ سے رزق کے طلبگار نہیں ہیں ہم تو خود ہی رزق دیتے ہیں اور عاقبت صرف صاحبان تقوی کے لئے ہے (132)

1_ اپنے گھروالوں اور رشتہ داروں کو نماز کا حکم دینا اور انہیں اسکی طرف دعوت دینا، پیغمبر(ص) اکرم کے الہی فرائض میں شامل تھا_
وامر أہلك بالصلوة
ہر شخص کے" أھل"اس کے گھروالے اور اسکے رشتہ دار ہیں نیز جو لوگ انسان کے ساتھ زیادہ

وابستگی رکھتے ہوں انہیں بھی "أہل" کہاجاتا ہے (لسان العرب) اور چونکہ سورہ طہ مکہ میں نازل ہوئي ہے اس لئے

آنحضرت(ص) کے مکہ میں موجود رشتہ دار (حضرت علي(ع) ، جناب خدیجہ(ع) اور ...) مدنظر ہیں_
2_ گھر والوں کی دینی اور معنوی تربیت اور انکی نگرانی کرنا ضروری ہے
وامر أہلك بالصلوة
3_ نماز قائم کرنے کی دائمی نگرانی اور اسکی پابندی کرنا پیغمبر اکرم(ص) کی شرعی ذمہ داریوں میں سے تھ
و امر أہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
"اصطبار" یعنی پوری طاقت کے ساتھ اپنے آپ کو صبر کا پابند بنایئےمفردات راغب)
4_ نماز کی مسلسل نگرانی کرنا اور اسے قائم کرنے کی پابندی ضروری ہے _
وامر أہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
5_ نماز قائم کرنے کی پابندی کرنے کیلئے صبر اور نفس کو اس کا پابند بنانے کی ضرورت ہے_
واصطبر علیہ
6_ معاشرے کے رہنماؤں کے قول و فعل کے درمیان ہم آہنگی ضروری ہے_
وامر أہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
7_ مبلغین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے زیادہ کوشش اور پائیداری دکھائیں _
وامر اہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
نماز پر بہت صبر کرنے کی ذمہ داری گھروالوں کو اسکی نصیحت کرنے کے بعد مذکورہ نکتے کو بیان کررہی ہے
8_ زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ عملی دعوت دینا بہی ضروری ہے
و امر أہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
دوسروں کو نماز کی دعوت دینے کے بعد نمازپر پابند رہنے کی ذمہ داری ممکن ہے دوسروں کو نماز کی ترغیب دلانے میں اسکی تأثیر کی غرض سے ہو_
9_ مسلمان گھرانے میں نماز کا وجود کافروں کے گھروں کے مال و آسائشے کا بہترین بدل ہے_
متعنابہ أزواجاً منہم ... و امر أہلك بالصلوة
ان آیات میں"ازواج" اور "اہل" کے کلمات میں گھروالے مد نظر ہیں اور اس طرح یہ مسلمان گھرانے کے کافر گھرانے سے ممتاز ہونے کے لازم ہونے کو بیان کررہا ہے
10_ نماز قائم کرنا اور اسکی پابندی کرنا دنیاپرستانہ تمایلات کے مقابلے میں ایك بند اور دوسروں کی دنیا پر نظریں جمانے سے مانع ہے _
ولا تمدّنّ عینیك ... وامر أہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
دنیا داروں کے مال و متاع پر نظریں لگانے سے منع کرنے کے بعد نماز کی پابندی کا حکم اس نکتے کو بیان کررہا ہے کہ نماز قائم کرنے اور اسکے دامن میں وسعت دینے کے ساتھ دلوں کو کافروں کی ثروت سے موڑنے کے اسباب فراہم کئے جاسکتے ہیں_

11_ بارگاہ الہی میں خاندان پیغمبر اکرم(ص) کا بلند مقام تھا_
وامر أہلك بالصلوة
12_ نماز کی تشریع، بعثت کے پہلے سالوں میں ہی ہوچکی تھي_
وامر أہلك بالصلوة و اصطبر علیہ
سورہ طہ پہلی مکی سورتوں میں سے ہے اور لگتا ہے کہ نماز کا حکم اس سے پہلے صادر ہوچکا تھا اور اس سورت میں اسکے قائم کرنے کی تلقین کی گئي ہے_
13_ خداتعالی نے انسان پر توشہ زندگی اور رزق اکٹھا کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں کي
لانسئلك رزق
اس آیت کریمہ میں سوال سے مراد طلب تکلیفی ہے اور "رزقاً" کو نکرہ لانا تعمیم کیلئے ہے پس "نحن نرزقك" کے قرینے کو مد نظر رکھتے ہوئے "لانسئلك رزقاً" کا معنی یوں بنے گا کہ ہم نے تم پر اپنے اور اپنے گھروالوں کا رزق آمادہ کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں کي

14_ خداتعالی سب کو روزی دینے والا اور انکی ضروریات پوری کرنے والا ہے_
نحن نرزقك
15_ اس بات کی طرف توجہ کہ خداتعالی رازق ہے اور انسان توشہ زندگی کے فراہم کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے عبادت و نماز والے فرائض کی انجام دہی اور اس پر کاربند رہنے کیلئے اسباب فراہم کرتی ہے_
وامر اہلك بالصلوة ... لانسئلك رزقاً نحن نرزقك
16_ خداتعالی نے بندوں کو نماز کی جو ذمہ داری دی ہے تو اس میں اس نے اپنے لئے کسی فائدے کو مد نظر نہیں رکھا اور نہ ہی وہ اپنے لئے رزق اور توشہ حیات کے انتظام کی فکر میں تھا_
وامر أہلك بالصلوة ... لانسئلك رزق
جملہ " لانسئلك رزقاً" کا مطلب ممکن ہے یہ ہو کہ ہم تجھے نماز کا حکم دے کر تجھ سے رزق اور اپنی ضروریات کی فراہمی نہیں چاہتے _
17_ معاش کی فراہمی میں سب انسانوں کے خداتعالی کا محتاج ہونے کی طرف توجہ، خداتعالی کے بندوں کی عبادت سے فائدہ اٹھانے کی فکر کو ختم کردیتی ہے_
لانسئلك رزقاً نحن نرزقك
مذکورہ تفسیر میں جملہ" نحن نرزقك" ما قبل جملے کے لئے علت کے مقام پر ہے یعنی چونکہ تیرا رزق ہمارے ہاتھوں سے فراہم ہوتاہے لہذا واضح ہے کہ ہم نے تجھے فرمان نماز دیا ہے اس کے ذریعہ كوئي روزی حاصل نہیں کرنا چاہتے_
18_ معاش کی فراہمی کی فکر کو عبادت اور تبلیغ کی انجام دہی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے_
و ا مر با ہلك بالصلوة و اصطبر علیہا ... نحن نرزقك
19_ اہل تقوی کا نیك انجام ہے_
والعاقبة للتقوی
"التقوی "کہہ کر "اہل تقوی " مراد لینا مبالغہ کے لئے ہے_
20_ نماز کا قیام، تقوی کا زمینہ فراہم کرنے کا سبب

ہے_
والعاقبة للتقوی
21_خداوند عالم انسان سے تقوی کی طرف میلان چاہتاہے نہ کہ رزق کے لیے تلاش اس کا تقاضا ہے_
لا نسئلك رزقاً ... والعاقبة للتقوی
22_ نیك عاقبت سے دل لگانا اور فانی لذات سے ناخو ش ہونا ضروری ہے_
والعاقبة للتقوی
23_ دینا کی نعمتیں بالاخر اہل تقوی کے اختیار میں دے دی جائیں گي_
والعاقبة للتقوی
ممکن ہے کہ "العاقبة" میں الف لام مضاف الیہ محذوف کا جانشین ہو کہ ماقبل آیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے "عاقبة الحیاة الدنیا" مراد ہوگی اور نیز ممکن ہے کہ الف لام "جنسیہ" ہو کہ اس صورت میں مراد نیك عاقبت ہوگی مذکورہ تفسیر پہلے احتمال کی بناء پر ہے _
24_روی عن الباقر (ع) فی قولہ تعالی " و امر ا ہلك بالصلوة و اصطبر علیہا" قال ا مر اللّٰہ نبیہ ا ن یخصَّ ا ہل بیتہ و ا ہلہ دون الناس لیعلم الناس ا ن لا ہلہ منزلة عنداللّٰہ لیست لغیرہم فا مرہم مع الناس عامتہ ثم ا مرہم خاصة(1) امام صادق (ع) سے خداوند عالم کے اس فرمان "و ا مر اہلك بالصلوة ..." کے بارے میں روایت منقول ہے کہ آپ (ع) نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر (ص) کو یہ حکم دیا کہ اپنے خاندان کو لوگوں کے علاوہ (نماز کے حکم کے سلسلہ میں مخصوص قرار دے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ پیغمبر(ص) اکرم کے اہل بیت (ع) کا خداوند عالم کے نزدیك ایسا مقام و مرتبہ ہے جو دوسروں کے لئے نہیں ہے پس خداوند عالم نے (ایك بار) پیغمبر(ص) اکرم کے اہل بیت (ع) کو لوگوں کے ساتھ حکم دیا ہے اور اس کے بعد بطور خاص ان کو مورد خطاب قرار دیاہے_

اقدار: 9
اميدواري:
اس كے نيك انجام كى اميدوارى 22
انسان:
اس كى ذمہ دارى كا دائرہ كار 13; اس كى ذمہ دارى كا كردار 16
اہل بيت (ع) :
ان كے فضائل 24
تبليغ:
اس كے موانع 18
تقوى :
اس كى اہميت 21;اس كا سبب20
خاندان:
اس كى دينى تربيت كى اہميت 2
خدا:
اس كى منفعت رسانى كا خيال 16،17; اس كى نصيحتين 21; اس كى روزى 16; اس كى رازقيت 14
....

1) عوالى اللياتى ج2 ص 22 ح 49 نورالثقلين ج2 ص 408 ح 185_

خود:
اپنى بات پر عمل 7
دعوت:
عملى دعوت كى اہميت 8; اس كى روش8
دنياطلبي:
اس كى موانع 10
ذكر:
خدا كى رازقيت كے آثار 10 ; انسانوں كى نيازمندى كے آثار 17
روايت: 24
روزي:
اس كا ذمہ دار13 ; اس كا سرچشمہ 14،21
رہنما:
ان كى بات 6;ان كا عمل 6; ان كى ذمہ دارى 6
گفتگو:
مل كے ساتھ سازگارى 6
صبر:
اس كا سبب 10
لالچ:
اس كے موانع 10
عبادت:
اس كا سبب 15; اس كے موانع 18
عقيدہ:

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى (١٣٣)
اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب کی طرف سے کوئي نشانی کیوں نہیں لاتے ہیں توکیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی گواہی نہیں آئي ہے (133)

1_ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے منکرین نے رسول خدا(ص) کو اس لئے تنقید کانشانہ بنایا کہ وہ معجزہ اقتراحی کو نہیں دکھاتے ہیں_
و قالوا لو لا یا تینابأیة من ربہ
2_ رسول خدا(ص) کی رسالت کے منکرین نے قرآن مجید کو معجزہ تسلیم نہ کرتے ہوئے یہ خیال کیا کہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئي معجزہ نہیں ہے_
و قالوا لو لا یا تینا با یة من ربہ ا و لم تا تہم بینة
3 _ عصر بعثت کے کفارنے قرآن مجید کے واضح و روشن اور دوسری آسمانی کتابوں کے ساتھ سازگار ہونے کے باوجود اس کو نظر انداز کیا اوروہ اس کے معجزہ ہونے کا انکار کرتے تھے_
لو لا یا تینابأیة من ربہ ا و لم تا تہم
4_ رسول خدا(ص) کے معجزات اور ان کی رسالت کے واضح دلائل کا انکار،آنحضرت(ص) کے لئے مشقت و رنج کا باعث تھا_
فاصبر علی ما یقولون ... و قالو لو لا یا تینا بأیة
5_ عصر بعثت کے کفار،انسانوں پر ربوبیت الہی کا انکار کرتے تھے_

من ربہ
چنانچہ خداوند عالم کی ربوبیت کا اعتراف کرتے تووہ یہ کہتے "ربّنا"_
6_ قرآن مجید دوسری آسمانی کتابوں کی صداقت اور درستگی کے لئے واضح و روشن دلیل ہے_
ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی
"ما فی الصحف الا ولی " کا عنوان اس بات پر قرینہ ہے کہ"بینة" سے مراد پیغمبر اکرم(ص) کی آسمانی کتاب قرآن مجید کے جو دوسری آسمانی کتابوں کی

مانند معارف پر مشتمل ہے اور چونکہ یہ براہ راست خداوند عالم کی جانب سے نازل ہوئي ہے یہ ان کتابوں کے معارف کے صحیح ہونے کی دلیل ہے_
7_قرآن مجید، گذشتہ آسمانی کتابوں کے معارف پر مشتمل ہے_
ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی
قرآن مجید کی اسی وصف کے ساتھ توصیف وہ دوسری آسمانی کتابوں کے لئے بینہ ہے دو نکات کو روشن کر رہی ہے؟1_قرآن کے مطالب اور دوسری آسمانی کتابوں کے مطالب ايك دوسرے سے مشابہ ہيں_2_ یہ کتاب دوسری کتابوں کی صداقت پر شاہد واورگواہ ہے_
8_قرآن مجید کے نزول سے قبل چند دوسری آسمانی کتابوں کا نزول ہوچکا تھا_
الصحف الا ولی
9_ عصرت بعثت کے کفار، گذشتہ آسمانی کتابوں کے معارف سے آگاہ تھے_
قرا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی
10_قرآن مجید آنحضرت (ص) کا معجزہ اور آنحضرت (ص) کی نبوت کی روشن دلیل ہے_
ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی
"بیان " کا معنی واضح اورانکشاف کرناہے (مصباح) اس بناء پر بینہ ایسی چیز کو کہا جاتاہے جو چیز واضح ہو کلمہ "من قبلہ" (ما قبل آیت میں) میں مذکر کی ضمیر اس کلمہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس پر دلالت کررہاہے کہ اس سے برہان و دلیل کا ارادہ ہوا ہے(کشاف)
11_ قرآن مجید کا نزول ربوبیت خداوند کا جلوہ ہے اوریہ رسالت کے اہداف کی پیشر فت کا وسیلہ ہے_
جملہ " ا ولم تا تہم ..."نے قرآن کو معجزہ کا مصداق قرار دیا ہے کہ خداوند عالم کو اسے پیغمبر اکرم (ص) پر نازل کرنا چاہیے ا ور پیغمبر اکرم(ص) پر ربوبیت خداوندی کو شامل ہے جو آنحضرت(ص) کی رسالت کی ساخت و بنیاد کے رشد و تربیت کے معنی میں ہے_
12_ قرآن مجید، انسانوں پر ربوبیت خداوندی کی واضح واورروشن دلیل ہے_
با یة من ربہ ا و لم تا تہم
13_ قرآن مجید الہی آیات میں سے ہے_
با یة من ربہ أو لم تا تہم
14_ خداوند عالم کی طرف سے روشن و واضح دلائل کا پیش کرنے کا سرچشمہ ربوبیت خداوندی ہے_
با یة من ربہ ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی
15_ اسلام کی بنیاد واضح و روشن دلیل پر ہے_
ا و لم تا تہم بینة ما فی الحف الا ولی
16_اپنے عقائداوردینی نظریوں کو دلیل اور برہان پر استوارکرنا ضروری ہے_
ا و لم تا تہم بینة ما فی الصحف الا ولی

اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 3; اس کے دلائل 15; اس کا منطقی ہونا 15; اس کی خصوصیات 15
انبیاء:

297

ان کی بینات 14

انسان:

انسانوں کے تربیت کرنے والے 12

خدا:

اس کی ربوبیت کے آثار 14; اس کی ربوبیت کے دلائل 12; اس کی ربوبیت کی تکذیب کرنے والے 5; اس کی ربوبیت کی نشانیاں

قرآن:

اس کو جھٹلانے والوں کا اعتراض 1; اس کا معجزہ 10; اس کی تعلیمات 7; اس کو جھٹلانے والوں کے تقاضا 1;اسکے اعجاز کو جھٹلانے والے 3; اس کا کردار 6،10، 11،12; اس کی رہبانیت 11; اس کی خصوصیات 11،12

کفار:

صدر اسلام میں ان کا علم 9;صدر اسلام اور آسمانی کتابیں9; صدر اسلام کا کفر 5; صدر اسلا م کے کفار کی ہٹ دھرمی 3

آسمانی کتابیں:

اسمانی کتابوں کی تاریخ 8; ان کی تصدیق 1،6; اس کا توافق 6،7

محمد(ص) :

ان پر اعتراض 1; ان کی بینات اور دلائل1; ان کو جھٹلانے والوں کی فکر 2; ان کے معجزہ کی تکذیب 2،4; ان کی نبوت کے دلائل 10; ان کی اذیت کے عوامل 4; ان کے اہداف و مقاصد میں مؤثر عوامل 11; ان کا معجزہ7

معجزہ:

جدید معجزہ کا ردّ

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولاً فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَى (١٣٤)

اور اگر ہم نے رسول سے پہلے انھیں عذاب کر کے ہلاک کردیا ہوتا تو یہ کہتے پروردگار تونے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے س پہلے ہی تیری نشانیوں کا اتباع کرلیتے (134)

1_ انبیاء کی بعثت اور آیات و معجزات کے نزول کا مقصد_اتمام حجت اور ہر قسم کے اعتراض کی حقانیت_ کو ختم کرنا ہے_

و لو ا نا ا ہلکنہم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لو لا ا رسلت

298

"من" کی ضمیر سے مراد رسول اکرم (ص) ہیں اور اس پر قرینہ "لو لا ا رسلت" ہے اور ممکن ہے یہ "بينة" (ماقبل آیت میں) سے متعلق ہو اگر چہ کلمہ "بینہ" مو نث ہے_لیکن اس لحاظ سے کہ یہ برہان کے معنی میں ہے ضمیر مذکر کو اس کی طرف لوٹاناصحیح ہے_

2_ خداتعالی ، انبیاء کو بھیجے بغیر اور لوگوں پر حجت تمام کئے بغیر انہیں عذاب نہیں دیتا _

و لو أنا أہلکنا ہم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لو لا أرسلت

"لو أنا ..." میں "لو" امتناع کیلئے ہے یعنی اگر انبیاء کو بھیجے اور حجت تمام کئے بغیر عذاب دیتے_ جو یقینا نہیں کریں گے_ تو اعتراض کی گنجائشے ہوتی _

3_ بیان اورا تمام حجت سے پہلے سزا دینا ناروا کام ہے

و لو أنّا ... لو لا أرسلت الینا رسول

اگر چہ اس آیت میں "لوٴلا أرسلت" کافروں کی زبان سے نقل کیا گیا ہے اعتراض ہے لیکن اس لحاظ سے کہ اس فرضی اعتراض پر اثر مترتب کیا گیاہے اس سے لگتا ہے کہ یہ اعتراض قابل قبول ہے اور اتمام حجت کرنے کیلئے انبیاء کو بھیجنا ضروری ہے_

4_ انبیاء الہی کی تعلیمات، مشرکین پر اتمام حجت کیلئے کافی ہیں اگر چہ انہوں نے اپنی رسالت کو معجزات کے ساتھ ثابت نہ کیا ہو_
و لو أنّا أہلکنا ہم ... لقالوا ربنا لو لا أرسلت إلینا رسولاً فنتبع ء ای تك
خداتعالی نے انبیاء کے آنے سے پہلے مشرکین کے عذاب کیلئے قابل قبول اعتراض کو "آیات الہی سے محرومیت " میں منحصر کیا ہے یعنی شرك کے بطلان کو سمجھنے کیلئے صرف انبیاء کا آنا اورتعلیمات الہی کو لانا کافی ہے نہ یہ کہ وہ آیات خدا کو سننے کے بعد معجزے کے صادر ہونے کے منتظر رہیں تاکہ شرك کے بطلان کو سمجھ سکیں _
5_ آیات قرآن، منکرین رسالت پر خداتعالی کی طرف سے اتمام حجت _
أوَلم تأتہم بینة ... و لو أنا أہلکنا ہم بعذاب من قبلہ ... فنتبع ء ای تك
6_ بعض لوگوں کا ہدایت کو قبول نہ کرنا انکی طرف پیغمبر الہی کو بھیجنے سے مانع نہیں ہے_
أوَلم تأتہم ... و لو أنّا أہلکنا ہم ... لو لا أرسلت
7_ رسالت انبیاء کے منکرین، آیات الہی کو حاصل کرنے کے بعد سخت سزا اور تہس نہس کردینے والے عذاب کے ساتھ نابودی کے مستحق ہیں_
و لو أنّا اہلکنا ہم بعذاب من قبلہ لقالوا ... فنتبع ء ای تك
عذاب نکرہ ہے اور اس کا نامعلوم ہونا اسکی شدت اور سختی سے حاکی ہے اس طرح کہ اسکی حقیقت کو مخاطب کیلئے ترسیم نہیں کیا جاسکتا_
8_ بعثت پیغمبراکرم(ص) سے پہلے اہل مکہ، انبیاء الہی کی تعلیمات سے محروم تھے_
من قبلہ لقالوا ربنا لو لا أرسلت إلینا رسولًا فنتبع ء ایتك

9_ حجت تمام کرنا اور آیات الہی کے ابلاغ کیلئے انبیاء کو بھیجنا ،خداتعالی کی ربوبیت کا تقاضا ہے_
ربنا لو لا أرسلت الینا رسولا فنتبع ء ایتك
10_ عذاب میں گرفتار لوگ، خداتعالی کی ربوبیت کا ادراك اور اس کا اعتراف کریں گے _
و لو أنا أہلکنا ہم ... لقالوا ربن
11_ انبیاء کو بھیجنا انسان کیلئے ہدایت اور آیات الہی تك دسترسی کی راہ ہموار کرتاہے _
لو لا أرسلت إلینا رسولًا فنتبع ء ای تك
12_ انبیاء الہی کے پیروکار، مہلك عذاب سے محفوظ ہونگے _
و لو أنا أہلکنا ہم ... لقالوا ربنا لولا أرسلت الینا رسولًا فنتبع ء ای تك
13_ تاریخ کے تحولات اور امتوں کی تقدیر پر ارادہ الہی کی حکمرانی ہے _
و لو أنا أہلکنا ہم
14_ عذاب الہی کے ذریعے ہلاکت، ذلت خواری کا موجب ہے_
و لو أنا أہلکنا ہم بعذاب من قبلہ لقالوا ... أن نذل و نخزی
ذلت کا معنی ہے کمزوری اور حقارت (مصباح) اور"خزي" نرمي، رسوائي، شرمندگی اور ہلاکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب)
15_ انبیاء اور آیات الہی کی پیروي، عزت و بزرگی کا موجب ہے_
لو لا أرسلت ... فنتبع أی تك من قبل أن نذل و نخزی
آیات و انبیاء الہی کی پیروی کی صورت میں ذلت و خزی کا منتفی ہونا صاحب عزت و بزرگی ہونے کے برابر ہے _

آیات خدا:
انکی تبلیغ 9; ان کے نزول کا پیش خیمہ 11; ان کے نزول کا فلسفہ 1
اتمام حجت:
اسکے اثرات 2
اقرار:

ربوبیت خدا کا اقرار 10
ابنیائ(ع) :
انکی پیروی کے اثرات 15; ان کے ذریعے اتمام حجت 1; انکی تعلیمات کی اہمیت 4; انکی نبوت کے اہمیت 6; انکی تقدیر میں مؤثر عوامل 13; انکی نبوت کا فلسفہ 1; انہیں جھٹلانے والوں کی سزا 7; ان کے پیروکاروں کا محفوظ ہونا 12; انکی نبوت کا سرچشمہ 9; ان کا نقش و کردار 2، 9، 11; انکا ہدایت کرنا 11
تاریخ:
اسکے تحولات کا سرچشمہ 13
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کے اثرات 9; اسکے عذاب کے اثرات 14; اس کا اتمام حجت کرنا1، 4، 5; اسکے ارادے کی حکمرانی 13; اسکے اتمام حجت کا سرچشمہ 9

300
دین:
اسکے ساتھ اتمام حجت 4
ذلت:
اسکے عوامل 14
عذاب:
اہل عذاب کا اقرار 10; تہس نہس کردینے والا عذاب 7; اسکے درجے 7; مہلك عذاب سے محفوظ ہونا 12
عزت:
اسکے عوامل 15
قرآن کریم:
اسکے ساتھ اتمام حجت 5; اس کا کردار 5
قواعد فقہیہ 3
سزا:
بیان کے بغیر سزا کا ناپسندیدہ ہونا 3
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کا نقش و کردار 8
مشرکین:
ان پر اتمام حجت 4
معجزہ:
اسکے ساتھ اتمام حجت1; اس کا فلسفہ 1
مکہ:
اس میں انبیائ8; اہل مکہ کی محرومیت 8
نبوت:
سے جھٹلانے والوں پر اتمام حجت کرنا 5
ہدایت:
اس کا پیش خیمہ 11; اسے قبول نہ کرنے والوں کا نقش و کردار 6

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى (١٣٥)
آپ کہہ دیجئے کہ سب اپنے اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں تم بھی انتظار کرو عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ کون لوگ سیدھے راستہ پر چلنے ولاے اور ہدایت یافتہ ہیں (135)

1_ كفار مكہ پر اتمام حجت كے بعد آيات الہى كے انكار كى وجہ سے نا بودى اور عذاب كے مستحق تھے_
و لو أنّا أہلكنا ہم ... فستعلمون من أصحب الصراط السوى و من اہتدى

2_ كفار كو خداتعالى كى جانب سے عذاب كے ساتھ ہلاكت كے خطرے سے ڈرانا، پيغمبراكرم(ص) كے فرائض ميں سے تھا_
ولو أنّا أہلكنا ہم بعذاب ... قل كل متربص فتربصوا فستعلمون
"تربص" كا معنى ہے انتظار (مصباح) پيغمبر اكرم(ص) كو "قل" كا فرمان اس بات كو بيان كررہا ہے كہ كفار كو اس نكتے كا ابلاغ آنخضرت(ص) كا فريضہ تھ
3_ پيغمبراكرم(ص) عصر بعثت كے كفار كے ايك گروہ كے ہدايت حاصل كرنے سے مايوس تھے_
قل كل متربص فتربصوا فستعلمون
4_ خداتعالى كى طرف سے كافروں كو ہلاكت اور عذاب كى دھمكى كا صدر اسلام كے كفار كى طرف سے مذاق اڑايا جانا _
و لو أنّا أہلكناہم بعذاب ... قل كل متربص
چونكہ گذشتہ آيات عذاب كے نازل ہونے، اس ميں تأخير كے اسباب نيز اس پر حاكم سنن الہى كے بارے ميں تھيں لگتا ہے جملہ " قل كل متربص" عذاب كے وعدے كے بارے ميں كافروں كے مذاق كا جواب ہے يعنى تم لوگ ہمارے بارے ميں بڑے كڑے وقت كى پيش گوئي كرتے ہو اور جس كى ہميں تمہارے بارے ميں توقع ہے اس سے تم لوگ خوفزدہ نہيں ہو اور اسے كالعدم سمجھتے ہو_ وقت گزرنے دو سب كو حقيقت كا پتا چل جائيگا_
5_ وقت كا گزرنا اور كفار و مؤمنين كے انجام كا مشاہدہ، بعض كافروں كيلئے حقائق كے منكشف ہونے كا واحد راستہ ہے_
قل كل متربص فتربصوا فستعلمون
انتظار كا حكم بتاتا ہے كہ مخاطبين كے متنبہ ہونے كى اميد نہيں ہے اور صرف وقت كا گزرنا ہى ان كيلئے حقيقت كو منكشف كرسكتا ہے_
6_ تاريخ، دين الہى كى حقانيت كا مظہر اور اسكى تجلى گاہ ہے
فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوي
مستقبل كا حقائق كے قطعى ظہور كے وقت كے عنوان سے تذكرہ كرنا اس نكتے كو بيان كر رہا ہے كہ تاريخ احقاق حق كا مناسب ذريعہ ہے كہ جو حقائق كو حوادث و واقعات كے تناسب سے مرحلہ ظہور ميں پہنچاتى ہے_
7_ صدر اسلام كے كفار، اسلام كى نابودى اور شكست كے انتظار ميں تھے_
قل كل متربص فتربصوا فستعلمون
8_ انبيا(ع) اور آيات الہى كى تكذيب كرنے والوں كى نابودى ايسى سزا ہے كہ ہر آن ميں اور ہر قسم كے حالات ميں اسكے وقوع پذير ہونے كى توقع ہے_
ولو أنّا أہلكنا ہم بعذاب ... فتربصوا فستعلمون
9_ اسلام اور خداتعالى كے وعدوں كى حقانيت ہميشہ مخفى نہيں رہے گى اور مستقل قريب ميں ہى سب كيلئے واضح ہوجائيگى _
فتربصوا فستعلمون من أصحب الصراط السوي

10_ صرف راہ اعتدال پر چلنے والے اور حقيقت كو پالينے والے عذاب سے نجات حاصل كريں گے_
و لو أنّا أہلكنا ہم بعذاب ... فستعلمون من أصحب الصراط السوى و من اہتدى
11_ اسلام، اعتدال كا راستہ ہے اور مسلمان اس راستے پر چلنے والے اور ہدايت يافتہ ہيں _
فستعلمون من أصحب الصراط السوى و من اہتدى
"سوي"بروزن "فعيل"اسم فاعل كے معنى ميں ہے يعنى مستوى اور معتدل (لسان العرب)

12_ صدر اسلام کے کفار، راہ اعتدال پر چلنے اور ہدایت یافتہ ہونے کے مدعی تھے _
فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من اہتدی

آیات الہي:
انکی تکذیب کے اثرات 1; انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت 8
دعوی :
ہدایت کا دعوی 12
اسلام:
اس کا اعتدال 11; اسکی شکست کی توقع 8; صدر اسلام کی تاریخ 7; اسکی حقانیت کا ظہور 9
انبیائ(ع) :
انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت 8
ڈرانا:
عذاب سے ڈرانا 2
تاریخ:
اس کا مطالعہ 5; اس کا کردار 5، 6
حقائق:
ان کے کشف کے عوامل 5
خداتعالی :
اسکے عذاب کا مذاق اڑانا 4، اسکے وعدے کا عملی ہونا 9
دین:
اسکی حقانیت کے ظہور کا پیش خیمہ 6
عدالت خواہ لوگ:
انکی نجات 10
عذاب:
اہل عذاب1; اس سے نجات 10
کفار:
صدر اسلام کے کفار کے دعوے 12; صدر اسلام کے کفار کا مذاق اڑانا 4; صدر اسلام کے کفار کی توقعات 7; انہیں ڈرانا
2; صدر اسلام کے کفار کا ہدایت کو قبول نہ کرنا 3
کفار مکہ:
ان پر اتمام حجت کرنا1; انکا عذاب1; انکی ہلاکت 1
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کا ڈرانا 2; آپ(ص) کی رسالت 2; آپ(ص) کی مایوسي3
مسلمان:
ان کی ہدایت 11
ہدایت یافتہ لوگ:11
انکی نجات 10

سورہ انبياء
آيت نمبر 1 سے 112تك

الأنبياء
305

بسم الله الرحمن الرحيم
اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مَّعْرِضُونَ (١)

بنام خدائے رحمان رحيم

لوگوں كے لئے حساب كا وقت آپہنچا ہے اور وہ ابھى غفلت ہى ميں پڑے ہوئے ہيں اور كنارہ كشى كئے جارہے ہيں (1)

1_ انسان، روز قيامت كے حساب كے نزديك ہونے كے باوجود اس سے انتہائي غافل ہے
اقترب للناس حسابہم و ہم فى غفلة معرضون
كلمہ "في" ، "فى غفلة" ميں ظرفيت مجازى كيلئے ہے اور يہ وصف كى شدت پر دلالت كرتا ہے يعنى لوگوں كى آخرت كے حساب سے غفلت بہت زيادہ ہے_
2_ لوگوں كے اعمال كا حساب وكتاب قريب اور قطعى ہے
اقترب للنا س حسابہم
3_ صدر اسلام كے مشركين، قيامت كے حساب كتاب والے مسئلہ سے بالكل غافل تھے اور اس كے واضح اور روشن دلائل اور علامات ميں غور و فكر كرنے سے بھى روگردان تھے_
اقترب للنا س حسابہم و ہم فى غفلة معرضون
مذكورہ مطلب اس نكتے كے پيش نظر ہے كہ يہ سورت مكى ہے اور "الناس" كے پہلے مخاطب اور مصداق مشركين ہيں_
4_ حساب و كتاب ، قيامت كے اہم واقعات ميں سے ہے_
اقترب للناس حسابہم
سورہ كے آغاز ميں حساب و كتاب كا تذكرہ اور قيامت كے ديگر واقعات ميں سے صرف اس كا بيان مذكورہ مطلب كو بيان كررہا ہے_
5_ قيامت كو ياد كرنا اور اسكے حقائق و واقعات ميں تدبر و تامل ايك ضرورى اور لازمى امر ہے_

306
اقترب للناس حسابہم و ہم فى غفلة معرضون
آيت كريمہ ان لوگوں كى مذمت كر رہى ہے جو قيامت اور اسكے واقعات سے غافل ہيں يہ مذمت قيامت اور اسكے حالات كے بارے ميں غور و فكر كے لازمى ہونے كو بيان كررہى ہے_
6_ انسان اپنى رفتار و كردار كا ذمہ دار ہے اور قيامت كے دن اس سے باز پرس ہوگى اور اس كا مؤاخذہ كيا جائيگا_
اقترب للناس حسابہم
مذكورہ مطلب اس نكتے كے پيش نظر ہے كہ حساب و كتاب اس وقت معقول اور تصور ہے جب ذمہ دارى اور مسئوليت ہو_
7_ انسان، قيامت كى نشانيوں اور اس كے اثبات كے دلائل كے بارے ميں غور و فكر كرنے سے روگردانى كرنے والا ہے_
اقترب للناس حسابہم و ہم فى غفلة معرضون
"غفلت" اور "اعراض" كا متعلق دوچيزيں ہيں كيونكہ غفلت كسى مسئلہ كى طرف توجہ نہ كرنے كى علامت ہے جبكہ روگردانى اسكى طرف توجہ كرنے كى نشانى ہے _اور ممكن نہيں ہے كہ ايك چيز كى طرف توجہ ہو بھى اور نہ بھى ہو

لہذا اعراض سے مراد قیامت کو ثابت کرنے والے روشن دلائل سے روگردانی کرنا اور قیامت کے بارے میں تدبر و تفکر نہ کرنا ہے _

انسان:
اس کا اخروی حساب و کتاب 6; اسکی غفلت 1; اسکی ذمہ داری 6
تفکر:
قیامت میں تفکر کی اہمیت 5; قیامت میں عدم تفکر کی نشانیاں 7
حساب و کتاب:
اخروی حساب و کتاب سے غافل لوگ 3
ذکر:
قیامت کے ذکر کی اہمیت 5
عمل:
اسکے حساب و کتاب کا قطعی ہونا 2; اس کا ذمہ دار 6; اسکے حساب کا نزديك ہونا 2
غفلت:
اخروی حساب سے غفلت1; قیامت سے غفلت 1
قیامت:
اس میں حساب و کتاب 4; اسکے واقعات 4; اس سے اعراض کرنے والے 3، 7; اسکی خصوصیات 4
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کا عدم تفکر 3; صدر اسلام کے مشرکین کی غفلت 3

307

مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مَّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ (٢)
ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئي نئي یاد دہانی نہیں آتی ہے مگر یہ کہ کان لگا کر سن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں (2)

1_ مشرکین، وحی کے نزول اور خداتعالی کے نئے پیغام (قرآن) کو سرسری لیتے اور کھیلنے کے ساتھ اسے سنتے _
ما يأتيهم من ذكر من ربهم ... و هم يلعبون
زیادہ تر مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ ذکر سے مراد ہر قسم کی وحی اور یا فقط قرآن کریم ہے_ اور جملہ "و ہم یلعبون"، "استمعوہ" کے فاعل کیلئے حال ہے یعنی وہ کھیل میں مصروف ہونے کی حالت میں آیات الہی کو سنتے اور انہیں سنجیدگی او رسنجیدگی سے استماع نہ کرتے_
2_ مشرکین کا آیات الہی کے ساتھ غیر شائستہ اور کھیل کودوالا سلوك انکی انتہائي غفلت اور بے خبری کی علامت ہے_
وہم فی غفلة معرضون0 ما يأتيهم من ذكر من ربهم
جملہ "ما يأتيهم من ذكر ..." یا تو سابقہ جملے کیلئے بیان ہے اور یا اسکی تعلیل کے طور پر ہے _بہرحال یہ مشرکین کی انتہائي غفلت اور بے خبری کی کیفیت کو بیان کررہا ہے
3_ وحی الہی (قرآن اور ...) غفلت کو دور کرنے، انسان کی سوئي ہوئي فطرت کو جگانے اور اس کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کیلئے ہے_
و ہم فی غفلة معرضون ... ما يأتيهم من ذكر من ربهم
معنی کے لحاظ سے "ذکر" ،"حفظ" کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کہ "حفظ شيئ" اسکے معلوم کرنے اور حاصل کرنے کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ "ذکر شي" اسے حاضر کرنے اور یادکرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے (مفردات راغب) لہذا قرآن کي"ذکر" کے ساتھ توصیف کرنا اس

308

اعتبار سے ہے کہ قرآن ،انسان کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کرانے والا اور غافل انسان کی فطرت کو جگانے والا ہے

4_ وحی الہي، لوگوں کو یاد دہانی کرانا اور غفلت و بے خبری سے انہیں نجات دینا خداتعالی کی ربوبیت کا تقاضا ہے_

ما يأتيہم من ذكر من ربہم

5_ " رب" خداوند متعال کی اسما و صفات میں سے ہے_

ما يا تيہم من ذكر من ربہم

5_ قرآن، دیگر آسمانی کتابوں کے مقابلے میں نئي اور جدید تعلیمات پر مشتمل ہے _

ما يأتيہم من ذكر من ربہم محدث

"محدث" کا معنی ہے جدید او رنئي چیز _اور آیت کریمہ میں یہ "ذکر" کی صفت ہے قرآن کی جدید اور نئے ہونے کے ساتھ توصیف ہوسکتا ہے جدید آیات کے نزول کے اعتبار سے ہو اسی طرح ہوسکتا ہے آیات قرآنی اور اسکی تعلیمات کے دیگر آسمانی کتابوں کے مقابلے میں تازہ اور نئي ہونے کے لحاظ سے ہو مذکورہ مطلب دوسرے فرضیے کی بناپر ہے_

6_ عصر بعثت میں مشرکین، روایت پرست اور پرانی ذہنیت کے لوگ تھے _

ما يأتيہم من ذكر من ربہم محدث

مشرکین کی طرف سے خداتعالی کے جدید پیغامات کی مخالفت انکی روایت پرستی اور پرانی ذہنیت کی علامت ہے_

7_ وحی الہی اور آسمانی کتابوں میں سنجیدہ اور عاقلانہ غور و فکر کی ضرورت ہے _

ما يأتيہم من ذكر ... ہم يلعبون

8_ وحی ا ورقیامت پر ایمان کے بغیر زندگی کھیل تماشا اور بے مقصد ہے _

ما يأتيہم من ذكر ... و ہم يلعبون

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "یلعبون" مشرکین کی طبعی اورروزمرہ کی زندگی کی طرف ناظر ہو یعنی نزول وحی کے وقت وہ لوگ سب بے مقصد اور کھیل تماشے والی زندگی میں مشغول ہوتے لہذا جو لوگ مبدا و معاد کا انکار کرتے ہیں وہ بھی (مشرکین کی طرح) زندگی میں لہو و لعب اور کھیل تماشے میں گرفتار ہوجاتے ہیں_

9_ قیامت سے غفلت، وحی سے بے اعتنائي اور دین کو بازیچہ اطفال قرار دینے کا پیش خیمہ ہے _

و ہم فى غفلة معرضون ما يأتيہم ... و ہم يلعبون

10_ انسان کا دنیا کے ساتھ سرگرم رہنا، اسکے وحی اور دین الہی سے غافل ہونے کا سبب ہے _

ما يأتيہم من ذكر ... و ہم يلعبون

جملہ "و ہم یلعبون"، "استمعوہ" کی فاعلی ضمیر کیلئے حال اورمشرکین اور حق سے گریز کرنے والے لوگوں کی حالت کو بیان کر رہا ہے یہ حالت ہوسکتا ہے حق سے گریز کرنے اور پیغامات الہی سے بے اعتنائي کرنے میں مؤثر ہو_

قابل ذکر ہے کہ بعدوالی آیت کے شروع

309

مینجملہ "لا ہیة قلوبہم" کہ جو جملہ "و ہم یلعبون" میں مبتدا کیلئے حال ہے اسی مطلب کی تائید کرتا ہے _

11_" قال ا بو الحسن (ع) : التوراة و الانجيل والزبور والفرقان و كل كتاب ا نزل كان كلام الله تعالى ا نزلہ للعالمين نوراً و ہدىً و ہى كلہا محدثة و ہى غير الله ... قال: " ما يا تيہم من ذكر من ربہم محدث إلا استمعوه و ہم يلعبون" و الله ا حدث الكتب كلہا الذى أنزلہا ...; امام رضا(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا: تورات، انجیل، زبور، قرآن اور نازل ہونے والی ہر کتاب کلام الہی ہے کہ جسے اس نے سب جہانوں کی ہدایت کیلئے نازل کیا ہے اور یہ سب کتابیں حادث ہیں اور حادث غیر خدا ہوتا ہے خداتعالی نے فرمایا ہے "ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ و ہم یلعبون" اور خداتعالی نے جتنی بھی کتابیں نازل کی ہیں اس نے انہیں خلق کیا ہے (1)

آیات الہی :

ان کے ساتھ کھیلنا 2

آسمانی کتب:

ان كا حادث ہونا 11
اسلام:
صدر اسلام كى تاريخ 6
ايمان:
قيامت پر ايمان كے اثرات8; وحى پر ايمان كے اثرات 8
تفكر:
آسمانى كتابوں ميں تفكر كى اہميت 8; وحى ميں تفكر كے اثرات 8
خداتعالى :
اسكى ربوبيت كے اثرات 4
دنيا پرستي:
اسكے اثرات 10
دين:
اسكى آسيب شناسى 10; اسكے ساتھ كھيلنے كا پيش خيمہ 9
روايت :11
زندگي:
قابل قدر زندگى 8; زندگى كے كھوكھلا ہونے كے عوامل 8
غفلت:
قيامت سے غفلت كے اثرات 9; دين سے غفلت كے عوامل 10; وحى سے غفلت كے عوامل 10
فطرت:
اسكے متنبہ ہونے كے عوامل 3
قرآن مجيد:
اس كے ساتھ كھيلنا 1; اس سے بے اعتنائي 1; اس كا غفلت كو دور كرنا 3; اس كے نزول كا فلسفہ 3; اس كا جديد ہونا 5; اسكى تعليمات كى خصوصيات 5; اس كا ہدايت كرنا 3
....

1) بحار الانوار ج10، ص 344 ح5_ نورالثقلين ج3، ص 412، ح6_

مشركين:
صد راسلام كے مشركين كى ہٹ دھرمى 6; انكا سلوك 2; صدر اسلام كے مشركين كى روايت پرستى 6; يہ اور آيات الہى 2;يہ اور قرآن1; انكى غفلت كى نشانياں 2
وحي:
اس سے روگردانى كا پيش خيمہ 9; اس كا فلسفہ 3; اسكے نزول كا سرچشمہ 4
ہدايت:
اس كا سرچشمہ 4

لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّواْ النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُواْ هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ (٣)
ان كے دل بالكل غافل ہوگئي ہيں اور يہ ظالم اس طرح آپس ميں راز و نياز كى باتيں كيا كرتے ہيں كہ يہ بھى تو تمھارے ہى طرح كے ايك انسان ہين كيا تم ديدہ و دانستہ ان كے جادو كے چكر ميں آرہے ہے (3)

1_ مشركين ايسے لوگ ہيں جو زندگى كے اصلى اور سنجيدہ مسائل سے غافل ہيں اور لغو اور بے قيمت قسم كى چيزوں سے دل لگائے ہوئے ہيں_

وہم یلعبونلاہیۃقلوبہم
"لہو" کا معنی وہ چیز ہے جو انسان کو اہم اور سودمند کاموں سے باز رکھے (مفردات راغب) مشرکین کی اس بات کے ساتھ توصیف کہ ان کے دل لہو و لعب اور غیر اہم کاموں میں مشغول ہیں مذکورہ مطلب کو بیان کررہی ہے _
2_ دل کی بیداری اور ہوشمندی حقائق الہی کو سمجھنے اور وحی و کتب آسمانی سے متأثر ہونے کی لازمی شرط ہے_
ما یأتیہم ... لا ہیۃ قلوبہم
3_ لہو و لعب اور دل کا غیر مہم اور بے قدر و قیمت امور میں مشغول ہونا دل کی بیماریوں میں سے ہے اور یہ ایك بری اور ناپسندیدہ چیز ہے_
لاہیۃ قلوبہم

آیت کریمہ مشرکین کے ناپسندیدہ اوصاف، انکی منفی خصوصیات اور ان کی مذمت کے بیان کے مقام میں ہے _
4_ ستم گر مشرکین کی طرف سے پیغمبراکرم (ص) کے خلاف خفیہ میٹنگوں اور مخفی مشاورتوں کا انعقاد _
و أسروا النجوی الذین ظلمو
5_ وحی کے ساتھ ناشائستہ سلوك اور اس کے ساتھ کھیلنا ظلم و ستم کا مصداق ہے _
و ہم یلعبون لاہیۃ قلوبہم ... الذین ظلمو
6_ ستم گر مشرکین پیغمبر اکرم(ص) کی د عوت کے خلاف اجتماعی اور منسجم حرکات رکھتے تھے _
و أسروا النجوی الذین ظلمو
"اسرّوا" (مصدر اسرار ہے) یعنی پنہاں رکھتے تھے اور "نجوی " کا معنی ہے خفیہ گفتگو اور یہ"اسرّ ا"کا مفعول ہے پس "نجوی "کرنا ایك اجتماعی تحرك کی دلیل ہے اوراسے مخفی رکھنا ان کے اس تحرك کو دوسروں (مسلمانوں) کی نظروں سے دور رکھنے کی کوشش کا غماز ہے_
7_ پیغمبراکرم(ص) اور آپ(ع) کی دعوت کے خلاف مشرکین کے خاص گروہ کی طرف سے سازش کا تیار کیا جانا _
و أسروا النجوی الذین ظلمو
مذکورہ مطلب اس بناپر ہے کہ "الذین ظلموا" قید احترازی ہو یعنی مشرکین کا وہ گروہ جو ظلم و ستم اور تجاوز کرنے والی فطرت رکھتے ہیں _
8_ اسلام، ظلم دشمنی کا دین ہے اورتعلیمات قرآن معاشرے کے چہرے سے ظلم اور سیاہ کاری کو مٹانے کیلئے ہیں _
ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث إلا استمعوہ و ہم یلعبون ... و أسروا النجوی الذین ظلمو
ستم گر ٹولے کی طرف سے پیغمبر(ص) اکرم اور قرآن کی مخالفت اور ان کے خلاف سازش اس نکتے کو بیان کرر ہے ہیں کہ اسلام معاشرے سے ظلم کو دور کرنے اور استعماری طبقے کے ظالمانہ مفادات کو ختم کرنے کے درپے ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ صرف یہی گروہ اسلام کی مخالفت پر تلا ہوا ہے
9_ پیغمبر اکرم(ص) کا بشر ہونا، مشرکین کی سازش اور خفیہ گفتگو کا محتوی اور اسلام و قرآن کے خلاف دستاویز _
و أسروا النجوی الذین ظلموا ہل ہذا إلا بشر مثلکم
10_ مشرکین کی نظر میں انسان ہونے کا مقام نبوت کا حاصل کرنے کے ساتھ سازگار نہ ہونا_
ہل ہذا إلا بشر مثلکم
11_ پیغمبر اکرم(ص) لوگوں کے درمیان بلاواسطہ اور قابل احساس طریقے سے حاضر رہتے اور انہیں کی طرح زندگی گزارتے _
ہل ہذا إلا بشر مثلکم
"مثلکم" بشر کی صفت ہے (بشر ہونے کے علاوہ) پیغمبراکرم(ص) کی تمہارے جیسا ہونے کے ساتھ توصیف ممکن ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہی ہو_
12_ ستمگر مشرکین کی طرف سے قرآن کی طرف جادو ہونے اور پیغمبراکرم(ص) کی طرف جادوگر ہونے کی

ناروا نسبت _

أفتأتون السحر و أنتم تبصرون
13_ستمگر مشركين قرآن پر جادو ہونے كى تہمت لگا كر اسے ہرگز پيروى كے لائق نہيں سمجھتے تھے_
أفتأتون السحر وأنتم تبصرون
جملہ "أفتأتون السحر" ميں استفہام انكارى ہے اور جملہ "و انتم تبصرون""تأتون" كے فاعل كيلئے حال ہے اس بناپر آيت كا معنى يوں ہوگا كيا تم لوگ آنكھ اور آگاہى كے ساتھ قرآن_ كہ جو جادو ہے _ كے پيچھے جاتے ہو؟ يعنى يہ كہ قرآن كا پيروى كے لائق نہ ہونا واضح و روشن امر ہے_
14_ پيغمبراكرم(ص) كے زمانے كے لوگوں پر قرآن كى غير معمولى اور تعجب آور تأثير_
أفتأتون السحر
قرآن پر جادو ہونے كى تہمت سے لگتا ہے كہ قرآن غير معمولى اثر ركھتا تھا _
15_ قرآن كا جادو اور پيغمبراكرم(ص) كا جادوگر ہونا ستمگر مشركين كے ايمان نہ لانے كا ايك اور بہانہ اور كھوكھلى دليل _
أفتأتون السحر و أنتم تبصرون
مشركين پيغمبراكرم(ص) كے دعوے كو رد كرنے كيلئے دو بہانے اور كھوكھلى دليليں لاتے تھے 1_ آنحضرت(ص) كا بشر ہونا (ہل ہذا إلا بشر مثلكم) 2_ آپ(ص) كا جادوگر ہونا (أفتأتون السحر)
16_ صدر اسلام كے مشركين جادو كى پيروى كو عقل و خرد كے ساتھ سازگار نہيں سمجھتے تھے _
أفتأتون السحر و أنتم تبصرون
17_ پيغمبراكرم(ص) كو جھٹلانا اور انكى طرف ناروا نسبتيں (جادوگر ہونا و غيره) دينا ظلم ہے _
و أسرّوا النجوى الذين ظلموا ہل ہذا إلا بشر ... أفتأتون السحر و أنتم تبصرون
جملہ (ہل ہذا بشر ... أفتأتون السحر ...) "النجوى " كيلئے بدل ہے يعنى ستمگروں كى سرگوشيوں كا محتوا يہ تھا كہ پيغمبراكرم كى طرف جادو كى نسبت ديتے اور ان افراد كو ظالم كہنا بتا تا ہے كہ پيغمبراكرم(ص) كى طرف ناروا نسبت دينا ظلم كا واضح مصداق ہے_

آسمانى كتب:
انكے سمجھنے كا پيش خيمہ 3
اسلام:
صدر اسلام كى تاريخ 4، 6، 7; اسلام كے خلاف سازش 9; اسكى ظلم دشمنى 8; اسكى خصوصيات8
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كا بشر ہونا9، 11; آپ(ص) كے خلاف سازش 4، 6، 7; آپ(ص) پر جادوگرى كى تہمت 12، 15، 17;
بصيرت:
اسكے اثرات 2
جادو:
اسكى پيروى كے موانع 16
حقائق:
انكے سمجھنے كا پيش خيمہ 2
دنيا پرستي:
اسكے اثرات 3
صفات:

ناپسنديده صفات 3
ظالم لوگ:
صدر اسلام كے ظالموں كى سازش 6، 7

ظلم:
اسکے موارد 5، 17
عقل:
اس کا کردار 16
غافل لوگ:1
قرآن کریم:
اسکے خلاف سازش 9; اس پر جادو کی تہمت 12، 13، 15; اسکی ظلم دشمنی 8; اس سے روگردانی کرنے والے 13; اس کا کردار 14
دل:
اسکی بیماری کا پیش خیمہ 3
لہو و لعب:
اسکے اثرات 3
آپکی سیرت 11; آپ(ص) پر ظلم 4; آپ کو جھٹلانے کا ظلم 17
لوگ:
صدر اسلام کے لوگ اور قرآن 14
مشرکین:
انکی بہانہ تراشی 15; انکا غیر منطقی ہونا 15; انکی سوچ 10; صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ 16; انکی زندگی کا کھوکھلا ہونا 1; صدر اسلام کے مشرکین کا منظم ہونا6; صدر اسلام کے مشرکین کی سازش 4، 6، 7، 9; انکی تہمتیں 12، 13، 15; صدر اسلام کے مشرکین کی خفیہ میٹینگیں 4، 6; صدر اسلام کے مشرکین کی مشاورتی میٹینگیں 4; انکی غفلت 1; صدر اسلام کے مشرکین کی سرگوشیاں 9
نبوت:
بشر کی نبوت کو جھٹلانے والے 10
وحي:
اسکے ساتھ کھیلنا 5; اسے سمجھنے کا پیش خیمہ 2

قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (٤)
تو پیغمبر نے جواب دیا کہ میرا پروردگار آسمان و زمین کی تمام باتوں کو جانتا ہے وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے (4)

1_ پروردگار کا اہل زمین و آسمان کی تمام باتوں سے آگاہ ہونا _
قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض
2_ آسمانی موجودات میں کلام اور سخن کا موجود ہونا_

314
قال ربی یعلم القول فی السماء
3_ خداتعالی نے پیغمبراکرم(ص) کو ستم گر مشرکین کی خفیہ میٹنیگوں اور مخفی گفتگو سے آگاہ کیا _
أسروا النجوی ... قال ربی یعلم القول فی السماء
4_ خداتعالی کی طرف سے ستمگر مشرکین کو پیغمبر اکرم(ص) اور اسلام کے خلاف خفیہ سازشیں اور سرگوشیاں کرنے کے بارے میں تنبیہ _
أسروا النجوی الذین ظلموا ... قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض
سرگوشیاں اور سازشیں کرنے والے مشرکین کو اس آیت کی یاد دہانی کہ خداتعالی آسمان و زمین میں ہونے والی ہر بات

سے آگاہ ہے ان کیلئے انکی سازشوں کے برے انجام کے بارے میں تنبیہ ہے _
5_ مطلق علم اور شنوائي ،صرف خداتعالی کی شان ہے _
و ہوالسمیع العلیم
ادبی لحاظ سے جب بھی مبتدا معرفہ اور خبر پر الف و لام ہو تو یہ حصر کا فائدہ دیتا ہے آیت کریمہ میں بھی ایسے ہی ہے_
6_ اس بات کی طرف توجہ کہ خداتعالی موجودات عالم کے اعمال و گفتار سے مکمل آگاہی رکھتا ہے انسان کو حق دشمنی اور گناہ سے باز رکھتا ہے_
أسرّوا النجوی ... قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض و ہو السمیع العلیم
خداتعالی نے مشرکین کی اسلام کے خلاف خفیہ سازشوں اور سرگوشیوں کے جواب میں پیغمبراکرم کو حکم دیا کہ انہیں خداتعالی کے مکمل علم کی خبردیں_ یہ حقیقت ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہی ہو_
7_ خداتعالی سمیع (سننے والا) اورعلیم (جاننے والا) ہے_
وہو السمیع العلیم

آسمان:
اہل آسمان کا کلام 1; اسکے موجودات کا گفتگو کرنا 2; اسکے باشعور موجودات 2
اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 4; اسکے خلاف سازش کرنا 4
اسما و صفات:
سمیع 7; علیم 7
انسان:
اسکی سخن1
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کے خلاف سازش 4; آپ(ص) کے علم کا سرچشمہ 3
حق:
حق دشمنی کے موانع 6
خداتعالی :
اسکی خصوصیات 5; اس کا افشا کرنا 3; اسکی شنوائي 5; اس کا علم 1، 5; اس کا خبردار کرنا 4
ذکر:
خداتعالی کے علم غیب کے ذکر کے اثرات 6

گناہ:
اسکے موانع 6
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کو افشا کرنا 3; انکي سازشیں 4; صدر اسلام کی مشرکین کے خفیہ میٹینگیں 3، 4; صدر اسلام کے مشرکین کو تنبیہ 4
موجودات:
ان کا کلام کرنا 6; انکا عمل 6

بَلْ قَالُواْ أَضْغَاثُ أَحْلاَمٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الأَوَّلُونَ (٥)
بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو سب خواب پریشاں کا مجموعہ ہے بلکہ یہ خود پیغمبر کی طرف سے افتراء ہے بلکہ یہ شاعر ہیں او رشاعری کر رہے ہیں ورنہ ایسی نشانی لے کر آتے جیسی نشانی لے کر پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے (5)

1_ قرآن کو پراکندہ اور پریشان خواب سمجھنا ،ستمگر مشرکین کی طرف سے پیغمبراکرم(ص) کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ _
بل قالوا أضغاث أحلام
"اضغاث" (ضغث کی جمع) کا معنی ہے دستے اور مختلط چیزیں اور "احلام" (جمع حلم كي) کا معنی ہے خواب_ یہ تعبیر (أضغاث أحلام) پریشان اور پراگندہ خوابوں کے سلسلے میں بولی جاتی ہے_
2_ قرآن کو ایك غیر منظم مجموعہ اور غیر منسجم کتاب کے طور پر متعارف کرانا، ستمگر مشرکین کے زہریلے پرو پیگنڈے کا حصہ تھا _
بل قالوا أضغاث أحلام
مذکورہ نکتہ "اضغاث" کے لغوی معنی (پریشان چیزیں، پراگندہ اور غیر منسجم دستے) کو دیکھتے ہوئے ہے _
3_ قرآن کریم کا پیغمبراکرم(ص) کی طرف سے گھڑا ہوا ہونا ستمگر مشرکین کی آنحضرت(ص) پر تہمت _
بل افترى ہ
4_ ستمگر مشرکین کی طرف سے قرآن اور پیغمبراکرم(ص) کی طرف شعر وشاعری کی ناروا نسبت _
بل ہو شاعر

5_ قرآن کا خوبصورت اور جذاب ہونا مشرکین مکہ کی نظر میں مسلّم اور قابل قبول تھا _
بل ہو شاعر
چونکہ شعر خاص قسم کی خوبصورتی اور جذابیت کا حامل ہوتا ہے اس لئے مشرکین، پیغمبراکرم(ص) کو شاعر سمجھتے تھے _
6_ مشرکین، قرآن کا مقابلہ کرنے میں اور اسکے خلاف واضح موقف اختیار کرنے میں سرگردان اور ناتوان تھے _
بل قالوا أضغاث أحلام ... بل ہو شاعر
آیت کریمہ میں "بل" اضراب انتقالی کیلئے ہے اور یہ صرف ایسے موارد میں استعمال ہوتا ہے کہ جہاں متکلم پہلے نکتے سے صرف نظر کر کے دوسرا نکتہ بیان کرنے کے در پے ہو اور ایك ہی کلام میں اس کا تکرار متکلم کے اضطراب، شك و تردید یا تصمیم کرنے میں اسکی ناتوانی کا غماز ہے_
7_ مشرکین، پیغمبراکرم(ص) سے سابقہ انبیاء کے معجزات جیسا معجزہ طلب کرتے تھے _
فليأتنا بأية كما أرسل الأوّلون
8_ عصر بعثت میں مشرکین کا حقیقت معجزہ اور اسکے جادو، پریشان خواب اور شعر کے ساتھ فرق سے آگاہ ہونا_
بل قالوا أضغاث أحلام بل افترى ہ بل ہو شاعر
مشرکین پیغمبراکرم (ص) کی مخالفت میں پہلے تو آپ(ص) کے کلام کو جادو، شعر یا پراکندہ خواب قرار دیتے تھے پھر آپ(ص) کی رسالت کے اثبات کیلئے آپ(ص) سے معجزہ کے طالب ہوئے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ معجزہ اور سحر و شعر و غیرہ کے ساتھ اسکے فرق سے آگاہ تھے اور اس کا اعتراف کرتے تھے_
9_ سابقہ انبیاء کے معجزوں جیسے معجزے کی درخواست آنحضرت(ص) کی رسالت کو قبول نہ کرنے کیلئے مشرکین کا ایك بہانہ _
و أسرّوا النجوى الذين ظلموا ... فليأتنا بآية كما أرسل الأولون
10_ صدر اسلام کے ستمگر مشرکین ہٹ دھرم، حق کو قبول نہ کرنے والے اور بہانہ خور لوگ تھے_
بل قالوا ... فليأتنا بأية كما أرسل الأولون
11_ ستمگر مشرکین کا پیغمبراکرم(ص) کے خلاف تمام ممکنہ سیاسي، ثقافتی اور تبلیغی ہتھکنڈوں سے استفادہ کرنا_
أسروا النجوى ... ہل ہذا إلا بشر ... بل قالوا أضغاث أحلام بل افترى ہ بل ہو شاعر فليأتنا بأية كما أرسل الأولون

اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 1، 7، 11

افترا باندھنا:
قرآن پر افترا باندھنا 3
قرآن کریم:
اسکے خلاف پروپیگنڈا 2; اس پر پراگندہ ہونے کی تہمت 2; اس پر منتشر خواب ہونے کی تہمت1; اس پر شعر ہونے کی تہمت 4; اسکی جذابیت 5; اسکے ساتھ مقابلے کی روش 6; اسکی خوبصورتی 5

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کو جھٹلانے والوں کا بہانہ خور ہونا 9; آپ(ص) کے خلاف سازش 1; آپ(ص) پر تہمت 1، 3; آپ(ص) پر شاعر ہونے کی تہمت 4
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کی بہانہ جوئي 9، 10; صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ 8; صدر اسلام کے مشرکین کا پروپیگنڈا 11; انکا پروپیگنڈا 2; انکا حیرت زدہ ہونا6; انکی سازشیں 1; انکی تہمتیں 1، 3، 4; صدر اسلام کے مشرکین کا حق کو قبول نہ کرنا 10; صدر اسلام کے مشرکین کے مطالبے 7; صدر اسلام کے مشرکین کے پروپیگنڈے کی روش 11; انکا عاجز ہونا 6; صدر اسلام کے مشرکین کی ہٹ دھرمی 10
مشرکین مکہ:
انکی سوچ5
معجزہ:
اس کا جادو سے فرق8; اسکے حقیقت 8; اسکی درخواست 7; مطلوبہ معجزہ کا فلسفہ 9; مطلوبہ معجزہ7

مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ (٦)
ان سے پہلے ہم نے جن بستیوں کو سرکشی کی بناپر تابہ کرڈالا وہ تو ایمان لائے نہیں یہ کیا ایمان لائیں گے (6)

1_ جن امتوں پر عذاب ناز ل کیا گیا انہوں نے معجزات الہی سے بہرہ مند ہونے کے باوجود ایمان قبول نہ کیا _
ما أمنت قبلہم من قرية أہلكنا ہ
2_ گذشتہ امتوں کی ہلاکت اور ان کا عذاب معجزات الہی پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تھا _
فليأتنا بأية ... ما أمنت قبلہم من قريہ اہلکناہ
3_ ہلاکت ان امتوں کا مقدر ہے جو اپنے درخواست کردہ معجزات پر ایمان نہ لائیں _
ما أمنت قبلہم من قرية أہلكناہ
4_ ایمان، انسانی معاشروں اور تہذیبوں کی حفاظت اور بقا میں مؤثر ہے _
ما أمنت قبلہم من قرية أہلكناہ
5_ قرآن کی پیشین گوئي تھی کہ صدر اسلام کے بعض

مشرکین ایمان نہیں لائیں گے اپنے درخواست کردہ معجزات کے نزول کے بعد بھی _

ما أمنت قبلہم ... أفہم يؤمنون
6_ انبياء كو جھٹلانے والے انكى مخالفت كے سلسلے ميں ايك جيسى روش اور حربوں كے حامل ہوتے ہيں _
فليأ تنا بأية ... ما أمنت قبلہم من قرية أہلكناہا أفہم يؤمنون
خداتعالى نے گذشتہ آيت ميں اس بات كى ياد دہانى كرائي ہے كہ مشركين آنحضرت(ص) سے (سابقہ انبيا(ع) ء كے معجزات جيسے) معجزے كے خواہان ہوئے اور اس آيت ميں فرماتا ہے كہ گذشتہ امتيں انبيا(ع) ء كے معجزے ديكھنے كے باوجود ايمان نہ لائيں پس قطعا تم بھى ايمان نہيں لاؤگے يہ ياد دہانى اس بات سے حكايت كرتى ہے كہ ابنيا(ع) ء كو جھٹلانے والوں كے مقابلے كى روش اور ہتھكنڈے ايك جيسے تھے_
7_ صدر اسلام كے بعض مشركين كى ہٹ دھرمى اور عناد سابقہ انبياء كے مخالفين كے مقابلے ميں زيادہ سخت اور شديد تھى _
ما أمنت قبلہم ... أفہم يؤمنون
"أفہم" كا ہمزہ استفہام انكارى كيلئے اور اسكى "فائ" تعقيب كا فائدہ دينے كيلئے ہے اس بناپر آيت كا معنى يوں ہوگا گذشتہ امتيں اپنے درخواست كردہ معجزات كے آنے كے باوجود ايمان نہ لائيں آيا يہ لوگ جو زيادہ ہٹ دھرم اور حق دشمن ہيں ايمان لائيں گے _
8_ مكہ كے ستم گر مشركين كى طرف سے معجزے كى درخواست بہانہ تھى نہ حقيقت تك پہنچنے كيلئے _
فليأتنا أفہم يؤمنون
خداتعالى نے مشركين كى طرف سے معجزہ كى درخواست كو اسلئے رد فرمايا كہ يہ بھى گذشتہ مشركين كى طرح ايمان نہيں لانا چاہتے لہذا ايسى درخواست صرف ايك بہانہ اور ہتھكنڈا ہے _
9_ ستمگر مشركين كا ايمان نہ لانا اور حق كو قبول نہ كرنا ان كے پيغمبراكرم(ص) سے معجزہ كے درخواست كے رد ہونے كى وجہ اور فلسفہ _
فليأتنا بأية ... أفہم يؤمنون

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كے دشمن 7
اسلام:
صدر اسلام كى تاريخ 9
گذشتہ امتيں:
انكى تاريخ 3; انكى ہلاكت كے عوامل 3; انكا انجام 3; انكے عذاب كا فلسفہ 2; انكى ہلاكت كا فلسفہ 2
انبيا(ع) :
انہيں جھٹلانے والوں كا ہدف 6; ان كے دشمن 7; ان كے دشمنوں كى ہم آہنگي6; انہيں جھٹلانے والوں كى ہم آہنگى 6
ايمان:
اسكے اجتماعى اثرات 4
تہذيبيں:
ان كى بقاء كے عوامل 4

معاشرہ:
معاشروں كى بقا كے عوامل 4
عذاب:
اہل عذاب كا كفر 1; اہل عذاب كا ليچڑپن 1
قرآن كريم:
اسكى پيشين گوئي 5
مشركين:

صدر اسلام کے مشرکین کے حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات9; صدر اسلام کے مشرکین کے کفر کے اثرات 9; صدر اسلام کے مشرکین کی دشمنی كي شدت 7; صدر اسلام کے مشرکین کا کفر 5; صدر اسلام کے مشرکین کا لیچڑپن 5
مشرکین مکہ:
انکی بہانہ جوئي 8; ان کے مطالبوں کا فلسفہ 8
معجزہ:
اسے جھٹلانے کے اثرات 3; اسکی درخواست 8; اپنی مرضی کے معجزہ کے رد ہونے کا فلسفہ 9; اسے جھٹلانے کی سزا 2; اپنی مرضی کا معجزہ 8

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ (٧)
اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو بھیجا ہے وہ سب مر ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے_ تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرلو (7)

1_ تمام انبیاء الہي، انسان اور مرد تھے_
و ما أرسلنا قبلك الإرجال
2_ صاحب رسالت کا انسان ہونے کے منافی ہونا، مشرکین کی باطل سوچ _
ہل ہذا إلا بشر مثلکم ... ما أرسلنا قبلك إلا رجال
3_ مقام رسالت، انسان ہونے کے منافی نہیں ہے بلکہ انبیا(ع) کا انسان ہونا سنت الہی ہے_
ہل ہذا إلا بشر مثلکم ... ما أرسلنا قبلك إلا رجال
4_ خداتعالی ، وحی اور انبیا(ع) ء کو بھیجنے کا سرچشمہ ہے_
و ما أرسلنا قبلك إلا رجالا نوحی إلیہم
5_ انبیا(ع) ء کا وحی سے بہرہ مند ہونا ان کا دیگر انسانوں سے امتیاز _

و ما أرسلنا قبلك إلا رجالاً نوحی الیہم
6_ وحی الہی کو حاصل کرنا، منصب رسالت کا لازمہ ہے_
و ما أرسلنا ... نوحی إلیہم
7_ انبیاء کی دعوت ،صرف وحی الہی پر مبتنی تھي_
بل قالوا أ ضغاث ... بل ہو شاعر ... و ما أرسلنا إلا رجالًا نوحی إلیہم
8_ خداتعالی کی طرف سے مشرکین مکہ کو دعوت کہ وہ سابقہ انبیاء کے بشر ہونے کے بارے میں علم رکھنے والوں سے پوچھ لیں_
فسئلوا أہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
9_ انبیا(ع) ء کا انسان ہونا ،عصر بعثت کے دینی علما اور تاریخ انبیا(ع) ء سے آگاہ لوگوں کے ہاں مسلم تھا _
و ما أرسلنا ... فسئلوا أہل الذکر إن کنتم لا تعلمون
"اہل ذکر" سے مراد دینی علما ء ہیں کیونکہ اولاً عام لوگ انبیا(ع) ء کی تاریخ سے بے خبر تھے اور اس قسم کے معلومات دینی علما کے پاس تھے او رثانیاً کلمہ "ذکر" قرآن میں آسمانی کتابوں اور خود قرآن پر بولا گیا ہے_
10_ عصر بعثت کے مشرکین کے جاہلانہ ماحول میں تاریخ انبیا(ع) ء سے واقف لوگوں کا موجود ہونا _
فسئلوا أہل الذکر
11_ اعتقادی اور دینی مسائل میں علم و آگاہی کے حصول تك کوشش اور جستجو کرنا ضروری ہے _
فسئلوا أہل الذکر إن کنتم لا تعلمون
جملہ "إسئلوا ..." مقدر شرط کا جواب ہے اور جملہ "إن کنتم لا تعلمون" اسکی تفسیر کر رہا ہے اور یہ در اصل یوں ہے" إن کنتم لاتعلمون فاسئلوا ..." (اگر نہیں جانتے تو سوال کرو) اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو نہیں جانتا تو جاننے تك کوشش اور سوال کرنا ضروری ہے _

12_ گذشتہ انبیا(ع) ء كے بشر ہونے كے بارے میں مشركين مكہ كا تجاہل عارفانہ_
فسئلوا أہل الذكر ان كنتم لا تعلمون
"ان كنتم لاتعلمون" كى قيد مشركين كے علم كى طرف اشارہ ہے ورنہ اگر وہ واقعاً نہيں جانتے تھے تو مذكورہ قيد (اگر نہيں جانتے) كا لانا لغو اور بے سود ہوتا)
13_ مشركين مكہ كے نزديك دينى علماء اور آسمانى كتابوں كى اطلاع ركھنے والوں كا خاص معاشرتى مقام تھا_
فسئلوا أہل الذكر
مشركين كو دينى علماء اور تاريخ انبيا(ع) ء سے واقف لوگوں كى طرف رجوع كرنے كا حكم دينا اس نكتے كو بيان كررہا ہے كہ مشركين كے درميان ان علماء كا خاص مقام تھا اور يہ ان لوگوں كى بات كو قبول كرتے تھے_
14_ دينى مسائل كے بارے ميں علماء كيلئے جاہلوں كے سوالوں كا جواب دينا ضرورى ہے_
فسئلوا أہل الذكر
قابل ذكر ہے كہ اگر سوال واجب ہو تو جواب بھى واجب ہو ورنہ سوال كا واجب ہونا لغو اور بے

فائدہ ہوگاكيونكہ اگر جواب واجب نہ ہو تو ممكن ہے سوال بغير جواب كے رہ جائے اور اس صورت ميں غرض حاصل نہيں ہوگى اور يہ خداوند حكيم سے دور ہے_
15_ علماء دين اور اہل خبرہ افراد كى بات كا حجت اور قابل اعتبار ہون
فسئلوا أہل الذكر إن كنتم لا تعلمون
مذكورہ مطلب خداتعالى كے ،ناشناختہ مسائل ميں علماء كى طرف رجوع كرنے كے حكم كے لازمے سے استفادہ ہوتا ہے كيونكہ علماء كے اظہار نظر كے حجت اور قابل اعتبار ہونے كے بغير انكى طرف رجوع كو لازمى قرار دينا لغو ہوگا اور يہ خدا كے حكيم ہونے سے دور ہے_
16_" قال رسول الله (ص) : لا ينبغى للعالم أن يسكت على علمہ و لا ينبغى للجاہل ا ن يسكت على جہلہ و قد قال الله " فسئلوا ا ہل الذكر إن كنتم لا تعلمون"; رسول خدا(ص) نے فرمايا:كہ عالم كيلئے سزاوار نہيں ہے كہ وہ علم كے باوجود خاموش رہے (اور اسے چھپائے) اور جاہل كيلئے سزاوار نہيں ہے كہ جہل كے باوجود خاموش ر ہے (اور سوال نہ كرے) جبكہ خداتعالى نے فرمايا ہے "فسئلوا أہل الذكر إن كنتم لا تعلمون" (1)

انبياء (ع) :
ان كا بشر ہونا 1، 3، 8، 9، 12; انكى نوع 1; انكا مرد ہونا 1; انكا مقام و مرتبہ 5; انكى بعثت كا سرچشمہ 4; انكى دعوت كا سرچشمہ 7; انكى طرف وحى 5
اہل خبرہ:
انكى بات كا حجت ہونا 15
خيال:
باطل خيال2
جہلائ:
انكى ذمہ دارى 16
خداتعالى :
اسكى دعوت 8; اسكى سنت 3; اس كا نقش و كردار 4
دين:
دينى سؤالوں كا جواب 14
روايت 16
عقيدہ:
اعتقاد ى مسائل ميں جستجو 11; اس ميں علم 11
علمائ:

ان سے سوال 8; زمان بعثت کے علما 10; انکی ذمہ داری 14
دینی علمائ:
انکا احترام 13; زمان بعثت کے دینی علما کی سوچ 9; انکی بات کی حجیت 15; صدر اسلام کے دینی علما 13; انکی معاشرتی حیثیت 13
مشرکین:
انکی سوچ 2
مشرکین مکہ:
انکی سوچ 13; انکا تجاہل عارفانہ 12; انکو دعوت 8
مؤرخین:
زمان بعثت کے مؤرخین کی سوچ 9; زمان بعثت کے مورخین 10
....

1) الدرالمنثور ج 5، ص 133

نبوت:
اس کی شرائط 6; انسان کی نبوت کو جھٹلانے والے 2
وحي:
اس کا سرچشمہ4; اس کا کردار 7; یہ او رنبوت 6

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَداً لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (٨)
اور ہم نے ان لوگوں کے لئے بھی کوئي ایسا جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتا ہو اور وہ بھی ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے (8)

1_ دیگر انسانوں کی طرح انبیا(ع) ء کے بدن کو بھی غذا کی ضرورت ہے _
و ما جعلنہم جسداً لا یأكلون الطعام
2_ انبیا(ع) ء اور دیگر لوگ جسمانی خصوصیات اور انسانی ضروریات کے لحاظ سے ایك جیسے ہیں_
و ما جعلنہم جسداً لا یأكلون
3_ دیگر انسانوں کی طرح انبیاء بھی دنیا میں دائمی زندگی سے بہرہ مند نہیں تھے _
و ما جعلنہم جسداً ... ما كانوا خلدین
4_ انبیا(ع) ء کا غذا سے بے نیاز ہونا اور ان کا دنیا میں زندہ و جاوید ہونا، مشرکین کا باطل خیال_
و ما جعلنہم جسداً لا یأكلون الطعام و ما كانوا خلدین
5_ فانی ہونا اورخوراك كی احتیاج، انسانی جسم کے عوارض میں سے ہے _
و ما جعلنہم جسداً لا یأكلون الطعام و ما كانوا خلدین
لفظ "جسد" کا استعمال اور پھر انبیا(ع) ء کی یہ توصیف کہ وہ بھی کھاتے اور موت کا شکار ہوتے ہیں اس نکتے کو بیان کررہا ہے کہ یہ دو صفتیں انبیا(ع) ء کے وجود کے جسمانی ہونے کے ساتھ مربوط ہیں کیونکہ یہ انسان کا جسم ہے جسے خوراك كی ضرورت ہے اور یہ فانی ہے نہ انسان کی روح_
6_ موت، ایسی حتمی تقدیر ہے کہ جس سے حتی انبیاء کا بھی

چھٹكارا نہیں ہے _
و ما كانوا خلدین

انبیاء:
ان کا انسان ہونا 1، 2، 3; انکا دائمی ہونا 4; ان کا طعام 1، 4; انکا انجام 6; انکی موت 3، 6; انکی مادی ضروریات 1، 2
انسان:
اسکے بدن کا فانی ہونا 5; اسکی مادی ضروریات 2، 5
سوچ:
باطل سوچ 4
مشرکین:
انکی سوچ4
ضروریات:
غذا کی ضرورت 1، 5

ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاء وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ (٩)
پھر ہم نے ان کے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور انھیں اور ان کے ساتھ جن کو چاہا بچالیا اور زیادتی کرنے والوں کو تباہ و برباد کردیا (9)

1_ انبیا(ع) ء اور مؤمنین کو دشمنوں سے نجات دینا اور انہیں ان پر کامیابی عطا کرنا،خداتعالی کا ان کے ساتھ وعدہ _
و ما ارسلنا قبلك إلّا رجالاً ... ثم صدقنہم الوعد فأنجینہم و من نشاء
2_ دشمنوں کی نابودي، خداتعالی کا انبیا(ع) ء اور مؤمنین کے ساتھ وعدہ _
ثم صدقنہم الوعد ... و أہلکنا المسرفین
3_ خداتعالی نے انبیا(ع) ء و مؤمنین کو نجات دینے اور دشمنوں کو ہلاك کرنے والے اپنے وعدے پر عمل کیا _
ثم صدقنہم الوعد فأنجینہم و من نشاء و أہلکنا المسرفین
"صدقنا " کا مصدر "صدق" دو چیزوں میں استعمال ہوتا ہے _ 1_ اعتقادات میں اس صورت میں اس کا معنی ہوتا ہے واقع کے مطابق اعتقاد _2_ انسان کے اعمال کے بارے میں اس صورت میں اس سے مراد ہو تا ہے کام کو شائستہ

324

اور صحیح طریقے سے انجام دینا (مفردات راغب) اس آیت میں دوسرا معنی مقصود ہے_ قابل ذکر ہے کہ مادہ "صدق" بعض موارد میں دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہ آیت بھی انہیں میں سے ہے_
4_ لوگوں کی دشمنوں سے نجات اور رہائي، خداتعالی کی مشیت کی مرہون منت ہے _
فأنجیناہم و من نشاء
5_ اسراف کرنے والے، ابنیا(ع) ء کے مقابلے میں انکے مخالفین کی صفوں میں اور ان کے دشمن تھے_
فأنجیناہم
6_ سخت دشمنی او ر شدیدمخالفت، انبیا(ع) ء کے ہلاك شدہ مخالفین کی خصوصیات میں سے تھیں _
ثم صدقنا ہم الوعد ... و أہلکنا المسرفین
مذکورہ مطلب اس بناپر ہے کہ اسراف سے مراد_ حکم و موضوع اور آیت کے مورد کے تناسب سے _ انبیا(ع) ء کی مخالفت اور دشمنی میں حد سے تجاوز کرنا ہے نہ کہ امور مالی و غیرہ میں اسراف
7_ خداتعالی کی جانب سے پیغمبراکرم(ص) اور مؤمنین کی حوصلہ افزائي اور انہیں تسلی دینا اور مشرکین کو دھمکی دینا _
ثم صدقنہم الوعد ... و أہلکنا المسرفین
خداتعالی کے انبیا(ع) ء اور مؤمنین کے ساتھ کامیابی اور ان کے دشمنوں کی نابودی کے وعدے کا تذکرہ ہوسکتا ہے مذکورہ نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو _
8_ انبیا(ع) ء کے دشمن اور مخالفین ،اسراف کرنے والے ہیں_

ثم صدقناہم الوعد ... أہلكنا المسرفين
9_ اسراف کرنا، حق کو قبول نہ کرنے اور انبیا(ع) ء کی مخالفت کے اسباب فراہم کرتا ہے اور ہلاکت اور نابودی کا سبب ہے _
و أہلكنا المسرفين
ہلاك ہونے والوں کی "مسرفين" کے ساتھ توصیف ان کی ہلاکت میں اس وصف کی تا ثیر اور علت ہونے کی طرف اشارہ ہے _
10_ مشرکین کے خلاف کامیابي، خداتعالی کا پیغمبر(ص) اسلام کے ساتھ وعدہ _
ثم صدقناہم الوعد
آیت کریمہ پیغمبر(ص) اسلام کو تسلی دینے کے مقام میں ہے اور خداتعالی عمومی روش کو بیان کر کے (سب انبیا(ع) ء کی کامیابی کا وعدہ) در حقیقت پیغمبراکرم(ص) کو بھی کامیابی کا وعدہ دے رہا ہے _

اسراف:
اسکے اثرات 9
انبیاء(ع) :
ان کے دشمنوں کا اسراف 8; ان کے دشمن5; ان کے دشمنوں کی دشمنی 6; ان کے ساتھ دشمنی کے عوامل 9; ان کے ساتھ وعدہ 2; انکی کامیابی کا وعدہ 1; انکی نجات کا وعدہ1، 3; ان کے دشمنوں کی خصوصیات 6; ان کے دشمنوں کی ہلاکت 2، 3
حق:
اسے قبول نہ کرنے کے عوامل 9
خداتعالی :

اسکی مشیتّ کے اثرات 4; اسکی دھمکیاں 7; اسکے وعدے 3
دشمن:
ان سے نجات کا سرچشمہ 4; ان سے نجات 1
مؤمنین:
انکی حوصلہ افزائي 7; انکو تسلی 7; ان کے ساتھ وعدہ 2; انکی کامیابی کا وعدہ 1; انکی نجات کا وعدہ 1، 3; ان کے دشمنوں کی ہلاکت 2، 3
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کی حوصلہ افزائي 7; آپکو تسلی 7; آپ کو کامیابی کا وعدہ 10
مسرفین: 8
انکی دشمنی 5
مشرکین:
ان پر کامیابی 10; انکی دھمکي7
ہلاکت:
اسکے عوامل
وعدہ:
اسکی وفا، 3

لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَاباً فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (١٠)
بیشك ہم نے تمھاری طرف وہ کتاب نازل کی ہے جس میں خود تمھارا بھی ذکر ہے تو کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے ہو (10)

1_ قرآن، آسمانى كتاب اور خداتعالى كى طرف سے نازل كى گئي ہے_
لقد أنزلنا إليكم كتب
2_ قرآن، با عظمت اور بلند مرتبہ كتاب ہے_
لقد أنزلنا إليكم كتب
"كتاباً " كى تنوين تفخيم اور تعظيم پر دال ہے_
3_ قرآن، پيغمبراكرم(ص) كے زمانے ميں (بعثت كے پہلے نصف حصے ميں) كتاب كے طور پر جانى پہچانى جاتى تھي_
لقد أنزلنا إليكم كتب
اس چيز كو مد نظر ركھتے ہوئے كے سورہ "انبيائ" مكہ ميں نازل ہوئي معلوم ہوتا ہے كہ بعثت كے پہلے نصف حصے ميں قرآن كتاب كے طور پر پہچانا جاتا تھا _

4_ قرآن، انسان كو ياد دہانى كرانے والا اور انسان كے ساتھ مربوط مسائل پر مشتمل ہے_
كتاباً فيہ ذكر كم
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "ذكر" كسى چيز كو زبان پر لانے اور ياد كرنے كے معنى ميں ہو_ قابل ذكر ہے كہ يہ معنى اسكے مشہور اور غالب معانى ميں سے ہے _
5_ قرآن، انسان كيلئے سبق آموز او رپند و نصيحت كا سبب ہے_
كتبا فيہ ذكركم
مذكورہ مطلب اس بناپر ہے كہ "ذكر" كا معنى نصيحت اور نصيحت حاصل كرنا ہو _
6_ قرآن، انسان اور امت اسلامى كى شرافت و بزرگى كا سبب اور اس كا نعرہ ہے_
كتبا فيہ ذكركم
اہل لغت نے كلمہ "ذكر" كيلئے جو معانى ذكر كئے ہيں ان ميں سے شرافت ، بزرگى اور شہرت ہے (قاموس) اس بناپر "فيہ ذكركم" سے مراد يہ ہے كہ شرافت و بزرگى اور شہرت، قرآن كے سائے ميں اور اس پر عمل كرنے ميں ہے_
قابل ذكر ہے كہ "ذكركم" كى ضمير مخاطب سے مراد ہوسكتا ہے سب انسان ہوں اور ہوسكتا ہے صرف امت اسلامى ہو_ مذكورہ مطلب ميں دونوں احتمال ملحوظ ہيں_
7_ انسان كے فطرى اور غريزى محركات و تمايلات سے استفادہ كرنا قرآن كى تربيتى اور ہدايت كرنے كى ايك روش _
فيہ ذكركم
مذكورہ مطلب مندرجہ ذيل دو نكتوں پر مبتنى ہے 1_ ذكر ثناء اور نغمے كے معنى ميں ہو _2_ نام كے ہميشہ رہنے اور بلند شہرت كا شوق ،سب انسانوں كى طبع اور غريزے ميں ہے_
8_ خداتعالى ،انسان كو معارف قرآن ميں غور و فكر كرنے كى دعوت ديتا ہے اور اسكى ترغيب دلاتا ہے_
أفلا تعقلون
9_ مشركين كا قرآن كا جھٹلانا ان كے عقل و خرد سے كام نہ لينے كا نتيجہ ہے _
ہم فى غفلة معرضوں ... لاہية قلوبہم ... لقد أنزلنا ... أفلا تعقلون
10_ پيغمبر اكرم(ص) اور قرآن كى حقانيت تك پہنچنے ميں خردمندى اور غور و فكر كا مؤثر اور تعميرى كردار ہے_
لقد أنزلنا ... أفلا تعقلون
11_ قرآن كے معارف اور تعليمات عقل و خرد كے موافق او راسكے ساتھ سازگار ہيں _
لقد أنزلنا إليكم كتاباً ... أفلا تعقلون
قرآن ميں غور وفكر كرنے كى تشويق دلانا اس نكتے كو بيان كررہا ہے كہ يہ آسمانى كتاب محتوا كے لحاظ سے عقل و خرد كے ساتھ سازگار ہے_
12_ قرآن اپنى اور پيغمبر(ص) اسلام كى حقانيت كو ثابت كرنے كى بہترين اور سب سے زيادہ قوى دليل اور معجزہ

ہے_
لقد أنزلنا إليكم كتباً فيہ ذكركم أفلا تعقلون
ممكن ہے يہ آيت كريمہ مشركين كى طرف سے پيغمبراكرم(ص) سے اپنى حقانيت كو ثابت كرنے كيلئے معجزہ لانے كے بہانے والى درخواست كا جواب ہو يعنى اگر يہ لوگ غور كريں تو سمجھ جائيں گے كے قرآن، پيغمبر(ص) اسلام كا معجزہ ہے _ قابل ذكر ہے كہ اس حقيقت كى لام قسم اور حرف تحقيق (لقد) كے ساتھ تاكيد اسى مطلب كى تائيد كرتى ہے_

آسمانى كتب :1
آنحضرت(ص) :
آپكى حقانيت 10; آپكي(ص) حقانيت كے دلائل 12
تربيت:
اسكى روش 7
غور و فكر كرنا:
اسكے اثرات 10; اسكى تشويق 8; يہ قرآن ميں 8
خداتعالى :
اسكى تشويق 8
ذكر:
انسان كا ذكر 4
عبرت:
اسكے عوامل 5
عزت:
اسكے عوامل 6
غريزہ:
اس كا كردار 7
فطريات:
ان كا كردار 7
قرآن كريم:
اس كا معجزہ ہونا 12; اسكى تاريخ 3; اس كى تعليمات 4; اس كا جمع كرنا 3; اسكى حقانيت 10; اسكى حقانيت كے دلائل 12; اسے جھٹلانے كا پيش خيمہ 9; اس سے عبرت حاصل كرنا 5; اسكى عظمت 2; اسكى تعليمات كا عقلى ہونا 11; اسكى فضيلت 4; اس كا نزول 1; اس كا كردار 5_ 6، 12; اس كا وحى ہونا 1
كتاب :3
مسلمان:
انكى عزت كے عوامل 6
مشركين:
ان كے غور نہ كرنے كے اثرات 9
ہدايت:
اسكى روش 7

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْماً آخَرِينَ (١١)
اور ہم نے كتنى ہى ظالم بستيوں كو تباہ كرديا اور ان كے بعد ان كى جگہ پر دوسرى قوموں كو ايجاد كرديا (11)

1_ خداتعالى نے بہت سے شہروں اور آباديوں كو ان كے لوگوں كے ظلم و ستم كى وجہ سے سختى كے ساتھ كچل ديا اور نابود كردي
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة
"قصمنا" كے مصدر "قصم" كا معنى ہے سختى كے ساتھ كسى چيز كو توڑنا اس طرح كہ وہ پراكندہ اجزاء اور ٹكڑوں ميں تبديل ہوجائے (لسان العرب) اور اس آيت ميں اس سے مراد نابودى اور ہلاكت ہے
2_ ظلم و ستم، معاشروں اور تہذيبوں كے مكمل انحطاط اورانہدام كا سبب ہے _
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة
"قرية" (شہروں كے لوگ) كى "ظالمہ" (ستمگر) كے ساتھ توصيف نابودى اور انہدام ميں ظلم كے كردار كو بيان كررہى ہے _
3_ خداتعالى كى طرف سے مشركين اور ستمگر معاشروں اور مشركين كو ہلاكت اور نابودى كى دھمكى _
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة
4_ قرآن اور پيغمبر(ص) اسلام كى مخالفت اور ان كے ساتھ مقابلہ ظلم و ستم كا واضح مصداق ہے _
لقد أنزلنا إليكم ... و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة
خداتعالى نے نزول قرآن كو بيان كرنے اور لوگوں كو اس ميں غور و فكر كى دعوت دينے نيز بہت سى اقوام كو ان كے ظلم كى وجہ سے نابود كرنے كا تذكرہ كرنے كے بعد اسلام اور قرآن كے مخالفين كو عذاب اور نابودى كى دھمكى دى ہے اس كا مطلب يہ ہے كہ اسلام اور قرآن كى مخالفت ظلم كا واضح مصداق اور نابودى كا موجب ہے _
5_ ظلم، اسراف ہے اور ستمگر معاشرے مسرفين كى تاريخ كے واضح مصداق ہيں_
و أہلكنا المسرفين ... و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة
خداتعالى نے سابقہ دو آيتوں ميں انبيا(ع) ء كے دشمنوں كو مسرفين كہا ہے (و أہلكن

المسرفين) اور اس آيت ميں بہت سارى اقوام كو كہ جو دين الہى كے ساتھ دشمنى كى وجہ سے نابود ہوئي ہيں ظالم كہا ہے ان دو آيتوں كے ارتباط سے يہ سمجھا جاسكتا ہے كہ ظالمين وہى مسرفين ہيں_
6_ بہت سارے معاشروں كا انحطاط اور انكى نابودى ان كے لوگوں كے كردار كى وجہ سے ہوئي _
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة
"كم قصمنا" ميں كلمہ "كم" خبريہ اور كثير كے معنى ميں ہے اور قريوں اور امتوں كو ظالم كہنا ان كى ہلاكت اور نابودى كے سبب كا بيان ہے_
7_ خداتعالى نے ستمگر اقوام كو نابود كرنے كے بعد دوسرے لوگوں كو پيدا كيا اور ان كى جگہ پر قرار ديا_
و أنشأنا بعدہا قوما ء أخرين
"انشأنا" كے مصدر "انشائ" كا معنى ہے كسى جاندار شے كو خلق كرنا اور اسے وجود ميں لانا اور اسكى تربيت كرنا (مفردات راغب)_
8_ معاشروں اور تہذيبوں كا تغير و تبدل اور دگرگونى خداتعالى كى مشيت اور ارادے كے تابع ہے _
و كم قصمنا ... و أنشأنا بعدہا قوما ء أخرين

آنحضرت(ص) :

آپ(ص) کے ساتھ دشمنی 4; آپ(ص) کے ساتھ مقابلہ 4
اسراف:
اسکے موارد5
اقوام:
انکے متبادل لانے کا سرچشمہ 7، 8
تہذیبیں:
ان کے ختم ہونے کے عوامل 2، 6; ان کے ختم ہونے کا سرچشمہ 8
معاشرہ:
اسکی آسیب شناسی 2
خداتعالی :
اسکے ارادے کے اثرات 8; اسکی مشیت کے اثرات 8; اسکے افعال 7 ; اسکی دھمکیاں 3
شہر:
انکی نابودی کے عوامل 1
ظالم لوگ: 5
انہیں دھمکی دینا 3; انکی ہلاکت 7
ظلم:
اسکے اثرات 1، 2، 5; اسکے موارد 4
عمل:
اسکے اثرات 6
قرآن کریم:
اسکے ساتھ د شمنی 4; اسکے ساتھ مبارزت 4
مسرفین: 5
مشرکین:
ان کو دھمکی دینا 3
ہلاکت:
اسکی دھمکی 3

330

فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ (١٢)
پھر جب ان لوگوں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی تو اسے دیکھ کر بھاگنا شروع کردیا (12)

1_ ستمگر اقوام اور معاشرے جب عذاب الہی کے نزول کا احساس کرتے ہینتو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں _
فلما أحسّوا بأسنا إذا ہم منہا یركضون
(یركضون كے مصدر) "ركض" كا اصلی معنی زمین پر پاؤں مارنا ہے اور جب اسے شخص كی طرف نسبت دی جائے تو اس سے مراد بھاگنا اور تیز چلنا ہوتا ہے_
2_ ستمگر معاشروں کی ہلاکت اور نابودی سے پہلے عذاب کی نشانیوں او رعلامات کا ظاہر ہونا_
فلما أحسّوا بأسن
مذکورہ مطلب اس نکتے پر مبتنی ہے کہ عذاب کے احساس سے مراد اسکی نشانیوں اور علامات کا مشاہدہ ہو اور اس وقت عذاب کے شکار لوگوں کا فرار کرنا اسی مطلب کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر وہ خود عذاب کا احساس کرتے تو بھاگنے کی فرصت اور راستہ ہی نہ ہوتا _
3_ عذاب ا لہی کی علامات اور نشانیوں کے ظہور کے وقت ،ستمگر معاشروں کا شدید اور ناگہانی اضطراب اور وحشت _

فلما أحسّوا ... إذا ہم منہا یركضون
مذكورہ مطلب "إذا" فجائیہ ... كہ جو ناگہانی اور غیر متوقع امر پر دلالت كرتا ہے_ سے حاصل ہوتا ہے كیونكہ ناگہانی فرار ایك قسم كے وحشت اور اضطراب كی دلیل ہے_
4_ ستمگر معاشروں پر نازل ہونے والا عذاب تدریجی ہوتا تھا _
فلما أحسّوا ... یركضون
اس چیز كے پیش نظر كے آیت كریمہ میں عذاب كے شكار لوگوں كے فرار كو بیان كیا گیا ہے لگتاہے كہ عذاب كے احساس كے آغاز اور انكی نابودي_ كہ جس كا تذكرہ بعد كی تین آیتوں میں ہے_ كے درمیان فاصلہ موجود تھا _

گذشتہ اقوام:
انكی تاریخ 1; انكا تدریجی عذاب 4; انكی ہلاكت 2
ظالم لوگ:

انكا اضطراب 3; انكا خوف 3; یہ عذاب كے وقت 1، 3; انكا تدریجی عذاب 4; انكا فرار 1; انكی ہلاكت 2
عذاب:
اس سے فرار 1; اسكی نشانیاں 2

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ (١٣)
ہم نے كہا كہ اب بھاگو نہیں اور اپنے گھروں كی طرف اور اپنے سامان عیش و عشرت كی طرف پلٹ كر جاؤ كہ تم سے اس كے بارے میں پوچھ كچھ كی جائے گی (13)

1_ "فرار نہ كرو اور پر آسائشے زندگی كی طرف پلٹ آو" مہلك عذاب كے نزول كے وقت خداتعالی كی ستمگر اور پر آسائشے كی زندگی گزارنے والوں كے ساتھ استہزا ء والی گفتگو_
لاتركضوا و ارجعوا إلی ما أترفتم فیہ
"الترف" كا معنی ہے صاحب نعمت ہونا اور "الترفہ" كا معنی ہے خود نعمت اور "مترف" اسے كہتے ہیں حو فراوان نعمتوں اور آسائشےوں سے بہرہ مند ہو اس طرح كہ غرور كرنے لگے (لسان العرب) یا اس طرح ناز و نعمت میں ہو كہ اسے كوئي روك نہ سكے اور جو اس كا دل چاہے كرے قابل ذكر ہے كہ "لاتركضوا" اور "ارجعوا ..." میں نہی اور امرطلب حقیقی كیلئے نہیں ہیں بلكہ مجاز اور تہكم و استہزا ء كیلئے ہیں_
2_ ستمگر اور پرُ آسائشے زندگی گزارنے والے معاشروں كا عذاب اور سزا حتمی ہے اور اس سے فرار كا كوئي فائدہ نہیں ہے _
لاتركضوا و ارجعوا إلی ما اُترفتم فیہ
3_ پر آسائشے زندگی گزارنے والے ستمگر نزول عذاب كے وقت اپنا مال و متاع اور گھر چھوڑ كر اپنے شہر و دیار سے فرار كر جاتے ہیں_
و ارجعوا إلی ما أترفتم فیہ و مسكنكم
4_ مادی اور خوشگوار زندگی میں غوطہ زن ہونا ستمگر معاشروں میں زندگی گزارنے كا طریقہ ہے _
قریة كانت ظالمة ... و ارجعوا إلی ما أترفتم فیہ
5_ خوش گذرانی اور ناز و نعمت اور آسائشےوں میں غرق رہنا دنیوی عذاب اور ہلاكت كاپیش خیمہ ہے _
و كم قصمنا من قریة ... و ارجعوا إلی ما أترفتم فیہ
مذكورہ مطلب "فیہ" سے كہ جو ظرفیت كل ے ہے حاصل ہوتا ہے اس طرح كہ نعمت اور آسائشے كو

ظرف اور انسان جو صاحب نعمت ہے اس كومظروف قرار دیا گیا ہے اور یہ چیز پرُ آسائشے زندگی گزارنے والے

ستمگروں کے ناز و نعمت میں غرق ہونے کو بیان کرتی ہے_
6_ معاشرے کے ستمگر اور پر آسائشے زندگی گزارنے والے لوگ، تہذیبوں کی نابودی اور معاشرے کے افراد کی ہلاکت کا سبب ہیں
و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... ارجعوا إلى ما أترفتم فيہ
ان آیات کے مخاطب کچھ خاص لوگ ہیں کیونکہ خداتعالی نے انکی دو صفتیں بیان کی ہیں ستمگر ہونا اور پر نعمت ہونا اور یہ دو صفتیں عام طور پر معاشرے کے خاص طبقے میں ہوتی ہیں اور اکثر لوگ نہ ظالم ہیں اور نہ پر آسائشے _
7_ گذشتہ ظالم معاشروں کے پرُ آسائشے زندگی والے لوگ خوبصورت اور مجلل عمارتیں اور گھر رکھتے تھے_
و ارجعوا إلى ما أترفتم فيہ و مسكنكم
پرُ آسائشے زندگی والوں کے مال و متاع میں سے "گھروں" کا تذکرہ انکی خصوصیت کا گواہ ہے نیز یہ انکے باسیوں کی دلی وابستگی کی بھی دلیل ہے_
8_ ستمگر معاشروں کے پرُ آسائشے زندگی والے افراد کی ممتاز معاشرتی اور اقتصادی حیثیت_
ارجعوا ... لعلكم تسئلون
اس سلسلے میں کہ "تسئلون" میں سوال کیا ہے اور سوال کرنے والے کون ہیں مفسرین کی مختلف آراء ہیں_ ان میں سے ایك یہ ہے کہ سوال کرنے والے لوگ ہیں اور سوال سے مراد، معاشرتی مسائل میں مشورہ اور اقتصادی مسائل میں مدد اور درخواست ہے_
9_ ماضی کے ستمگر اور پرُ آسائشے معاشروں میں فقیر اور نادار طبقے کا وجود _
ارجعوا ... لعلكم تسئلون
مذکورہ مطلب اس احتمال کی بناپر ہے کہ "لعلكم تسئلون" سے مراد فقراء کی ان سے درخواست اور سوال ہو_
10_ گذشتہ معاشروں کے ستمگر اور پرُ آسائشے زندگی والے لوگ انبیا(ع) ء الہی کی مخالفت اور ان کے خلاف مقابلہ میں پیش ہوتے _
و كم قصمنامن قرية كانت ظالمة ... ارجعوا إلى ما أترفتم فيہ و مسكنكم لعلكم تسئلون
مذکورہ مطلب اس نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے ہے کہ یہ آیت کریمہ اور اس سے پہلے کی دو آیتیں ان لوگوں کے بارے میں ہیں کہ جو انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے عذاب الہی میں گرفتار ہوئے_
11_ پرُآسائشے زندگی والے ستمگر لوگوں کا نعمات الہی اور آسائشے سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے مؤاخذہ ہوگا اور ان سے سؤال کیا جائیگا_
ارجعوا إلى ما أترفتم فيہ ومسكنكم لعلكم تسئلون

امتیں:
ان کی ہلاکت کے عوامل 6
انبیاء (ع) :

ان کے دشمن 10
تہذیبیں:
ان کے ختم ہونے کے عوامل 6
معاشرہ:
اسکی آسیب شناسی 6
خداتعالی :
اس کا مذاق اڑانا 1
گذشتہ اقوام:
انکی تاریخ 7، 8، 9، 10; ان کے ظالموں کی دشمنی 10; ان کے معاشرتی طبقات 9; ان کے پر آسائشے لوگوں کے گھر 7; ان کے ظالموں کی معاشرتی حیثیت 8; ان کے پر آسائشے زندگی والے افراد کی معاشرتی حیثیت8; ان کے ظالموں کی

اقتصادی حیثیت 8; ان کے عیش و عشرت والوں کی اقتصادی حیثیت8
دنیا پرستي:
اسکے اثرات 5
ظالم لوگ:
ان کا مذاق اڑانا 1; ان کے عذاب کا حتمی ہونا 2; انکی خوش گذرانی 4; ان کی دنیا پرستی 4; ان کی روش زندگی 4; یہ عذاب کے وقت 3; انکافرار 3; انکا مؤاخذہ 11; ان کا نقش و کردار 6
عذاب:
اس کا پیش خیمہ 5; جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا عذاب 1; ا س سے فرار 1
پرآسائشے زندگی والے لوگ:
ان کا مذاق اڑانا1; ان کے عذاب کا حتمی ہونا 2; ماضی کے پر آسائشے زندگی والوں کی دشمنی 10; ان کا فرار 1، 3; ان کا مواخذہ 11; یہ عذاب کی وقت 3; انکا نقش و کردار 6
نعمت:
صاحبان نعمت کا مواخذہ 11
ہلاکت:
اس کا پیش خیمہ 5
خواہش پرستي:
اسکے اثرات 5

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (١٤)
ان لوگوں نے کہا کہ ہائے افسوس ہم واقعاً ظالم تھے (14)

1_ ظالم معاشروں کے عیش و عشرت پسند لوگ، عذاب الہی کے احساس کے بعد اپنے ظلم و ستم کا اعتراف کرلیتے ہیں_
فلما أحسوا بأسنا ... قالوا ی ویلنا إنّا كنّا ظالمين
2_ عیش و عشرت پسند ظالم لوگ، عذاب الہی کو دیکھ کر

حسرت اور ندامت میں ڈوب جاتے ہیں _
فلما أحسّوا بأسنا ... قالوا يا ويلنا إنّا كنا ظالمين
3_ ہلاك کردینے والی مشکلات اور عذاب الہی کے مشاہدہ کے وقت انسان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور اپنے کردار سے پشیمان ہونا_
فلما أحسّوا بأسنا ... قالوا ی ويلنا إنّا كنّا ظالمين
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "قالوا ی ويلنا ..." مستأنفہ اور جملہ "فلما أحسّوا بأسنا ..." کیلئے بیان ہو یعنی جب ہمارے عذاب کو محسوس کرتے ہیں تو اپنے گناہ کا اقرار اور حقیقت حال کا اعتراف کرلیتے ہیں پس عذاب کو محسوس کرنا اور تباہ و برباد کردینے والی مشکلات کا مشاہدہ انسان کے حقائق کی طرف توجہ کرنے اور ان کے اعتراف کا سبب ہے_
4_معاشروں کے عیش و عشرت پسند اور خوش گذران لوگ ظالم اور ستمگر ہیں_
قرية كانت ظالمة ... ما أترفتم فيه ... إنا كنا ظالمين
5_ مسلسل ظلم، نابودی اور عذاب الہی کے نزول کا سبب ہے _
فلما أحسّوا بأسنا ... قالوا ی ويلنا إنا كنا ظلمين

مبتلا ہونا:
عذاب میں مبتلا ہونے کے اثرات 3

اقرار:
ظلم كا اقرار 1
پشيماني:
اسكے عوامل 3
متنبہ ہونا:
اسكے عوامل 3
خوش گذراں لوگ:
ان كا ظلم 4
ظالم لوگ:
ان كا اقرار 1; انكى حسرت2; يہ عذاب كے وقت1، 2
ظلم:
اسكے اثرات 5
عذاب:
اسكے ديكھنے كے اثرات 3; اسكے وقت پشيمانى 1; اسكے عوامل 5
عيش و عشرت پر ست لوگ:
ان كا اقرار1; ان كى پشيمانى 2; انكى حسرت2; انكا ظلم 4; يہ عذاب كے وقت 1، 2

فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيداً خَامِدِينَ (١٥)
اور يہ كہہ كر فرياد كرتے رہے يہاں تك كہ ہم نے انھيں كٹى ہوئي كھيتى كى طرح بنا كر ان كے سارے جوش كو ٹھنڈا كرديا (15)

1_ عيش و عشرت پرست ستمگر لوگ ،عذاب كے احساس سے ليكر ہلاكت و نابودى تك افسوس اور پشيمانى ميں رہيں گے_
فما زالت تلك دعوى ہم حتى جعلناہم حصيداً خمدين
2_ عذاب الہى كى نشانياں اور علامات ديكھنے كے بعد ايمان لانا اور ظلم و گناہ كا اعتراف كرنا بے ثمر ہے_
إنا كنا ظالمين فما زالت تلك دعوى ہم حتى جعلنہم حصيد
يہ جو خداتعالى نے فرمايا ہے كہ "گناہ گار لوگ عذاب كے مشاہدے كے وقت سے ليكر ہلاكت كے وقت تك مسلسل اپنے ظلم كا اعتراف كرتے ہيں" تو اس كا مطلب يہ ہے كہ عذاب كے مشاہدے كے وقت گناہ كا اعتراف كرنا اثر نہيں ركھتا اور ضرورى ہے كہ توبہ عذاب كو ديكھنے سے پہلے انجام پائے_
3_ بہت سارے ستمگر اور پر آسائشے زندگى والے معاشرے، خداتعالى كے شديد عذاب كے نتيجے ميں بالكل نابود ہوگئے_
و كم قصمنا ... حتى جعلنہم حصيداً خمدين
"حصيد" كا معنى ہے محصود يعنى كاٹا ہوا اور "خامد" "خمدت النار خموداً" كا اسم فاعل ہے يعنى آگ كا بجھا ہوا شعلہ اور يہ اس آيت ميں موت سے كنايہ ہے (مفردات راغب) _

اقرار:
ظلم كا اقرار 2; گناہ كا اقرار2
ايمان:
بے ثمر ايمان 2
گذشتہ اقوام:
انكى تاريخ 3; انكا عذاب 3; ان كے ختم ہونے كے عوامل 3

336
ظالم لوگ:
انكى پشيماني1; يہ عذاب كے وقت 1
عذاب:
اسے ديكھنے كے اثرات2; اسكے وقت پشيماني1
عيش و عشرت پسندلوگ:
انكى پشيمانى 1; يہ عذاب كے وقت 1

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاء وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (١٦)
اور ہم نے آسمان و زمين اور ان كے درميان كى تمام چيزوں كو كھيل تماشے كے ئے نہيں بنايا ہے (16)

1_ آسمان و زمين اور فضا كے موجودات (عالم وجود) كى خلقت، فضول اور كھيل تماشا نہيں ہے بلكہ بامقصد اور با ہدف ہے_
و ما خلقنا السماء والأرض و ما بينهما لعبين
"لعب" كا معنى ہے ايسا بے فائدہ كام كہ جس كا كوئي صحيح مقصد اور سود نہ ہو "لاعبين"، "خلقنا" كى ضمير كيلئے حال ہے يعنى ہم نے عالم ہستى كو كھيل تماشے كے قصد سے خلق نہيں كيا_
2_ آسمان و زمين كے درميان كى فضا ميں مخلوقات اور موجودات ہيں _
و ما خلقنا السماء و الأرض و ما بينہما لعبين
3_ انبيا(ع) ء كى بعثت اور ستمگر اور دين دشمن معاشروں كى ہلاكت، نظام ہستى كے باہدف ہونے كى بنياد پر ہے_
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... و ما خلقنا السماء و الأرض و ما بينہما لعبين
ستمگر اقوام كى ہلاكت كے بعد كائنات كے باہدف ہونے كى ياددہانى ہوسكتا ہے اس نكتے كو بيان كررہى ہو كہ جب كائنات با مقصد اور باہدف ہے تو ستمگر اقوام كى ہلاكت بھى كائنات كے اسى باہدف ہونے اور كھيل تماشا نہ ہونے كا حصہ ہوگي
4_ ظلم اور انبيا(ع) ء كى مخالفت ،عالم ہستى كے قانون كے تابع ہونے والے نظام كے خلاف ہے _
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... و ما خلقنا السماء و الأرض و ما بينہما لعبين
ستمگروں كى نابودى كے بعد، خداتعالى كى طرف سے خلقت كائنات كے فضول نہ ہونے كى ياد دہانى ہوسكتا ہے اس حقيقت كو بيان كررہى ہو كہ انسان ظلم نہ كرے اور ستم كرنا كائنات كى بامقصد حركت كے خلاف ہے_
5_ عيش و عشرت پسند ستمگر لوگ ،كائنات كو كھيل تماشااور بے مقصد سمجھتے ہيں_

337
قرية كانت ظالمة ... و ارجعوا إلى ما أُترفتم فيہ ... و ما خلقنا السماء و الأرض و ما بينہما لعبين
6_ كائنات كو بے مقصد سمجھنا، عالم خلقت كو فضول اور كھيل تماشا سمجھنے كے مترادف ہے _
و ما خلقنا السماء و الأرض و ما بينہما لعبين
"مبطلين" كے بجائے "لعبين" كى تعبير بتاتى ہے كہ كائنات كو باطل اور بے مقصد سمجھنا عالم خلقت كو كھيل تماشا سمجھنے كے مترادف ہے_

آسمان:
اسکی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا 2
خلقت:
اسکے ساتھ کھیلنا 6; اسکو کھوکھلا سمجھنا5، 6; اس کا قانون کے مطابق ہونا 1، 3، 4
انبیاء(ع) :
انکے ساتھ مخالفت کی حقیقت 4; انکی بعثت کا قانون کے مطابق ہونا 3
سوچ:
غلط سوچ 6
دین:
اسکے دشمنوں کی ہلاکت کا قانون کے مطابق ہونا 3
زمین:
اسکی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا1
ظالم لوگ:
انکی سوچ5; انکا کھوکھلے پن کا طرف تمایل5; انکی ہلاکت کا قانون کے مطابق ہونا 3
ظلم:
اسکی حقیقت 4
فضا:
اسکے موجودات کی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا1; اسکے موجودات 2
عیش و عشرت پسند لوگ :
ان کی سوچ5; انکا کھوکھلے پن کی طرف تمایل 5

لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْواً لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ (١٧)
ہم کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنی طرف ہی سے بنالیتے اگر ہمیں ایسا کرنا ہوتا (17)

1_ خداتعالی کا ارادہ ، کھیل اور سرگرمی کی خاطر کسي کام کے انجام دینے کے ساتھ تعلق نہیں پکڑتا _

و ما خلقنا ... لعبين_ لو أردنا أن نتخذ لہو
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "لو" امتنا عیہ ہو_ اس بناپر آیت کا معنی یوں بنے گا "اگر ہم کسی چیز کو _ برفرض محال اور اسکے ممکن یا غیر ممکن ہونے یا ہماری شان سے کم ہونے سے صرف نظر کرتے ہوئے_ کھیل اور اپنی سرگرمی کیلئے انجام دیتے ..." قابل ذکر ہے کہ بعض مفسرین کے مطابق' ' إن کنّا فاعلین" میں "إن" نافیہ ہے_ یہ بھی مذکورہ مطلب کا مؤید ہوگ
2_ مخلوقات کبھی بھی اپنے خالق کے لہو و لعب اور سرگرمی کا ذریعہ نہیں ہیں _
لو أردنا أن نتخذ لہواً لاتّخذنہ من لدنا إن کنا فاعلین
3_ موجودہ کائنات کو اپنے کھیل تماشے کیلئے خلق کرنے کی قدرت، صرف خداتعالی کے پاس ہے اور کوئي بھی موجود اس پر قادر نہیں ہے_
لو أردنا نتخذ لہواً لاتّخذنہ من لدنّ
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من لدنا" کا معنی "من جہة قدرتنا" ہو (جیسا کہ بعض بزرگ مفسرین کی یہی رائے ہے) اور یا کہ یہ "من لدنا" (ظرف مختص) "من لدن غیرنا" کے مقابلے میں ہو_ اس بناپر آیت کا پیغام یوں ہوگا اگر بنایہ ہوتی کہ کائنات کو اپنے لئے سرگرمی قرار دیں تو بھی یہ کام صرف ہماری قدرت میں ہے نہ ان خداؤں کی قدرت میں جنکا مشرکین دعوی کرتے ہیں اور نہ کوئي اور قدرت اسے انجام دے سکتی ہے پس مطلق قدرت اور ربوبیت صرف خداتعالی

کے پاس ہے قابل ذکر ہے کہ "عندنا" کی جگہ کہ جو صرف حضور کیلئے ہے "لدنا" جو ابتدائے غایت کیلئے ہے کا آنا مذکورہ مطلب کی تائید کرتا ہے_
4_ بر فرض محال اگر خداتعالی اپنی سرگرمی کیلئے کائنات کو خلق کرتا تو یہ مادی کائنات اسکی غرض کے لائق نہیں تھی بلکہ اس سے برتر جہان کا انتخاب کرتا _
لو أردنا أن نتخذ لہواً لاتخذنہ من لدنا إن کنا فعلین
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من لدنا" کا معنی ہو "مما عندنا" یا "مما یلیق بحضرتنا ..." یعنی اگر ہم سرگرمی چاہتے تو ان جہانوں اور موجودات میں سے کہ جو ہمارے پاس ہیں اور ہمارے زیادہ قریب ہیں اور اس مادی کائنات سے برتر ہیں (جیسے عالم مجردات ...) ان سے انتخاب کرتے_
5_ خداتعالی ، کائنات کے خلق کرنے والے کام میں حق اور صحیح ہدف رکھتا تھا _
و ما خلقنا السمائ ... لعبین لو أردنا أن نتّخذ لہواً لاتّخذنہ من لدنا إن کنا فعلین
خداتعالی نے گذشتہ آیت میں کائنات کی خلقت کو با ہدف قرار دیا ہے اور اس آیت میں مزید تاکید کیلئے فرمایا ہے "ہم نے کائنات کو اپنی سرگرمی اور کھیل کیلئے خلق نہیں کیا" ان دو آیتوں کے مجموعے سے استفادہ ہوتا ہے کہ کائنات کی خلقت میں ایك ہدف ملحوظ تھا اور وہ ہدف صحیح اور حق ہے کیونکہ کلمہ" لہو و لعب" کا معنی وہی باطل ہے اور جو باطل نہ ہو وہ صحیح اور حق ہوگا_

خلقت:

اس کے ساتھ سرگرمی 3، 4; اس کا قانون کے مطابق ہونا5; اس کا باہدف ہونا5
توحید:
توحید افعالی 3
خداتعالی :
اسکی خالقیت 3; یہ اور کھیل 1، 2، 3، 4; یہ اور لہو ،1، 2، 3، 4; اسکی قدرت 3; اسکے ارادے کا متعلق 1
موجودات:
انکی حقیقت2; ان کے ساتھ سرگرمی 2

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (١٨)
بلکہ ہم تو ق کو باطل کے سر پردے مارتے ہیں اور اس کے دماغ کو کچل دیتے ہیں اور وہ تباہ و برباد ہوجاتا ہے اور تمھارے لئے ویل ہے کہ تم ایسی بے ربط باتیں بیان کر رہے ہو (18)

1_ حق و باطل کی جنگ میں آخری کامیابی اہل حق کی ہے_
بل نقذف بالحق علی الباطل
2_ حق کے عقیدے اور نظریہ کائنات کے حق ہونے کی باطل عقیدے اور باطل نظریہ کائنات پر کامیابی سنت الہی ہے_
و ما خلقنا السمائ ... لعبین ... بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ
خداتعالی نے گذشتہ آیت میں کائنات کی خلقت کے باہدف ہونے اور اسکی خلقت کے فضول اور بیہودہ ہونے والے عقیدہ کے باطل ہونے کی بات کی ہے یہ بات قرینہ ہے کہ آیت کریمہ میں حق و باطل سے مراد حق و باطل عقیدہ اور ان کا نظریہ کائنات ہے قابل ذکر ہے کہ اسی آیت کا ذیل (ولکم الویل مما تصفون) کہ جو خداتعالی کی طرف ناروا نسبت اور اسکی نادرست امور کے ساتھ توصیف کے بارے میں ہے مذکورہ مطلب کا مؤید ہے_
3_ حق کی باطل پر کامیابي، نظام خلقت کے بامقصد ہونے کا ایك جلوہ ہے_

و ما خلقنا السماء ... بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغہ
گذشتہ آيت ميں خداتعالى نے حق كى بنياد پر كائنات كى خلقت كى بات كى تھى اور اس آيت ميں حق كى باطل پر كاميابى كى ياد دہانى كرائي ہے ان دو باتوں كے درميان ارتباط مذكورہ مطلب كو بيان كرتا ہے_
4_ طول تاريخ ميں حق و باطل كے درميان مسلسل جنگ اور كشمكش_
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... بل نقذف بالحق على الباطل فيد مغہ
5_ باطل اور نادرست عقيدوں كى نابودى اہل حق كے باطل كے خلاف ميدان مبارزت ميں حاضر ہونے كا مرہون منت ہے_
بل نقذف بالحق على البطل فيدمغہ
"بالحق" ميں "بائ" استعانت كيلئے ہے اس بناپر آيت كا معنى يوں بنے گا "ہم حق كى مدد سے باطل كو نابود اور تہس نہس كرديں گے" اس كا مطلب يہ ہے كہ حق كا باطل كے مقابلے ميں ميدان كارزار ميں حاضر رہنا ضرورى ہے تا كہ اسكے ذريعے باطل اور نادرست عقيدوں كو نابود كيا جاسكے_ قابل ذكر ہے كہ خداتعالى نے باطل كو نابود كرنے كو اپنى طرف نسبت نہيں دى بلكہ حق كو باطل كا نابود كرنے والا قرار ديا ہے (فيد مغہ) يہ نكتہ بھى اسى مطلب كى تائيد كرتا ہے_
6_ غير متوقع حالات ميں باطل كى ناگہانى نابودى _
بل نقذف بالحق على البطل فيدمغہ فإذا ہو زاہق
"إذا" فجائيہ كہ جو ناگہانى اور غير متوقع ہونے پر دلالت كرتا ہے ،سے مذكورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے_
7_ حق ،استحكام و صلابت ركھتا ہے اور باطل كھوكھلا اورقابل شكست ہے_
بل نقذف بالحق على البطل فيدمغہ فإذا ہو زاہق
چونكہ خداتعالى نے حق كو باطل كو ختم كردينے والا اور اسے تہس نہس كردينے والا قرار ديا ہے اس سے حق كا مستحكم ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اس سے كہ باطل ناگہانى طور پر اور فوراً ختم ہوگيا اس كا كھوكھلا ہونا معلوم ہوتا ہے_ قابل ذكر ہے كہ تعبير "قذف" _ يعنى زور سے پھينكنا_ مذكورہ مطلب كى تائيد كرتى ہے_
8_ ماضى كے ستمگر معاشروں كى ہلاكت اور نابودى حق كى باطل كے خلاف كاميابى كا ايك نمونہ ہے_
و كم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغہ فإذا ہو زاہق
9_ عصر پيغمبراكرم(ص) كے مشركين كا نظام خلقت اور انبياء (ع) كى بعثت كو كھيل تماشا قرار دينا_
و ما خلقنا السمائ ... لعبين ... و لكم الويل مما تصفون
"لكم" اور "تصفون" كے مخاطب مشركين ہيں اور گذشتہ آيات قرينہ ہيں كہ توصيف سے مراد مشركين كا خلقت كائنات كے بارے ميں غير صحيح عقيدہ اور خداتعالى كى طرف نظام خلقت كو سرگرمى كے طور پر لينے كى ناروا نسبت ہے _

10_ خداتعالى كى طرف ناروا نسبت ہلاكت اور عذاب الہى كے مستحق ہونے كا سبب ہے_
لكم الويل مما تصفون
"الويل" كا اصلى معنى عذاب اور ہلاكت ہے اور يہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں كسى شخص يا اشخاص كو ايسى ہلاكت كا خطرہ ہو جسكے وہ مستحق ہيں (لسان العرب) _
11_ خداتعالى كى جانب سے پيغمبراكرم(ص) اور مؤمنين كو كاميابى كى خوشخبرى اور مشركين كو شكست اور نابودى كى دھمكي
بل نقذف بالحق ... و لكم الويل مما تصفون
اس چيز كو مدنظر ركھتے ہوئے كہ پيغمبراكرم(ص) اور اہل حق، حق دشمن مشركين كے ساتھ مقابلے ميں مشغول تھے_ آيت شريفہ كے لحن سے معلوم ہوتا ہے كہ يہ پيغمبراكرم(ص) اور مؤمنين كو كاميابى كى خوشخبرى دے رہى ہے اور اسى طرح مشركين كو شكست اورنابودى كى دھمكى دے رہى ہے_
12_"عن ا يّوب بن الحر ... قال: قال لى ا بو عبدالله (ع) : يا ا يوب ما من ا حد إلا و قد برز عليہ الحق حتى يصدع، قبلہ ا م تركہ و ذلك ا ن الله يقول فى كتابہ:" بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغہ فإذا ہو زاہق ..."; امام صادق (ع) سے روايت كى گئي ہے كہ كوئي شخص نہيں ہے مگر يہ كہ حق مكمل طور پر اس كيلئے ظاہر ہوچكا ہے چاہے اسے قبول كرے يا رد كرے خداتعالى يہى اپنى كتاب ميں فرما رہا ہے "بل نقذف بالحق على البطل فيدمغہ فإذا ہو زاہق"_

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کو بشارت 11
انبیاء (ع) :
انکی بعثت کو فضول سمجھنا9
باطل:
اس کا کھوکھلاپن 7; اسکی شکست کا پیش خیمہ 5; اسکی شکست 1، 2، 3; اسکی ناگہانی شکست 6; اس کا انجام 1; اسکی شکست کے موارد 8
بشارت:
مؤمنین کو کامیابی کی بشارت 11; آنحضرت(ص) کو کامیابی کی بشارت 11
حق:
اس کا مستحکم ہونا7; اسکی کامیابی 1، 2، 3، 12; اس کا انجام1; اسکی کامیابی کے موارد8; حق و باطل کے درمیان کشمکش 1، 4، 5
حق پرست لوگ:
ان کا کردار اور نقش5
خداتعالی :
اسکی بشارتیں11; اسکی دھمکیاں 11; اسکی سنت2
روایت: 12
گذشتہ اقوام:
انکی ہلاکت 8
ظالم لوگ:
انکی ہلاکت 8
....

1) محاسن برقی ج1، ص 276، ب 38، ح 391_ نورالثقلین ج3، ص 416، ح 18_

عذاب:
اسکے اسباب 10
عقیدہ:
باطل عقیدہ2، 5; حق عقیدہ 2
مؤمنین:
انہیں بشارت 11
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ 9; انکو دھمکی 11

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ (١٩)
اور اسی خدا کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور جو افراد اس کی بارگاہ میں ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے ا کڑ کر انکار کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں (19)

1_ خداتعالی ان سب کا مالك ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں _
و لہ من فی السموات و الأرض
2_غیر خدا کی مالکیت (حتی کہ اپنے اوپر) مجازی ہے _

و لہ من فی السموات و الأرض
3_ آسمانوں اور زمین میں صاحب شعور و عقل مخلوق کا وجود_
و لہ من السموات والأرض
"من" ان موجودات کیلئے استعمال ہوتا ہے جو صاحب عقل و شعور ہوں _
4_ جہان خلقت میں متعددآسمان ہیں _
السموات
5_ خداتعالی کا جہان ہستی کا بطور مطلق مالك ہونا حق کی باطل پر کامیابی کی ضمانت اور پشت پناہ ہے_
بل نقذف بالحق ... و لہ من فی السموات و الأرض
جملہ "و لہ من فی السموات ... " کا جملہ " لو أردنا ... بل نقذف بالحق ..." پر عطف ہے اور یہ خلقت کائنات کے حق ہونے اور حق کی باطل کے خلاف کامیابی کو بیان کررہا ہے کیونکہ جب پوری کائنات خداتعالی کی ملکیت ہے تو اس کیلئے حق کو باطل پر کامیاب کرنا ممکن اور آسان ہوگا_
6_ مقربین خدا (فرشتے) اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے_
و من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ

مفسرین کے بقول "من عندہ" سے مراد فرشتے ہیں_
7_ تقرب الہی ایسا مقام و مرتبہ ہے کہ جو عبادت میں تکبر کرنے اور اسکے مقابلے میں اکڑنے کے ساتھ سازگا نہیں ہے_
و من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ
"لایستکبرون عنہ" کے بجائے "لایستکبرون عن عبادتہ" کی تعبیر سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
8_ بارگاہ خداوندی کے مقربین کبھی بھی اسکی عبادت سے ملول اور تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوتے_
من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ و لا یستحسرون
("یستحسرون" کے مصدر) "استحسار" کا معنی ہے تھکاوٹ اور ملالت_
9_ تقرب الہی کے مقام تك دسترسی کا خداتعالی کی عبادت سے نہ تھکنے اور تکبر نہ کرنے میں مؤثر ہونا_
و من عندہ لا یستکبرون عن عبادتہ و لایستحسرون
یہ جو خداتعالی نے فرمایا ہے کہ جو ہمارے پاس اور مقرب ہیں وہ خدا کی عبادت سے نہیں تھکتے اور تکبر نہیں کرتے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقرب الہی کو حاصل کرنا نہ تھکنے اور تکبر نہ کرنے میں اثر رکھتا ہے_
10_ خداتعالی کی عبادت میں تسلسل اور نہ تھکنا پسندیدہ اور قابل قدر چیز ینہیں_
و من عندہ لار یستکبرون عن عبادتہ و لا یستحسرون
مذکور مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ مقربین خدا کی تعریف و تمجید کر رہی ہے اور بندوں کو پروردگار کی عبادت کی تشویق دلا رہی ہے_

آسمان:
ان کا متعدد ہونا4; ان کے با شعور موجودات 3
باطل:
اس پر کامیابی کا سرچشمہ 5
تقرب:
اسکے اثرات 9
تکبر:
اسکے موانع 9
حق:
اسکی کامیابی کا سرچشمہ 5
خاضعین: 6

خداتعالی :
اسکی مالکیت کے اثرات 5; اسکی مالکیت 1
عبادت:
اسکے تسلسل کی قدر و قیمت 10; اس میں خضوع 6، 9; اس میں سستی کے موانع 9; اس میں نشاط 8،9
عمل:
پسندیدہ عمل 10

344
مالکیت:
غیر خدا کی مالکیت 2
مقربین:
انکا خضوع 6; انکی عبادات 6، 8; ان کے فضائل 8; یہ اور تکبر کرنا 7; انکا نشاط
فرشتے:
ان کا خضوع 6; انکی عبادات 6
موجودات:
ان کا مالك1; با شعور موجودات 3

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (٢٠)
دن رات اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور سستی کا بھی شکار نہیں ہوتے ہیں (20)

1_ بارگاہ الہی کے مقربین کی مسلسل اور دن رات تسبیح _
و من عنده ... يسبحون الّيل و النهار
2_ خداتعالی کی مسلسل تسبیح میں مقربین الہی (فرشتوں) کا سستی کا شکار نہ ہونا_
و من عنده ... يسبحون الّيل و النهار لايفترون
(يفترون کی مصدر) "فتر" کا معنی ہے کمزوری اور سستی _
3_ " عن أبی عبدالله (ع) : والملائكة ينامون، فقلت: يقول الله عزوجل: "يسبحون الليل والنهار لا يفترون" قال: ا نفاسهم تسبيح;
امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ فرشتے بھی سوتے ہیں (راوی کہتاہے) میں نے عرض کیا (کیسے جبکہ)
خداتعالی فرماتا ہے :
"يسبحون الليل والنهار لا يفترون" توآپ(ع) نے فرمایا ان کے سانس تسبیح ہیں (1)

تسبیح:
یہ دن میں 1; یہ رات میں 1
فرشتے:
انکی تسبیح کا تسلسل2; انکی تسبیح 3
روایت :3
مقربین:
انکی تسبیح کا تسلسل1، 2
....

1) كمال الدين صدوق 666، ب 58، ح8_ نورالثقلين ج3، ص 417، ح 22_

345

أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ (٢١)

کیا ان لوگوں نے زمین میں ایسے خدا بنا لئے ہیں جو ان کو زندہ کرنے والے ہیں (21)

1_ مشرکین کا زمینی عناصر اور مواد سے بنائے گئے خداؤں پر اعتقاد رکھنا _
ا م اتّخذوا ألہة من الأرض
"أم اتخذوا" میں"ام" منقطعہ اور "بل" کے معنی پر مشتمل ہے کہ جو اضراب کیلئے ہے _
2_ عصر بعثت کے مشرکین کئي خداؤں کی پرستش کرتے تھے اور کئي معبودوں کا اعتقاد رکھتے تھے _
ا م اتخذوا آلہة من الارض
"آلہة"، "الہ" کی جمع ہے یعنی خدا اور معبود _
3_ مرُدوں کو زندہ کرنے کی قدرت، مقام الوہیت کا قطعی لازمہ ہے_
ا م اتخذوا ألہة من الأرض ہم ینشرون
مذکورہ مطلب دو نکتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے_ پچھلی اور بعد کی آیات خداتعالی کی الوہیت اور توحید کے بارے میں ہیں 2_ آیت شریفہ نے خدا کہے جانے والوں کی مرُدوں کو زندہ کرنے پر ہر قسم کی قدرت کی نفی کی ہے ان آیات کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرُدوں کوزندہ کرنا صرف حقیقی الوہیت کا لازمہ ہے اور یہ اسی میں منحصر ہے _
4_ مشرکین کے خداؤں کا مرُدوں کو زندہ کرنے سے عاجز ہونا_
ا م اتخذوا ألہة من الأرض ہم ینشرون
مذکورہ مطلب اس چیز کوپیش نظر رکھتے ہوئے ہے کہ جملہ " ہم ینشرون" مستأنفہ ہے اور یا محل نصب میں اور "آلہة" کی صفت ہے_
دونوں صورتوں میں اس سے پہلے استفہام انکاری کا ہمزہ مقدر ہے اور انکار بھی انکار وقوعی ہے یعنی مشرکین کے معبودوں کے ذریعے مرُدوں کا زندہ ہونا محال ہے_
5_ مرُدوں کو زندہ کرنا اور قیامت برپا کرنا، صرف خداتعالی کی قدرت میں ہے _
لہ من فی السموات و الأرض ... ا م اتخذوا ألہة من الأرض ہم ینشرون
خداتعالی جہان ہستی پر اپنی ملکیت اور قدرت

346

مطلقہ کو ثابت کر کے (لہ من فی السموات ...) اور خدا پکارے جانے والوں کی مرُدوں کو زندہ کرنے پر قدرت کی نفی کر کے اس نکتے کو بیان فرمانا چاہتا ہے کہ انہیں زندہ کرنا صرف خداتعالی کی قدرت میں ہے_
6_ باطل عقیدے اور سوچ کے بارے میں تحقیق اور سوال کرنا صحیح عقیدے اور سوچ کے بیان کرنے اور اسکی طرف ہدایت کرنے کی ایك روش ہے_
ا م اتخذوا ألہة من الأرض ہم ینشرون
مذکورہ مطلب جملہ استفہامیہ "ہم ینشرون" سے حاصل ہوتا ہے_

الوہیت:
اسکے شرائط 3

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ (٢٢)
یاد رکھو اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہوجاتے عرش ہے اور وہ ہر ایك کا حساب لینے والا ہے (22)

1_ عالم خلقت میں خداؤں کا متعدد ہونا ناممکن اور محال ہے_
لو کان فیہما ألہة إلّا الله لفسدت
مذکورہ مطلب "لوکان" میں "لو" امتناعیہ سے حاصل ہوتا ہے_
2_ عالم ہستی میں خداؤں کا متعدد ہونا اسکے نظام کے فاسد ہونے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کا سبب ہے_
لو کان فیہما ألہة إلّا الله لفسدت
"فساد" ،"صلاح" کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے حد اعتدال سے خارج ہونا (مفردات راغب) قابل ذکر ہے کہ ہر شے کی درستگی اور فاسد و خراب ہونا اسکے اپنے تناسب سے ہے اور آسمانوں اور زمین کا فاسد و خراب ہونا یعنی اسکے موجودہ نظام کا ختم ہوجانا اور اسکے انسجام اور پیوستگی کا ٹوٹ جانا_
3_ عالم خلقت کا منظم اور ہم آہنگ ہونا، خداتعالی کی وحدانیت کی دلیل ہے_
لو کان فیہما ألہة إلا الله لفسدت
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "إلاّ"، "غیر" کے معنی میں ہو یعنی اگر کائنات میں خدا کے علاوہ دیگر خدا ہوتے تو اس کا موجودہ نظام ختم ہوجاتا اس کا مفہوم اور پیغام یہ ہے کہ کائنات کا موجودہ نظام صرف خدا کے ارادے سے ہے اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہے_

4_ خداتعالى كے علاوه كوئي بھى طاقت كائنات كو منظم اور منسجم طور پر چلانے پر قادر نہيں ہے_
لو كان فيہما ألہة إلا الله لفسدت
خداتعالى نے امور كائنات ميں دخل ركھنے والے چند خداؤں كے وجود كى نفى كى ہے اور اسے نظام كائنات كے بگڑ جانے اور فاسد ہونے كا سبب قرار ديا ہے يہ فاسد اور خراب ہونا ممكن ہے اس وجہ سے ہو كہ ديگر خدا كائنات كو چلانے اور اسے سر و سامان دينے پر قادر نہيں ہيں_
5_ تعليمات اسلامى كے اصول اور مبانى برہان اور

استدلال پر مبنى ہيں_
لو كان فيہما ألہة إلا الله لفسدت
آيت شريفہ كہ جو وحدانيت خدا اور اسكى انحصارى ربوبيت كو بيان كر رہى ہے ميں بہترين اور اہم ترين عقلى استدلال اور برہان سے استفاده كيا گيا ہے بعض علماء علم كلام نے اسے "برہان تمانع" كے نام سے ياد كيا ہے_
6_ ہر كلام ميں ہم آہنگى اور نظم كيلئے ايك رہبرى اور مينجمنٹ كى ضرورت ہے_
لو كان فيہما ألہة إلا الله لفسدت
مذكوره مطلب آيت كے موردسے منتزع ہوتا ہے كيونكہ الوہيت و ربوبيت كے متعدد ہونے كى وجہ سے كائنات كے نظام كا خراب اور ختم ہوجانا ہر منسجم اور ہم آہنگ كام كى نسبت قابل تصور ہے اور آسمانوں اور زمين كى كوئي خصوصيت نہيں ہے_
7_ خدائے يكتا مشركين كے خيالوں اور وصفوں سے منزه و مبرا ہے _
لو كان فيہما ألہة ... فسبحان الله رب العرش عما يصفون
8_ عرش (نظام ہستى كا مركز) صرف خداتعالى كى ربوبيت اور تدبير كے تحت ہے_
رب العرش
"عرش" كا معنى ہے بادشاہى اور حكمرانى كا تخت اور خداتعالى كى نسبت يہ نظام ہستى كے مركز كى طرف اشاره ہے_ قابل ذكر ہے كہ آيت كے شروع ميں كسى بھى دوسرے معبود اور مشركين كے وجود كى نفى كى گئي ہے اس سے عرش كى تدبير كا صرف خداتعالى كے ہاتھ ميں منحصر ہونا حاصل ہوتا ہے_
9_ زمينى اور آسمانى موجودات كے درميان عرش الہى كى عظمت اور اہميت _
فسبحان الله رب العرش
10_ خداتعالى عرش (نظام ہستى كا مركز) كا مالك و مختار ہے _
فسبحان الله رب العرش
مذكوره مطلب "رب" كے معنى ميں سے ايك (مالك اور صاحب اختيار) پر مبتنى ہے_
11_ عرش پر خداتعالى كى ربوبيت اور تدبير اسكے يكتا ہونے اور عالم ہستى ميں كسى دوسرے معبود اور شريك كے نہ ہونے كى دليل ہے_
لوكان فيہما ألہة ... فسبحان الله رب العرش عما يصفون
"رب العرش" اسم جلالہ (الله) كيلئے صفت ہے اور كائنات ميں ديگر خداؤں اور معبودوں كى نفى كے بعد خداتعالى كى يہ صفت ذكر كرنا ممكن ہے اس نكتے كو بيان كر رہا ہو كہ صفت "رب" اور امور كى تدبير صرف خداتعالى ميں منحصر ہے اور اس كا كوئي شريك نہيں ہے_

اسلام:
اس كا منطقى ہونا 5
الله تعالى :
اس كا منزه ہونا 7; س كا مالك ہونا 10; اسكى تدبير كا مركز 8; اسكى ربوبيت كا مركز 11

انتظام و انصرام:
اس ميں وحدت كے اثرات 6
برہان نظم 3
توحيد:
توحيدى نظريہ كائنات 3، 4
راہبري:
اسكى وحدت كے اثرات 6
شرك:
اسے رد كرنے كے دلائل 11
عرش:
اسكى تدبير كے اثرت 11; اسكى اہميت 9; اسكى عظمت9; اس كامالك 10; اس كا مدبر 8; اس كا كردار 8
نظام خلقت:
اسكے انہدام كے عوامل 2; اسكے فاسد ہونے كے عوامل 2;ا سكى تدبير كا مركز 10; اس كے منظم ہونے كا سرچشمہ 4;
اس ميں ہم آہنگى 3
عقيده:
اس ميں برہان 5
مشركين:
انكى غلط سوچ7
معبود:
ان كے متعدد ہونے كے اثرات2; ان كے تعدد كا محال ہونا 1
نظم و نسق:
اسكے عوامل 6

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (٢٣)
اس سے بازپرس كرنے والا كوئي نہيں ہے اور وہ ہر ايك كا حساب لينے والا ہے_(23)

1_ خداتعالى اپنے كاموں كے سلسلے ميں كسى كے سامنے جوابدہ نہيں ہے اور كسى كا اس پر كوئي حق نہيں ہے_
لايسئل عما يفعل
جملہ "و ہم يسئلون" قرينہ ہے كہ جملہ "لا يسئل ..." ميں سوال سے مراد اعمال و رفتار كى كيفيت اور فلسفہ كے بارے ميں سوال ہے اس كا مطلب يہ ہے كہ خداتعالى كسى كے سامنے جوابدہ نہيں ہے تا كہ كوئي اسكے كاموں كى كيفيت كے بارے ميں سوال كرے اور اس سے باز پرس كرے نيز كسى كا خداتعالى پر حق نہيں ہے تا كہ اسكے ساتھ اپنے حق كے بارے ميں بات كرے_

350
2_ خداتعالى كے تمام افعال حكيمانہ، شائستہ اور حق كے مطابق ہيں_
لايسئل عما يفعل
خداتعالى كا جوابدہ نہ ہونا ممكن ہے اس وجہ سے ہو كہ اسكے تمام كام حكيمانہ، شائستہ اور حق كے مطابق ہيں لہذا سوال اور بازپرس كى گنجائشے ہى نہيں ہے كيونكہ اس ہستى كے كاموں كى كيفيت كى بارے ميں سوال كيا جاسكتا ہے كہ جو خطاكار ہو يا اس ميں خطا كا احتمال ہو اور خداتعالى ايسا نہيں ہے_
3_ خداتعالى كے كاموں كے بارے ميں چون و چرا اور اعتراض كرنا ناشائستہ فعل ہے_
لايسئل عما يفعل
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ جملہ خبريہ "لايسئل عما يفعل" مقام انشاء ميں ہو يعنى خداتعالى كے افعال كى كيفيت

کے بارے میں سوال نہ کریں اور ان اعتراض نہ کریں_
4_ مقام الوہیت بازپرسی اور محاسبہ ہونے کے ساتھ سازگار نہیں ہے_
فسبحان الله ... لايسئل عما يفعل و ہم يسئلون
5_ مشركين كے خيالى خداؤں (فرشتوناور مقربين) سے بھى بازپرس ہوگى اور ان كا اپنا بھى محاسبہ ہوگا_
لايسئل عما يفعل و ہم يسئلون
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ ضمير "ہم" كا مرجع "من عندہ" ہو كہ جس سے مراد بارگاہ الہى كے مقربين ہيں اور انكے بارز مصداق فرشتے ہيں_
6_ كائنات كى تمام باشعور مخلوقات خداتعالى كے سامنے جوابدہ ہيں اور خداتعالى ان سے بازپرس كريگا_
و ہم يسئلون
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ ضمير "ہم" كا مرجع "من" ہو كہ جو (من فى السماوات) ميں ہے_

الوہيت:
اسكے اثرات 4
باطل معبود:
ان كا محاسبہ 5
سوال:
اسكے موانع 4
خداتعالى :
اسكى خصوصيات 1; اسكے افعال كى حقانيت 2; اس پر حق 1; اس پر ذمہ دارى كا نہ ہونا 1; اسكے افعال كا قانون كے تحت ہونا2; اس سے سوال كا ناپسنديدہ ہونا 3; اس پر اعتراض كا ناپسنديدہ ہونا 3
مقربين:
ان كا محاسبہ 5
فرشتے:
ان كا محاسبہ 5
موجودات:
باشعور موجودات كا محاسبہ 6; باشعور موجودات 6

351

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُم مُّعْرِضُونَ (٢٤)
كيا ان لوگوں نے اس كے علاوہ او رخدا بنا لئے ہيں تو آپ كہہ ديجئے كہ ذرا اپنى دليل تو لاؤ_ يہ ميرے ساتھ والوں كا ذكر اور مجھ سے پہلے والوں كا ذكر سب موجود ہے ليكن ان كى اكثريت حق سے ناواقف ہے اور اسى لئے كنارہ كشى كر رہى ہے (24)

1_ عصر بعثت ميں مشركين متعدد خداؤں اور معبودوں كا عقيدہ ركھتے تھے_
ا م اتخذوا من دونہ ألہة
"آلہة"، "الہ" كى جمع ہے يعنى خدا اور معبود_
2_ "الله " كے علاوہ كائنات ميں كوئي معبود اور خدا نہيں ہے_
ا م اتخذوا من دونہ ألہة
3_ باطل عقيدے اور خيال كے بارے ميں باز پرس كرنا اور اس پر سواليہ نشان لگانا صحيح عقيدے كے بيان كرنے اور اسكى طرف ہدايت كرنے كى ايك روش ہے_
ا م اتخذوا من دونہ ألہة

مذکورہ مطلب اس چيز كے پيش نظر حاصل ہوتا ہے كہ ا م منقطعہ استفہام توبيخى پر دلالت كرتا ہے_
4_ پيغمبراكرم(ص) ، مشركين سے ان كے شرك كے بارے ميں واضح دليل و برہان كا مطالبہ كرنے پر مأمور_
قل ہاتوا برہانكم
"برہان" كا معنى ہے واضح اور حق و باطل كے درميان فيصلہ كرنے و الى دليل اور حجت_
5_ پيغمبر اكرم(ص) اور الہى مبلغين كا فريضہ ہے كہ وہ مخالفين كے ساتھ منطقى اور استدلالى طرز اپنائيں_
قل ہاتوا برہانكم

6_ دليل و برہان، فكر و اعتقاد كى صحت كا معيار ہے_
قل ہاتوا برہانكم
7_ شرك ايك بے دليل، كھوكھلى اور ناقابل اثبات سوچ اور عقيدہ ہے_
قل ہاتوا برہانكم
"ہاتوا" كا امر تعجيز كيلئے ہے يعنى يہ بتاتا ہے كہ مشركين دليل اور برہان لانے سے ناتوان ہيں_
8_ اعتقادات و نظريات كا قطعى ادلہ و براہين پر مبتنى ہونا ضرورى ہے_
قل ہاتوا برہانكم
9_ توحيد اور شرك كى نفي، تمام انبيا(ع) ئ، موحدين اور آسمانى كتابوں كا پيغام_
ہذا ذكر من معى و ذكر من قبلي
سابقہ آيات كے قرينے سے "ہذا" كا مشار اليہ توحيد اور نفى شرك ہے_
10_قرآن اور آسمانى كتابيں (تورات، زبور، انجيل) انسان كى سوئي ہوئي فطرت كو جگانے والى اور اس كى فراموش كردہ معلومات كى ياددہانى كرانے والى ہيں_
ہذا ذكر من معى و ذكر من قبلي
معنى كے لحاظ سے "ذكر"، "حفظ" كى طرح ہے اس فرق كے ساتھ كہ حفظ شے جاننے اور حاصل كرنے كے لحاظ سے ہوتا ہے اور ذكر شے ياد كرنے اور حاضر كرنے كے اعتبار سے ہوتا ہے (مفردات راغب) اس بناپر قرآن اور آسمانى كتابوں كى "ذكر" كے ساتھ توصيف ممكن ہے اس اعتبار سے ہو كہ يہ انسان كى فراموش شدہ معلومات كى يادآورى كراتى ہيں اور غافل انسان كى فطرت كو بيدار كرتى ہيں_
11_ صدر اسلام كے اكثر مشركين حق سے جاہل اور ناآگاہ تھے _
بل أكثر ہم لا يعلمون الحق
12_ جہل و ناآگاہى اكثر مشركين كے حق سے روگردانى اور شرك كى طرف مائل ہونے كا عامل ہے_
بل أكثرہم لا يعلمون الحق فہم معرضون
"فہم معرضون" ميں "فائ" عاطفہ اور سبب و مسبب كے درميان ربط پيدا كرنے كيلئے ہے يعنى چونكہ وہ جاہل ہيں اس لئے حق سے روگردانى كرتے ہيں_
13_ جہل و ناآگاہى بہت سے انسانوں كے حق و حقيقت سے گريز كرنے كا سبب ہے_
بل أكثرہم لا يعلمون الحق فہم معرضون
14_ صدر اسلام ميں مشركين كا ايك بڑا گروہ حق كى شناخت كے باوجود حق سے گريزاں تھا_
بل أكثر ہم لايعلمون الحق
كلمہ "اكثر" افعل التفضيل ہے اور اس كا مقابل كثير ہے نہ قليل اس وجہ سے "بڑا گروہ" مستفاد ہوتا ہے يعنى اگر چہ دانا اور حق سے گريز كرنے والے مشركين نادانوں كے مقابلے ميں كم تھے ليكن وہ خود زيادہ تھے_
15_ حق كى شناخت اور حقائق دينى كو صحيح طور پر سمجھنے كيلئے جستجو كرنا ضرورى ہے_
بل أكثرہم لايعلمون الحق فہم معرضون
مذكورہ بالا آيت فقط مشركين كى حالت زار كو بيان نہيں كرر ہى بلكہ انكى مذمت كرنے كے بھى درپے ہے_ اس كا مطلب يہ ہے كہ حق كى شناخت ايك لازمى امر ہے كيونكہ غيرلازمى امر پر مذمت كرن

معقول نہیں ہے_

ان سے برہان کی درخواست4; صدر اسلام کے مشرکین کا باطل عقیدہ1; صدر اسلام کے مشرکین کا لیچڑپن 14;صدر اسلام کے مشرکین کے معبود 1
موحدین:
انکی شرك دشمنی 9; انکی تعلیمات کی ہم آہنگی 9
ہدایت:
اسکی روش 3

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (٢٥)
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَداً سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (٢٦)
لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (٢٧)
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (٢٨)

وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّن دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (٢٩)
اور اگر ان میں سے بھی کوئي یہ کہہ دے کہ خدا کے علاوہ میں بھی خدا ہوں تو ہم اس کو بھی جہنم کی سزا دیں گے کہ ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں (29)

1_ اگر فرشتے الوہیت کا دعوی کریں تو دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے_
و من یقل منہم إنی إلہ من دونہ فذلك نجزیہ جہنم
2_ گناہ اور لغزش کی صورت میں فرشتے عذاب الہی سے امان میں نہیں ہونگے_
و من یقل منہم إنی إلہ من دونہ فذلك نجزیہ جہنم
3_ الوہیت کا دعوی ناقابل بخشش گناہ ہے اگرچہ مقربین الہی کی طرف سے ہو_
و من یقل منہم إنی إلہ من دونہ فذلك بخزیہ جہنم
4_ جہنم، جھوٹے الوہیت کا دعوی کرنے والوں کی سزا ہے_
و من یقل منہم إنی إلہ من دونہ فذلك نجزیہ جہنم
5_ جن کو خدا بنایا گیا ہے لیکن وہ خود اس کے مدعی نہیں ہیں تو وہ گناہ گار نہیں ہیں اور ان کو سزا نہیں ملے گي_
و من یقل منہم إنی إلہ ...نجزیہ جہنم
مذکورہ بالا مطلب مفہوم شرط سے حاصل ہوتا ہے یعنی خدا صرف خدائي کا دعوی کرنے والوں کو عذاب دیگا نہ انہیں جو خدا ہونے کا کوئي دعوی نہیں کرتے _
6_ الوہیت کا دعوی کرنا ظلم ہے اور خدائي کا دعوی کرنے و الے ظالم ہیں_
و من یقل منہم انی الہ ...نجزیہ جہنم
7_ جہنم، سب ستمگروں کی سزا ہے_

363
نجزیہ جہنم كذلك نجزی الظالمین

الوہیت:
اسكے دعوے كا ظلم ہونا 6; اسكے دعوے كی سزا 1; اسكا دعوی كرنے والوں كی سزا 4; اسكے دعوے كا گناہ 3
باطل معبود: 5
جہنم:
اسكے اسباب 1، 4، 7
خداتعالی :
اسكے عذاب كا عام ہونا 2
ظالم لوگ:6
یہ جہنم میں 7; ان كی سزا 7
ظلم:
اسكے موارد 6
گناہ:
اسكے اثرات 2; ناقابل بخشش گناہ 3
معبود:
اسكی سزا كے شرائط 5
فرشتے:
یہ اور الوہیت 1; یہ اور عذاب 2; یہ اور گناہ 2

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاء كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (٣٠)
كیا ان كافروں نے یہ نہیں دیكھا كہ یہ زمین و آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے اور ہم نے ان كو الگ كیا ہے اور ہر جاندار كو پانی سے قرار دیا ہے پھر كیا یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے (30)

1_ ابتدائے خلقت میں عالم طبیعت (آسمان و زمین) متراكم اور آپس میں جڑا ہوا تھا_
أن السموت و الأرض كانتا رتق
"رتق" كا معنی ہے ملا ہوا اور جڑا ہوا ہونا اور "فتق" كا معنی ہے الگ اور جدا ہونا اور "رتق" سے مراد ابتدائے خلقت میں آسمان و زمین كا آپس میں ملا ہوا اور اكٹھا ہونا ہے اور "فتق" سے مراد بعد میں ان دو كا ایك دوسرے سے الگ اور جدا ہونا ہے_ قابل ذكر ہے كہ "أوَلم یر" میں رؤیت سے مراد قلبی اور علمی رؤیت ہے_

364
2_ عالم طبیعت میں متعدد آسمان ہیں_
السموات
3_ پاني، عالم طبیعت میں سرچشمہ حیات_
و جعلنا من الماء كل شيء حي
"من المائ" میں "من" ابتدائیہ ہے یعنی ہر زندہ چیز نے پانی سے نشأت پكڑی ہے اور اس كا سرچشمہ پانی ہے_
4_ زندہ موجودات كی پیدائشے آسمانوں اور زمین كے تراكم اور ایك دوسرے كے ساتھ پیوستگی كے زمانے كے گزرجانے كے بعد تھي_
أن السموات والأرض كانتا رتقاً ففتقنہما و جعلنا من الماء كل شی حي
5_ عالم طبیعت اپنی پیدائشے كے مختلف ادوار اور مراحل ركھتا_

أن السموات والأرض كانتاً رتقا ففتقنہما و جعلنا من الماء كل شی حي
6_ توحید تك دسترسی حاصل كرنے كیلئے عالم خلقت كے موجودات كے تحولات میں غور كرنا ضروری ہے_
أولم یرالذین كفروا أن السموات ... ففتقنہما و جعلنا من الماء كل شی حيّ ا فلا یؤمنون
7_ آسمانونو زمین كی خلقت، ان كے سیر تحولات، نیز حیات كا پانی سے پیدا ہونا یہ سب ربوبی اور خداتعالی كی یكتائي كی نشانیاں ہیں _
أولم یر ... السموات ... و جعلنا من الماء كل شی حيّ ا فلا یؤمنون
مذكورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے كہ آیات كریمہ خداتعالی كی توحید ربوبی كو ثابت كرنے اور اس پر ایمان لانے كی ترغیب دلانے كے درپے ہیں ورنہ مشركین كہ جو ان آیات كے مخاطب ہیں خداتعالی كی خالقیت كے منكر نہینتھے_
8_ عالم خلقت كے موجودات میں غور و فكر انسان كے توحید تك دسترسی حاصل كرنے كا ایك راستہ ہے_
أولم یرالذین كفروا أن السموات ... ا فلا یؤمنون
9_ كفار، عالم خلقت كے موجودات كے تغیر و تبدیل كی طرف توجہ نہ كرنے اور خدائے یكتا پر ایمان نہ لانے كی وجہ سے مذمت كے مستحق ہیں_
أولم یرالذین كفروا ان السموات والأرض ... أفلا یؤمنون
"أولم ..." كا ہمزہ استفہام انكاری كیلئے ہے اور توبیخ كا فائدہ دے رہا ہے_
10_ " قال ابوجعفر (ع) : ... ان قول الله عزوجل: "كانتا رتقاً" یقول: كانت السماء رتقاً لا تنزل المطر و كانت الأرض رتقاً لا تنبت الحب ... فتق السماء بالمطر و الأرض بنبات الحب ...;امام باقر (ع) سے روایت كی گئي كہ آپ(ع) نے فرمایا ... خداتعالی كا فرمان "كانتارتقاً" بیان كر رہا ہے كہ آسمان بندتھا اور بارش نہیں برساتا تھا اور زمین بند تھی اور نباتات نہیں اگاتی تھي ... پس خداتعالی نے آسمان كو بارش برسانے اور زمین كو نباتات اگانے كے ساتھ شگافتہ كیا (1)
....

1) كافی ج8، ص 95، ح 67_ نورالثقلین ج3، ص 425 ، ح 54_

اس کا شگافتہ ہونا 10; اسکی خلقت 7
کفار:
انکی مذمت 9; انکا عدم تفکر 9
نباتات:
ان کی پیدائشے کا سرچشمہ4
موجودات:
زندہ موجودات کی پیدائشے کی تاریخ4

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجاً سُبُلاً لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (٣١)
اور ہم نے زمین پر پہاڑ قرار دئے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو لے کر کسی طرف جھك نہ جائے اور پھر اس میں وسیع تر راستے قرار دئے ہیں کہ اس طرح یہ منزل مقصود تك پہنچ سکیں (31)

1_ زمین کو انسانوں کو لرزانے اور انہیں جنبش دینے سے روکنے کیلئے مضبوط پہاڑوں کی خلقت_

366
و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بہم
"رسا" کا معنی ہے "ثبت" اور "رسخ" اور پہاڑوں کو اسلئے "رواسي" کہاجاتا ہے کیونکہ یہ راسخ اور مضبوط ہوتے ہیں اور زمین کی لرزش اور اضطراب سے مانع ہوتے ہیں_
("تمید" کے مصدر) "مید" کا معنی ہے اضطراب اور مختلف سمتوں کی طرف حرکت کرنا_
2_ پہاڑوں کی پیدائشے، زمین کی خلقت کے بعد تھي_
و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بہم
ظاہر یہ ہے کہ کسی شے کو ایك ظرف میں قرار دینا اس ظرف کے وجود پر متفرغ ہے لہذا پہاڑوں کو زمین میں قرار دینا خود زمین کے وجود سے پہاڑوں کی پیدائشے کے متأخر ہونے کو بیان کر رہا ہے_
3_ دروّں، اور وسیع و عریض راستوں کی خلقت اس لئے ہوئي تا کہ انسان راہ پا اسکے _
و جعلنا فیہا فجاجاً سبلًا لعلہم یہتدون
"فجّ" کا معنی ہے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع راستہ کہ جو دروں ور پہاڑی راستوں کو شامل ہے اور"سبل" کا معنی ہے "راستے"_
4_ انسان کی زندگی کیلئے قدرتی راستوں اور پہاڑوں کا حیات بخش کردار اور اہمیت _
و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بہم ... سبلاً لعلہم یہتدون
5_ پہاڑوں ، راستوں اور دروّں کی خلقت کی طرف توجہ، توحید تك پہنچنے کا ایك راستہ ہے_
و جعلنا فی الا رض رواسي ... لعلہم یہتدون
آیت میں "یہتدون" کا متعلق مذکور نہیں ہے لیکن اس بات کے قرینے سے کہ ان آیات کریمہ کے مخاطب مشرکین اور یہ آیات توحید کو ثابت کرنے کے درپے ہیں مذکورہ مطلب کا استفادہ ہونا ہے_
6_ خداتعالی کے افعال حکمت آمیز ہیں_
و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بہم ... سبلًا لعلہم یہتدون
خداتعالی کے اس فرمان کے پیش نظر کہ ہم نے پہاڑوں کو زمین کو لرزش اور اضطراب سے بچانے کیلئے اور راستوں کو انسان کے راہ پانے کیلئے خلق کیا معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالی کے کام با ہدف اور حکمت آمیز ہوتے ہیں_

توحید:
اس کا پیش خیمہ 5
خداتعالی :
اسکے افعال میں حکمت 6

درےّ:
ان کے فوائد 3
ذكر:
دروّں کی خلقت کے ذکر کے اثرات 5; راستوں کی خلقت کے ذکر کے اثرات 5; پہاڑوں کی خلقت کے ذکر کے اثرات 5
راستے:
ان کی اہمیت 4; ان کے فوائد 4; ان كا كردار 4
راستہ پانا:

اسكی نشانياں 3
زمين:
اسكی تاريخ 2; اسكے لرزنے كے موانع 1
پہاڑ:
انكی اہميت 4; انكی خلقت كی تاريخ 2; ان كے فوائد 1; انكا كردار 4

وَجَعَلْنَا السَّمَاء سَقْفاً مَّحْفُوظاً وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ (٣٢)
اور ہم نے آسمان كو ايك محفوظ چھت كی طرح بنايا ہے اور يہ لوگ اس كی نشانيوں سے برابر اعراض كر رہے ہيں (32)

1_ خداتعالى نے آسمان كو ايسى چھت بنايا ہے جو گرنے سے محفوظ ہے_
و جعلنا السماء سقفاً محفوظ
2_ خداتعالى نے فضا اور آسمان كے موجودات كو اہل زمين پر گرنے سے محفوظ ركھا ہے_
و جعلنا السماء سقفاً محفوظ
مذكوره مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ آسمان سے مراد فضا ہو كہ جو زمين كى نسبت چھت كى مانند ہے اور اس كا محفوظ ہونا يا تو آسمانى اور فضائي موجودات كے لحاظ سے ہے اور يا نظام شمسى كے سياروں كى قاتل شعاعوں كے فضا سے زمين كى طرف نفوذ كرنے كے لحاظ سے ہے_
3_ آسمان كى خلقت اور اہل زمين كيلئے اسكے كردار كى طرف توجہ توحيد تك پہنچنے كا ايك راستہ ہے_
أن السموات و الأرض ... و جعلنا السماء سقفاً محفوظ
4_ آسمان ميں خداشناسى اور توحيد تك پہنچے كيلئے مختلف آيات پائي جاتى ہيں_
و ہم عن أى تہا معرضون
5_ كفار، خداتعالى كى آسمانى آيات سے ا عراض كرنے والے اور روگردان ہيں_
و ہم عن أى تہا معرضون

آسمان:
اسكى حقيقت 1; اس كا گرنا 1
آيات الہي:

آفاقى آيات4; آفاقى آيات سے اعراض كرنے والے5; ان سے اعراض كرنے والے 5
اجرام فلكي:
ان كا گرنا2; انكى حفاظت 2
توحيد:
اسكے دلائل 4; اس كا پيش خيمہ 3

خداتعالى :
اسكے افعال1
ذكر:
خلقت آسمان كے ذكر كے اثرات 3; آسمان كے فوائد كے ذكر كے اثرات3
فضا:
اسكے موجودات كا گرنا2; اسكے موجودات كى حفاظت 2
كفار:
يہ اور آفاقى آيات 5

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (٣٣)
وہ وہى خدا ہے جس نے رات دن اور آفتاب و ماہتاب سب كو پيدا كيا ہے اور سب اپنے اپنے فلك ميں تير رہے ہيں (33)

1_ صرف خداتعالى شب و روز اور سورج و چاند كا خالق ہے_
و ہوالذى خلق الّيل و النہار و الشمس و القمر
2_ سورج اور چاند ميں سے ہر ايك، ايك مخصوص مدار ميں محو حركت ہے_
كل فى فلك يسبحون
"فلك" يعنى ستاروں كا مدار اور "سبح" يا "سباحت" يعنى تيرنا (لسان العرب) و (قاموس)
3_ ہر سيارہ اور ستارہ اپنے مخصوص مدار ميں محو حركت ہے_
أن السموات و الأرض ... الشمس و القمر كل فى فلك يسبحون
لفظ "كل" مضاف اليہ محذوف (جيسے "ہا" و غيرہ) كى طرف مضاف ہے اور ضمير كا مرجع آسمانوں اور زمين كا مجموعہ ہے كہ جن كا گذشتہ تين آيات ميں تذكرہ ہوچكا ہے_
4_ شب و روز اور سورج و چاند كى خلقت توحيد ربوبى كى

ايك نشانى ہے_
و ہوالذى خلق الّيل ... كل فى فلك يسبحون
5_ خداتعالى كى طرف سے كائنات كى خلقت اور اسكى تدبير، توحيدى نظريہ كائنات ميں ايسے دو قانون اور اصل ہيں كہ جو ايك دوسرے سے جدا نہيں ہوسكتے_
و ما خلقنا السماء ... و جعلنا ... و ہوالذى خلق ... كل فى فلك يسبحون
آيات كا سياق بتاتا ہے كہ يہ مشركين كے اس نظريئےو رد كرنے كے درپے ہيں كہ خدا كيلئے مقام خالقيت ہے اور ان كے خداؤں كيلئے تدبير كا مقام ہے اور خداتعالى نے گذشتہ آيات ميں مقام تدبير كو اور اس آيت ميں مقام خلقت كو اپنى طرف نسبت دى ہے اور ان دو كى جدائي كو رد فرمايا ہے_

عالم خلقت:
اس كا خالق 5; اس كا مدبر 5
توحيد:
خالقيت ميں توحيد1، 5; توحيد ربوبى 5; توحيد ربوبى كى نشانياں 4
خداتعالى :
اسكى خصوصيات 1; اسكى خالقيت 1; اسكى ربوبيت 5
چاند:
اس كا خالق 1; اسكى خلقت4; اسكى گردش2
سورج:

اس کا خالق 1; اسکی خلقت 4; اس کی گردش2
دن:
اس کا خالق1; اسکی خلقت 4
ستارے:
ان کی حرکت 3
سیارے:
انکی حرکت 3
رات:
اس کا خالق1; اسکی خلقت 4
نظریہ کائنات:
توحیدی نظریہ کائنا ت 1،5

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ (٣٤)
اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں قرار دی ہے تو کیا اگر آپ مرجائیں گے تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں (34)

1_ خداتعالی نے دنیا میں کسی انسان کیلئے حیات جاوید قرار نہیں دي_

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد
2_ مشرکین کا یہ خیال تھا کہ انبیا(ع) ء کیلئے دنیا میں حیات جاوید ہونا ضروری ہے_
و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد
3_ مشرکین، پیغمبراکرم(ص) کی موت سے آپ(ع) کی شریعت کی نابودی کے منتظر تھے _
أفإين متّ فهم الخلدون
آیت کے لحن سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام(ص) کے مخالفین اور مشرکین آپ(ص) کی موت کے منتظر تھے یا آپ(ص) کو قتل کرنے کے درپے تھے جیسا کہ بعض مکی سوروں میں اسکی تصریح کی گئي ہے_ (ا م یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون)
4_ مشرکین پیغمبر اسلام(ص) کی دعوت کا مقابلہ کرنے سے ناتوان تھے_
و ما جعلنا ... أفإن متّ فہم الخالدون
چونکہ مشرکین پیغمبراکرم(ص) کی موت اور آپ(ص) کی شریعت کی نابودی کے درپے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ- کی دعوت کے مقابلے میں عاجز تھے_
5_ پیغمبر کی وفات سے پہلے اسلام کی کامیابی اور کفر و شرك کے سرغنوں کی موت کے بارے میں قرآن کی پیشین گوئي_
أفإن متّ فہم الخالدون
"أفإن" میں ہمراہ استفہام انکاری کیلئے اور نفی کے معنی پر مشتمل ہے لہذا آیت کریمہ کا اصلي پیغام یوں ہوگا_ اس طرح نہیں ہے کہ وہ (پیغمبر اکرم(ص)) فوت ہوجائیں اور تم زندہ رہو اور لمبی مدت تك جیتے رہو بلکہ حقیقت اسکے برعکس ہے وہ رہے گااور تم اے کفر کے سرغنوں ان سے پہلے مرجاؤگے_

آنحضرت(ص) :
آپ (ص) کی موت کا انتظار3; آپ(ص) کے ساتھ مقابلہ 4
اسلام:
اسکی نابودی کا انتظار 3; اسکی کامیابی 5

انبياء(ع) :
انكا زندہ وجاويد ہونا 2
سوچ:
غلط سوچ 2
رہبر:
رہبران شرك كى موت 5; رہبران كفر كى موت 5
زندگي:
دنياوى زندگى كى ناپائيدارى 1
قرآن كريم:
اسكى پيشين گوئي 5
مشركين:
انكى توقعات 3; انكى سوچ2; ان كا عاجز ہونا 4

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (٣٥)
ہر نفس موت كا مزہ چكھنے والا ہے اور ہم تو اچھائي اور برائي كے ذريعہ تم سب كو آزمائيں گے اور تم سب پلٹا كر ہمارى ہى بارگاہ ميں لائے جاؤگے (35)

1_ موت،انسان كى حتمى تقدير ہے_
كل نفس ذائقة الموت
"نفس" كے كئي معانى ميں ان ميں سے ايك "حقيقت، عين اور ذات" ہے لہذا "كل نفس ذائقة الموت" يعنى ہر شخص موت كا ذائقہ چكھے گا_
2_ سب انسان حتى كہ انبياء (ع) بھى آزمائشے الہى سے دوچار ہيں_
ا فإين متّ ... و نبلوكم بالشر و الخير فتنة
3_ انسان، دنيا ميں موجود شر و خير كے ذريعے آزمائے جاتے ہيں_
و نبلوكم بالشرّ و الخير فتنة
4_ انسان كى خلقت كا فلسفہ اور حكمت اسكى آزمائشے اور امتحان ہے_
كل نفس ذائقة الموت و نبلوكم بالشر و الخير فتنة
دو جملوں "كل ... " اور "نبلوكم ..." كے ارتباط سے معلوم ہوتا ہے كہ آخرى جملہ مقدر سوال كا جواب ہے كہ اگر موت سب كا مقدر ہے تو انسانوں كو خلق كيوں كيا گيا؟
5_ سب ا نسانوں كى بازگشت،خداتعالى كى طرف ہے_
و إلينا ترجعون
6_ خداتعالى انسانوں كى حركت كا نقطہ آغاز ہے_
و إلينا ترجعون
مذكورہ مطلب "رجوع" سے حاصل ہوتا ہے كيونكہ ہر رجوع اور پلٹنے كيلئے ايك نقطہ آغاز ہوتا ہے_

7_ موت نابودى نہيں ہے بلكہ موت كے بعد انسان كى زندگى كا تسلسل چلتا رہيگا_
كل نفس ذائقة ... و إلينا ترجعون
موت كے بعد انسان كا خداتعالى كى طرف پلٹ كر جانا (إلينا ترجعون) مذكورہ مطلب كو بيان كررہا ہے_
8_ قيامت، انسانوں كى آزمائشے اور امتحان كے نتيجے كے ظاہر ہونے كا دن ہے_

و نبلوكم ... و إلينا ترجعون
ان دو جملوں " نبلوكم ..." اور "إلينا ترجعون ..." كے ارتباط سے معلوم ہوتا ہے كہ آخرى جملے نے امتحان اور آزمائشے كے فلسفہ اور غرض و غايت كو بيان كيا ہے_
9_ عن ا بى عبد الله (ع) ... فى قولہ تعالى :" كل نفس ذائقة الموت" ... قال : إنہ يموت ا ہل الأرض حتى لا يبقى ا حد ثم يموت ا ہل السما ... فيقال: من بقي؟ فيقول: يا رب لم يبق إلا ملك الموت فيقال لہ : مت يا ملك الموت فيموت; آيت شريفہ "كل نفس ذائقة الموت" كے بارے ميں امام صادق(ع) سے روايت كى گئي ہے كہ آپ(ع) نے فرمايا: اہل زمين مرجائيں گے يہاں تك كہ ايك بھى باقى نہيں رہيگا پھر اہل آسمان مرجائينگے اس وقت پوچھا جائيگاگا كون باقى ہے؟ تو ملك الموت كہے گا پروردگارا سوائے فرشتہ موت كے كوئي نہيں بچا پھر اس سے كہا جائيگا اے فرشتہ موت مرجا تو وہ مرجائيگا (1)
10_ "روى عن ا بى عبدالله (ع) : إ نّ ا مير المؤمنين (ع) مرض فعاده إخوانہ فقالوا: كيف تجدك يا ا مير المؤمنين (ع) ؟ قال: بشر قالوا : ما ہذا كلام مثلك قال: إن الله تعالى يقول: " و نبلوكم بالشر و الخير فتنة" فالخير الصحة و الغنى و الشر المرض والفقر; امام صادق(ع) سے روايت كى گئي ہے كہ اميرالمؤمنين(ع) بيمار ہوگئے اور ان كے (ديني) برادران نے انكى عيادت كى اور كہنے لگے (اب) آپ خود كو كيسا پاتے ہيں اے اميرالمؤمنين (ع) تو آپ(ع) نے فرمايا شر ميں (مبتلا ہوچكا ہوں) تو كہنے لگے يہ آپ جيسے لوگوں كى بات نہيں ہے تو فرمايا خداتعالى فرماتا ہے "و نبلوكم بالشر و الخير فتنة" اور صحت اور بے نيازى خير اور بيمارى اور تنگدستى شر ہے (2)

امتحان:
اس كا ذريعہ 3، 10; يہ خير كے ذريعے 3، 10; يہ شر كے ذريعے 3، 10
انبياء (ع) :
ان كا امتحان 2
انسان:
اس كا امتحان 3، 4; اس كا انجام 1، 5; اسكى خلقت كا فلسفہ 4; اسكى حركت كا سرچشمہ 6
....

1) كافى ج3، ص 256 ح 25_ نورالثقلين ج1، ص 419، ح 470_
2) مجمع البيان ج7، ص 74_ نورالثقلين ج3، ص 429 ح 68_

373
خدا كى طرف بازگشت:5
قيامت:
اس ميں حقائق كا ظہور 8
خير:
اس سے مراد 10
روايت 9، 10
زندگي:
موت كے بعد زندگى 7
شر:
اس سے مراد 10
عزرائيل:
اسكى موت 9
موت:
اس كا حتمى ہونا 1; اسكى حقيقت 7; اس كا عام ہونا 9
نظريہ كائنات:

تفسیر راھنما جلد 11

وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُواً أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَنِ هُمْ كَافِرُونَ (٣٦)
اور جب بھی یہ کفار آپ کو دیکھتے ہیں تو اس بات کا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو تمھارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے اور یہ لوگ خود تو رحمان کے ذکر سے انکار ہی کرنے والے ہیں (36)

1_ مكہ كے مشركين اور كفار جب پيغمبراكرم (ص) كے سامنے آتے تو آپ(ص) كا مذاق اڑاتے اور مسخرہ كرتے_
و إذا رء اك الذين كفروا إن يتخذونك إلا ہزو
2_ مذاق اڑانا اور مسخرہ كرنا، مكہ كے كفار اور مشركين كا آنحضرت(ص) كے ساتھ پيش آنے كا واحد طريقہ_
و إذا رء اك الذين كفروا إن يتخذونك إلا ہزو

حرف نفى "إن" اور اس كے بعد حرف استثنا "الّا" كہ جو حصر پر دلالت كرتے ہيں نيز "ہزواً" كا مصدر كى صورت ميں آنا يہ سب مذاق اڑانے اور مسخرہ كرنے ميں شدت اور تسلسل كو بيان كررہے ہيں_
3_ مكہ كے كفار اور مشركين كا اسلام اور پيغمبر اكرم(ص) كى منطق اور استدلال كے مقابلے ميں ناتواني_
و إذا رء اك الذين كفروا إن يتخذونك إلا ہزو
چونكہ كفار و مشركين مسلسل آنحضرت(ص) كا مذاق اڑاتے تھے اس سے پتا چلتا ہے كہ وہ منطق، دليل اور برہان كا راستہ اختيار كرنے سے عاجز تھے اور ان كے پاس مذاق كے علاوہ كوئي چارہ نہيں تھا_
4_ شرك اور مشركين كے باطل اور خيالى معبودوں كے ساتھ مقابلہ آنحضرت(ص) كے پروگراموں ميں سر فہرست_
ا ہذا الذى يذكر ء الہتكم
ذكر اور ياد كرنا خير كے ساتھ بھى ہے اور شر كے ساتھ بھى ليكن قرينہ مقام بتاتا ہے كہ يہاں پر مراد شر كے ساتھ ياد كرنا ہے_
5_ كفار مكہ كى طرف سے ہميشہ پيغمبر اكرم(ص) كى تحقير كى جاتي_
و إذا رء اك ... أہذا الذى يذكر ء الہتكم
"أہذا ..." ميں ہمزہ استفہاميہ تعجب كيلئے ہے اور استہزا قرينہ ہے كہ اسم اشارہ، "ہذا"تحقير ميں استعمال ہوا ہے_
6_ لوگوں كے دينى جذبات اور عقائد سے استفادہ كرنا اور انہيں آنحضرت(ص) كے خلاف بھڑ كانا كفر و شرك كے سرغنوں كى آنحضرت(ص) كے ساتھ پيش آنے كى ايك روش _
ا ہذا الذى يذكر ء الہتكم
چونكہ كفار مكہ نے لوگوں كو مخاطب قرار ديا ہے اور انہوں نے "آلہتكم" كہا ہے نہ "آلہتنا" تو اس سے معلوم ہوتا ہے كہ وہ پيغمبر(ص) اكرم كے خلاف لوگوں كے جذبات اور عقائد سے استفادہ كرتے تھے_
7_ مكہ كے كفار اور مشركين خداتعالى كے نام "رحمان" كے سلسلے ميں بڑے حساس اور خداتعالى كى رحمانيت كے منكر ہے_
و ہم بذكرالرحمن ہم منكرون
پروردگار كے ناموں ميں سے خاص طور پر "رحمان" كا ذكر كرنا نيز "ہم" كا تكرار مذكورہ مطلب كو بيان كررہا ہے_
8_ كفار مكہ خدائے رحمان كے منكر تھے_

و ہم بذكرالرحمن ہم كفرون
قابل ذكر ہے كہ كفار نام "رحمان" كے منكر تھے اس سے بدرجہ اولى استفادہ ہوتا ہے كہ وہ ذات خدائے رحمان كے بھى منكر تھے_
9_ قرآن كا آسمانى ہونا كفار اور مشركين مكہ كا مورد انكار
و ہم بذكرالرحمن ہم كفرون
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "ذكر" سے مراد قرآن كريم ہو جيسا كہ قرآن كريم كے متعدد موارد ميں_ جيسا كہ اس سورت كى دوسرى آيت ميں ہے_ قرآن كو ذكر سے ياد كياگيا ہے_

10_ رحمان خداتعالى كے اہم اور برجستہ ناموں ميں سے ہے_
و ہم بذكرالرحمن ہم كفرون
اس چيز كو مد نظر ركھتے ہوئے كہ خداتعالى نے كفار كو عذاب كا مستحق متعارف كراتے ہوئے انہيں منكرين رحمانيت قرار ديا ہے مذكورہ مطلب كا استفادہ كيا جاسكتا ہے_
11_ مكہ كے كفار اور مشركين تنگ نظر، متعصب اور مخالفين كى افكار كو برداشت نہ كرنے والے لوگ تھے_
أہذا الذى يذكر ء الہتكم و ہم بذكرالرحمن ہم كفرون
مذكورہ مطلب اس نكتے كى طرف توجہ كرنے سے حاصل ہوتا ہے كہ كفار مكہ كو حتى كہ "خدائے رحمان" كا نام سننا بھى گوارا نہيں تھا اور ہميشہ پيغمبراكرم (ص) كے ساتھ مذاق اور تمسخر كے ساتھ پيش آتے_

اسلام:
صدر اسلام كى تاريخ 1، 2، 5، 6; اس كے ساتھ مبارزت 3
اسما و صفات:
رحمان 10
آنحضرت(ص) :
آپ (ص) كا مذاق اڑانا1، 2; آپ (ص) كے خلاف جذبات كو بھڑكانا 6; آپ (ص) كى تحقير 5; آپ (ص) كى شرك دشمنى 4; آپ (ص) كے ساتھ مقابلہ 3; آپ (ص) كى طرف سے مقابلہ4; آپ (ص) كى اہم ترين رسالت 4
خداتعالى :
اسكى رحمانيت كى اہميت 10; اسكى رحمانيت كو جھٹلانے والے 87
باطل معبود:
ان كے ساتھ مبارزت 4
رہبران:
رہبران شرك كے پيش آنے كى روش 6; رہبران كفر كے پيش آنے كى روش 6
قرآن كريم:
اسكے وحى ہونے كو جھٹلانے والے 9
كفار مكہ:
انكى تمسخر بازى 1، 2; انكى سوچ 7، 8، 9; انكا تعصب 11; ان كے پيش آنے كى روش 1، 2، 5; انكى تنگ نظرى 11; انكا عاجز ہونا 3; انكا مقابلہ كرنا 3
مشركين مكہ:
انكا مذاق اڑانا 1، 2; انكى سوچ 7،9; انكا تعصب 11; ان كے پيش آنے كى روش 1، 2; انكى تنگ نظرى 11; انكا عاجز ہونا 3; انكا مقابلہ 3

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ (۳۷)
انسان كے خمير ميں عجلت شامل ہوگئي ہے اور عنقريب ہم تمھيں اپنى نشانياں دكھلائيں گے تو پھر تم لوگ جلدى نہيں كروگے (37)

1_ انسانى فطرت، بہت جلدباز اور عجولانہ ہے_
خلق الإنسان من عجل
"أنسان عجلت سے پيدا كيا گيا ہے" كى تعبير اس بات سے كنايہ ہے كہ جلد بازى انسان كى فطرت ميں ہے ورنہ انسان تو نطفے اور ... سے پيدا ہوا ہے نہ جلد بازى سے_
2_ آدمى ، قدرتى انسانى تمايلات سے بھى متأثر ہے اور صرف بيرونى حالات سے متاثر نہيں ہے_
خلق الإنسان من عجل
چونكہ انسان كى خلقت كو جلدبازى كے خمير سے قرار ديا گيا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے كہ انسان صرف بيرونى حالات اور ماحول (معاشرہ، تربيت اور ...) سے ہى متاثر نہيں ہوتا بلكہ انسانى غريز ے بھى اس ميں مؤثر ہيں_
3_ خداتعالى كى رحمانيت كا انكار جلدبازى كا فيصلہ ہے اور يہ عاقلانہ سوچ نہيں ہے_
ہم بذكر الرحمن ہم كفرون خلق الانسان من عجل
مذكورہ مطلب اس آيت كے سابقہ آيت كے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے اس طرح كہ مشركين خداتعالى كى رحمانيت كا انكار كرتے تھے اور خداتعالى انسان كى فطرت اور جلدبازى سے نہى كو بيان كر كے اس نكتے كو ذكر كرنا چاہتا ہے كہ خداتعالى كى رحمانيت كا انكار جلدبازى كا فيصلہ ہے اور ضرورى ہے كہ آيات الہى كا مطالعہ كر كے عميق علمى فكر اپنائي جائے_
4_ كفار مكہ شكست اور دنيوى عذاب كى دہليز پر تھے_
سأوريكم ء اى تي
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ آيات سے مراد كفار مكہ كى شكست اور ان كا دنيوى عذاب ہو_ قابل ذكر ہے كہ ان آيات كا مكى ہونا اس مطلب كى تائيد كرتا ہے_

5_ كفار مكہ كو قريب الوقوع عذاب اور نابودى كى دھمكى دى گئي تھي_
سأوريكم ء اى تى فلاتستعجلون
بعد والى آيات (... بل تأتيہم بغتة ...) كے قرينے سے "آياتي" سے مراد عذاب اور ہلاكت ہے_
6_ دين دشمن كافروں كى نابودى اور مسلمانوں كى كاميابى قاعدے اور قانون كے مطابق ہے اور اس كا مناسب وقت ہے_
خلق الانسان من عجل سأوريكم ء اى تى فلاتستعجلون
مذكورہ مطلب اس آيت كے سابقہ آيت كے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے اس طرح كہ مؤمنين، پيغمبراكرم(ص) كے ساتھ مشركين كى گستاخانہ روش كو ديكھ كر بے صبرى كے ساتھ خداتعالى كے دشمنوں كى ہلاكت اور مسلمانوں كى كاميابى والے وعدے كے عملى ہونے كے منتظر تھے اور خداتعالى نے انہيں صبر كرنے اور جلد بازى نہ كرنے كى دعوت دى ہے قابل ذكر ہے كہ مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ جملہ "سأوريكم ... فلاتستعجلون" كےمخاطب مسلمان ہوں_
7_ كفار اور دين دشمنوں كى ہلاكت و شكست اور مؤمنين كى كاميابى آيات الہى ميں سے ہے_
سأوريكم ء اى تي
مذكورہ مطلب اس چيز سے حاصل ہوتا ہے كہ كفار كى ہلاكت اور مسلمانوں كى كاميابى كو "آيات" سے تعبير كيا گيا ہے_
8_ صدر اسلام كے مؤمنين، كافروں پر جلدى غالب آنے اور كامياب ہونے كے منتظر تھے_
سأوريكم ء اى تى فلاتستعجلون
مذكورہ مطلب اس بنياد پر ہے كہ "آيات" سے مقصود كافروں كى دنياوى ہلاكت اور دنياوى عذاب ہو اور "سأوريكم ... فلا تستعجلون" كے مخاطب مسلمان ہوں_
9_ مناسب وقت سے پہلے اور جلدبازى كا كام اگرچہ كام اچھابى ہو ايك ناپسنديدہ اور قابل مذمت امر ہے_
خلق إلانسان من عجل ... فلاتستعجلون

10_انسانی غریزوں اور طبائع کو کنٹرول کرنا ممکن ہے _
خلق الإنسان من عجل ...فلا تستعجلون
خداتعالی نے جلدبازی سے نہی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلدبازی پر قابو پانے کی قدرت انسان میں موجود ہے_

آیات خدا:7
انسان:
اس کا متأثر ہونا2; اسکی صفات 1، 2; اسکی جلدبازی 1
خداتعالی :
اسکی رحمانیت کو جھٹلانے کا غیر منطقی ہونا3; اسکے عذابوں کا قاعدے اور قانون کے مطابق ہونا 6
دین:
دین دشمنوں کی شکست 7; دین دشمنوں کی ہلاکت 6، 7

جلدبازي:
اسکی مذمت 9
عمل:
عمل خیر میں جلدبازی کرنا 9
غرائز:
ان کو کنٹرول کرنا 10
کفار:
ان کی شکست7; انکی ہلاکت 6، 7
کفار مکہ:
انکی شکست 4; انکا دنیوی عذاب 4; انکا عذاب5; انکو تنبیہ5; انکی ہلاکت 5
مؤمنین:
صدر اسلام کے مؤمنین کی توقعات 8; انکی کامیابی 7
مسلمان:
انکی کامیابی 6; انکی کامیابی میں جلدی 8

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (٣٨)
اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچّے ہو تو اس وعدہ قیامت کا وقت آخر کب آئے گا (38)

1_ کفار کی شکست و ہلاکت اور مؤمنین کی کامیابی ،وعدہ الہی _
سأوريكم ء ای تي ... و يقولون متى ہذا الوعد
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "وعد" سے مراد مؤمنین کی کامیابی اور مشرکین کی شکست ہو_
2_ قیامت کا برپا ہونا اور دین دشمن کافروں کی سزا، وعدہ الہی ہے _
و يقولون متى ہذا الوعد
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "الوعد" کا "ال" عہد حضوری کا اور اس سے مقصود قیامت کا برپا ہونا اور کافروں کا عذاب ہو کہ جس کا تمام انبیا(ع) ء مسلسل اپنی امتوں کو وعدہ دیتے رہے اور یہ وعدہ امتوں کی یادداشت میں باقی تہا_
3_ کفار مکہ، قیامت اور اخروی عذاب کے منکر تھے_
و يقولون متى ہذا الوعد إن كنتم صدقين
4_ مکہ کے دین دشمن کفار، خداتعالی کے وعدوناور دھمکیوں (عذاب، اخروی سزا و غیرہ) کا مذاق اڑاتے اور انکا تمسخر کرتے_

و يقولون متى ہذا الوعد
جملہ استفہامیہ "و يقولون متى ہذا الوعد" تہکم اور استہزا کیلئے ہے_

379
5_ مکہ کے دین دشمن کفار، خداتعالی کے وعدوں کے سلسلے میں پیغمبر اسلام(ص) اور مؤمنین کو جھوٹا سمجھتے تھے_
و يقولون متى ہذا الوعد إن كنتم صدقين
6_ انسان کی عجولانہ خصلت کفار مکہ کی طرف سے خداتعالی کے وعدوں (عذاب، قیامت برپا کرنا وغیرہ) کے عملی ہونے کی درخواست کا سبب بني_
خلق الإنسان من عجل ...و يقولون متى ہذا الوعد إن كنتم صدقين
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "يقولون متى ..." کا جملہ "سأوريكم ..." پر عطف ہو اور یہ دو جملے "خلق الانسان من عجل" کہ جو انسانوں کی عمومی خصلت کو بیان کررہا ہے کے ساتھ مربوط ہو_

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) پر جھوٹ کی تہمت 5
انسان:
اسکی جلدبازی کے اثرات 6; اسکی صفات 6
خداتعالی :
اس کے عذاب کا مذاق اڑانا 4; اسکے متنبہ کرنے کا مذاق اڑانا4; اسکے وعدے 1، 2; اسکی دھمکیاں 1، 2
دین:
دین دشمنوں کی سزا کا وعدہ 2
عذاب:
اس میں جلدی کرنے کی درخواست کا پیش خیمہ 6; اخروی عذاب کو جھٹلانے والے 3
قیامت:
اس میں جلدی کرنے کی درخواست کا پیش خیمہ 6; اسے جھٹلانے والے 3; اس کا وعدہ 2
کفار:
انکی سوچ 3
کفار مکہ:
انکا مذاق اڑانا4; انکی تہمتیں 5; انکی جلدبازی کا پیش خیمہ 6; انکی شکست کا وعدہ 1; انکی ہلاکت کا وعدہ 1
سزا:
اخروی سزا کا مذاق اڑانا 4
مؤمنین:
ان پر جھوٹے ہونے کی تہمت 5; انکی کامیابی کا وعدہ 1

383--------------------------------------380
لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (٣٩)
بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ (٤٠)

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُون (٤١)
اور پیغمبر آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے جس کے بعد ان کفار کو اس عذاب نے گھیرلیا جس کا یہ مذاق اڑا رہے تھے (41)

1_ بشر، پیغمبر خاتم(ص) سے پہلے صاحبان رسالت انبیا(ع) کے وجود سے بہرہ مند تھا_
و لقد استہزي برسل من قبلك
2_ طول تاريخ ميں حق دشمن عناصر کا انبياء الہی کے ساتھ تمسخر آميز سلوك _
و لقد استہزي برسل من قبلك
3_ کفار طول تاريخ ميں انبيا(ع) ء الہی کے ساتھ غير منطقی سلوك کرنے ميں ايك جيسے رہے ہيں_
و لقد استہزي برسل من قبلك
تمسخر آميز سلوك، موقف اپنانے ميں دليل و منطق کے نہ ہونے کو بيان کر رہا ہے اور چونکہ گذشتہ انبيا(ع) ء اور پيغمبر اکرم(ص) اسلام کفار کے مذاق کا نشانہ بن چکے ہيں _ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا سلوك ايك جيسا تھا اور وہ ايك جيسا موقف رکھتے تھے_
4_ کفار کے مذاق کے مقابلے ميں خداتعالى کا پيغمبراکرم(ص) کو تسلی دينا _
و لقد استہزي برسل من قبلك
خداتعالى نے گذشتہ آيات ميں کافروں کے پيغمبراکرم(ص) کے ساتھ مذاق کرنے کے موضوع کا تذکرہ کيا اور اس آيت ميں گذشتہ انبيا(ع) ء کے تمسخر کی ياد دہانی کرائي ہے_يہ ياد دہانی ممکن ہے آنحضرت(ص) کی تسلی کی غرض سے ہو_
5_ انبيا(ع) ء بھی انسانی خصوصيات (دلی رنج و الم اور دلجوئي و تسلی کی ضرورت) کے حامل ہوتے ہيں_
و لقد استہزي برسل من قبلك
کفار کے تمسخر کے مقابلے ميں خداتعالى کا پيغمبر اکرم(ص) کی دلجوئي کرنا اس حقيقت کا غماز ہے کہ پيغمبر اکرم بھی ديگر انسانوں کی طرح دشمنوں کے حملوں سے متأثر ہوتے ہيں اور انہيں بھی دلی تسلی کی ضرورت ہوتی ہے_

385

6_ طول تاريخ ميں رہبران الہی کی کوشش اور رنج و الم کی طرف توجہ، دين کے راستے ميں کوشش کرنے والوں کی تسلی کا سبب ہے_
و لقد استہزي برسل من قبلك
7_ راہ الہی ميں حرکت، شديد نفسياتی اور روحی مشکلات اور سختيوں کو ہمراہ لاتی ہے_
و لقد استہزي برسل من قبلك
اس سے کہ خداتعالى نے گذشتہ انبيا(ع) ء کی مشکلات اور رنج و الم کی يادآوری کرائي ہے معلوم ہوتا ہے کہ راہ حق کو طے کرنا مشکلات کے ہمراہ ہوتا ہے_
8_ انبيا(ع) ء کا مذاق اڑانے والے اس عذاب ميں مبتلا ہوئے کہ جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے _
فحاق بالذين سخروا منہم ما کانوا بہ يستہزئون
"ما کانوا بہ يستہزء ون" سے مراد مہلك عذاب ہے کيونکہ طول تاريخ ميں کفار جس کا مذاق اڑاتے تھے اور وہی ان پر نازل ہوا وہ مہلك عذاب تھا_
9_ حق کے مقابلے ميں ہٹ دہرمی اور انبيا(ع) ء و رہبران الہی کا مسلسل مذاق اڑانا عذاب خداوندی ميں مبتلا ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے_
و لقد استہزی برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منہم ما کانوا بہ يستہزء ون

10_ انسانوں کیلئے خداتعالی کی طرف سے عذاب اور سزا،خودان کے اپنے عمل کا رد عمل اور نتیجہ ہے_
ولقد استہزي ... فحاق بالذين سخروا منہم ما كانوا بہ يستہزء ون
11_ پیغمبر اکرم(ص) کا مذاق اڑانے والوں کو عذاب الہی کی دھمکي
و لقد استہزي برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منہم ما كانوا بہ يستہزء ون
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ گذشتہ آیات میں کافروں کے پیغمبر اکرم(ص) کا مذاق اڑانے کا تذکرہ تھا_ انبیا(ع) ء کا مسخرہ کرنے والوں کے عذاب میں مبتلا ہونے کی یاد دہانی سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ انجام پیغمبر اکرم(ص) کا مذاق اڑانے والوں کا بھی ہے_

انبیاء(ع) :
ان کا مذاق اڑانے کے اثرات 9; انکا مذاق اڑانے والے 2; آنحضرت(ص) سے پہلے کے انبیا(ع) ء 1; انکا بشر ہونا 5; انکی تاریخ 1، 2; انکو تسلی 5; انکا مذاق اڑانے والوں کا عذاب8; انکی معنوی ضروریات 5
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کا مذاق اڑانا 4; آپ(ص) کا مذاق اڑانے والوں کو دھمکی 11; آپ(ص) کو تسلی 4; آپ کا مذاق اڑانے والوں کا عذاب 11
حق:
حق پرستی کے اثرات7; حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات 9
ذکر:

دینی رہنماؤں کے رنج و غم کا ذکر 6
دینی راہنما:
ان کا مذاق اڑانے کے اثرات 9; انکی تسلی کے عوامل 6
عذاب:
اہل عذاب 8; اس کا پیش خیمہ 9; اسکے عوامل 10
عمل:
اسکے اثرات 10
کفار:
انکا مذاق اڑانا 4; انکا غیر منطقی ہونا3; ان کے پیش آنے کی روش 3; یہ اور انبیاء 3; انکی ہم آہنگی 3
سزا:
اسکے عوامل 10
مشکلات:
نفسیاتی مشکلات کا پیش خیمہ 7
نعمت:
انبیاء کی نعمت 1

قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ (٤٢)
آپ ان سے کہہ دیجئے کہ انھیں رات یا دن میں رحمان کے عذاب سے بچانے کے لئے کون پہرہ دے سکتا ہے مگر یہ ہیں کہ رحمان کی یاد سے مسلسل منھ موڑے ہوئے ہیں (42)

1_ کفار کو شب و روز کے ہر لحظے میں عذاب الہی کا خطرہ_
قل من يكلؤكم ... من الرحمن
مذکورہ بالا مطلب اس بناپر ہے کہ "من الرحمان" سے مراد "من بأس الرحمان و عذابہ" ہو گذشتہ آیت کہ جو عذاب الہی کے

بارے میں ہے اسی نکتے کی تائید کرتی ہے_
2_ ارادہ الہی کے مقابلے میں تمام موجودات کی ناتوانی اور عاجز ہونا_
قل من یکلؤکم ... من الرحمن
3_ انسان کو زندگی کے تمام لمحوں میں خداتعالی کی حمایت اور حفاظت کی ضرورت ہے_
قل من یکلؤکم بالیّل و النہار من الرحمن

387
"یکلائ" کے مادے "کلاء ة" کا معنی ہے شے کی حفاظت کرنا اور" من الرحمان "میں "من" بدلیہ ہے یعنی خدائے رحمن کی بجائے_
4_ کافروں کی اپنے پروردگار سے روگردانی اس کی مسلسل رحمت سے بہرہ مند ہونے کے با وجود
قل من یکلؤکم ... من الرحمن بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
آیت کریمہ میں "بل" اضراب انتقالی کیلئے ہے یعنی خداتعالی نے بشر کی خدائے رحمان کی طرف نیازمندی کو بیان کرنے اور اسکے عذاب کے تذکرے کے بعد کافروں کے کفر کی اصلی علت (یاد پروردگار سے روگردانی اور ربوبیت الہی کی طرف توجہ نہ کرنا) کو بیان کیا ہے_
5_ کفار کا کلام الہی کے سننے اور مفاہیم و معارف قرآنی کے درك کرنا سے روگردانی کرنا ان کے خداتعالی کی وسیع رحمت کی طرف توجہ نہ کرنے اور پیغمبراکرم(ص) کی نصیحتوں سے متاثر نہ ہونے کی دلیل ہے_
قل من یکلؤکم ... من الرحمن بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ذکر" سے مراد قرآن ہو کیونکہ قرآن کا ایك نام اور صفت "ذکر" ہے_
6_ سب انسانوں حتی کہ پروردگار سے روگردانی کرنے والوں کو بھی رحمت الہی شامل ہے _
قل من یکلؤکم ...بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
7_ انسان کیلئے اپنے پروردگار اور تربیت کرنے والے کو یاد کرنا ضروری ہے_
بل ہم عن ذکر ربہم معرضون
پروردگار کی یاد سے روگردانی کرنے کی وجہ سے کفار کو ڈانٹ ڈپٹ، اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ عقل کے حکم کے مطابق انسان کیلئے ضروری ہے کہ اپنے پروردگار اور تربیت کرنے والے سے غفلت نہ کرے_

انسان:
اسکی معنوی ضروریات 3
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کی نصیحت 5
خداتعالی :
اسکی رحمت کا تسلسل 4; اسکے ارادے کی حکمراني2; اسکی رحمت عامہ 6
ذکر :
ذکر خدا کی اہمیت 7; ربوبیت خدا کا ذکر 7; تربیت کرنے و الے کا ذکر 7
رحمت:
یہ جنکے شامل حال ہے 4
قرآن کریم:
اس سے اعراض کرنے والے 5
کفار:
انکا اعراض 4; ان پر نصیحت کا اثر نہ کرنا 5; انکا حق کو قبول نہ کرنا 5; ان کو عذاب کا خطرہ 1; ان پر رحمت 4
خداتعالی سے اعراض کرنے والے 4:
ان پر رحمت 6

388
موجودات:
انکے عاجز ہونا 2
ضروریات:
خداتعالی کی حمایت کی ضرورت 3

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ (٤٣)
کیاان کے پاس ایسے خدا موجود ہیں جو ہمارے بغیر انھیں بچاسکیں گے یہ بیچارے تو خود اپنی بھی مدد نہیں کرسکتے ہیں اور نہ انھیں خود بھی عذاب سے پناہ دی جائے گی (43)

1_ جھوٹے خدا اور معبود، مشرکین کو عذاب الہی سے بچانے کیلئے توان نہیں رکھتے _
ا م لہم ء الہة تمنعہم من دونن
آیت کریمہ میں "أم" منقطعہ کی قسم سے اور "بل" کی طرح استفہام انکاری کے معنی پر مشتمل ہے اور (إلہ کی جمع) ألہة کا معنی معبود ہے_
2_ مشرکین کے جھوٹے معبود اور خدا ،اور خداتعالی کے علاوہ ہر طاقت اپنی حمایت اور حفاظت سے بھی ناتوان ہے_
لایستطیعون نصر أنفسہم
جملہ "لا یستطیعون ..." ،"تمنعہم" کے فاعل کیلئے حال ہے کہ جو خدا اور معبود ہیں_
3_ مشرکین کے معبود خود اپنی مدد کرنے سے ناتوان اور خداتعالی کی مدد سے محروم ہیں_
لا یستطیعون نصر أنفسہم و لا ہم منا یصحبون
"یصحبون" (صحب کے مادہ سے) "عاشَر" کے معنی میں ہے اور اس معنی کا لازمہ نصرت اور تائید ہے کیونکہ ایك ہم نشین اپنے دوسرے ہم نشینوں کی حمایت کرتا ہے_
4_ احتیاج اور نیازمندی مقام الوہیت کے ساتھ سازگار نہیںہے_
لایستطیعون نصر أنفسہم
خداتعالی نے "آلہة" کی خود اپنی حفاظت میں ناتوانی اور ان کے دیگر محافظوں کی طرف محتاج

389
ہونے کو ان کے الوہیت کے لائق نہ ہونے کی دلیل شمار کیا ہے_ اس حقیقت کی یاد دہانی ممکن ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو_
5_ کفار کا عذاب الہی کے مقابلے میں ہر طرف سے بے پناہ ہونا اور ان کی ہلاکت کا حتمی ہونا _
ا م لہم آلہة تمنعہم من دوننا ... و لاہم منا یصحبون
6_ کافروں کا یہ عقیدہ کہ ان کے جھوٹے خدا، خداتعالی کے نزدیك معزز اور معتبر ہیں کھوکھلا اور بے بنیاد ہے_
لایستطیعون نصر أنفسہم و لا ہم منا یصحبون
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیت کریمہ کے مخاطبین مشرکین ہیں اور وہ اپنے معبود اور خداؤں کو اپنا شفیع سمجھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کا مقصد ایسے خیال کے بطلان کو بیان کرتا ہے_

الوہیت:
اسکے شرائط 4
عذاب:
اہل عذاب5; اہل عذاب کا بے یار و مددگار ہونا 1
عقیدہ:
باطل عقیدہ 6
کفار:

ان کا بے پناہ ہونا 5; ان کے عذاب کا حتمی ہونا 5; انکا عقیدہ 6
مشرکین:
ان کی امداد 3; انکا بے یار و مددگار ہونا1،2
باطل معبود6
ان کی امداد3; انکا بے یار و مددگار ہونا3; انکا عاجز ہونا1، 2، 3
سچے معبود:
ان کی نیازمندي4

بَلْ مَتَّعْنَا هَؤُلَاء وَآبَاءهُمْ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ (٤٤)
بلکہ ہم نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو تھوڑی سی لذّت دنیا دیدی ہے یہاں تك کہ ان کا زمانہ طویل ہوگیا تو کیا یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم برابر زمین کی طرف آتے جارہے ہیں اور اس کو چاروں طرف سے کم کرتے جارہے ہیں کیا اس کے بعد بھی یہ ہم پر غالب آجانے والے ہیں (44)

1_ مشرك معاشروں کے نعمات الہی سے بہرہ مند ہونے کے ساتھ ان کی لمبی عمر،ان کی معبودوں کے ساتھ دل

بستگی اور ان کے کارساز ہونے کی خیال کے سبب بني_
بل ہم عن ذکر ربہم معرضون ... بل متعنا ہولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر
جملہ "بل متعنا ..." میں "بل" سابقہ موضوع (أم لہم آلہة تمنعہم من دوننا) سے اضراب کیلئے ہے یعنی یہ خیال کہ یہ معبود ان کی حمایت کریں گے ان کی مہلت اور لمبی عمر کے ساتھ ساتھ نعمتوں سے مال زندگی کی وجہ سے ہے_
2_ دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مندی اور اس کے ساتھ ساتھ لمبی عمر، اہل مکہ اور ان کے آبا ؤ اجداد کی غفلت اور تکبر کا سبب تھي_
بل ہم عن ذکر ربہم معرضون ... بل متعنا ہولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ہولائ" مخاطبین (مکہ کے لوگ) کے اذہان میں موجود لوگوں کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ مکہ میں نازل ہونے والی بہت سی آیات کا مشار الیہ اس سرزمین کے لوگ ہیں_
3_ معبودوں اور خداؤں کا عمر کی مقدار اور انسان کی مادی بہرہ مندی میں دخل رکھنا مشرکین کا باطل خیال_
ا م لہم ألہة تمنعہم ... بل متعنا ہولائ و أبائہم حتی طال علیہم العمر
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل ..." "أم لہم آلہة ..." سے اضراب ہو اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ مشرکین اپنے خداؤں کیلئے ایسی قدرت کا اعتقاد رکھتے تھے _
4_ کفر و شرك والی فکر سرزمین مکہ میں عرصہ دراز سے موجود تھي_
عن ذکر ربہم معرضون_ ا م لہم ألہة ... بل متعنا ہولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ خداتعالی نے اہل مکہ کے آباؤ اجداد کو خدا سے اعراض کرنے والے اور دنیاوی نعمتوں اور لمبی عمر سے بہرہ مند شمار کیا ہے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
5_ خداتعالی نے بعض گذشتہ اقوام اور ملتوں کو دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں لمبی عمر بھی عطا کي_
بل متعنا ہولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر
6_ معاشروں اور تمدنوں کا لمبی عمر اور دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا انکی حقانیت اور کامیابی کی دلیل نہیں ہے_
بل متعنا ہولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر ... أفہم الغالبون
7_ سرزمین مکہ عرصہ دراز سے دنیاوی نعمتوں سے مالامال اور ہلاکت خیز حوادث اور عذاب الہی سے محفوظ تھي_
بل متعنا ہولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر
یہ چیز کہ خداتعالی نے اہل مکہ اور ان کے آباؤ اجداد کو لمبی مدت تك دنیاوی منافع سے بہرہ مند کیا سرزمین مکہ کے عرصہ دراز سے ہلاکت خیز حوادث سے محفوظ رہنے کو بیان کرتی ہے_

8_ انسان کا نعمتوں اور اپنی عمر کی مقدار سے مستفید ہونا خداتعالی کے اختیار میں اور اسکے ارادے کے تابع ہے_
بل متعنا ہولائ ... أنا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہا أفہم الغالبون
9_ اہل زمین کی آبادی کو کم کرنا اور ملتوں اور اقوام کی موت سنت الہی اور ایك دائمی امر ہے_
أفلایرون أنّا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہ
"ننقصہا" میں "نقص" سے مراد اہل زمین کو کم کرنا ہے نہ خود زمین کو کم کرنا اور اس کا فرسودہ ہونا اگر چہ بعض مفسرین نے یہ احتمال ذکر کیا ہے قابل ذکر ہے کہ "نأتي" اور "ننقصہا" کا صیغہ مضارع کی صورت میں آنا ان دو فعلوں کے محتوا کے استمرار پر دلالت کرتا ہے_
10_ امتوں اور تہذیبوں کی تاریخ سے آگاہ ہونا اور اس سے سبق سیکھنا ایسی چیزیں ہیں جو پسندیدہ اور خداتعالی کی طرف سے مورد تشویق ہیں_
أفلایرون أنّا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہ
مادہ "رؤیت" جب دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو "علم" کے معنی میں ہوتا ہے (لسان العرب) اور اس آیت میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ جملہ "أنا نأتي ..." مصدر کی تأویل میں ہوکر دو مفعولوں کے قائم مقام ہے_
11_ انسانونکی موت اور معاشروں اور تہذیبوں کا ختم ہونا انسان کیلئے عبرت کا سامان ہے _
أفلایرون أنّا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہ
12_ انسانی معاشروں اور تہذیبون کے زوال کا تدریجی ہونا_
أنا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہ
کلمہ "نقص" یعنی کم کرنا اور فعل مضارع "نأتي" اور "ننقصہا" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو استمرار کا فائدہ دیتے ہیں_ مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے_
13_ کفار کا انسانوں کی قوت اور معاشروں اور تہذیبوں کے زوال کے مشاہدہ سے عبرت حاصل نہ کرنا_
أفلا یرون أنا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہ
14_ خداتعالی کی طرف سے کافر و مشرك معاشروں کی نابودي، اسلام کی کامیابی اور اسلامی سرزمین کے حدود کے وسیع ہونے کی خوشخبری _
أفلا یرون أنّا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہ
بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ آیات کفار اور منکرین قرآن کے بارے میں ہیں_ زمین اور اہل زمین کو کم کرنے سے مقصود کفار کی تعداد کو کم کرنا اور مسلمانوں کی تعداد کو بڑھانا ہے "أفلا یرون" کی ضمیر غائب اور "أفہم الغالبون" میں ہمزہ استفہام انکاری اس مطلب کا مؤید ہوسکتا ہے_
15_ ارادہ خدا کے مقابلے میں کفار اور ان کے خداؤں کا کمزور اور ناتوان ہونا _

أفہم الغالبون
"أفہم" میں ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہے_
16_ عالم ہستی میں خداتعالی بے مثال قادر اور مطلق حاکم ہے_
بل متعنا ہولائ ... أنا نأتی الأرض ننقصہا من أطرافہا أفہم الغالبون
17_ انسانوں کو موت دینا اور معاشروں اور تہذیبوں کو نابود کرنا خداتعالی کی بے مثال اور ناقابل شکست قدرت کی دلیل ہے_
أنّا ناتی الأرض ننقصہا من أطرافہاأفہم الغالبون
خداتعالی کے ذریعے انسان کی موت کے مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد قدرت الہی کے مقابلے میں کفار کی کامیابی او رغلبے کی نفی کرنا اور اس پر سوالیہ نشان لگانا (أفہم الغالبون) ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہے_

انسان:

مکہ:
اس کا امن 7; اسکی تاریخ 4، 7; اہل مکہ کی لمبی عمر 2; اہل مکہ کے تکبر کے عوامل 2; اہل مکہ کی غفلت کے عوامل 2; اسکی فضیلت 7; اہل مکہ کی دنیاوی نعمتیں2
نعمت:
اس کا سرچشمہ 8

قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاء إِذَا مَا يُنذَرُونَ (٤٥)
آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں کووحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور بہرہ کو جب بھی ڈرایا جاتا ہے وہ آوازہ کو سنتا ہی نہیں ہے (45)

1_ پیغمبر اکرم(ص) لوگوں کیلئے اپنے اصلی فریضے اور رسالت کے دائرہ کار کو بیان کرنے پر مأمور _
قل إنما أنذركم بالوحي
2_ لوگونکو وحی کے سائے میں انداز کرنا، پیغمبر اسلام(ص) کا اصلی فریضہ و رسالت _
قل إنما أنذركم بالوحی
3_ پیغمبر اکرم(ص) کا انذاز صرف و حی الہی کی بنیاد پر تھا نہ ذاتی اور نفسانی خواہشات و نظریات کے مطابق_
قل أنما انذركم بالوحي
4_ وحي، دینی معرفت اور تعلیمات الہی کی شناخت ك

اصلی منبع ہے_
قل إنما أنذركم بالوحي
مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ پیغمبر اکرم(ص) لوگوں کو صرف وحی کی بنیاد پر انذار کرنے پر مأمور تھے_
5_ لوگوں کو انذاز کرنے اور تبلیغ دین کے سلسلے میں وحی الہی پر بھروسہ کرنا ضروری ہے_
قل إنما أنذركم بالوحي
6_ دین کے اہداف کو آگے بڑھانے میں انذار کی اہمیت اور اس کا اعلی کردار_
إنما أنذركم بالوحي
7_ انسان، دین الہی کے اس کو تھامے بغیر سقوط اور ناقابل علاج آفتوں میں مبتلا ہونے کے خطرے سے دوچار ہے_
قل إنما أنذركم بالوحي
وحی کا انذاز اور اس کا خطرے سے آگاہ کرنا انسان کے راستے میں بہت سے خطرات اور آفتوں کے وجود کو بیان کر رہا ہے اگر انسان ان خطرات و آفات کو صحیح طریقے سے پہچانتا ہوتا اور ان کا حل نکال لیتا تو خداتعالی کی طرف سے انذار اور خطرے سے آگاہ کرنے کا آنا لغو اور فضول ہوتا لہذا انذار الہی اس چیز کو بیان کررہا ہے کہ دین کے بغیر انسان مہلك خطرات اور آفتوں سے دوچار ہوجائیگا_
8_ بعض لوگوں میں پیغمبراکرم(ص) کے انذار کا اثر نہ کرنا ان کی بات نہ سننے وجہ سے تھا نہ وحی کے استدلال اور پیغمبر اکرم(ص) کے بیان میں نقص کی وجہ سے_
قل إنما أنذركم بالوحی و لا يسمع الصم الدعاء إذا ما ينذرون
9_ بعض لوگ بہروں کی طرح ہرگز حق کی بات کو نہیں سنتے اور اسکی طرف توجہ نہیں کرتے_
لايسمع الصم الدعاء اذا ما ينذرون

آنحضرت-(ص) :
آپکی رسالت کی حدود کا بیان کرنا 1; آپ(ص) کے انذار کے اثر نہ کرنے کے عوامل 8; آپ(ص) کی ذمہ داری 1، 2; آپ(ص) کے انذار کا سرچشمہ3

انسان:
اسے انذار کرنا 2
تبليغ:
اس میں انذار5; اس میں انذار کی اہمیت 6; اسکی روش 5، 6
حق:
اسے قبول نہ کرنے کے اثرات 8; اسے قبول نہ کرنے والے 9
خطره:
اس کا پیش خیمہ 7
دين:
دین شناسی کے منابع 4 اس کا کردار 7
شناخت:
اسکے منابع4
معاشرتی گروه :9

وحي:
اس کا کردار 2، 3، 4، 5، 8
ہلاکت:
اس کا پیش خیمہ 7

وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (٤٦)
حالانکہ انھیں عذاب الہی کی ہوا بھی چھو جائے تو کہہ اٹھیں گے کہ افسوس ہم واقعی ظالم تھے (46)

1_ خداتعالی کی طرف سے معمولی سے عذاب کو محسوس کرنے کے وقت، کافروں کی اپنے ظلم و ستم سے ندامت اور حسرت_
ولئن مسّتہم نفحة من عذاب ربك ليقولنّ ى ويلنا إنّا كنّا ظلمين
لغت میں "نفحة" کا معنی ہے ہوا کا چلنا یا اس کا ایك جھونکا_ یہ عام طور پر امور خیر میں استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات امور شر میں بھی استعمال ہوتا ہے_ مفسرین کی نظر کے مطابق آیت کریمہ میں یہ کلمہ تین وجوہات کی بناپر تقلیل پر دلالت کررہا ہے 1_ مادہ "نفخة" تقلیل پر دلالت کرتا ہے 2; یہ "مرّة" کے وزن پر ہے3_ یہ نکرہ کی صورت میں آیا ہے_ قابل ذکر ہے کہ لفظ "ویل" وہ شخص بولتا ہے جو ہلاکت اور بدبختی میں مبتلا ہو اور افسوس و حسرت کی بناپر اس لفظ کو ادا کرتا ہے _
2_ معمولی سے عذاب الہی میں گرفتار ہونے کے بعد کفار کا اپنے ظلم و ستم کا اعتراف و اقرار _
ولئن مسّتہم نفحة من عذاب ربك ليقولنّ ى ويلنا إنّا كنّا ظلمين
3_ مشکلات اور سختیاں انسان کے متنبہ ہونے اور اسکے حق کا اعتراف کرنے کا سبب ہیں_
ولئن مسّتہم نفحة من عذاب ربك ليقولنّ ى ويلنا إنّا كنّا ظلمين

4_ عذاب الہی بہت سخت ہے اور اسکے مقابلے میں انسان بہت ناتوان ہے
ولئن مسّتہم نفخة من عذاب ربك ليقولن ی ويلن
ہٹ دھرم کفار کا معمولی سے عذاب الہی کو محسوس کرنے کے ساتھ ہی حق کا اعتراف کر لینا عذاب الہی کی شدت اور اسکے مقابلے میں انسان کی ناتوانی کو بیان کررہا ہے_
5_ کفار کا عذاب ، ربوبیت الہی کی ایك شان ہے

ولئن مسّتہم نفحة من عذاب ربك
6_ کفر، شرك اور انبیا(ع) ء کا مذاق اڑانا آشکارا ظلم و ستم ہے_
ی ويلنا إنّا كنّا ظلمين
تمسخر اڑانے والے مشرکین و کفار کااپنے ستمگر ہونے کا اعتراف کرنا کفر و شرك اور انبیا(ع) ء کے تمسخر کے ظلم ہونے پر دلالت کرتا ہے_
7_ لیچڑ قسم کے انسان اور کفار خداتعالی کی قدرت اور عذاب سے اثر لیتے ہیں نہ منطق و استدلال سے_
ولئن مسّتہم نفحة من عذاب ربك ليقولنّ ی ويلنا انّا كنّا ظلمين

اقرار:
ظلم کا اقرار2: حق کے اقرار کے عوامل 3
انبیاء(ع) :
ان کے مذاق اڑانے کا ظلم ہونا 6
انسان:
اسکی صفات 7; اس کا عاجز ہونا 4
خداتعالی :
اسکے عذاب کے اثرات 7; اسکی ربوبیت 5; اسکے عذاب کی شدت 4
سختي:
اسکے اثرات 3
شرك:
اس کا ظلم ہونا 6
ظلم:
اس سے پشیمانی 1; اسکے موارد 6
عذاب:
اسکے درجے 4
کفار:
انکا اقرار 2; انکی پشیمانی 1; انکی حسرت 1; انکی صفات7; انکا عذاب 5; انکے متنبہ ہونے کے عوامل 7; یہ عذاب کے وقت 1، 2
کفر:
اس کا ظلم 6
متنبہ ہونا:
اسکے عوامل 3

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئاً وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (٤٧)

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور کسی نفس پر ادنی ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کا عمل رائي کے دانہ کے برابر بھی ہے تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم سب کا حساب کرنے کے لئے کافی ہیں (47)

1_ روز قیامت ،انسانوں کا حساب و کتاب عدل و انصاف کے میزان پر ہوگا_
و نضع الموازین القسط لیوم القی مة
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "لیوم القیامة" میں "لام" ظرفیت کیلئے اور "في" یا "عند" کے معنی میں ہو_
2_ بندوں کے اعمال کا قسط و عدل کی بنیاد پر حساب و کتاب کرنا قیامت کے برپا ہونے کا ایك فلسفہ _
و نضع الموازین القسط لیوم القی مة
مذکورہ مطلب اس بناپر ہے کہ "لیوم القیامة" کا لام تعلیل کیلئے ہو اس بنیاد پر آیت کریمہ کا پیغام یہ ہوگا کہ قیامت کے برپا ہونے کی خاطر ہم قسط و عدل کے ترازو رکھیں گے_
3_ روز قیامت اعمال کے تولنے کے آلات (میزان) متعدد ہیں_
و نضع الموازین القسط
موازین (میزان کی جمع) یعنی ترازو اور اس کا جمع آنا تعدد کی دلیل ہے اگر چہ مفسرین کے درمیان عدل کے ترازوں کے متعدد ہونے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ہے _
4_ خداتعالی کا دقیق اور عادلانہ حساب و کتاب انسان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال کو شامل ہوگا_
و نضع الموازین القسط لیوم القی مة ... من

خردل
"حبّة" کا معنی ہے گندم، جو یا ان جیسی کسی چیز کا ایك دانہ اور "خردل" کا معنی ہے بہت باریك بیج "مثقال حبة من خردل" ہر دقیق اور چھوٹی چیز کو بیان کرنے کیلئے ضرب المثل ہے اور اس آیت کریمہ میں اس سے مراد انسان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال ہیں_
5_ روز قیامت، خداتعالی کا حساب و کتاب اس طرح ہوگا کہ کسی پر معمولی سا بھی ظلم نہیں ہوگا_
و نضع الموازین ...فلا تظلم نفس شیئ
6_ خداتعالی انسان کے سب چھوٹے بڑے اور ہلکے اور بھاری اعمال سے پوری طرح آگاہ ہے_
و إن کان مثقال حبة من خردل أتینا بہ
سب اعمال حتی کہ ان میں سے سب سے چھوٹے عمل کو بھی لانا خداتعالی کی ان اعمال سے دقیق آگاہی کی دلیل ہے_
7_ روز قیامت انسانوں کے اعمال _حتی کہ ان میں سے سب سے چھوٹا عمل بھي_ حاضر اور ظاہر ہونگے_
و إن کا ن مثقال حبة من خردل أتینا بہ
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "اتینابہا" سے اس کا ظاہری معنی مراد ہو_
8_ دنیا میں انسان کے اعمال دائمی اور زوال و نابودی سے محفوظ ہیں_
أتینابہ
"اعمال کو لانے" کی تعبیر بتاتی ہے کہ انسان کا کردار موجود رہتا ہے اور نابود نہیں ہوتا_
9_ روز قیامت بندوں کے اعمال کے حساب و کتاب کیلئے خداتعالی کافی ہے اور اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے_
و کفی بنا حسبین
10_ انسان کے سب سے چھوٹے اور سب سے ہلکے عمل کا بھی خدا کی طرف سے محاسبہ اور بازپرس ہوگی اور اسکی جزا دی جائیگي_
و إن کا ن مثقال حبة من خردل أتینا بہا و کفی بنا حسبین
11_ "عن ہشام بن سالم قال: سا لت أبا عبدالله (ع) عن قول الله عزوجل: " و نضع الموازین القسط لیوم القیامة فلا تظلم نفس شیئاً" قال: ہم الا نبیاء و الا وصیاء (ع) ; ہشام بن سالم سے منقول کہ ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے خداتعالی کے فرمان "و نضع الموازین القسط لیوم القیامة ..." کے بارے میں پوچھا تو آپ(ع) نے فرمایا موازین قسط انبیا(ع)

ء اوراصیا(ع) ء ہیں (1)

ائمہ (ع) :
ان کا نقش و کردار 11
اسما و صفات:
صفات جلال 5
انبیاء:
....

1) معانی الاخبار ص 31ح 1_ نورالثقلین ج3، ص 430 ح 77_

ان کا نقش و کردار 11
حساب و کتاب:
اسکے آلات کا متعدد ہونا 3; اس میں عدل و انصاف1; اخروی حساب و کتاب میں عدل و انصاف 2، 4، 5; اخروی حساب و کتاب کا معیار11
خداتعالی :
اسکی امداد 9; اسکی بے نیازي9; یہ اور ظلم 5; اسکے حساب و کتاب کا دقیق ہونا 10; اس کا عدلظاہر ہونا 7; اس کا فلسفہ 2; اس مین میزان 1، 11 و انصاف4; اسکے علم کی وسعت 6; اسکے حساب و کتاب کی خصوصیات 4،5،9،10
روایت 11
عمل:
اس کا باقی رہنا8; اس کی پاداش 10; اس کا مجسم ہونا 7; اسکی سزا 10
قیامت:
اس میں میزان کا متعدد ہونا 3; اس میں حقائق ك

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاء وَذِكْراً لِّلْمُتَّقِينَ (٤٨)
اور ہم نے موسی اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی وہ کتاب عطا کی ہے جو ہدایت کی روشنی اور ان صاحبان تقوی کے لئے یاد الہی کا ذریعہ ہے (48)

1_ حضرت موسي(ع) اور ہارون(ع) مشترکہ رسالت اور آسمانی کتاب رکھنے والے دو پیغمبر _
ولقد أیتنا موسی و ہارون الفرقان و ضیاءً و ذکر
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "الفرقان" سے مراد آسمانی کتاب تورات ہو اس بناپر حضرت موسي(ع) کے ہمراہ حضرت ہارون(ع) کو آسمانی کتاب دینا اس چیز کو بیان کرتا ہے کہ حضرت ہارون(ع) بھي
حضرت موسي(ع) کی طرح نبوت اور آسمانی کتاب کے وصول کرنے میں برابر کے شریك تھے_
2_ تورات، حق و باطل کو جدا کرنے والی ہے_
إیتنا موسی و ہارون الفرقان و ضیاءً و ذکر
کلمہ "فرقان" حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہر چیز پر بولا جاتا ہے آسمانی کتاب تورات کی "فرقان" کے ساتھ توصیف مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے_

3_ حضرت موسي(ع) اور ہارون(ع) ، خداتعالی کے لطف و کرم کے سائے میں حق و باطل کی تشخیص کی قدرت رکھتے تھے_

ولقدء ايتنا موسى و ہارون الفرقان
"فرقان" کے لغوی معنی (حق و باطل کو جدا کرنے والی شے) کو دیکھتے ہوئے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے _
4_ انسان حق و باطل کی تشخیص کیلئے خداتعالی کی رہنمائي کا محتاج ہے اور اسکے بغیر اپنی تشخیص میں غلطی سے دوچار ہوجائیگا_
ولقدء ايتنا موسى و ہارون الفرقان
چونکہ انبیا(ع) ء اپنی تشخیص کی قدرت خداتعالی سے حاصل کرتے ہیں تو دیگر انسان اسکے بدرجہ ا ولی نیازمند ہیں_
5_ حضرت موسي(ع) اور ہارون(ع) خداتعالی کی حجت اور برہان کے حامل دو پیغمبر_
ولقدء ايتنا موسى و ہارون الفرقان
فرقان کا ایك لغوی معنی حجت اور برہان ہے (لسان العرب)
6_ تورات، متقین کیلئے زندگی میں روشنی بخش او رانہیں ہدایت اور دینی ضروریات کے راستے کی یاد دہانی کرانے والی ہے_
و ضیائً و ذکراً للمتقین
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "فرقان" سے مراد تورات ہو اور "ضیائ" اور "ذکراً" اسکی صفتیں بیان کررہے ہوں_ قابل ذکر ہے کہ "ذکر" کا معنی یاد اور یاددہانی کرانا ہے اور اکثر مفسرین کے مطابق اس سے مراد دینی ضروریات اور ہدایت سے متعلق مسائل کی یاددہانی ہے_
7_ تقوا، ہدایت الہی اور آسمانی کتابوں سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے_
ذکراً للمتقین
8_ متقی لوگ زندگی میں خداتعالی کی خصوصی ہدایت، نور اور روشنی سے بہرہ مند ہیں_
و ضیائً و ذکراً للمتقین
9_ تقوا اعلی اقدار میں سے ہے اور متقین تمام آسمانی کتابوں اور توحیدی ادیان میں خاص فضیلت اور بزرگی رکھتے ہیں_
و ضیائً و ذکراً للمتقین
چونکہ متقین کو موسي(ع) ا ور ہارون (ع) کی آسمانی کتاب کے نزول اور نورو ہدایت الہی کے وصول کا ہدف اور مقصد قرار دیا گیا ہے اور قرآن نے بھی اپنی تعلیمات کا ایك محور مسئلہ تقوا کو قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقوا تمام توحیدی ادیان میں خصوصی مقام و مرتبے کا حامل رہا ہے_

انسان:
اسکی معنوی ضروریات 4
آسمانی کتابیں:
انکی ہدایت 7
باطل:
اسکی تشخیص 3; اسکی تشخیص کے شرائط 4

تقوا:
اسکے اثرات 7; اسکی قدر و قیمت 9
تورات:
اس کا روشنی بخش ہونا 3; اس کا کردار 2; اس کا ہدایت کرنے والا ہونا 6
حق :
اسکی تشخیص 3; اسکی تشخیص کے شرائط 4; حق و باطل کو جدا کرنے والا 2
خداتعالی :
اسکی تعلیمات کی اہمیت 4; اسکی ہدایات 7، 8
خداتعالی کا لطف و کرم:

يہ جنكے شامل حال ہے 3
متقين:
ان كے فضائل 8; آسمانى كتابوں ميں ان كے فضائل 8; انكى ہدايت 6، 8
موسي(ع) :
انكى بصيرت 3; انكى حجت 5; انكى رسالت كا شريك 1; ان كے فضائل 3; انكى آسمانى كتاب1; انكا مقام و مرتبہ 1، 5; انكى نبوت 1، 5
ہدايت يافتہ لوگ :8
ہارون(ع) :
ان كى بصيرت 3; انكى حجت 5; ان كے فضائل 3; انكى آسمانى كتاب 1; انكا مقام و مرتبہ 1، 5; انكى نبوت 1، 5
ہدايت:
اسكے شرائط 7

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ (٤٩)
جواز غيب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہيں اور قيامت كے خوف سے لرزاں ہيں (49)

1_ لوگوں كى نظروں سے دور اور خلوت ميں خوف خدا متقين كى خصوصيات ميں سے ہے_
و ذكراً للمتقين الذين يخشون ربہم بالغيب
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "بالغيب"

"يخشون" كے فاعل كيلئے حال ہو_
2_ متقين باوجود اس كے كہ ان كا پروردگار انكى نظروں سے غائب اور پنہان ہے ہميشہ اس كے خوف اور خشيت كى حالت ميں رہتے ہيں_
و ذكراً للمتقين الذين يخشون ربہم بالغيب
مذكورہ مطلب اس احتمال پر مبتنى ہے كہ "بالغيب" ،"يخشون" كے مفعول "ربہم" كيلئے حال ہو يعنى اس حال ميں كہ پروردگار متقين كى نظروں سے غائب ہے وہ اس سے ڈرتے ہيں_
3_ خلوت ميں پروردگار سے آگاہا نہ اور تعظيم كے ہمراہ خوف و خشيت پسنديدہ اوصاف اور اقدار ميں سے ہے_
و ذكراً للمتقين الذين يخشون ربہم بالغيب
بعض اہل لغت كہتے ہيں "خشيت" كا معنى ہے تعظيم كے ساتھ آميختہ خوف اور يہ خوف عام طور پر اس چيز سے آگاہى كے ساتھ ہوتا ہے كہ جس سے انسان ڈرتا ہے (مفردات راغب ...) قابل ذكر ہے كہ يہ معنى آيت كريمہ كے ساتھ مناسب ہے كيونكہ خداتعالى تعظيم كے لائق ہے اور متقين بھى خداتعالى كے مقام سے آگاہى كے ساتھ اس سے ڈرتے ہيں_
4_ قيامت كو اہميت دينا اور اس سے خوف و پريشانى متقين كى خصوصيات ميں سے ہے_
و ذكراً للمتقين ...و ہم من الساعة مشفقون
بہت سارے مفسرين اور اہل لغت كے مطابق لفظ "اشفاق" كا معنى ہے اعتنا اور اہتمام كے ہمراہ خوف (مفردات راغب)
5_ ساعت، قيامت كے ناموں ميں سے ہے_
و ہم من الساعة مشفقون
6_ قيامت انسانوں كيلئے ايك پر خطر اور خوفناك حقيقت ہے_
و ہم من الساعة مشفقون
"اشفاق" كا معنى ہے توجہ جو خوف كے ہمراہ ہو اور جب يہ "من" كے ساتھ متعدى ہو تو اس ميں خوف كا معنى زيادہ ہوگا (لسان العرب)_
7_خوف خدا اور روز قيامت كى پريشانى انسان كے وحى اور ہدايت الہى سے بہرہ مند ہونے كے اسباب فراہم كرتے ہيں_
و ذكراً للمتقين الذين يخشون ربہم بالغيب و ہم من الساعة مشفقون

خداتعالی نے پہلی آیت میں متقین کو اپنے نور اور ہدایت سے بہرہ مند ہونے کے لائق قرار دیا ہے اور اس آیت میں ان کے اوصاف بیان کئے ہیں ان دو آیتوں کے باہمی ارتباط سے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے_

اخلاق:
اخلاقی فضائل 3
خوف:
قیامت کے خوف کی اہمیت 4
خداتعالی :

اس سے خشیت کے اثرات7; اس سے خشیت 1، 2
خشیت:
پنہانی خشیت کی قدر و قیمت 3; پنہانی خشیت 1
الساعة :5
قیامت:
اس کے بارے میں پریشانی کے اثرات 7; اس کا خوفناك ہونا 6; اسکی حقیقت6; اسکے نام 5
متقین:
انکا خشیت 1، 2; انکی خصوصیات 1، 4
ہدایت:
اس کا پیش خیمہ 7

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ (٥٠)
اور یہ قرآن ایك مبارك ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم لوگ اس کا بھی انکار کرنے والے ہو (50)

1_ قرآن انسان کیلئے کثیر خیر و برکت اور بہت سارے اور دائمی منافع کا سرچشمہ ہے_
و ہذا ذکر مبارك أنزلناه
"ہذا" کا مشار الیہ قرآن ہے کہ جو اذہان میں موجود ہے اور "البرکة" کا مطلب ہے خیر کثیر و ثابت اور فراوان نفع_ قرآن کی مبارك کے ساتھ توصیف اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ قرآن بشرکیلئے کثیر خیر اور منافع کا سرچشمہ ہے_
2_ قرآن، انسان کی بیداری اور اس کی فراموش شدہ معلومات کی یاد دہانی کا عامل اور اسکی سوئي ہوئي فطرت کو جگانے والا ہے_
و ہذا ذکر
معنی کے لحاظ سے "ذکر" حفظ کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کی شے کا حفظ اسکے حاصل کرنے اور جاننے کے اعتبار سے ہوتا ہے اور شے کا ذکر اسکے یاد کرنے اور ذہن میں حاضر کرنے کے لحاظ سے ہوتا ہے _ (مفردت راغب)
پس قرآن کی توصیف "ذکر" کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ قرآن انسان کے فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کراتا ہے اور اس غافل انسان کی فطرت کو بیدار کرتا ہے جو اپنے فطری امور اور خداداد معلومات سے غافل ہوچکا ہوتا ہے_
3_ قرآن ایسی حقیقت ہے جو خداتعالی کی جانب سے نازل ہوئي ہے_
ہذا ذکر مبارك أنزلناه

4_ قرآن کریم کی تورات کی نسبت برتری اور برجستگي_
أیتنا موسي ... ذکراً ... و ہذا ذکر مبارك
مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ خداتعالی نے تورات کے بارے میں فقط لفظ "ذکر" استعمال کیا ہے جبکہ قرآن

كے بارے ميں "مبارك" كى صفت كا بھى اضافہ كيا ہے_
5_ خداتعالى كى طرف سے كفار كے قرآن كا انكار كرنے اور اسكے حق كا پاس نہ كرنے كى وجہ سے انكى مذمت_
أفأنتم لہ منكرون
6_ قرآن كريم اس لحاظ سے كہ يہ ايك ايسى كتاب ہے جو بيدار كرنے و الى اور خير و بركت كا سرچشمہ ہے قابل شك و انكار نہيں ہے _
ہذا ذكر مبارك أنزلنہ أفأنتم لہ منكرون
خداتعالى نے قرآن كريم كو ايسى كتاب كے طور پر متعارف كرايا ہے جو بيدار كرنے والى (ذكر) اور خير و بركت كا سرچشمہ (مبارك) ہے اور پھر مشركين كى طرف سے اس حقيقت كے انكار كو مورد سرزنش قرار ديا ہے يہ سرزنش ہوسكتا ہے مذكورہ مطلب كو بيان كررہى ہے_

بركت:
اس كا سرچشمہ 1، 6
تورات:
اسكى فضيلت 4
خداتعالى :
اسكى طرف سے مذمت 5
خير:
اس كا سرچشمہ 1، 6
ذكر:
اسكے عوامل 2
فطرت:
اسكے متنبہ ہونے كے عوامل 2
قرآن كريم:
اسكى حقانيت كے دلائل 6; اسے جھٹلانے والوں كى مذمت 5; اسكى فضيلت 1، 4، 6 اس كا نزول 3; اس كا كردار 2; اس كا وحى ہونا 3; اس كا ہادى ہونا 2، 6
كفار:
انكى مذمت 5

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِه عَالِمِينَ (٥١)
اور ہم نے ابراہيم كو اس سے پہلے ہى عقل سليم عطا كردى تھى اور ہم ان كى حالت سے باخبر تھے (51)

1_ حضرت ابراہيم(ع) ،عنايات الہى كے سائے ميں اعلى رشد و كمال كے حامل تھے_
و لقد أتينا إبراہيم رشدہ

2_ انسانوں میں رشد و ترقی اور تکامل کیلئے مختلف استعداد اور صلاحتیں ہیں_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ
چونکہ خداتعالی نے حضرت ابراہیم(ع) کو انکا مخصوص اور انکے متناسب رشد عطا کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان اپنی مخصوص استعداد اور قابلیت رکھتا ہے کہ جو دوسروں سے مختلف ہے_
3_ ابراہیم (ع) کے بعد موسي(ع) و ہارون(ع) ایسے دو پیغمبر تھے جو رشد یافتہ اور کمال سے بہرہ مند تھے_
آتینا موسی و ہارون الفرقان ... و لقد أتینا إبراہیم رشدہ من قبل
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ"من قبل" سے مراد موسي(ع) ا ور ہارون(ع) سے پہلے کا زمانہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دو پیغمبر بھی ایسے رشد سے بہرہ مند تھے_
4_ حضرت ابراہیم (ع) عنایات الہی کے سائے میں نبوت سے پہلے اور بچپن ہی سے خاص قسم کے رشد و کمالات سے بہرہ مند تھے_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ من قبل
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من قبل" سے مراد بلوغ یا نبوت سے پہلے ہو_
5_ سب انسان حتی انبیا(ع) ء بھی رشد و کمال میں عنایات الہی کے محتاج ہیں_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ من قبل
6_ خداتعالی پہلے سے ہی حضرت ابراہیم (ع) کی لیاقت اور صلاحیت سے آگاہ تھا_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ من قبل و کنا بہ علمین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "و کنا بہ علمین" حالیہ ہو اور "بہ" کی ضمیر ابراہیم(ع) کی طرف پلٹ رہی ہو_
اس بنیاد پر آیت کریمہ کا پیغام اس آیت (... اللہ أعلم حیث یجعل رسالتہ ...)(انعام (6) 124) جیسا ہوگا_
7_ حضرت ابراہیم(ع) کاعنایات الہی کے سائے میں خصوصی رشد و کمال سے بہرہ مند ہونا ان کی اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بناپر تھا_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ من قبل
"رشد" کی ضمیر کی طرف اضافت، مصدر کی اپنے مفعول کی طرف اضافت ہے نیز یہ اضافت لامیہ اور مفید اختصاص ہے یعنی ہم نے ابراہیم(ع) کو ایسا رشد عطا کیا کہ جو ان کے لائق اور انکے بلند مقام و مرتبے سے مخصوص تھا_
8_ خداتعالی کا انسان پر لطف و کرم اسکی اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بنیاد پر ہے_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ ... و کنا بہ علمین
مذکورہ مطلب حضرت ابراہیم(ع) سے القاء خصوصیت کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے_

ابراہیم (ع) :
ان کی صلاحیت 6، 7; ان کے فضائل1; انکا کمال 1، 4; انکا بچپن 4; ان کے کمال کا سرچشمہ 6،7
انبیاء(ع) :
ابراہیم (ع) کے بعد کے انبیا(ع) 3
انسان:
اسکی استعداد کا مختلف ہونا2; اسکے کمال کے مختلف درجے 2; اسکی معنوی ضروریات 5
صلاحیت :
اس کا کردار 8
خداتعالی :
اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 8; اس کا علم 6
کمال:
اسکے عوامل 5

خداتعالی کا لطف و کرم:
یہ جنکے شامل حال ہے 1، 4
موسي(ع) (ع) :
ان کے فضائل 3; انکا کمال 3
نیازمندي:
خداتعالی کے لطف و کرم کی نیازمندی 5
ہارون(ع) :
ان کے فضائل 3; ان کا کمال3

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ (٥٢)
جب انھوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے گرد تم حلقہ باندھے ہوئے ہو (52)

1_ حضرت ابراہیم(ع) نے اپنے باپ اور اپنی قوم کی موجودگی میں بت پرستی پر سوالیہ نشان لگا یا اور آشکار اسکی مخالفت کي_
إذ قال لأبیہ و قومہ ما ہذہ التماثیل
"ما ہذہ التماثیل ..." میں استفہام بتوں کی حقیقت کے بارے میں سوال ہے نہ ان کے ناموں کے بارے میں _ چونکہ حضرت ابراہیم(ع) ان کی حقیقت سے آگاہ تھے اور انہیں اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی پس ان کا استفہام بت پرستی پر سوالیہ نشان لگانے، اسکی مذمت کرنے اور ایك طرح سے اسکی مخالفت کے اظہار کیلئے تھا_
2_ حضرت ابراہیم(ع) نے شدت کے ساتھ بتوں اور بت پرستی کی مذمت کی اور اسکی وجہ سے اپنے باپ اور اپنی قوم کی مذمت کي_
إذ قال لأبیہ و قومہ ما ہذہ التماثیل
اس اشارہ قریب (ہذہ) کے ذریعے بتوں کی طرف اشارہ کرنے نیز تماثیل (تصویر یں اور بے جان مجسمے) کی تعبیر حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بتوں اور بت پرستی کی تحقیر کو بیان کررہے ہیں_
قابل ذکر ہے کہ قرینہ مقامیہ کی بناپر "ماہذہ" میں استفہام توبیخی ہے_
3_ حضرت ابراہیم(ع) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے بے جان مجسموں کے احترام اور ان کے سامنے عبادت کے متعلق وضاحت طلب کي_
إذ قال لأبیہ و قومہ ما ہذہ التماثیل التی أنتم لہا عکفون
ابراہیم (ع) کی قوم کے جواب سے کہ انہوں نے اپنے کام کو اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کے وجہ سے قرار دیا (قالوا وجدنا آبائنا لہا عابدین)_ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم (ع) کا سوال ان کی طرف

سے بتوں کی تقدیس اور انکے سامنے عبادت کی علت کے بارے میں تھا_
4_ بت پرستی ،قوم ابراہیم(ع) کا دین و مذہب تھا_
إذ قال لأبیہ و قومہ ما ہذہ التماثیل
5_ شرك آلود اور خرافات پر مبنی افکار کے ساتھ مقابلہ ،ابراہیم (ع) کے رشد و کمال کا عملی مظاہرہ تھا_
و لقد أتینا إبراہیم رشدہ ... إذ قال لأبیہ و قومہ ما ہذہ التماثیل
"إذ" ظرف اور "آتینا" کے متعلق ہے یعنی ابراہیم کو اس وقت رشد عطا ہوا جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا ...
6_ حضرت ابراہیم(ع) کی قوم کی طرح ان کے والد بھی بے جان مجسموں اور بتوں کی تقدیس کرتے اور انکی عبادت کرتے_
إذ قال لأبیہ و قومہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عکفون

7_ باپ كے منحرف عقائد كى مخالفت حضرت ابراہيم(ع) كے مقابلہ كا آغاز
إذ قال لأبيہ و قومہ
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "أبيہ" كا لفظوں ميں "قومہ" پر مقدم ہونا تقدم زمانى پر دلالت ركھتا ہو_
8_ حضرت ابراہيم (ع) كے والد كا اپنے معاشرے كے عقائد كو جہت دينے ميں ممتاز اور مشخص كردار _
أذ قال لأبيہ و قومہ
خاص طور پر لفظ "أب" كو ذكر كرنے سے احتمالى طور پر اس نكتے كا استفادہ ہوتا ہے كہ حضرت ابراہيم (ع) كے والد كا معاشرے كے اعتقادى تمايلات ميں بنيادى كردار تھا_
9_ قريب كے رشتہ داروں كى اصلاح اور انكى ہدايت معاشرے كے ديگر افراد كى نسبت اولويت ركھتى ہے_
إذ قال لأبيہ و قومہ
10_ مجسموں اور نقوش كى تقديس اور انكى دائمى عبادت حضرت ابراہيم (ع) كى رسالت كے آغاز ميں لوگوں كا دين _
ما ہذہ التماثيل التى أنتم لہا عكفون
"عكوف" كا معنى ہے از روئے تعظم و احترام كسى چيز كى طرف دائمى توجہ_ اور اس آيت كريمہ ميں اس سے مراد بتوں كى عبادت اور تقديس ہے قابل ذكر ہے كہ بعد والى آيت كا ذيل كہ جو حضرت ابراہيم(ع) كے سوال كا جواب ہے (... آبائنا لہا عابدين ...) اسى معنى كا مويد ہے_
11_ قوم ابراہيم(ع) كا شرك، بے جان مجسموں اور تصويروں كى پرستش كى صورت ميں تھا_
ما ہذہ التماثيل التى أنتم لہا عكفون
(تماثيل كے مفرد) تمثال كا معنى ہے مصور شے اور نقش كى ہوئي تصويريں (مفردات راغب) اسكے روشن مصاديق ميں سے ايك وہ بے جان مجسمے ہيں جنہيں بت پرست لوگ مختلف شكلوں ميں بناتے تھے_

آزر:

قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءنَا لَهَا عَابِدِينَ (٥٣)
ان لوگوں نے كہا كہ ہم نے اپنے باپ داد كو بھى انھيں كى عبادت كرتے ہوئے ديكھا ہے (53)

1_ آباؤ اجداد اور گذشتگان کی بت پرستي، قوم ابراہیم(ع) کی طرف سے اپنے شرك اور بت پرستی کا بہانہ _
قالوا وجدنا أبائنا لہا عبدين
2_ قوم ابراہیم(ع) کی بت پرستی اور شرك کی کوئي منطقی دلیل اور برہان نہیں تھی اور انہیںفقط اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کا سہارا تھا_
قالوا وجدنا أبائنا لہا عبدين
چونکہ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بت پرستی کے سوال کے جواب میں لوگوں نے صرف آباؤ اجداد کی پیروی کا تذکرہ کیا تو اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
3_ دینی مبانی اور اعتقادات میں آباؤ اجداد اور گذشتگان کی اندھی تقلید اور بغیر دلیل کے پیروی ناپسندیدہ اور قابل مذمت امر ہے_
قالوا وجدنا أبائنا لہا عبدين
بعد والی آیت کہ جس میں حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی

قوم کو بت پرستی کی وجہ سے گمراہ قرار دیا ہے قرینہ ہے کہ یہ آیت کریمہ آباؤاجداد کی تقلید کو رد کرنے اور اسکی مذمت کرنے کے درپے ہے_
4_ اپنے دینی اصولوں اور اعتقادات کو قانع کنندہ دلیل و برہان پر استوار کرنا ضروری ہے_
قالوا وجدنا أبائنا لہا عبدين
مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے کہ جنہوں نے اپنے اعتقادات کی بنیاد اپنے گذشتگان کی اندھی تقلید کر رکھی تھی اور شرك کو قبول کرنے کی علت کے بارے میں سوال کے جواب میں انہوں نے کوئي دلیل ذکر نہ کی _
5_ شرك و بت پرستی قوم ابراہیم(ع) کے درمیان رائج اور لمبی تاریخ رکھتی تھي_
قالوا وجدنا أبائنا لہا عبدين
6_ گذشتگان کے عقائد پر تعصب کرنا اور آباؤاجداد کی ناآگاہانہ طور پر پیروی کرنا انسان کے انحراف اور گمراہی کا عامل ہے_
ما ہذہ التماثيل ... قالوا وجدنا أباء نا لہا عبدين
7_ انسان کا اپنے خاندان اورمعاشرے سے اثر قبول کرنا_
قالوا وجدنا أبائنا لہا عبدين

انسان:
اس کا اثر قبول کرنا 7
بت پرستي:
اسکی تاریخ 5
تعصب:
اسکے اثرات 6
تقلید:
اندھی تقلید کے اثرات 6; آباؤ اجداد کی تقلید 3، 6; اندھی تقلید 2; اندھی تقلید کا ناپسندیدہ ہونا 3
خاندان:
اس کا کردار 7
شرك:
اسکی تاریخ 5
عقیدہ:
اس میں برہان کی اہمیت 4; اس میں تقلید 3

قوم ابراہیم(ع) :
اسکی بت پرستی کے اثرات 1; اسکے آباؤ اجداد کی بت پرستی 2; اسکی بت پرستی 5; اسکی بت پرستی کا غیرمنطقی ہونا2;
اسکے شرك کا غیر منطقی ہونا2; اسکی تاریخ 1، 5; اسکی تقلید 1، 2; اس کا شرك 5; اسکی بت پرستی کے عوامل 1
گمراہي:
اسکے عوامل 6
معاشرہ:
اس کا کردار 7

قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (٥٤)
ابراہیم نے کہا کہ یقینا تم اور تمھارے باپ دادا سب کھلی ہوئي گمراہی میں ہو (54)

1_ قوم ابراہیم(ع) اور اسکے آباؤ اجداد واضح گمراہی میں تھے_
قال لقد کنتم انتم و أباء کم فی ضلل مبین
4_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنے باپ اور اپنی قوم کی اندھی تقلید اور شرك کی واضح اور قاطع مخالفت_
إذ قال لأبیہ و قومہ ... لقد کنتم أنتم و آبائکم فی ضلل مبین
3_ بت پرستی اور شرك واضح ضلالت اور گمراہی ہے_
ما ہذہ التماثیل ... أنتم و أباؤکم فی ضلل مبین
4_ کسی نظریے کے پیروکاروں کی کثرت اور اسکی لمبی تاریخ اسکی حقانیت کی دلیل نہیں ہے _
قالوا وجدنا آباء نا ... انتم و آباؤکم فی ضلل مبین
مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم(ع) کے اعتراض کے جواب میں بت پرستی والے عقیدے کی لمبی تاریخ اور اسکے پیروکاروں کی کثرت کا تذکرہ کیا لیکن حضرت ابراہیم (ع) نے خود انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیکر ایسے استدلال کو رد کردیا_

آزر:
اسکی تقلید 2
آبادي:
اس کا کردار 4
ابراہیم (ع) :
انکی شرك دشمنی 2; انکا قصہ 2
بت پرستي:
اسکی حقیقت 3
تاریخ:
اس کا کردار 4
تقلید:

اسکے ساتھ مقابلہ2
شرك:
اسکی حقیقت 3
عقیدہ:

اسکی حقانیت کے دلائل 4
قوم ابراہیم(ع) :
اسکی تاریخ 1; اسکی تقلید 2; اسکے آباؤ اجداد کی گمراہی 1; اسکی گمراہی 1
گمراہي:
اسکے موارد 3

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ (٥٥)
ان لوگوں نے کہا کہ آپ کوئي حق بات لے کر آئے ہیں یا خالی کھیل تماشہ ہی کرنے والے ہیں (55)

1_ قوم ابراہیم، (ع) شرك و بت پرستی کی نفی میں حضرت ابراہیم (ع) کے سنجیدہ ہونے اور انکے کلام کے حق ہونے میں شك و تردید کا شکار تھی اور اسے بعید سمجھتی تھي_
قالوا أجئتنا بالحق ا م أنت من اللعّبين
2_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے توحید کی دعوت اور شرك و بت پرستی کو رد کرنا بت پرستوں کے اپنے عقیدے میں شك کا موجب بنا_
ما ہذہ التماثیل ... أنتم و أباؤکم فی ضلل مبین قالوا أجئتنا بالحق ا م أنت من اللعّبین
3_ بت پرستی قوم ابراہیم(ع) کی جان و روح میں راسخ ہوچکی تھي_
قالوا أجئتنا بالحق
بت پرستوں کا حضرت ابراہیم(ع) کی دعوت کو سنجیدہ نہ سمجھنا اور توحید کی دعوت پر تعجب کرنا مذکورہ مطلب پر دلالت کرتا ہے_
4_ حق کی جستجو اور حقیقت کو قبول کرنا، انسانی فطرت میں داخل ہے_
قالوا أجئتنا بالحق
مشرکین اور بت حق کے قبول کرنے کو اصلی فرضیہ سمجھتے تھے اور ان کا شك صرف حضرت ابراہیم(ع) کی دعوت کے حق ہونے میں تھا اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
5_ بت پرست حضرت ابراہیم(ع) کو ایك ایسا شخص سمجھتے تھے جو ان کے عقیدے کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس نے اس کا مذاق بنا رکھا تھا_
أجئتنا بالحق ا م انت من اللعّبین

ابراہیم (ع) :
ان کی دعوت کے اثرات 2; انکی شرك دشمنی کے اثرات 2; یہ اور کھیل 5; ان کی حقانیت میں شك 1; انکا قصہ1
انسان:
اسکی فطرت 4
توحید:
اسکی دعوت2
حق:
حق پرستی کا فطری ہونا4
قوم ابراہیم(ع) :
اسکے عقید کے ساتھ کھیلنا 5; اسکی بت پرستی 3; اس کی سوچ 1، 5; اسکی تاریخ 1، 3، 5; اسکے شك کا پیش خیمہ 2; اس کا شك 1

قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَى ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ (٥٦)
ابراہیم نے کہا کہ تمھارا واقعی رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے اور اسی نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کے گواہوں میں سے ایك گواہ ہوں (56)

1_ عالم ہستی (آسمان، زمین اور انسان) خداتعالی کی ربوبیت کے تحت ہے_
بل ربکم رب السموات و الأرض
2_ انسان اور کائنات کا رب ایك ہے_
بل ربکم رب السموات و الأرض
3_ خداتعالی عالم مادی (آسمان، زمین اور انسان) کا خالق ہے_
ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
4_ قوم ابراہیم(ع) کا شرك کائنات کی ربوبیت اور تدبیر میں تھا نہ اسکی خالقیت میں_
قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
5_ حضرت ابراہیم (ع) کا بت پرستوں کے ساتھ مقابلہ ، مقابلہ استدلال و برہان پر مبتنی تھا_

قال ما ہذہ التماثیل ... قال بل ربکم ... فطرہن
6_ عالم طبیعت میں متعدد آسمان ہیں_
السموات
7_ طبیعت ایك نئي اور جدید مخلوق ہے کہ جسے خداتعالی نے کسی نمونے سے لئے بغیر خلق کیا ہے_
رب السموات و الأرض الذی فطرہن
8_ ربوبیت میں توحید، خالقیت میں توحید کا لازمہ ہے_
بل ربکم ... الذی فطرہن
آیت کریمہ نے ربوبیت میں خداتعالی کی توحید کو ثابت کرنے کیلئے اسے کائنات کے خالق ہونے کی صفت کے ساتھ متصف کیا ہے اس توصیف کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت میں توحید اور خالقیت میں توحید کے درمیان کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق موجود ہے_
9_ خداتعالی کا خالق کائنات ہونا اسکے انسان اور کائنات کا واحد رب ہونے کی دلیل ہے_
قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
10_ مشرکین کے بتوں اور معبودوں کا خالق نہ ہونا ان کے انسان کی عبادت اور تقدیس کے لائق نہ ہونے کی دلیل ہے_
ما ہذہ التماثیل ...قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن
حضرت ابراہیم (ع) نے مشرکین اور بت پرستوں کے عقیدے کو باطل کرنے اور خداتعالی کیلئے توحید ربوبی کو ثابت کرنے کیلئے اسکی خالقیت کے ساتھ تمسك کیا_ یہ بات اس حقیقت کی غماز ہے کہ صرف خالق کائنات تقدیس و عبادت کے لائق ہے نہ کوئي اور چیز_
11_ دین کی طرف دعوت دینے میں دلیل و برہان سے استفادہ کرنا ضروری ہے_
ما ہذہ التماثیل ...قال بل ربکم ...الذی فطرہن
12_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے توحیدی عقائد کی صحت پر گواہی دی اور اپنے آپ کو اس عقیدے کے نتایئج اور اثرات کا پابند اور متعہد قرار دیا_
و انا علی ذلکم من الشہدین

13_ حضرت ابراہیم (ع) اپنے عقیدہ توحید کو ثابت کرنے کیلئے واضح برہان اور قاطع حجت رکھتے تھے_
و أنا علی ذلکم من الشہدین
بعض مفسرین کے بقول ممکن ہے حضرت ابراہیم(ع) کی شہادت اور گواہی سے مرادیہ ہو کہ آپ واضح او رقانع کنندہ حجت و برہان کے حامل تھے_ اسی وجہ سے انہوں نے قاطعیت کے ساتھ اپنے آپ کو گواہ کے طور پر متعارف کرایا _
14_ حضرت ابراہیم (ع) اپنے اعتقادی موقف میں محکم ایمان اور انتہائي قاطعیت سے بہرہ مند تھے_
ربکم رب السموات ... و أنا علی ذلکم من الشہدین

حضرت ابراہیم(ع) کی طرف سے اپنی دعوت کے صدق کے گواہ ہونے اور عقیدہ توحید کی صحت پر دلیل و حجت پیش کرنے کیلئے آمادہ ہونے کا اعلان مذکورہ حقیقت پر دال ہے_

416

وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ (٥٧)
اور خدا کی قسم میں تمھارے بتوں کے بارے میں تمھارے چلے جانے کے بعد کوئي تدبیر ضرور کروں گا (57)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کی تأکید کے ساتھ قسم کہ بت پرستوں کی عدم موجودگی میں بتوں پر ضرب لگانے کیلئے حتما حیلہ اور تدبیر کریں گے_
وتاللہ لأکیدن أصنامکم بعد أن تولوا مدبرین
"کید" کا معنی ہے کسی پر ضرب لگانے کیلئے حیلہ اور تدبیر کرنا_
2_ حق کے احیا، اور دوسروں کو ہدایت کرنے کے لئے مقدس نام "اللہ " کی قسم اٹھانا جائز ہے_
و تاللہ لأکیدن
3_حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کے عقیدے کی اصلاح و ہدایت کیلئے فکری و علمی کام انجام دینے کے بعد بتوں اور بت پرستی کو نابود کرنے کا عزم کیا_
لقد کنتم ... فی ضلل مبین ... ربکم رب السموات ... و تاللہ لأکیدن أصنامکم بعد أن تولّوا مدبرین
مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستی کی مخالفت کے آغاز میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو مخاطب قرار دیا اور ان کے سامنے توحید کے اثبات اور شرك کی نفی پر واضح دلائل پیش کئے پھر انہوں نے دوسرے مرحلے میں بتوں کو نابود کرنے کی دھمکی دی اور آخر کار انہوننے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا اور تمام بتوں کو نابود کردیا_
4_ حضرت ابراہیم (ع) ، بت پرستی کے خلاف مقابلہ کرنے میں عزم راسخ اور بڑی شجاعت کے مالك تھے_
تاللہ لأکیدن أصنامکم
حضرت ابراہیم (ع) کے کلام کا "تأ" اور "لام قسم" کے ذریعے مؤکد ہونا "تاللہ لأکیدن ..." آپ کے عزم راسخ کی دلیل ہے_ بت پرستوں کی موجودگی میں_ کہ جس پر "اصنامکم" کا حرف خطاب "کم" اور فعل "تولّوا" کا مخاطب آنا دلالت کرتا ہے_ ایسے مؤکد کلام کا اظہار آپکی بڑی شجاعت کو بیان کر رہا ہے_
5_ بت پرستوں کے خلاف حضرت ابراہیم(ع) کے موقف اور مقابلہ کی روش اور کیفیت موجودہ حالات اور ان کی اپنی توانائیوں کے ساتھ متناسب تھي_

417
تاللہ لأکیدن أصنامکم بعد أن تولّوا مدبرین
حضرت ابراہیم (ع) کا بطور مخفی اور لوگوں کی عدم موجودگی میں بتوں کو نابود کرنے کا عزم اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اور آشکارا طور پر اس کام کو انجام دینے کی توانائي نہیں رکھتے تھے پس انکا مقابلہ اور مبارزہ ان کے حالات اور توانائیوں کے ساتھ متناسب تھا_
6_ قوم ابراہیم (ع) کے پاس بتوں کی پرستش کیلئے مخصوص جگہ اور عبادت گاہ تھي_
لأکیدن أصنامکم بعد أن تولّوا مدبرین
قوم ابراہیم(ع) کے پشت کرنے اور چلے جانے سے مراد ممکن ہے بت خانے اور بتوں کے مرکز اجتماع سے چلاجانا ہو یعنی جب تم بت خانے کی طرف پشت کروگے اور گھروں کو یا کہیں اور چلے جاؤگے تو میں بتوں کے پاس آکر کوئي چارہ اندیشی کروں گا اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ابراہیم (ع) بتوں کی پرستش کیلئے خاص جگہ اور عبادت گاہ رکھتی تھي_
7_ امام باقر(ع) سے روایت ہے کہ جب نمرودی لوگ ابراہیم (ع) سے دور اپنے مخصوص جشن کے مقام کی طرف چلے گئے تو آپ(ع) تیشہ لیکر بت خانہ میں داخل ہوئے اور بڑے بت کے علاوہ سب بتوں کو توڑدیا ... (1)

ابراہیم (ع) :
انکی بت شکنی 1، 3،7; انکی تدبیر، 1; انکی قسم 1; انکی شجاعت 4; انکی شرك دشمنی 3، 4، 7; ان کے فضائل 4; انکی قاطعیت 4; انکی قدرت 5; انکا قصہ 1، 3، 7; انکی شرك دشمنی کی خصوصیات 5
احکام :2
روایت: 7
قسم:
اسکے احکام 2; احیائے حق کیلئے قسم 2; شرك دشمنی پر قسم 1; اللہ کی قسم 2;جائز قسم 2
قوم ابراہیم(ع) :
اس کا معبد 6; اسکی ہدایت 3
ہدایت:
اسکی روش 3
....

1) کافی ج 8ص 369 ح 559_ تفسیر برہان ج3 ص 63 ح 2_

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذاً إِلَّا كَبِيراً لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (٥٨)
پھر ابراہیم نے ان کے بڑے کے علاوہ سب کو چو رچور کردیا کہ شاید یہ لوگ پلٹ کر اس کے پاس آئیں (58)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کی عدم موجودگی میں اور جب وہ بتوں سے دور جاچکے تھے بتوں کو توڑدیا_
بعد أن تولّوا مدبرين_ فجعلهم جذاذ
"جذاذ" فعال بہ معنی مفعول ہے اور یہ مادہ "جذّ" (توڑنا) سے ہے اور "فجلعہم" میں فاء اہل لغت کے بقول فصیحہ ہے اور ایك جملے کے مقدر ہونے سے حاکی ہے اور یہ در حقیقت یوں تھا "فولّوا فاتی إبراہیم الأصنام فجعلہم جذاذاً" لوگوں نے بتوں کی طرف پشت کی پس ابراہیم (ع) ،بتوں کے پاس آئے اور انہیں توڑ ڈالا_
2_ حضرت ابراہیم (ع) نے تمام بتوں کو توڑدیا اور صرف بڑے بت کو صحیح و سالم چھوڑ دیا_
فجعلہم جذاًذا إلا كبير
3_ قوم ابراہیم (ع) کے بت پرستوں کے نزدیك بتوں کے مختلف درجے، مختلف مقام و مرتبے اور مختلف سائز تھے_
إلا كبيراً لہم
بتوں کا بڑا ہونا بت پرستوں کے نزدیك ان کے درجے اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے اور چھوٹے بڑے سائز کے لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے_
4_ بت اور گناہ کے دیگر وسائل و آلات حرمت اور مالکیت سے ساقط ہیں اور انہیں توڑنا اور نابود کرنا جائز ہے_
فجعلہم جذاذ
مذکورہ مطلب حضرت ابراہیم (ع) کے بتوں کو توڑنے ، ان کے اس کام کی قسم اٹھانے اور نیز آیت شریفہ کے ایك طرح سے تائید و تمجید والے لحن سے حاصل ہوتا ہے_
5_ حضرت ابراہیم (ع) کا بڑے بت کو باقی رکھنا بت پرستوں کے اسکی طرف رجوع کرنے اور بتوں کے عجز کو درك کرنے کیلئے تھا_
فجعلہم جذاذاً إلا كبيراً لہم لعلہم إليہ يرجعون

6_ حضرت ابراہیم (ع) کا بتوں کو توڑنا اور بڑے بت کو صحیح و سالم رہنے دینا لوگوں کی توجہ کو جذب کرنے اور

انہیں بت پرستی كے بطلان كی طرف متوجہ كرنے كیلئے، آپ كی طرف سے ایك تدبیر تھي_
و تاللہ لأكیدن أصنامكم ... فجعلہم جذاذاً إلا كبیراً لہم لعلہم إلیہ یرجعون
"فجعلہم" میں "فائ" یا ترتیب كیلئے اور یا تعقیب كیلئے ہے دونوں صورتوں میں یہ اس بات كو بیان ذكررہی ہے كہ حضرت ابراہیم (ع) كا عمل اسی حیلے اور تدبیر كا مصداق تھا كہ جس پر انہوں نے قسم كھائي تھي_

ابراہیم (ع) :
انكی بت شكنی 1، 2; انكی تبلیغ كی روش6; انكی شرك دشمنی كی روش 6; انكا قصہ 1، 2، 5، 6
احكام :4
بت :
ان كے احكام 4; انكی بے احترامی 4; انكا عاجز ہونا 5; انكی مالكیت 4
بت پرستي:
اسكے خلاف مقابلہ 6
بت شكني:
اس كا جواز 4
قوم ابراہیم (ع) :
اس كا بڑا بت 2; اسكی تاریخ 3; اسكے بڑے بت كو باقی ركھنے كا فلسفہ 5، 6; اسكے بتوں كے درجے 3
مالك ہونا:
اسكے احكام 4

قَالُوا مَن فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ (٥٩)
ان لوگوں نے كہا كہ ہمارے خداؤں كے ساتھ برتاؤ كس نے كیا ہے وہ یقینا ظالمین میں سے ہے (59)

1_ حضرت ابراہیم (ع) كے ہاتھوں بتوں كے ٹوٹنے كے بعد بت پرست ایك دوسرے سے ان كے توڑنے والے كے بارے میں تحقیق كرنے لگے_
فجعلہم جذاذا ... قالوا من فعل ہذا بألہتن
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے كہ "من" اسم استفہام ہو_
2_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں كی عدم موجودگی میں بتوں كو توڑدیا اور كسی كو خبر تك نہ ہوئي_

420
قالوا من فعل ہذا بألہتن
بت پرستوں كا بتوں كو توڑنے والے كے بارے میں ایك دوسرے سے سوال اور تحقیق كرنا نیز ان میں سے بعض كا یہ جواب دینا كہ ابراہیم (ع) بتوں كو بڑابھلا كہتے تھے (فتيً یذكر ہم) بجائے اسكے كہ كہیں ہم نے دیكھا ہے انہیں كس نے توڑا ہے مذكورہ مطلب كو بیان كر رہا ہے_
3_ بتوں كو ٹوٹا ہوا دیكھنے كے بعد قوم ابراہیم(ع) نے انكی عاجزی اور ناتوانی كو درك كرلیا _
إلا كبیراً ... إلیہ یرجعون قالوا من فعل ہذا بألہتن
چونكہ قوم ابراہیم(ع) نے بتوں كو مورد سوال قرار نہیں دیا اور ان كے علاوہ كسی اور عامل كی تلاش میں تھے اس سے مذكورہ مطلب حاصل كیا جاسكتا ہے بالخصوص اگر "إلیہ" كی ضمیر كا مرجع "كبیراً" (بڑا بت) ہے_
4_ قوم ابراہیم(ع) بتوں كو اپنے معبود سمجھتی تھی اور انكی عبادت كرتی تھي_
لأكیدن أصنامكم ... قالوا من فعل ہذا بألہتن
"الہ" كا معنی ہے معبود اور سكی جمع "آلہة" كا معنی ہے كئي معبود _
5_ قوم ابراہیم(ع) ،متعدد معبودوں كا عقیدہ ركھتی تھی اور اس كے پاس كئي بت تھے_
ما ہذہ التماثیل ... لأكیدن أصنامكم ... من فعل ہذا بألہتن

6_ قوم ابراہیم کا بتکدہ اور معبد نگہبان نہیں رکھتا تھا_
فجعلہم جذاذاً ... قالوا من فعل ہذا بألہتن
چونکہ حضرت ابراہیم(ع) کے مقابلے میں کوئي دفاع سامنے نہیں آیا اور مشرکین کو بتوں کو توڑنے والے کی اطلاع نہیں ہوئي اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے_
7_ حضرت ابراہیم (ع) ، بتوں کو توڑنے کی وجہ سے اپنی قوم کی نظر میں ظالم اور ستمگر تھے_
قالوا من فعل ہذا بألہتنا إنہ لمن الظالمین
8_ قوم ابراہیم(ع) اپنے ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھ کر سیخ پاہوگئي_
قالوا من فعل ہذا بألہتنا إنہ لمن الظالمین
9_ بتوں کو نقصان پہنچانا، حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کی نظر میں بڑا ظلم اور ناقابل بخشش گناہ تھا_
قالوا من فعل ہذا بألہتنا إنہ لمن الظالمین
ظالم اور ستمگر اسے کہتے ہینجو بار بار ظلم کرے بنابر این بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کو ستمگر کہنا جبکہ وہ صرف ایك بار بتوں کے درپے ہوئے تھے اس نکتے کو بیان کرتا ہے کہ بتوں کے درپے ہونا بت پرستوں کی نظر میں بڑا ظلم شمار ہوتا تھا_

ابراہیم (ع) :
یہ اور ظلم 7; انکی بت شکنی 2، 8; ابراہیم (ع) بت شکن کا قصہ 1; انکا قصہ 1، 2، 3، 7
بت :
انکی اہانت 9; انکا عاجز ہونا 3
قوم ابراہیم(ع) :

اس کا اقرار 3; اسکی بت پرستی 4، 5; اس میں بت شکنی 9; اسکی سوچ 7، 9; اس کا سوال 1; اسکی تاریخ 4، 5، 8، 9; اسکے بتوں کا متعدد ہونا 5; اس کا شرك 5; اس میں ظلم 9; اس کا عقیدہ 4; اس کا غضب 8; اس میں گناہ 9; اسکے معبد کی خصوصیات 6

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (٦٠)
لوگوں نے بتایا کہ ایك جوان ہے جو ان کا ذکر کیا کرتا ہے اور اسے ابراہیم کہا جاتا ہے (60)

1_ حضرت ابراہیم (ع) اپنی قوم کی نظر میں بتوں کو ٹوڑنے کے سلسلے میں مشکوك تھے_
قالوا سمعنا فتيً یذکر ہم یقال لہ إبراہیم
2_ حضرت ابراہیم (ع) نے جوانی میں بتوں کو توڑا اور بت پرستی کے خلاف جنگ کا آغاز کیا_
قالوا سمعنا فتيً یذکر ہم
3_ حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے خلاف چارہ اندیشی اور حیلہ کرنے کا اپنا عزم بعض بت پرستوں کے سامنے ظاہر کیاتھا_
ما ہذہ التماثیل ... قالوا سمعنا فتيً یذکرہم
بت پرستوں نے جو یہ کہا "ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم(ع) بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ باتیں بلا واسطہ طور پر ان سے نہیں سنی تھیں دوسری طرف ایك گروہ ایسا تھا کہ جس نے بلاواسطہ طور پر ابراہیم (ع) کی دھمکی آمیز باتیں سنی تھیں اور انہیں دوسروں تك نقل کیا تھا_ پچھلی دو آیتیں (تاللہ لأکیدن أصنامکم بعد أن تولّوا ...) کہ جس میں "أصنامکم" کا خطاب مخاطب حاضر کیلئے ہے اسی مطلب کی مؤید ہیں_
4_ حضرت ابراہیم (ع) اپنی قوم کی نظر میں معاشرے میں کوئي ممتاز حیثیت نہیں رکھتے تھے اور اپنی قوم کی طرف سے مورد تحقیر قرار پاتے_
سمعنا فتيً یذکرہم یقال لہ إبراہیم

بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کو جو ان کہنا ممکن ہے ان کی ناپختگی اور کم تجربہ ہونے کی طرف تعریض ہونہ کہ واقعا وہ عمر کے لحاظ سے جوان تھے اور "یقال لہ إبراہیم" کی تعبیر کو بھی ایك طرح سے انکی تحقیر اور جانا پہچانا نہ ہونا شمار کیا جاسکتا ہے_

ابراہیم (ع) :

انکی بت شکنی 1، 2; انکی تحقیر4; انکی تدبیر 3; انکی جوانی 2; انکا قصہ 1، 2، 3; انکی معاشرتی حیثیت 4

گذشتہ اقوام:

انکی تاریخ 4

بت پرست لوگ:

یہ اور ابراہیم (ع) کی بت شکنی 3

قوم ابراہیم (ع) :

انکی سوچ4; انکا گمان 1

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ (٦١)

ان لوگوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ شاید لوگ گواہی دے سکیں (61)

1_ بت پرست بتوں کو توڑنے والے کو کشف کرنے کی خاطر حضرت ا براہیم (ع) کو حاضر کرنے اور ان سے کھلم کھلا بازپرسی کے خواہاں_

قالوا فأتوا بہ علی أعین الناس

2_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کو لوگوں کی طرف سے ان کے مجرم ہونے کی گواہی دینے کیلئے حاضر کیا_

فأتوا بہ ... لعلہم یشہدون

3_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کو اسلئے حاضر کیا تا کہ ان کی بت شکنی کی سزا عام لوگوں کو دکھائي جاسکے_

فأتوا بہ ... لعلہم یشہدون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "یشہدون" ،"یحضرون" (حاضر ہوں) کے معنی میں ہو اس احتمال کی بنیاد پر آیت کے مورد کی مناسبت سے لوگوں کے حاضر ہونے سے مقصود ان کا حضرت ابراہیم (ع) کی سزا کو دیکھنے کیلئے حاضر ہونا ہوگا_

4_ گواہی دینا، قوم ابراہیم (ع) میں جرم کے ثابت کرنے کا ذریعہ تھا_

فأتوا بہ ... لعلہم یشہدون

ابراہیم (ع) :

ان سے آشکارا تفتیش1; انکی تفتیش کی درخواست1; ان کے حاضر کرنے کا فلسفہ 2، 3; انکا قصہ 1، 2، 3;

انکی بت شکنی کی سزا 3; انکے خلاف گواہی 2
جرائم:
اثبات جرم کی ادلہ 4
قوم ابراہیم (ع) :
مشار الیہ حضرت ابراہیم (ع) کا عمل (بتوں کو توڑنا)
اسکے مطالبے 1; اس میں گواہی 4
گواہي:
اسکے اثرات 4

قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ (٦٢)
پھر ان لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے (62)

1_ بت پرست، حضرت ابراہیم (ع) کو بتوں کا توڑنے والا سمجھتے تھے_
قالواء ا نت فعلت ہذا بألہتنا یا إبراہیم
2_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم(ع) سے بتوں کو توڑنے کا اعتراف لینے کیلئے ان سے تفتیش کی _
قالوا ء ا نت فعلت ہذا بألہتنا یا إبراہیم
"انت" میں استفہام تقریری او رمخاطب سے اعتراف لینے کیلئے ہے یعنی بت پرست جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم(ع) بتوں کو توڑنے والے ہیں لیکن ان سے اعتراف لینے کیلئے انہوں نے کہا "أنت فعلت"_
3_ قوم ابراہیم (ع) کا بتکدہ حضرت ابراہیم (ع) سے تفتیش اور ان کے خلاف عدالتی کا روائي کا مرکز _*
قالوا ء ا نت فعلت ہذابألہتنا یا إبراہیم
"ہذا" قریب کی طرف اشارہ ہے اور اس کا ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے خلاف کاروائي کا مرکز خود بتکدہ یا اسکے قریب تھا_
4_ سب لوگوں کے سامنے ملزمین اور مجرمین سے اعتراف لینا حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کے درمیان کاروائي کرنے اور سزا دینے کی ايك روش_
قالوا فأتوا بہا علی أعین الناس ... قالوا ء ا نت فعلت ہذابألہتنا إبراہیم

ابراہیم (ع) :
ان کا اقرار 2; ان کی بت شکنی 1; ان کی تفتیش کا فلسفہ 2; انکا قصہ 1، 2; انکی تفتیش کا امکان 3
قوم ابراہیم(ع) :
اسکی سوچ 1; اس کا معبد 3

424
ملزم:
اس سے اقرار لینا4
عدالتی نظام:
یہ حضرت ابراہیم (ع) کے زمانے میں 4

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ (٦٣)

ابراہیم نے کہا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تم ان سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ بول سکیں (63)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کو توڑنے والے کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں پہلے بتوں کو توڑنے کو

بڑے بت كى طرف نسبت دي_
قال بل فعلہ كبيرہم
2_ حضرت ابراہيم (ع) كى طرف سے بتوں كے توڑنے كو بڑے بت كى طرف نسبت دينا بت پرستوں كے بت پرستى والے عقيدے كے بطلان كى طرف متوجہ ہونے كا پيش خيمہ تھا نہ آپ كى طرف سے جھوٹى نسبت_
قال بل فعلہ كبيرہم
حضرت ابراہيم (ع) نے بتوں كے توڑنے كو بڑے بت كى طرف نسبت ديكر نہ فقط جھوٹ نہيں بولا بلكہ ايك بليغ اشارے كے ساتھ ماجرا كى حقيقت بھى بيان كردى كيونكہ حضرت ابراہيم (ع) نے جملہ "فسئلوہم ..." كے ذريعے بت پرستوں كو يہ سمجھانا چاہا كہ بت تو بات كرنے سے عاجز ہيں چہ جائيكہ بتوں كو توڑنا پس مان لينا چاہے كہ عاجز معبود پرستش كے لائق نہيں ہے_ قابل ذكر ہے كہ بعد والى آيت (يہ كہ بت پرست حضرت ابراہيم (ع) كا جواب سمجھ كر متوجہ اور خبردار ہوگئے) مذكورہ مطلب كى مؤيد ہے_
3_ حضرت ابراہيم (ع) نے ايك عالمانہ طريقے سے بت پرستوں سے چاہا كہ وہ بتوں كے توڑنے والے كے بارے ميں خود بتوں سے باز پرس كريں_
فسئلوہم إن كانوا ينطقون
حضرت ابراہيم (ع) نے بتوں كے توڑنے كو بڑے بت كى طرف نسبت ديكر اور بت پرستوں سے يہ درخواست كر كے كہ بت شكن كو پہچاننے كيلئے وہ خود بتوں سے باز پرس كريں_ بت پرستى كے خلاف مقابلہ ميں عالمانہ روش اختيار كى كيونكہ اس طريقے سے بت پرستوں نے اپنے راستے كے باطل ہونے كو آسانى سے پاليا جيسا كہ بعد والى آيت (فرجعوا إلى انفسہم ...) اسى

حقيقت كو بيان كررہى ہے_
4_ حضرت ابراہيم (ع) نے بت پرستوں سے خود بتوں سے تفتيش كرنے كى درخواست كركے بتوں كے عجز و ناتوانى كو ان كيلئے ظاہر كرديا_
فسئلوہم إن كانوا ينطقون
5_ بت حتى بت پرستوں كى نظر ميں بھى بولنے اور گفتگو كرنے سے عاجز ہيں_
فسئلوہم إن كانوا ينطقون
6_"عن الصادق(ع) : واللہ ما فعلہ كبيرہم و ما كذب إبراہيم فقيل: و كيف ذلك؟ قال: إنما قال: فعلہ كبيرہم ہذاأن نطق و ان لم ينطق فلم يفعل كبير ہم ہذا شيئاً; امام صادق (ع) سے روايت ہے: قسم بخدا بڑے بت نے وہ كام نہيں كيا تھا اور ابراہيم (ع) نے بھى جھوٹ نہيں بولا تھا_ امام صادق (ع) سے كہا گيا يہ كيسے ممكن ہے(جبكہ خود ابراہيم (ع) نے كہا تھا كہ يہ كام بڑے بت نے كيا ہے) تو آپ(ع) نے فرمايا ابراہيم (ع) نے كہا تھا اگر بڑا بت بات كرے تو اس نے يہ كام كيا ہے اور اگر بات نہ كرے تو بڑے بت نے كوئي كام نہيں كيا_
7_ " عن عبداللہ (ع) : إن اللہ ... ا حب الكذب فى الإصلاح ... انّ ابراہيم (ع) إنّما قال:"بل فعلہ كبيرہم ہذا" ارادة الإصلاح و دلالة على ا نہم لا يفعلون ...; امام صادق (ع) سے روايت ہے خداتعالي ... اصلاح كى خاطر جھوٹ بولنے كو دوست ركھتا ہے ... جب ابراہيم(ع) نے كہا "بل فعلہ كبيرہم ہذا" تو انكى غرض (لوگوں كي) اصلاح اور راہنمائي تھى تا كہ وہ (سمجھ جائيں) كہ بت كوئي كام انجام نہيں دے سكتے (2)

ابراہيم (ع) :
ان كے جواب كے اثرات 2; يہ اور جھوٹ 6، 7; انكے قصے كا بت شكن 3; ان كا جواب 1; ان كے پيش آنے كى روش 3; انكى تبليغ كى روش 4; انكا قصہ 1، 2، 3، 4
بت:
يہ اور بات كرنا 5; ان سے سوال 3; انكا عاجز ہونا 5
بت پرست لوگ:
ان كى سوچ 5

جھوٹ:
جائز جھوٹ 7; مصلحت والا جھوٹ 7
روایت 6، 7
قوم ابراہیم (ع) :
ان کے بڑے بت سے تفتیش 4; اسکے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 2; اس کے بتوں کا عاجز ہونا4; اسکے بتوں کا کردار 1، 6
....

1) تفسیر قمی ج2 ص 72; نورالثقلین ج3 ص 431 ح 79_
2) کافی ج 2 ص 342 ح 17; نورالثقلین ج3 ص 434 ح 85 و 86_

فَرَجَعُوا إِلَى أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ (٦٤)
اس پر ان لوگوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یقینا تم ہی لوگ ظالم ہو (64)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں کچھ متوجہ ہوئے اور اپنے عقیدے کے بارے میں سوچ و بیچار کرنے لگے_
فرجعوا إلى أنفسہم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "فرجعوا إلى أنفسہم" سے مراد بت پرستوں میں سے ہر ایك کا اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرنا اور غور و فکر کرنا ہو_
2_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں ایك دوسرے کے پاس آکر آپس میں ایك دوسرے کی مذمت کرنے لگي_
فرجعوا إلى أنفسہم فقالوا إنكم أنتم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "أنفسہم" سے مقصود بت پرستوں کا آپس میں ایك دوسرے کی طرف رجوع کرنا ہو اس طرح وہ ایك دوسرے کو مخاطب کر کے (فقالوا إنكم أنتم ...) آپس میں ایك دوسرے کی مذمت کرنے لگے_
3_ حضرت ابراہیم (ع) کا شرك کے بطلان پر استدلال اور بت پرستی کے ساتھ مقابلہ میں انکی روش نے انکی پوری قوم پر مکمل اثر کیا_
قال بل فعلہ كبيرہم ... فرجعوا إلى ا نفسہم فقالوا إنكم أنتم الظالمون
اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پوری قوم نے فوری طور پر اپنی گمراہی کا اعتراف کرلیا حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کے قوی ہونے اور ان کی دعوت کی روش کے مکمل طور پر اثر کرنے کا اندازہ ہوتا ہے_
4_ قوم ابراہیم(ع) کے بت پرستوں نے اپنے ظلم اور حضرت ابراہیم(ع) کے اس سے بری ہونے کا اعتراف کیا_
فقالو إنكم أنتم الظالمون
ضمیر منفصل "أنتم" ،"كم" کیلئے تأکید ہے اور جملہ "إنكم أنتم ..." حصر پر دلالت کرتا ہے یہ

حصر حصر اضافی ہے یعنی فقط تم ظالم ہو نہ ابراہیم(ع) _
5_ بت پرستی اور شرك، فطرت انسانی کی نظر میں ظلم و ستم ہے_
فرجعوا إلى أنفسہم فقالوا إنكم أنتم الظالمون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "انفسہم" سے مراد اپنی طرف رجوع کرنا اور ضمیر و وجدان ہو_
6_ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستی کے خلاف مبارزت اور توحید کے اثبات کیلئے فن نمائشے (اداکاري) سے استفادہ کیا_
فجعلہم جذاذاً إلا كبيراً لہم ... قال بل فعلہ كبيرہم ہذا فسئلوہم ... فقالوا إنكم أنتم الظالمون
7_ تبلیغ دین میں فن نمائشے سے استفادہ کرنا شائستہ اور کامیاب طریقہ ہے_

فجعلہم جذاذاً الا كبيراً لہم ... قال بل فعلہ كبيرہم ہذا فسئلوہم ... فقالوا إنكم ا نتم الظالمون
حضرت ابراہيم (ع) نے اپنى تبليغ ميں فن نمائشے سے استفادہ كيا اور اپنے ہدف كو پاليا اس سے مذكورہ مطلب حاصل كيا جاسكتا ہے_
8_ شرك اور بت پرستى انسان كے اپنے آپ سے بيگانہ ہونے كا واضح مصداق ہے_
ا نت فعلت ہذا بألہتنا ... فرجعوا إلى ا نفسہم فقالو إنكم ا نتم الظالمون
چونكہ بت پرستوں نے اپنى طرف واپس پلٹنے اور متنبہ ہونے كے بعد شرك كے بطلان كو درك كرليا اس كا مطلب يہ ہے كہ بت پرست لوگ اپنے آپ سے بيگانہ ہيں_
9_ اپنے كو پالينا اور ضمير كى طرف رجوع كرنا حقائق كے اعتراف كيلئے اسباب فراہم كرتا ہے _
فرجعوا إلى ا نفسہم فقالوا إنكم ا نتم الظالمون
چونكہ بت پرستوں نے اپنے كو پالينے اور اپنے ضمير كى طرف رجوع كرنے كے بعد شرك كے بطلان اور توحيد كى سچائي كو درك كرليا اس سے مذكورہ مطلب كا استفادہ كيا جاسكتا ہے_
10_ ظلم كا برا اور ناپسنديدہ ہونا سب انسانوں كيلئے قابل درك اور قابل قبول ہے_
فقالوا إنكم ا نتم الظالمون
مذكورہ مطلب اس نكتے كى طرف توجہ كرنے سے حاصل ہوتا ہے كہ قوم ابراہيم (ع) باوجود اسكے كہ الہى شريعتوں ميں سے كسى خاص شريعت كا اعتقاد نہيں ركھتى تھى ليكن پھر بھى اس نے ظلم كے قبيح ہونے كو مسلم ليا_

ابراہيم (ع) :
ان كے استدلال كے اثرات 3; يہ اور ظلم 4; انہيں برى الزمہ كرنا 4; انكى تبليغ كى روش 3، 4; انكے مقابلے كى روش 6; انكا قصہ 1، 2، 3، 4; انكا فن 6
اقرار:
ظلم كا اقرار 4; حق كے اقرار كا پيش خيمہ 9

428
انسان :
اسكے فطرى امور 5
بت:
يہ اور بات كرنا 1; انكا عاجز ہونا 1، 2
بت پرستي:
اسكے اثرات 7; اس كا ظلم ہونا 5
تبليغ:
اسكى روش 7; اس ميں ہنر 7
خود:
خود كو باور ى اثرات 9; خود كى سرزنش 2; خود سے بيگانہ ہونے كے عوامل 8
شرك:
اسكے اثرات 8; اس كا ظلم ہونا 5
ظلم:
اسكے موارد 5; اسكے ناپسنديدہ ہونے كا واضح ہونا 10
قوم ابراہيم:
اسكے افراد 4; اسكى تاريخ 1; اس كا متنبہ ہونا 1، 2، 3; اسكى سرزنش 2; اسكے تفكر كے عوامل 1
ضمير:
اسكا كردار 9
فن:

ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُؤُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاء يَنطِقُونَ (٦٥)
اس كے بعد ان كے سر شرم سے جهكا ديئے گئے اور كہنے لگے ابراہيم تمهيں تو معلوم ہے كہ يہ بولنے والے نہيں ہيں (65)

1_شرك كے بطلان پر حضرت ابراہيم (ع) كے مستحكم استدلال كے مقابلے ميں بت پرستوں نے شرمندہ ہوكر سر جهكالئے_
ثم نكسوا على رؤسہم
"نكس" كا معنى ہے كسى شے كے اوپر والے حصے كو نيچے كى طرف پلٹانا اور اسے برعكس كرنا جملہ "نكسوا على رؤسہم" تمثيل (معقول كي محسوس كے ساتھ تشبيہ) اور ان لوگوں سے كنايہ ہے كہ جن كے سر زيادہ شرمندگى كى وجہ سے ان كے بدن كى نچلى جانب كى طرف ہوں_
2_ بت پرست،شرك كے بطلان پر حضرت ابراہيم (ع) كے محكم استدلال سے قانع ہونے كے باوجود دوبارہ اپنے شرك آميز عقيدے كا دفاع كرنے

لگے_
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ اوپر اور نيچے ہونا كہ جو كنايہ والے جملے (ثم نكسوا على رؤسہم) ميں موجود ہے_ اس سے مراد بت پرستوں كے اعتقادى موقف اور عقائد كا اوپر اور نيچے ہونا ہو يعنى ابتداء ميں تو انہوں نے حضرت ابراہيم (ع) كے استدلال كے نتيجے ميں شرك كے بطلان كو درك كرليا ليكن پھر وہ اپنے سابقہ عقيدے پر پلٹ گئے اور دوبارہ اس كا دفاع كرنے لگے_
3_ حضرت ابراہيم (ع) كى بت پرست قوم كا شرك وبت پرستى كو دوبارہ اپناكر اپنى شخصيت كو تبديل كرنا_
فقالوا إنكم ا نتم الظالمون_ ثم نكسوا على رؤسہم
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ جملہ (ثم نكسوا على رؤسہم) ميں اوپر نيچے ہونے سے مراد بت پرستوں كے عقيدہ كا تبديل ہونا ہو اس بناپر ايسى تبديلى كو انسان كے برعكس ہونے سے تشبيہ دينا ہوسكتا ہے بت پرستوں كى شخصيت كى بنيادى تبديلى سے كنايہ ہو كہ جسكے نتيجے ميں ان كے عقائد بهى تبديل ہوگئے_
4_ توحيد سے منہ موڑ كر شرك كى طرف مائل ہونا انسان كى حقيقت اور شخصيت كى تبديلى اور پچهلے قدموں لوٹنا ہے_
فقالوا إنكم ا نتم الظالمون_ ثم نكسوا على رؤسہم
5_ حضرت ابراہيم (ع) كى بت پرست قوم كا يہ اعتراف كہ بت نطق، كلام اور علم و عقل سے بے بہرہ ہيں_
لقد علمت ما ہؤلا ينطقون
6_ بت پرستوں نے شرك كے بطلان پر حضرت ابراہيم (ع) كے استدلال كو نادرست قرار ديا اور انہيں بتوں كو توڑنے كى وجہ سے مجرم ٹهہرايا_
فسئلوہم إن كانوا ينطقون ...ثم نكسوا على رؤسہم لقد علمت ما ہؤلاء ينطقون
حضرت ابراہيم (ع) كے كلام " فسئلوہم ان كانوا ينطقون"كا جواب جملہ (لقد علمت ما ہؤلاء ينطقون)ہے يعنى تجهے پتا ہے كہ بت بات كرنے سے عاجز ہيں پس كيوں ہميں بتوں سے سوال كرنے كا كہہ رہے ہے لامحالہ تيرا يہ سوال بت شكنى كى تہمت سے فرار كيلئے ہے_

یہ اور بات کرنا5; انکا عاجز ہونا 5
توحید:
اس سے منہ موڑنا 4
شخصیت:
اسکی آسیب شناسی 4; اسکی تغییر کے عوامل 4
قوم ابراہیم (ع) :

اس کا مرتد ہونا4; اس کا اقرار 5; اسکی سوچ6; اسکی تاریخ 2، 3; اسکی شخصیت کی تبدیلی 3; اس کا خبردار ہونا1; اسکی شرمندگی 1، اس کا شرك 2، 3; اس کا لیچڑپن 2

قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئاً وَلَا يَضُرُّكُمْ (٦٦)
ابراہیم نے کہا کہ پھر خدا کو چھوڑ کر ایسے خداؤں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کوئي فائدہ پہنچاسکتے ہیں اور نہ نقصان (66)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے خدائے یکتا کے غیر کی عبادت کی وجہ سے اپنی قوم کی مذمت کي_
قال ا فتعبدون من دون الله
"ا فتعبدون" کا ہمزہ استفہام انکاری توبیخی کیلئے ہے_
2_ قوم ابراہیم (ع) ان چیزوں کی عبادت کرتی تھی جو اسے نہ کوئي نفع پہنچاسکتی تھیں اور نہ نقصان_
قال ا فتعبدون من دون الله مالا ینفعکم شیئاً و لا یضرکم
3_ نفع و نقصان صرف خداتعالی کے ہاتھ میں ہے_
ا فتعبدون من دو ن الله ما لا ینفعکم شیئاً و لا یضرکم
اس حقیقت کا بیان کرنا کہ معبود انسانوں کو کوئي نفع و نقصان نہیں پہنچاسکتے ہوسکتا ہے اس نکتے کی طرف اشارہ اور تعریض ہو کہ نفع و نقصان صرف خداتعالی کے ہاتھ میں ہے_
4_ حضرت ابراہیم (ع) نے توحید کے اثبات اور شرك کے بطلان کیلئے بت پرستوں کو بتوں کی ناتوانی سے آگاہ کرنے اور ان سے اس حقیقت کا اعتراف لینے کی روش سے استفادہ کیا_
فسئلوہم إن کانوا ینطقون ...لقد علمت ما ہؤلاء ینطقون قال ا فتعبدون من دون الله مالا ینفعکم شیئاًو لا یضرکم
5_لوگوں کو دین داری کے سودمند ہونے اور بے دینی کے نقصان دہ ہو نے سے آ گاہ کرنا دین کی تبلیغ اور انسانوں کی ہدایت میں ایك پسندیدہ اور مفید روش

ہے _
قال ا فتعبدون من دون الله مالا ینفعکم شیًًا و لا یضرکم
6_عبادت خدا کے منافع کو حاصل کرنے اور ترك عبادت کے نقصانات سے بچنے کیلئے عبادت کرنے کاجواز_
ا فتعبدون من دون الله مالا ینفعکم شیئاً ولا یضرکم

حضرت ابراہیم (ع) نے شرك كے بطلان كو ثابت كرنے كيلئے غيرخدا كى عبادت كے لا حاصل ہونے كو دليل بنايا اس حقيقت كے بيان سے اس بات كا استفادہ كيا جا سكتا ہے كہ ہر معبود كى عبادت كا انسان كيلئے كوئي فائدہ ہونا ضرورى ہے اور انسان اس فائدے كے پيش نظر خداتعالى كى عبادت كرسكتا ہے_

ابراہيم (ع) :

انكى تبليغ كى روش4; انكى شرك دشمنى كى روش 4; انكى طرف سے مذمت 1; انكا قصہ 1، 4

احكام 6

بت:

انكا عاجز ہونا 4

تبليغ:

اسكى روش 5

خداتعالى :

اسكى خصوصيات 3

دين:

بے د ينى كے نقصان كا اعلان 5

ديندارى:

اسكے منافع كا اعلان 5

نقصان:

اس كا سرچشمہ 3

نفع:

اس كا سرچشمہ 3

عبادت:

عبادت خدا كے احكام 6; مادى مفادات كيلئے عبادت 6

قوم ابراہيم:

اسكے بت پرستوں كا متنبہ ہونا 4; اسكى سرزنش 1; اس كا شرك 1; اسكے بتوں كا عاجز ہونا 2

ہدايت:

اسكى روش 5

432--------------------------------------436

أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (٦٧)

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ (٦٨)

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيمَ (٦٩)

437

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْداً فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ (٧٠)

اور ان لوگوں نے ايك مكر كا ارادہ كيا تھا تو ہم نے بھى انھيں خسارہ والا اور ناكام قرار ديديا (70)

1_ حضرت ابراہيم (ع) كے خلاف بت پرستوں كى سازش اور فريب كارى نا كام رہي_

و أرادوا بہ كيداً فجعلنہم الأخسرين

2_ حضرت ابراہيم (ع) كے خلاف بت پرستوں كى سازش اور نيرنگ خود ان كے مكمل نقصان اور خسارت كا عامل بنا_

و أرادوا بہ كيداً فجعلنہم الأخسرين

3_ حضرت ابراہيم (ع) كو آگ ميں پھينكے جانے كے علاوہ بت پرستوں كى ايك اور سازش اور نيرنگ كا بھى سامنا كرنا

پڑا _
و أرادوا بہ كيداً فجعلنہم الأخسرين
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "كيداً" سے مراد آگ ميں پھينكنے كے علاوہ كوئي نيا نيرنگ ہو كيونكہ "كيد" كے معنى ميں خفيہ ہونا بھى ہے جبكہ آگ ميں پھينكنا تو ايك آشكارا عمل تھا نہ مخفى اسكے علاوہ "أرادو" يعنى انہوں نے ارادہ كيا اور چاہا (نہ اسے عملى كيا) كى تعبير اسى دعوت كى تائيد كرتى ہے قابل ذكر ہے كہ "كيدًا" كى تنوين تعظيم و تفخيم كيلئے ہے_ اس صورت ميں يہ نيرنگ كے بڑے ہونے كو بيان كررہى ہے_
4_ حضرت ابراہيم (ع) كى بت پرست قوم، كائنات كى سب سے زيادہ خسارة والى قوم تھي_
فجعلنہم الأخسرين
5_ اہل باطل كى نيرنگ بازياںاور فريب كارياں، ارادہ الہى كے مقابلے ميں ناتوان اور بے نتيجہ ہيں_
و أرادوا بہ كيداً فجعلنہم الأخسرين
6_ بت پرستى اور حق اور رہبرن الہى كے مقابلے ميں كھڑا ہونا سب سے زيادہ نقصان والے كاموں ميں سے ہے_
و أرادوا بہ كيداً فجعلنہم الأخسرين

ابراہيم (ع) :
ان كے خلاف سازش كے اثرات 2; ان كے خلاف سازش 1، 3; انہيں جلانا 3; ان كا قصہ 1، 2، 3

بت پرستي:
اس كا نقصان 3
حق:
اسے قبول نہ كرنے كا نقصان 6
خداتعالي:
اسكے ارادے كى اہميت 5
دشمن:
انكى سازش كى شكست 5
دينى رہنما:
ان كے خلاف مبارزت كا نقصان 6
قوم ابراہيم (ع) :
اسكى تاريخ 4; اسكى سازش 3; اس كا نقصان اٹھانا 2، 4; اسكى ناكامى 1
لوگ:
سب سے زيادہ نقصان اٹھانے والے لوگ4
نقصان:
بدترين نقصان 6; اسكے عوامل 2; اسكے مراتب 6

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطاً إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ (٧١)

اور ابراہیم اور لوط کو نجات دلا کر اس سرزمین کی طرف لے آئے جس میں عالمین کے لئے برکت کا سامان موجود تھا (71)

1_ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) نے ارادہ الہی کے ساتھ اپنی قوم کی نیزنگ بازیوں اور دسیسہ کاریوں سے نجات حاصل كي_
و أرادوا بہ كيداً ... و نجينہ و لوطاً إلى الأرض التى بركنا فيہ
2_ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) نے اپنے آلودہ معاشرے سے پر برکت سرزمین کی طرف ہجرت كي_
إلى الأرض التى بركنا فيہ
3_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرح حضرت لوط(ع) بھی اپنی قوم کی طرف سے رنج و الم اور اذیت کا شکار تھے_
و نجينہ و لوطاً إلى الأرض التى بركنا فيہ
حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط کے بارے میں ایك ہی طرح سے کلمہ نجات کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہے کیونکہ نجات وہاں ہوتی ہے جہاں کسی خطرے اور نقصان کا سامنا ہو_

439
4_ حضرت ابراہیم (ع) اور لوط (ع) کی ہجرت کی جگہ (شام _ فلسطین) دنیا کے سب لوگوں کیلئے با برکت ہے_
و نجينہ و لوطاً إلى الأرض التى بركنا فيہا للعلمين
"عالم" کا معنی ہے پوری مخلوقات یا موجودات کا ایك حصہ اور اس کا جمع (عالمین) آنا موجودات کی تمام اقسام کو شامل ہونے کیلئے ہے اور اس آیت میں اس سے مراد دور و نزدیك کے سب قبائل اور اقوام کے تمام افراد ہیں _قابل ذکر ہے کہ معمولاً مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ سرزمین مبارك سے مراد شام (فلسطین) ہے_
5_ حق کا دفاع اور حق دشمنوں اور مشرکین کے مقابلے میں توحید کے مدارپر حرکت کرنا خداتعالی کی امداد اور نصرت کو ہمراہ رکھتا ہے_
و أرادوا بہ كيداً ... و نجينہ و لوطاً إلى الأرض التى بركنا فيہ
6_ آلودہ ماحول اور بلاد کفر و شرك سے پاك اور پربرکت سرزمین کی طرف ہجرت کرنا ایك شائستہ اور لازمی امر ہے_
و نجينہ و لوطاً إلى الأرض التى بركنا فيہ

ابراہیم (ع) :
انکی اذیت 3; ان کے زمانے کا معاشرہ 2; انکا قصہ 1، 2، 3; انکی نجات1; انکی ہجرت 2، 4
حق:
اسکے دفاع کے اثرات 5; حق دشمنوں کے خلاف مبارزت کے اثرات 5
خداتعالی :
اسکے ارادے کے اثرات 1; اسکی امداد کا پیش خیمہ 1; اس کا نجات دینا 1
سرزمین:
با برکت سرزمین 2، 4; با برکت سرزمین کی طرف ہجرت 6
عمل:
پسندیدہ عمل6
فلسطین:
اسکی برکت 4; اسکی طرف ہجرت4
قوم ابراہیم (ع) :
اسکی اذیتیں 3; اسکی سازش1
قوم لوط(ع) :
اسکی اذیتیں3; اسکی سازش1
لوط(ع) :

انکی اذیت 3 ; ان کے زمانے کا معاشرہ 2; انکا قصہ1، 2، 3; انکی نجات 1; انکی ہجرت 2، 4
مشرکین:
ان کے خلاف مقابلے کے اثرات 5
ہجرت:
اسکی اہمیت 6; خراب معاشرے سے ہجرت 6; دارالکفر سے ہجرت 6

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلّاً جَعَلْنَا صَالِحِينَ (٧٢)
اور پھر ابراہیم کو اسحاق اور ان کے بعد یعقوب عطا کئے اور سب کو صالح اور نیك کردار قرار دیا (72)

1_ حضرت اسحاق(ع) اور حضرت یعقوب(ع) کی پیدائشے حضرت ابراہیم (ع) کی ہجرت کے بعد ہوئي_
و نجيناه و لوطاً إلى الأرض ... و وہبنا لہ إسحاق و يعقوب
ان آیات میں حضرت ابراہیم (ع) کی داستان بطور مجموع مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے_ اسکے علاوہ یہ کہ حضرت ابراہیم (ع) کا آگ میں پھینکاجانا اور انکا اس سے نجات پانا جوانی میں تھا اور آپ بڑہاپے میں صاحب اولاد ہوئے_
2_ اسحاق(ع) و یعقوب(ع) ،داتعالی کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کو عطیہ _
ووہبنا لہ إسحق و يعقوب
3_ اولاد اور اولاد کی اولاد پروردگار کی طرف سے ایك عطیہ ہے_
ووہبنا لہ إسحق و يعقوب
4_حضرت یعقوب(ع) کی پیدائشے ،حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی میں ہوئي_
ووہبنا لہ إسحق و يعقوب
حضرت یعقوب (ع) حضرت اسحاق (ع) کے بیٹے اور حضرت ابراہیم (ع) کے پوتے ہیں لیکن چونکہ خداتعالی نے یعقوب(ع) کا نام اسحاق کے ہمراہ ذکر کیا ہے اور دونوں کو اپنی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کیلئے عطیہ قرار دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ یعقوب(ع) ،حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی یں پیدا ہوچکے تھے_
5_ حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب کا عطا کرنا خداتعالی کی طرف سے ان کے استحقاق سے بڑھ کر ان کیلئے خصوصی عطیہ اور فضل تھا _
و وہبنا لہ إسحاق و يعقوب نافلة
یہ مطلب دو نکتوں کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے 1_ "نافلہ" یعقوب(ع) کیلئے حال ہے 2_ "نافلة" کا ایك معنی ہے عطیہ جو استحقاق سے بڑھ کر ہو

حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب کے عطا کرنے کے سلسلے میں اس کلمے کا استعمال اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے خداتعالی سے صرف بیٹے کی درخواست کی تھی نہ پوتے کی لیکن خداتعالی نے ان پر خصوصی فضل و کرم کرتے ہوئے انہیں پوتا بھی عطا کیا (لسان العرب)
6_ ابراہیم (ع) ، یعقوب (ع) اور اسحاق (ع) صالحین میں سے ہیں_
وكلاً جعلنا صالحين
7_ ابراہیم (ع) ، اسحاق(ع) اور یعقوب (ع) کا مقام صالحین کو پانا خداتعالی کے ارادے اور لطف و کرم کے سائے میں تھا_
وكلاً جعلنا صالحين
8عن أبی عبداللہ(ع) فی قولہ عزوجل:"ووہبنا لہ اسحاق و يعقوب نافلة "قال:ولدا لولد نافل_ اللہ تعالی کے فرمان (و وہبنا لہ اسحاق و يعقوب نافلة) کے بارے میں امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا اولاد کی اولاد نافلہ ہے (1)

ابراہیم (ع) :

یہ صالحین میں سے 6; یہ اور یعقوب (ع) 4; ان پر فضل کرنا 5; ان کے فضائل 5، 6; ان کا قصہ 1; انکی صلاحیت کا سرچشمہ 7; انکی نعمتیں 2; انکی ہجرت 1

اسحاق (ع) :

یہ صالحین میں سے 6; انکی تاریخ ولادت 1; ان کے فضائل 6; انکا قصہ 1; انکی صلاحیت کا سرچشمہ 7

انبیائ:(ع)

انکی تاریخ1

پوتا:

اس کا کردار 8

خداتعالی :

اسکے ارادے کے اثرات 7; اسکے عطیے 2، 3

روایت 8

خداتعالی کا فضل:

یہ جنکے شامل حال ہے 5

نافلہ:

اس سے مراد 8

نعمت:

اسحاق کی نعمت 2 ; بیٹے کی نعمت 3; پوتے کی نعمت 3; یعقوب کی نعمت 2

یعقوب(ع) :

انکی تاریخ ولادت 1، 4; ان کے فضائل 6; انکا قصہ 1; انکی صلاحیت کا سرچشمہ 7; یہ صالحین میں سے 6

....

1) معانی الاخبار ص 225 ح 1; نورالثقلین ج3 ص 440 ح 104_

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاء الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (٧٣)

اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکوة ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبدات گذار بندے تھے (73)

1_ حضرت ابراہیم (ع) ، اسحاق(ع) اور یعقوب(ع) معاشرے میں رہبری اور قیادت کا منصب رکھتے تھے_

و جعلنہم أئمة

2_ ابراہیم (ع) ، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کی امامت و راہبری خداتعالی کے انتخاب اور انتصاب کی وجہ سے تھي_

و جعلنہم أئمة

3_ مقام امامت ،خداتعالی کی جانب سے عطا ہوتا ہے_

و جعلنہم أئمة

4 _ امامت ،نبوت و رسالت سے بالاتر مقام و منصب

و كلاً جعلنا صالحين و جعلنہم أئمة يہدون بأمرن

خداتعالی کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کو صالح قرار دینا اور انہیں منصب امامت عطا کرنا انکی نبوت و رسالت کے بعد تھا یہ ہوسکتا ہے مقام امامت کے ،منصب نبوت سے بالاتر ہونے کو بیان کررہا ہے_

5_ صالح ہونا، مقام امامت کو پانے کی شرط ہے_

كلاً جعلنا صالحين و جعلنہم أئمة
مذكورہ مطلب اس نكتے كے پيش نظر حاصل ہوتا ہے كہ خداتعالى نے ابراہيم(ع) اور ... كو مقام امامت عطا كرنے سے پہلے انہيں صالح بنايا اور پھر انہيں منصب امامت عطا كيا _
6_ ابراہيم (ع) ، اسحاق(ع) اور يعقوب (ع) كو خداتعالى كى طرف سے لوگوں كا ہادى اور رہنما بناياگيا _

و جعلنہم أئمة يہدون
7_ ابراہيم (ع) ، اسحاق (ع) اور يعقوب (ع) ما مور تھے كہ احكام الہى كى حدود ميں رہتے ہوئے لوگوں كى ہدايت كريں نہ اپنے ذاتى ذوق اور دوسروں كے حكم كے مطابق_
و جعلنہم ائمة يہدون بأمرن
"بامرنا"،"يہدون" كے متعلق اور در حقيقت ہدايت كرنے كيلئے شرط اور قيد كے طور پر ہے يعنى ضرورى ہے كہ لوگوں كو ہدايت كرنا ہمارے حكم سے ہو_
8_ رہبران الہى كے عمل كا معيار حكم خداوندى ہے نہ انكا ذاتى ذوق اور لوگوں كى خواہشات نفسانى _
و جعلنہم أئمة يہدون بأمرن
9_ لوگوں كو خداتعالي، اسكى صفات، افعال اور كلام كى طرف ہدايت كرنا حضرت ابراہيم (ع) ،اسحاق(ع) اور يعقوب(ع) كا فريضہ تھا_
و جعلنہم أئمة يہدون بأمرن
مذكورہ مطلب دو نكتوں كى بنياد پر ہے_ 1_ "امر" اصل ميں "شأن" كے معنى ميں ہے اور يہ ايسا عام كلمہ ہے جو تمام افعال اور اقوال كو شامل ہے (مفردات راغب) 2_ "بامرنا" ميں "با" ممكن ہے غايت كيلئے اور "الى " كے معنى ميں ہو_
10_ ابراہيم (ع) ، اسحاق (ع) اور يعقوب (ع) ان انبيا(ع) ء ميں سے ہيں كہ جنكو خداتعالى كى طرف سے وحى ہوتى تھي_
و أوحينا إليہم
11_ ابراہيم (ع) ،اسحاق (ع) اور يعقوب (ع) نيك كام كو انجام دينے، نماز قائم كرنے اور زكات ادا كرنے پر مأمور_
و أوحينا إليہم فعل الخيرات و إقام الصلوة و إيتاء الزكاة
12_ خداتعالى نے ابراہيم (ع) ، اسحاق (ع) اور يعقوب (ع) كو نيك كاموں كى شناخت كرائي اور وحى كے ذريعے انہيں ان كے انجام دينے كا طريقہ سكھايا_
و أوحينا إليہم فعل الخيرات
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "فعل الخيرات" كى نصب "أوحينا" كا مفعول ہونے كى وجہ سے ہو_ اس بناپر فعل خيرات كى وحى اور الہام سے مراد ہوسكتا ہے يہ ہو كہ خداتعالى نے انہيں ہر اس كام كى پہچان كرائي جو ميزان الہى اور واقع ميں كار خير ہے اور وحى كے ذريعے انہيں ان كے انجام كا طريقہ سكھايا بہ الفاظ ديگر "أوحينا" "علّمنا" كے معنى پر مشتمل ہے_
13_ نماز قائم كرنا اور زكات ادا كرنا ديگر نيك كاموں كے مقابلے ميں خصوصى اور بالاتر مقام كے حامل ہيں_
و أوحينا إليہم فعل الخيرات و إقام الصلوة و إيتاء الزكاة
باوجود اسكے كہ نماز اور زكات خود نيك كاموں ميں سے ہيں ليكن خداتعالى نے ان دو فريضوں كو عليحدہ طور پر ذكر كياہے _ انہيں خصوصى طور پر بيان كرنے سے مذكورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
14_نيك كاموں كو انجام دينا، نماز قائم كرنا اور زكات ادا كرنا حضرت ابراہيم (ع) ، اسحاق (ع) اور يعقوب (ع) كى شريعت كے فرائض ميں سے تھے_
و أوحينا إليہم فعل الخيرات و إقام الصلوة و

إيتاء الزكاة
15_ مسلسل اور مخلصانہ عبادت اور بندگى حضرت ابراہيم (ع) ، اسحاق(ع) اور يعقوب (ع) كے اوصاف ميں سے تھے_
و كانو لنا عبدين

فعل "کون" کہ جو وصف کے استقرار پر دلالت کرتا ہے حضرت ابراہیم(ع) کی عبادت کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا ہے اور جار و مجرور "لنا" کامقدم ہونا ان کی عبادت کے خداتعالی کیلئے منحصر ہونے پر دلالت کر رہا ہے کہ جسے مخلصانہ عبادت کہا جاتا ہے _

16_ عبادت میں اخلاص اور تسلسل،خداتعالی کیلئے عبودیت و بندگی کے کمال کا ایك مرتبہ ہے_

و کانوا لنا عبدین

ابراہیم (ع) :

ان کا اخلاص 15; انکی امامت 1; ان کا برگزیدہ ہونا 2، 6; انکی عبودیت کا دائمی ہونا 15; ان کے دین کی تعلیمات 14; انکی شرعی ذمہ داری 11; انکی زکات 11; انکا عمل خیر 11; 12، ان کے فضائل 15; انکی ذمہ داری کا دائرہ کار 7; انکی ذمہ داری 9; انکا معلم 12; انکا مقام و مرتبہ 1، 2، 10; انکی امامت کا سرچشمہ 2; انکی نبوت 10; انکی نماز 11; انکی طرف وحی 10، 11; انکا ہادی ہونا 6، 7، 9

اسحاق (ع) :

ان کا اخلاص 15; انکی امامت 1; ان برگزیدہ ہونا 2، 6; انکی عبودیت کا دائمی ہونا 15; ان کے دین کی تعلیمات 14; انکی شرعی ذمہ داری 11; انکی زکات 11; انکا عمل خیر 11; 12، ان کے فضائل 15; انکی ذمہ داری کا دائرہ کار 7; انکی ذمہ داری 9; انکا معلم 12; انکا مقام و مرتبہ 1، 2، 10; انکی امامت کا سرچشمہ 2; انکی نبوت 10; انکی نماز 12; انکی طرف وحی 10، 11; انکا ہادی ہونا 6، 7، 9

اطاعت:

خدا کی اطاعت 8

امامت:

اسکے مقام کی قدر و قیمت 4; اسکے شرائط 5; اس کا سرچشمہ 3

انسان:

اسکی ہدایت 7، 9

خداتعالی :

اسکی تعلیمات 12; اسکے اوامر کا کردار 7; اس کا کردار 3

خدا کے برگزیدہ بندے 2، 6

دینی رہنما:

ان کے عمل کا معیار8

زکات:

اسکی اہمیت 11; یہ د ین ابراہیم(ع) میں 14; یہ شریعت اسحاق میں 14; یہ شریعت یعقوب (ع) میں 14; اسکے ادا کرنے کی فضیلت 13

صلاحیت :

اسکے اثرات 5

عبادت:

اس میں اخلاص 16; اس کا دائمی ہونا 16

عبودیت:

اسکے مراتب 16

عمل:

عمل خیر کی اہمیت 11

نبوت:

اسکے مقام کی قدر و قیمت 4
نماز:
اسے قائم کرنے کی اہمیت 11; اسے قائم کرنے کی فضیلت 13; یہ دین ابراہیم(ع) میں 14; یہ شریعت
اسحاق (ع) میں 14; یہ شریعت یعقوب(ع) میں 14
یعقوب(ع) :
ان کا اخلاص 15; انکی امامت 1; ان کا برگزیدہ ہونا 2، 6; انکی عبودیت کا دائمی ہونا 15; ان کے دین کی تعلیمات 14;
انکی شرعی ذمہ داری 11; انکی زکات 11; انکا عمل خیر 11; 12، ان کے فضائل 15; انکی ذمہ درای کا دائرہ کار 7; انکی
ذمہ داری 9; انکا معلم 12; انکا مقام و مرتبہ 1، 2، 10; انکی امامت کا سرچشمہ 2; انکی نبوت 10; انکی نماز 12; انکی
طرف وحی 10، 11; انکا ہادی ہونا 6، 7، 9

وَلُوطاً آتَيْنَاهُ حُكْماً وَعِلْماً وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ (٧٤)
اور لوط کو یاد کرو جنھیں ہم نے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور اس بستی سے نجات دلادی جو بدکاریوں میں مبتلا تھی
کہ یقینا یہ لوگ بڑے برے اور فاسق تھے (74)

1_ حضرت لوط، (ع) خدادادی علم و حکمت سے مالامال تھے_
و لوطاً ء اتينہ حكماً و علم
"حکم" کے معانی میں سے ایك حکمت ہے مذکورہ مطلب اسی معنی پر مبتنی ہے_
2_ حضرت لوط(ع) ،خداتعالی کی جانب سے منصب قضاوت _
رکھتے تھے_
و لوطاً ء اتينہ حكم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ حکم "قضاوت" کے معنی میں ہو (لسان العرب) قابل ذکر ہے کہ حکم کا "قضاوت"
کے معنی میں استعمال بہت زیادہ ہے_

3_ حضرت لوط (ع) کو خداتعالی کی خصوصی عنایات حاصل تھیں_
و لوطاً ء اتينہ حكماً و علماً
جملہ "و لوطاً آتیناہ ..." کا عطف جملہ "لقد آتینا إبراہیم ..." پر ہے اور "لوطاً " کہ جو فعل "آتیناہ" کا مفعول ہے کا مقدم ہونا
اس نکتے کو بیان کررہا ہے کہ حضرت لوط (ع) کو خداتعالی کی خصوصی عنایات حاصل تھیں کیونکہ گذشتہ آیت میں
خداتعالی نے حضرت ابراہیم (ع) کی داستان کے ضمن میں حضرت لوط (ع) کا تذکرہ بھی فرمایا تھالیکن اس آیت میں
علیحدہ طور پر ان کا ذکر فرمایا_
4_ قوم لوط، مختلف قسم کی پلیدگیوں، وسیع ناپاکیوں اور پست و ناپسند اعمال اور خصلتوں میں مبتلا تھي_
و نجينہ من القرية التى كانت تعمل الخبائث
"خبائث" (خبیثہ کی جمع) اور مادہ "خبث" سے ہے کہ جس کا معنی ہے مختلف قسم کی پلیدگي، ناپاکي، پست اعمال اور
ناپسندیدہ خصلتیں_
5_ خداتعالی نے حضرت لوط(ع) کو اپنی پلید، ناپاك اور بری قوم کے شر سے نجات دي_
و نجينہ من القرية التى كانت تعمل الخبائث
6_ حضرت لوط (ع) کو روحی اور نفسیاتی تکلیف و اذیت پہنچاناان کے معاشرے کے ناپسندیدہ اعمال میں سے تھي_
و لوطاً ... و نجينہ من القرية التى كانت تعمل الخبائث
مذکورہ مطلب دو نکتوں کے پیش نظر ہے _ الف نجات اس جگہ ہوتی ہے جہاں پہلے مشکل ہو قریہ کیلئے "تعمل الخبائث"
والی صفت بتاتی ہے کہ ان کا کردار حضرت لوط (ع) کو ناخوش کرتا تھا اور ان کی اذیت اور تکلیف کا باعث تھا_
7_ آلودہ اور فاسد معاشرے میں زندگی گزارنا مؤمنین کیلئے باعث رنج و الم اور ناقابل برداشت ہے_
و نجينہ من القرية التى كانت تعمل الخبائث

8_ معاشرے کا فرد پر اثر جبری اور ناقابل اجتناب نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر فاسد اور آلودہ معاشرے میں بھی عادات و اخلاق کو سالم رکھنا ممکن ہے_
و نجینہ من القریة التی کانت تعمل الخبائث
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حضرت لوط(ع) اپنی قوم کے فاسد اور خراب ماحول میں بھی پاك اور بے گناہ رہے اور آخر کار اس سے نجات حاصل کی _
9_ حضرت لوط (ع) کے ناپاك اور فاسد معاشرے نے آپکی دعوت اور تبلیغ سے اثر قبول نہ کیا _
و نجینہ من القریة التی کانت تعمل الخبائث
10_ حضرت لوط (ع) کے معاشرے کا فسق و انحراف والا ماضی ان کے پلید اور غیر شائستہ کردار کو اپنانے اور حضرت لوط (ع) کی دعوت کو قبول نہ کرنے کا سبب بنا_
تعمل الخبائث إنہم کانوا قوم سوء فسقین
جملہ" إنہم کانوا ... " جملہ "تعمل الخبائث" کی تعلیل کے طور پر ہے_ بنابراین فسق (نافرمانی اور راہ حق سے انحراف) قوم لوط کے خبائث اور ناپاکی کو اختیار کرنے کا سبب بنا_ قابل ذکر ہے کہ فعل "کانوا" کہ جو وصف کے ثبوت اور استقرار پر دلالت کرتا ہے ماضی میں

447

قوم لوط کے درمیان فساد اور خرابی کے دائمی ہونے کو بیان کررہا ہے_
11_ مسلسل انحراف اور فسق ،انسان کے مزید بڑے اور زیادہ گناہوں میں مبتلا ء ہونے کا سبب ہے_
کانت تعمل الخبئث إنہم کانوا قوم سوء فسقین
12_ فاسد اور ناپاك معاشرے سے نجات ايك عظیم اور شکر کے قابل نعمت ہے_
و نجینہ من القریة التی کانت تعمل الخبئث إنہم کانوا قوم سوء فسقین
آیت کریمہ حضرت لوط (ع) پر احسان جتلانے کے درپے ہے بنابراین فاسد قوم سے نجات ایسی نعمت ہے کہ جسکے ساتھ خداتعالی نے حضرت لوط(ع) پر احسان کیا_

انسان:
اس کا اختیار 8
معاشرہ:
فاسد معاشرے میں زندگی کے اثرات 7
خداتعالی :
اسکے عطیے 1; اس کا نجات دینا 5
شکر:
نعمت کا شکر 12
فسق:
اسکے اثرات 11
قوم لوط:
اسکے فسق کے اثرات 10; اسکی پلیدگی 4; اس کی تاریخ 4، 9، 10; اس کا حق کو قبول نہ کرنا 9; اسکے رذائل 4; اسکی حق دشمنی کا پیش خیمہ 10; اسکے ناپسندیدہ عمل کا پیش خیمہ 10; اس کا برا ماضي10; اس کا ناپسندیدہ عمل 4، 6; اس سے نجات 5
گناہ:
اس کا پیش خیمہ 11
خدا کا لطف و کرم:
یہ جنکے شامل حال ہے 3
لوط(ع) :

انکی اذیت 6; انکی تبلیغ کا اثر نہ کرنا 9; انکا عمل لدنی 1; ان کے فضائل 1، 3; انکا قصہ 5، 6، 9; انکا مقام و مرتبہ 2; انکی حکمت کا سرچشمہ 1; انکی قضاوت کا سرچشمہ 2; انکی نجات 5
مؤمنین:
انکے رنج کے عوامل 7
معاشرتی ماحول:
اس کا مجبور کرنا 8
نعمت:
اسکے درجے 12; فاسد معاشرے سے نجات والی نعمت 12

448

وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ (٧٥)
اور ہم نے انھیں اپین رحمت میں داخل کرلیا کہ وہ یقینا ہمارے نیك کردار بندوں میں سے تھے (75)

1_ حضرت لوط (ع) پر اللہ تعالی کی خاص رحمت تھي_
و ا دخلناہ فی رحمتن
2_ حضرت لوط(ع) صالحین اور شائستہ لوگوں میں سے تھے_
إنہ من الصالحین
3_ حضرت لوط(ع) کا صالح اور شائستہ ہونا ان کے خداتعالی کی خصوصی رحمت سے بہرہ مند ہونے کا سبب تھا_
و ا دخلنہ فی رحمتنا إنہ من الصالحین
مذکورہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ جملہ "إنہ من الصالحین" جملہ "ا دخلناہ فی رحمتنا" کیلئے علت ہے_
4_ صالحین، خداتعالی کی خاص رحمت سے بہرہ مند ہیں_
و ا دخلنہ فی رحمتنا إنہ من الصالحین
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ جملہ "انہ من الصالحین"، "ا دخلناہ ..." کیلئے علت ہے اور تعلیل حکم کے عام ہونے اور اسکے دیگر مورد بحث افراد کو شامل ہونے کا سبب ہوتی ہے یعنی جو بھی صالح ہو وہ رحمت خدا میں داخل ہوگا_
5_ حضرت لوط (ع) کا اپنی قوم کی برائیوں سے پاك ہونا اور نجات پانا ان کے خداتعالی کی خاص رحمت سے بہرہ مند ہونے کا سبب_
و لوطاً ... نجینہ ... و أدخلنہ فی رحمتن
6_ فاسد اور خراب معاشرے سے نجات پانا اللہ تعالی کی خاص رحمت کی علامت ہے _*
و نجینہ ... و أدخلنہ فی رحمتن
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "ا دخلناہ ..." کا جملہ "آتیناہ" پر عطف، تفسیری ہو_

معاشرہ:
فاسد معاشرے سے نجات 6

449
خداتعالی :
اسکی رحمت کا پیش خیمہ 3
رحمت:
اس کا پیش خیمہ 5; یہ جنکے شامل حال ہے 1، 4، 5; اسکی نشانیاں 6
صالحین:

ان کے فضائل 4
لوط(ع) :
انکی پاکی کے اثرات 5; انکی صلاحیت کے اثرات3; ان کے فضائل 1، 2، 5; آپ صالحین میں سے 2

وَنُوحاً إِذْ نَادَى مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (٧٦)
اور نوح کو یاد کرو کہ جب انھوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گذارش قبول کرلی اور انھیں اور ان کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دلادی (76)

1_ حضرت نوح(ع) ایك پیغمبر جو حضرت ابراہیم (ع) اور لوط(ع) سے پہلے تھے_
و نوحاً إذ نادی من قبل
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ گذشتہ آیات _ کہ جو حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) کے بارے میں تھیں_ قرینہ ہیں کہ "من قبل" سے مراد حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط(ع) سے پہلے کا زمانہ ہے_
2_ حضرت نوح (ع) کی د استان ایسی داستان ہے جو سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد دہانی کرانے کے قابل ہے_
و نوحاً إذ نادی
"نوحاً" فعل مقدر (جیسے "اذکر" یا "اذکروا") کا مفعول ہو_
3_ حضرت نوح (ع) خداتعالی کی جانب سے علم و حکمت اور منصب قضاوت رکھتے تھے_
و لوطاً أتینہ حکماً و علماً ... و نوحاً إذ نادی
مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "نوحا" کا عطف "لوطاً آتیناہ" پر ہو یعنی جس طرح ہم نے لوط (ع) کو علم، حکمت اور ... عطا کئے اسی طرح ہم نے "نوح(ع) " کو بھی عطا کئے قابل ذکر

ہے کہ کلمہ "حکم" حکمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور قضاوت کے معنی میں بھی (لسان العرب)
4_ حضرت نوح(ع) بلند اور واضح آواز کے ساتھ خداتعالی سے اس بات کے خواہاں ہوئے کہ وہ اسے اپنی قوم سے نجات دے_
و نوحاً إذ نادی من قبل
"ندائ" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز (مفردات راغب) اور سورہ نوح کی آیت 26 (و قال نوح رب لا تذر علی الأرض من الکافرین دیّاراً) نیز اس آیت شریفہ کا ذیل (فنجیناہ و أہلہ ...) قرینہ ہے کہ اس آیت میں اس سے مراد حضرت نوح (ع) کی اپنی قوم سے نجات ہے_
5_ حضرت نوح(ع) کی اپنی قوم سے نجات حاصل کرنے والی دعا قبول ہوئي _
و نوحاً إذ نادی من قبل فاستجنا لہ
6_ اپنی رسالت کی انجام دہی کے راستے میں حضرت نوح(ع) اور انکا خاندان شدید اور بڑے غم و اندوہ میں گرفتار تھے_
و نوحاً إذ نادی ... فنجّینہ و أہلہ من الکرب العظیم
"کرب" کا معنی ہے شدید غم و اندوہ (مفردات راغب)
7_خداتعالی نے رسالت کی انجام دہی کے نتیجے میں پہنچنے والے شدید اور بڑے غم و اندوہ سے حضرت نوح(ع) اور ان کے خاندان کو نجات دي_

فنجينہ و أہلہ من الكرب العظيم
8_ حضرت نوح(ع) كى بے ايمان قوم حضرت نوح (ع) اور ان كے خاندان كيلئے شديد غم و اندوه كا باعث تھي_
فنجينہ و أہلہ من الكرب العظيم
9_ حضرت نوح (ع) كا خاندان انكى رسالت پر ايمان ركھتا تھا اور وه خدا تعالى كے لطف و كرم سے بہره مند تھا_
فنجينہ و أہلہ من الكرب العظيم
خاندان نوح(ع) كى نجات خداتعالى كى اس پر خصوصى عنايات كو بيان كر رہى ہے نيز ان كے حضرت نوح(ع) كى رسالت پر ايمان سے حاكى ہے كيونكہ اگر وه بھى قوم نوح كى طرح كافر ہوتے تو نجات نہ پاتے قابل ذكر ہے كہ بعد والى آيت (و نصرنہ من القوم الذين كذبوا ...) اسى نكتے كى تائيد كرتى ہے _

انبياء (ع) :
حضرت ابراہيم (ع) سے پہلے كے انبيا(ع) ء 1; حضرت لوط(ع) سے پہلے كے ، انبيا ئ1; انكى تاريخ 1
خداتعالى :
اس كا نجات دينا 7
ذكر:
حضرت نوح(ع) كے قصے كا ذكر 2
عبرت:
اسكے عوامل 2
قوم نوح(ع) :
اس كا كفر 8; اس سے نجات 4، 5; اس كا كردار 8

خداتعالى كا لطف و كرم:
يہ جنكے شامل حال ہے 9
نوح(ع) :
انكى دعا كا قبول ہونا 5; ان كے گھرانے كا غم 6; انكا غم 6; ان كے گھرانے كا ايمان 9; انكى تاريخ 1; انكى دعا 4; انكى رسالت 6، 7; ان كے گھرانے كے غم كا دور ہونا 7; ان كے غم كا دور ہونا 7; ان كے قصے سے عبرت 2; ان كا علم لدني3; ان كے گھرانے كے غم كے عوامل 8; ان كے غم كے عوامل 8; ان كے گھرانے كے فضائل 9; ان كے فضائل 3، 9; ان كا قصہ 4، 5، 6، 7، 8; ان پر ايمان لانے والے 9; انكا مقام 3; انكى حكمت كا سرچشمہ 3; انكى قضاوت كا سرچشمہ3; ان كے گھروالوں كى نجات 7; انكى نجات 5، 7

وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ (٧٧)
اور ان لوگوں كے مقابلہ ميں ان كى مدد كى جو ہمارى آيتوں كى تكذيب كيا كرتے تھے كہ يہ لوگ بہت برى قوم تھے تو ہم نے ان سب كو غرق كرديا (77)

1_ خداتعالى نے حضرت نوح(ع) كو آيات الہى كے جھٹلانے والوں كے گزند سے نجات دى اور انكى مكمل حمايت كي_
و نصرنہ من القوم الذين كذّبوا بأى تن
كلمہ "نصر" جب بھى "من" كے ساتھ متعدى ہو تو يہ نجات اور خلاصى پانے كے معنى پر مشتمل ہوتا ہے (اقتباس از قاموس)
2_ قوم نوح(ع) نے آيات الہى كو جھٹلايا _
و نصرنہ من القوم الذين كذّبوا بأيتن
3_ قوم نوح (ع) بدكار اور ناشائستہ لوگ تھے_
إنہم كانوا قوم سوء

4_ قوم نوح(ع) کا برا ماضی ان کے آیات الہی کو جھلانے کا سبب بنا _
الذين كذبوا بأيتنا كانوا قوم سوء
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "إنہم کانوا ..." سابقہ جملہ کی علت کو بیان کررہا ہو قابل ذکر ہے کہ فعل "کانوا" کہ جو وصف کے ثابت اور مستقر ہونے پر دلالت کرتا ہے_ قوم

نوح کے درمیان وصف سوء کے دائمی ہونے کو بیان کررہا ہے اور چونکہ یہ فعل ماضی ہے اس لئے اسے برے ماضی سے تعبیر کیا گیا_
5_ خداتعالی نے حضرت نوح(ع) کی پوری قوم کو آیات الہی کو جھٹلانے ، بدکاری اور برے ماضی کی وجہ سے غرق کردیا_
الذين كذبوا بأى تنا أنهم كانوا قوم سوء فأغرقنهم أجمعين
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "انہم کانوا ..." سابقہ جملہ کی علت ہونے کے علاوہ جملہ "فاغرقناہم ..." کیلئے مقدمہ بھی ہو_
6_آیات الہی کو جھٹلانا، بدکاری اور برا ماضی عذاب الہی کے نزول اور ہلاکت کا سبب ہے_
الذين كذبوا بأى تنا إنهم كانوا قوم سوء فأغرقناہم أجمعين
7_ قدرتی عوامل ارادہ الہی کے مظاہر اور تجلی گاہ ہیں_
الذين كذبوا بأى تنا ... فأغرقناہم أجمعين
مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ خداتعالی نے قوم نوح کو ہلاك کرنے کے اپنے ارادے کو طوفان بھیج کر عملی جامہ پہنایا_
8_ انسانی معاشروں کی ہلاکت اور بدبختی خود ان کی اپنی بدکاری اور نامناسب کردارکا نتیجہ ہے_
الذين كذبوا بأى تنا إنهم كانوا قوم سوء فأغرقناہم أجمعين
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالی نے دو عوامل (آیات الہی کو جھٹلانا اور برا ماضي) کو ہلاکت کا سبب شمار کیا ہے اور دونوں کو خود انسان کی طرف نسبت دی ہے_

آيات الہي:
انکے جھٹلانے کے اثرات 6; ان کے جھٹلانے کا پیش خیمہ 4; ان کے جھٹلانے کی سزا 5; انہیں جھٹلانے والے 1، 3
خداتعالی :
اسکے ارادے کے مظاہر 7; اس کا نجات دینا 1
عذاب:
اس کا پیش خیمہ 6
عمل:
ناپسندیدہ عمل کے معاشرتی اثرات 8; ناپسندیدہ عمل کے اثرات 4، 6; ناپسندیدہ عمل کی سزا 5
قدرتی عوامل:
ان کا دخل 7
قوم نوح (ع) :
اسکی تاریخ 2، 3، 4; اس کا جھٹلانا 2، 4; اس کا برا ماضی 4، 5; اس کا ناپسندیدہ عمل 3، 5; اس کا غرق ہونا 5
ماضي:
برے ماضی کے اثرات 6
معاشرہ:
معاشرتی آسیب شناسی 8; اسکی بدبختی کے عوامل 8; اسکی ہلاکت کے عوامل 8
نوح(ع) :
انکا حامی 1; انکا قصہ 1; انکی نجات 1

ہلاكت:
اس كا پيش خيمہ 6

453

وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ (٧٨)
اور داؤد اور سليمان كو ياد كرو جب وہ دونوں ايك كھيتى كے بارے ميں فيصلہ كر رہے تھے جب كھيت ميں قوم كى بكرياں گھس گئي تھيں اور ہم ان كے فيصلہ كو ديكھ رہے تھے (78)

1_ داود اور سليمان كى داستان ياد ركھنے اور ياد دلانے كے قابل ہے_
و داود و سليمان إذ يحكمان فى الحرث
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "داود" فعل محذوف "جيسے اذكر" كا مفعول بہ ہو (البتہ خبر جيسے مضاف كو حذف كرنے كے ساتھ) يعنى داود اور سليمان كى خبر كى ياد دہانى كرا_
2_ داودا ور سليمان(ع) كا ان كھيتونكے بارے ميں فيصلہ كرنا جن ميں رات كے وقت لوگوں كى بكرياں چرگئي تھيں_
و داود و سليمان إذ يحكمان فى الحرث إذ نفشت فيہ غنم القوم
"نفش" كا معنى ہے رات كے وقت حيوان كا چرواہے كے بغير يا اسكى اطلاع كے بغير چرنا _
3_ داوداور سليمان نے ان كھيتونكے نقصان كے بارے ميں مشورہ كيا كہ جنہيں بكريوں نے تلف كرديا تھا_
و داود و سليمان إذ يحكمان فى الحرث إذ نفشت فيہ غنم القوم
مذكورہ مطلب اس احتمال كى نبياد پر ہے كہ "يحكمان" صيغہ تثنيہ داود اور سليمان كے مشورے كى طرف اشارہ ہو كيونكہ ايك ہى واقعے ميں ہر ايك كا عليحدہ طور پر فيصلہ كرنا بعيد لگتا ہے_
4_ فيصلے اور قضاوت كے معاملے ميں مشورہ كرنا پسنديدہ اور شائستہ امر ہے_
داود و سليمان إذ يحكمان فى الحرث ... و كنا لحكمہم شہدين

454
5_ داودا ور سليمان بكريوں كے ذريعے تلف شدہ كھيتوں كے نقصان كے تدارك كے بارے ميں حكم خدا كو عملى كرنے كى كيفيت كے بارے ميں اختلاف رائے ركھتے تھے_
داود و سليمان اذ يحكمان فى الحرث إذ نفشت فيہ غنم القوم و كنا لحكمہم شہدين
معمولاً مفسرين كا كہنا يہ ہے كہ "ففہمناہا" كا بتاتاہے كہ خداتعالى نے حضرت سليمان(ع) كے نظريئےى تائيد كى اور دوسرى طرف سے يہ جملے "كنا لحكمہم شاہدين" اور "وكلا آتينا حكماً و علماً" بتاتے ہيں كہ دونوں كا نظريہ خداتعالى كى نظارت، حكم اور علم كى بنياد پر تھا_ ان دو باتوں كو يوں جمع كيا جاسكتا ہے كہ ان دونوں كا اختلاف حكم الہى ميں نہيں تھا بلكہ عملى اور اجراء كرنے كى كيفيت ميں تھا_
6_ داود اور سليمان كا فيصلہ خداتعالى كى نظارت ميں اور اس كا مورد تائيد تھا_
و كنالحكمہم شہدين
"حكمہم" كى ضمير كا مرجع داودا رو سليمان ہيں بنابراين ان دونوں كے فيصلے كى نسبت خداتعالى كى شہادت اور گواہى كو ذكر كرنا اسكى تائيد كى طرف اشارہ ہے _
7_ داود اور سليمان اپنے زمانے كے لوگوں كے درميان فيصلے كرنے اور قضاوت كا منصب ركھتے تھے_
و داود و سليمان إذ يحكمان فى الحرث
8_ "عن آبى جعفر(ع) فى قولہ اللہ تبارك و تعالى :و داود و سليمان أذا يحكمان فى الحرث "قال لم يحكمان إنما كانا يتاظران ففہمہا سليمان ;اللہ تعالى كے فرمان (و داود و سليمان اذ يحكمان فى الحرث ...) كے بارے ميں امام باقر(ع) سے روايت كى گئي ہے كہ آپ نے فرمايا كہ داود(ع) ا ور سليمان نے فيصلہ نہيں كيا تھا بلكہ وہ بحث مباحثے ميں مشغول تھے كہ خداتعالى نے اس واقعے كا حكم حضرت سليمان(ع) كو سمجھا ديا (1)
9_ احمدبن عمر حلبى كہتے ہيں ميں نے خداتعالى كے فرمان (و داود و سليمان اذ يحكمان فى الحرث ...) كے بارے ميں امام

ابوالحسن(ع) سے سوال کیا تو آپ(ع) نے فرمایا حضرت داؤد(ع) کا فیصلہ یہ تھا کہ وہ بکریاں صاحب زراعت کو دے دی جائیں اور جو چیز خداتعالی نے حضرت سلیمان(ع) کو سمجھائي وہ یہ تھی کہ صاحب زراعت کے حق میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ پورا سال ان بکریوں کا دودھ اور پشم اسکی ہوگی (2)

10_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے ایك شخص کا انگوروں کا باغ تھا اور کسی دوسرے شخص کی بکریاں رات کے وقت اس میں داخل ہوئیں اور اسے کھانے لگیں اور اس طرح اسے برباد کردیا ... باغ کے مالك نے حضرت داود (ع) کے پاس بکریوں کے مالك کی شکایت کی انہوں نے فرمایا سلیمان(ع) کے پاس جائیں تا کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں پس وہ سلیمان(ع) کے پاس گئے انہوں نے کہا اگر بکریوں نے بیلوں اور شاخوں

....

1) من لایحضرہ الفقیہ ج3، ص 57، ح1_ نورالثقلین ج3، ص 443، ح 115_
2) من لا یحضرہ الفقیہ ج3، ص 57 ح ب 43 ح 2_ نورالثقلین ج3، ص 443 ح 116_

دونوں کو کھایا ہے تو بکریوں کے مالك کیلئے ضروری ہے کہ بکریاں اور ان کے شکم میں موجود بچے صاحب باغ کو دے اور اگر صرف بیلوں کی ٹہنیوں کو کھایا ہے اور اصل بیلیں باقی ہوں تو بکریوں کے بچے صاحب باغ کو دے اور حضرت داؤد کی رائے بھی یہی تھي ..." (1)

11_ اللہ تعالی کے فرمان (و داؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث ...) کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشك خداتعالی نے داود سے پہلے کے انبیا کی طرف وحی کی تھي_پھر خداتعالی نے انہیں (داؤد کو) مبعوث کیا وحی یہ تھي_ کہ اگر کوئي بکری رات کے وقت کسی کھیتی میں داخل ہو تو کھیتی کے مالك کو حق ہے کہ اس بکری پر قبضہ کرلے ... پس داؤد (ع) نے اپنے سے پہلے انبیا(ع) ء کے اسی حکم کے مطابق فیصلہ دے دیا اور خداتعالی نے سلیمان(ع) کی طرف وحی کی کہ اگر بکری رات کے وقت کھیت میں داخل ہو تو کھیتی کے مالك کو کوئي حق نہیں ہے _ مگر اس چیز (بچے) کا جو اسکے پیٹ سے باہر آئے اور سلیمان(ع) کے بعد یہی سنت جاری رہی (2)

--

خداتعالی :
اسکی نظارت 6
تذکرہ:
داؤد(ع) کے قصے کا تذکرہ 1: سلیمان(ع) کے قصے کا تذکرہ 1
روایت 8، 9، 10، 11
سلیمان:
ان کا قصہ 2، 9، 10، 11; انکا فیصلہ 2، 5، 7، 8، 9، 10; ان کے فیصلے کے مبانی 11; انکا داود کے ساتھ مشورہ 3; انکا مقام و مرتبہ 7; ان کے فیصلے کا ناظر 6_
داؤد (ع) :
انکا اور سلیمان(ع) کا اختلاف 5; ان کے قصے کے کھیت کا نقصان 5; انکا قصہ 2، 9، 10، 11; ان کے قصے کی کھیتی 2، 3، 9، 10، 11; انکافیصلہ8ہ 2، 5، 7، 8، 9، 10; ان کے فیصلے کے مبانی 11; انکا مقام و مرتبہ 7; انکا سلیمان(ع) کے ساتھ مناظرہ 8; ان کے فیصلے کا ناظر و شاہد 6
عمل:
ناپسندیدہ عمل4
فیصلہ:
اسکے آداب4; اس میں مشورہ 4

....

1) تفسیر قمی ج2، ص 73_ نورالثقلین ج3، ص 443، ح 114_
2) کافی ج5 ص 302 ح 3_ نورالثقلین ج3 ص 441 ح 111_

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلّاً آتَيْنَا حُكْماً وَعِلْماً وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (٧٩)

پھر ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا اور ہم نے سب کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کردیا تھا کہ وہ تسبیح پروردگار کریں اور طیور کو بھی مسخر کردیا تھا اور ہم ایسے کام کرتے رہتے ہیں (79)

1_ بكريوں كے ذريعے تلف شدہ كھيتى كے نقصان كے بارے ميں حضرت سليمان(ع) كا فيصلہ خداتعالى كے الہام كى بنياد پر تھا _
ففہمنا ہا سليمان(ع)
''ففہمنا'' ميں ''فائ'' تعقيب كيلئے ہے اور ضمير ''ھا'' حكومت (فيصلے) كى طرف راجع ہے يعنى داؤدا(ع) ور سليمان(ع) كے فيصلے ميں ہم نے واقعى حكم سليمان(ع) كو سمجھايا_
2_ تلف شدہ كھيتى كے نقصان كے بارے ميں حكم كى تشخيص ميں سليمان(ع) كى داؤد(ع) پر برتري
وداوّد و سليمان إذ يحكمان فى الحرث ... ففہمناہا سليمان
3_ حضرت سليمان(ع) ، خداتعالى كے مورد توجہ و عنايات حتى كہ داؤد(ع) كے زمانے ميں بھى _
و داوّد و سليمان إذ يحكمان فى الحرث ... ففہمناہا سليمان(ع)
4_ داؤد(ع) ا ور سليمان(ع) مقام قضاوت اور علم لدنى كے مالك تھے_
وداوّد(ع) و سليمان(ع) و كلاًّ أتينا حكماً و علم
5_ منصب قضاوت پر فائز ہونے كيلئے علمى صلاحيت كى ضرورت ہے_
و كلاً أيتنا حكماً و علم

منصب قضاوت كے بعد علم عطا كرنا ہوسكتا ہے اس حقيقت كو بيان كر رہا ہو كے قضاوت كا علم كے ہمراہ ہونا ضرورى ہے اگرچہ آيت كريمہ ميں علم وسيع معنى ركھتا ہے اور صرف فيصلے كے علم ميں منحصر نہيں ہے_
6_ پہاڑ اور پرندے بھى تسخير الہى كے ساتھ داؤد(ع) كے ہمراہ خداتعالى كى تسبيح كرتے تھے_
و سخرنا مع داوّد الجبال يسبّحن و الطير
7_ فطرت (پہاڑ پرندے و غيرہ) بھى خداتعالى كے بارے ميں ايك قسم كا شعور اور آگاہى ركھتے ہيں _
الجبال يسبّحن و الطير
پہاڑوں اور پرندوں كا تسبيح خداوندى ميں داؤد(ع) كے ساتھ ہم آواز ہونا مذكورہ حقيقت كا غماز ہوسكتا ہے_
8_ داؤد(ع) بارگاہ خداوندى ميں بلند مقام ركھتے تھے اور اسكے خصوصى الطاف سے بہرہ مند تھے_
و سخرنا مع داوّد الجبال يسبّحن و الطير
چونكہ خداتعالى نے داؤد(ع) كے ساتھ تسبيح الہى ميں ہم آواز ہونے كيلئے پہاڑوں اور پرندوں كو مسخر كيا_ جبكہ سب چيزيں خداتعالى كى تسبيح ميں مشغول ہيں_ اس سے مذكورہ مطلب حاصل كيا جاسكتا ہے_
9_ فطرت كے موجودات (پہاڑ، پرندے و غيرہ) كا تسبيح الہى ميں انبيا(ع) ء كے ساتھ ہم آواز ہونا_
و سخرنا مع داوّد الجبال يسبّحن و الطير و كنا فعلين
''كنا فعلين'' (ہم ماضى ميں اس كام كو انجام ديتے تھے) كى تعبير اس حقيقت كو بيان كرنے كيلئے ہے كہ پہاڑ اور پرندے صرف داؤد(ع) اور سليمان(ع) كے ساتھ ہم آواز نہيں ہوئے بلكہ اس سے پہلے انبيا(ع) ء الہى كے ساتھ ہم آواز ہوتے تھے_
10_ فطرت كے موجودات كا تسبيح الہى كے لئے انبيا(ع) ء كے ساتھ ہم آواز ہونا، قدرت الہى كا ايك جلوہ ہے_
و سخرنا مع داوّد الجبال يسبّحن و الطير و كنا فعلين

انبياء(ع) :
انكى تسبيح 9، 10
پرندے:
انكى تسبيح 6، 9; ان كا شعور 7
تسبيح:
تسبيح خدا 6، 9
خداتعالى :
اسكى قدرت كى نشانياں 10
داؤد(ع) :
انكى تسبيح 6; ان كے قصے كى كھيتى كا نقصان 1; انكا علم لدنى 4; ان كے فضائل 2، 3، 4، 8; انكى قضاوت 2; انكا مقام و مرتبہ 4; انكا منصب قضاوت 4
سليمان(ع) :
انكو الہام 1; انكا علم لدنى 4; ان كے فضائل 2، 3، 4; انكى قضاوت 2; انكا مقام و مرتبہ 4; انكا منصب قضاوت 4; انكى قضاوت كا سرچشمہ 1
فطرت و طبيعت :
اس كا شعور 7

قضاوت:
اسكے شرائط 5; اس ميں علم 5
پہاڑ:
انكى تسبيح 6، 7; انكى تسخير 6; انكا شعور 7

خداتعالی کا لطف و کرم:
یہ جنگے شامل حال ہے 3، 8
موجودات:
انکی تسبیح 10

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ (۸۰)

اور ہم نے انھیں زرہ بنانے کی صنعت تعلیم دیدی تا کہ وہ تم کو جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھ سکے تو کیا تم ہمارے شکرگذار بندے بنوگے (80)

1_ خداتعالی نے حضرت داؤد(ع) کو زرہ سازی کا فن سکھایا_
داؤد(ع) ... و علمنہ صنعة لبوس
''لبوس'' در حقیقت اس لباس کو کہتے ہیں جو انسان کو ہر بری چیز سے چھپائے (مفردات راغب) اور ''لتحصنکم من بأسکم'' (تا کہ تمہیں جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھے) کے قرینے سے اس آیت میں اس سے مراد زرہ ہوسکتی ہے_ قابل ذکر ہے کہ بعض اہل لغت نے ''لبوس'' کو ''درع'' (زرہ) کے معنی میں قرار دیا ہے_ (قاموس)
2_ خداتعالی نے حضرت داؤد(ع) کو دفاعی اسلحہ بنانے کا فن سکھاي
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس
''لبوس'' کے موارد استعمال میں سے ایك مطلق ''اسلحہ'' ہے (لسان العرب) لیکن جملہ ''لتحصنکم من بأسکم'' کو دیکھتے ہوئے اس سے مراد دفاعی اسلحہ ہے کہ جو انسان کو دشمن کے حملوں سے بچائے اور اسے دشمن کی ضرب سے محفوظ رکھے_
3_صنعت زرہ سازي، حضرت داؤد(ع) کی ایجاد ہے_
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیات انبیا(ع) ء کی خصوصیات کو شمار کر رہی ہیں اور حضرت داؤد(ع) پر خداتعالی کے خصوصی لطف و کرم کو بیان کر رہی ہیں _ اس سے معلوم ہوتاہے کہ یہ صنعت پہلے نہیں تھی ورنہ اس کا تذکرہ زیادہ مناسب نہیں ہے_
4_ حضرت داؤد(ع) کا فن زرہ سازي، لوگوں کو جنگ کے

خطرات اور نتائج سے محفوظ رکھنے کیلئے تھا_
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
5_ حضرت داؤد(ع) حق کی باطل کے خلاف جنگ کے میدانوں میں لڑنے والے اور جنگجو پیغمبر تھے _*
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
خداتعالی کی طرف سے حضرت داؤد(ع) کو صنعت اسلحہ سازی اور زرہ بنانے کا طریقہ سکھانا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ آپ اہل جنگ تھے اور جنگ کے میدانوں میں حاضر رہتے تھے_
6_ ضروری ہے کہ صنعت اسلحہ سازی اور اسلحہ بنانا نیك لوگوں کے اختیار میں اور دینی معاشرے کے رہنماؤں کی زیر نظارت ہو_
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
چونکہ خداتعالی نے دشمن کے مقابلے میں لوگوں کے اپنے مفادات کی حفاظت کیلئے صرف حضرت داؤد(ع) کو اسلحہ سازی کا فن سکھایا اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے_
7_ حضرت داؤد(ع) کے ہمراہ زندگی گزارنے والے لوگوں کو دشمن کے فوجی حملوں کا خطرہ رہتا تھا_
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
آیت کریمہ ان لوگوں پر احسان جتلا رہی ہے جو حضرت داؤد(ع) کے ہمراہ زندگی بسر کر رہے تھے کیوکہ ''کم'' کے مخاطب وہی لوگ ہیں اور یہ احسان جتلانا اس وقت صحیح ہے جب وہ دشمن کے حملوں کی زد میں اور اسکے خطرات سے دوچار ہوں_
8_ لوگوں کے مفادات اور منافع کی حفاظت کرنا ،اسلحے کی نوعیت، مقدار اور پھیلاؤ میں بنیادی معیار اور صنعت اسلحہ سازی میں دینی معاشرے کی کلی سیاست ہے_
و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
مذکورہ مطلب ''لکم'' کے لام انتفاع سے حاصل کیا گیا ہے اس طرح کہ حضرت داؤد(ع) کو اسلحہ سازی تعلیم لوگوں کے مفادات کی حفاظت کیلئے تھا اور یہی مسئلہ دینی معاشرے میں اسلحہ سازی اور اسکے پھیلاؤ کی کلی سیاست کا معیار ہے_
9_ دفاعی اسلحہ تیار کرنا اور اس سے استفادہ کرنا ایك ضروری اور شائستہ امر ہے_
و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
10_ مظلوم اور دشمن کے تجاوز سے دوچار انسانوں کے مفادات کی خاطر علوم اور ایجادات کو استعمال میں لانا ضروری ہے_
و علمنہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بأسکم
''لکم'' کا لام انتفاع کیلئے اور ''لتحصنکم'' کا لام علت کیلئے ہے اور علت ہوسکتا ہے حکم کو تعمیم دینے والی ہو اس صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ جو چیز بھی لوگوں کے فائدے کیلئے ہو اور انسان کو دوسروں کے ظلم و تجاوز سے بچائے_ چاہے وہ

اسلحہ كى تيارى ہو يا كوئي اور چيز_ وہ ضرورى اور لازمى ہے_
11_ انسان كى طرف صنعت اور تجرباتى علوم كے منتقل كرنے ميں انبيا(ع) ء كا كردار_
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم
12_ انبيا(ع) ئ، خدا كى طرف سے لوگوں كو خير پہنچانے كا ذريعہ ہيں_
داؤد ... و علمنہ صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم
13_ خداتعالى نے حضرت داؤد(ع) كے زمانے كے لوگوں كو حضرت داؤد(ع) كو اسلحہ سازى كى نعمت عطا كرنے كے مقابلے ميں شكر ادا كرنے كى طرف دعوت دي_
و علمنہ صنعة لبوس لكم ... فہل أنتم شكرون
جملہ ''فہل أنتم شاكرون'' ميں استفہام امر كے معنى پر مشتمل ہے_
14_ انسان كا دفاعى علوم و صنايع تك دسترسى حاصل كرنا ايسى نعمت ہے جو شكر ادا كرنے كے لائق ہے_
و علمنہ صنعة لبوس لكم ... فہل أنتم شكرون
15_ ملك كا امن و امان اور ملت كے مفادات كى حفاظت ايسى نعمتيں ہينجو شكر ادا كرنے كے لائق ہيں_
و علمنہ صنعة لبوس لكم ... فہل أنتم شكرون
خداتعالى نے داؤد(ع) كو اسلحہ سازى كى صنعت كى تعليم دينے كى وجہ سے لوگوں كو شكر ادا كرنے كى دعوت دى ليكن چونكہ ضرورى ہے كہ يہ صنعت لوگوں كے مفادات كى حفاظت اور انہيں دشمن كے حملوں سے بچانے كيلئے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے كہ لوگوں كے مفادات اور دشمن كے مقابلے ميں ان كا امن و امان اصلى اور آخرى ہدف ہے_
16_ اسلحہ اور زرہ تيار كرنا، حضرت داؤد(ع) كا معجزہ اور انكى نبوت كى دليل_
داؤد ...و علمنہ صنعتہ لبوس لكم ... فہل أنتم شكرون
عام طور پر مفسرين كا خيال يہ ہے كہ يہ آ يت اور اس سے پہلے كى آيات گذشتہ انبيا(ع) ء كے معجزات اوران كى نبوت كے شواہد بيان كر رہى ہيں_
17_ امام صادق(ع) سے روايت ہے كہ اميرالمؤمنين(ع) نے فرمايا خداتعالى نے لوہے كى طرف وحى كى كہ ميرے بندے داؤد(ع) كيلئے نرم ہوجائے خداتعالى نے ان كيلئے لوہے كو نرم كيا اور وہ ہر روز ايك زرہ تيار كرتے تھے_

---

1) كافى ج 5 ص 74 ح5; نورالثقلين ج3 ص 446 ح 122_

461

صالحين:
ان کا نقش و کردار 6
صنعت:
اسکی تاریخ 3; اسکے انتقال میں مؤثر عوامل 11
علم:
اس سے استفادہ کا پیش خیمہ 10
تجرباتی علوم:
ان کے انتقال میں مؤثر عوامل 11
مظلومین:
ان کے دفاع کی اہمیت 10
معاشرتی مفادات:
انکی حفاظت کی اہمیت 8
نعمت:
امن و امان والی نعمت 15; اسلحہ والی نعمت 13; دفاعی مصنوعات والی نعمت 14; تجرباتی علوم والی نعمت 14

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (٨١)
اور سلیمان کے لئے تیز و تند ہواؤں کو مسخر کردیا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھیں جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں اور ہم ہر شے کے جاننے والے ہیں (81)

1_ خداتعالی نے حضرت سلیمان(ع) کیلئے تند و تیز ہواؤں کو مسخر کیا_
و سخرنا مع داؤد الجبال ... و لسلیمان(ع) الریح عاصفة تجری بأمره
2_ تند و تیز ہوائیں، حضرت سلیمان(ع) کے حکم سے چلتی تھیں_
و لسلیمان(ع) الریح عاصفة تجری بأمره
3_ حضرت سلیمان(ع) کے حکم سے تند و تیز ہواؤں کا برکات الہی سے سرشار سرزمین کی طرف حرکت کرنا_
تجری بأمره إلی الأرض التی برکنا فیہ
4_ تند و تیز ہواؤں کا حضرت سلیمان(ع) کے ا ختیار میں ہونا اور ان پر حضرت سلیمان(ع) کی حکمرانی ان کا معجزہ اور انکی رسالت کی دلیل ہے_
و لسلیمان الریح عاصفة
عام طور پر مفسرین کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت اور دیگر آیات گذشتہ انبیا(ع) ء کے معجزات اور ان کی نبوت کے دلائل بیان کررہی ہیں_
5_ کسی بھی سرزمین کا با برکت ہونا خداتعالی کی عنایت اور ارادے میں منحصر ہے_
إلی الأرض التی برکنا فیہ
6_ سرزمینوں کی قدر و قیمت، با برکت ہونے اور خداتعالی کی توجہ کا مرکز ہونے کے لحاظ سے مختلف ہونا _
إلی الأرض التی برکنا فیہ
7_ پورا عالم، ہستی خداتعالی کے علم لایزال کے زیر تسلط ہے_

463

و كنا بكل شيء علمين

8_ تند و تيز ہواؤں كا مسخر ہونا اور ان كا حضرت سليمان(ع) كے حكم كے تابع ہونا خداتعالى كے وسيع علم اور ارادے كے زير سايہ تھا_

و لسليمان(ع) الريح ... و كنا بكل شى ء علمين

عبارت "بكل شيء علمين" بتاتى ہے كہ يہ كام علمى قوانين كى بنياد پر وقوع پذير ہوا اور خداتعالى نے ان قوانين كے سلسلے ميں اپنے وسيع علم كى بنياد پرارادہ كيا تھا كہ تند و تيز ہوائيں حضرت سليمان(ع) كے حكم كے تابع ہوں_

9_ تند و تيز ہواؤں كو مسخر كرنا اور انہيں حضرت سليمان(ع) كے حكم كے ما تحت كرنا خداتعالى كى طرف سے ايك عالمانہ اور حكيمانہ كام تھا_

و لسليمان(ع) الريح ... و كنا بكل شى ء علمين

10_ دوسرں كو وسائل اور اختيارات فراہم كرنے كيلئے ان كے سلسلے ميں مناسب علم و آگاہى كى ضرورت ہے_

و لسليمان(ع) الريح ... و كنا بكل شى ء علمين

جملہ "و كنا بكل شيء علمين" بتاتا ہے كہ حضرت سليمان(ع) كو ہواؤں كى تسخير كى قدرت عطا كرنے كا سرچشمہ خداتعالى كا علم و آگاہى تھا_ اس سے اس بات كا استفادہ كيا جاسكتا ہے كہ

دوسروں كو ہر قسم كى قدرت اور وسائل كا عطا كرنا ضرورى ہے كہ بجا اور ان كے سلسلے ميں مناسب علم و آگاہى كى بنياد پر ہو _

مادى وسائل:

ان كے عطا كرنے كے شرائط 10

ہوا:

اس كا مطيع ہونا 2

خداتعالى :

اسكے ارادے كے اثرات 8; اسكے علم كے اثرات 8; اسكے لطف و كرم كے اثرات 5، 6; اسكى مشيت كے اثرات 5; اسكى خصوصيات 7; اسكے افعال 1; اسكى حكمت 9; اس كا علم 9; اسكے علم كى وسعت 7

سرزمين:

اسكى قدر و قيمت 6; با بركت سرزمين 3; اسكى بركت كا سرچشمہ 5، 6; اسكے تفاوت كا سرچشمہ 6

سليمان(ع) (ع) :

ان كے اوامر 3; ان كيلئے ہوا كو مسخر كرنا 1، 2، 3، 4، 9; ان كى نبوت كے دلائل 4; ان كے فضائل 1، 2، 3; ان كا معجزہ 4; ان كيلئے ہوا كو مسخر كرنے كا سرچشمہ 8

علم:

اس كا كردار 10

464

وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلاً دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ (٨٢)

اور بعض جناب كو بھى مسخر كرديا جو سمندر ميں غوطے لگايا كرتے تھے اور اس كے علاوہ دوسرے كام بھى انجام ديا كرتے تھے اور ہم ان سب كے نگہبان تھے (82)

1_بعض شياطين، حضرت سليمان(ع) كے حكم كے ماتحت اور انكى تسخير ميں تھے_

و سخرنا ... و من الشياطين من يغوصون لہ

2_ بعض شياطين، حضرت سليمان(ع) كيلئے غوطہ گرى و غيرہ كا كام كرتے تھے_

و من الشياطين من يغوصون لہ و يعملون عملًا دون ذلك

3_ حضرت سلیمان(ع) کی حکومت میں غوطہ گری اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کی اہمیت
و من الشیاطین من یغوصون لہ
کاموں میں سے خاص طور پر "غواصي" کو ذکر کرنا نیز "لہ" کا لام کہ جو انتفاع کیلئے ہے مذکورہ مطلب پر دلالت کرتے ہیں_
4_ شیاطین، شعور رکھنے والے اور کار آمد موجودات ہیں_
و من الشیاطین من یغوصون لہ
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان(ع) کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا اور ان کا مطیع فرمان بنانے کا لازمہ ان کا باشعور ہونا ہے_
5_ شیاطین ایسے موجودات ہیں کہ جو انسان کیلئے مسخر ہونے اور اسکے مطیع فرمان ہونے کے قابل ہیں_
و سخرنا ... و من الشیاطین من یغوصون لہ
6_ شیاطین، مختلف علوم و فنون سے آشنا ہیں_
و من الشیاطین من یغوصون لہ و یعملون عملاً دون ذلك
7_ حضرت سلیمان(ع) کے تابع فرمان ہونے میں شیاطین پر خداتعالی کی نظارت اور کنٹرول_
و من الشیاطین ... و کنا لہم حفظین

8_ شیاطین ہمیشہ خداتعالی کی نظارت، کنٹرول، اور نگرانی میں ہیں _
من الشیاطین ... و کنا لہم حفظین
9_ شیاطین کے حکم خداوندی سے سرکشی کرنے کا امکان اور ان کے مطیع ہونے کیلئے خداتعالی کی نظارت اور نگرانی کی ضرورت_
و کنالہم حفظین
خداتعالی کا ہمیشہ کیلئے شیاطین کی نگرانی کی یاد دہانی کرانا بتاتا ہے کہ وہ سرکش قسم کی مخلوقات ہیں اور انہیں نگرانی کی ضرورت ہے_

خداتعالی :
اسکی نظارت 7، 8، 9
سلیمان(ع) :
ان کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا 1، 2، 7; ان کے فضائل 1
شیاطین:
انہیں مسخر کرنا 5; انکا شعور4; انکی صفات 5; انکی نافرمانی 9; انکا علم 6; انکی غواصي2; ان کی نگرانی 8، 9; ان کے عمل کا ناظر 7، 8; ان کا نقش و کردار 4
نافرماني:
خدا کی نافرمانی 9
غواصي:
سلیمان(ع) کے زمانے میں اسکی اہمیت 3

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (۸۳)
اور ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے (83)

1_ حضرت ایوب(ع) کا قصہ اور ان کی خداتعالی کے ساتھ مناجات سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے_
و أیوب إذ نادی ربہ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ایّوب" کی نصب مقدر عامل جیسے "اذکر" یا "اذکروا" کے ذریعے ہو_
2_ حضرت ایوب(ع) مختلف قسم کی مشکلات، تکالیف، فقر اور بیماری میں مبتلا تھے _
أنی مسنی الضر
"الضر" اسم مصدر ہے اور اس کا معنی ہے بدحالي، فقر اور جسمانی تکلیف نیز ہر وہ چیز جو فائدے کی ضد ہو (لسان العرب)
3_ حضرت ایوب (ع) نے بلند اور واضح آواز کے ساتھ

466
اپنے لئے دعا کی اور خداتعالی سے مختلف قسم کی مشکلات، جسمانی تکالیف اور فقر سے نجات کے خواہاں ہوئے_
و أیوب اذ نادی أنی مسنی الضر
"ندا" کا معنی ہے بلند اور واضح آوا ز_
4_ رنج و الم اور مشکلات کے وقت انسان کے بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کا شائستہ ہونا_
و أیوب اذ نادی ربہ أنی مسنی الضر
5_ خداتعالی کو "ربّ" کے نام سے پکارنا دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے_
و أیوب إذ نادی ربہ أنی مسنی الضر
6_ تمام انسان حتی کہ انبیا(ع) ء بھی دنیا میں مختلف قسم کے رنج و الم تکالیف اور مشکلات کا شکار ہیں_
و أیوب ... أنی مسنی الضر
7_ لوگوں کا رنج و الم، تکالیف اور مشکلات میں گرفتار ہونا ان کے برا اور فاسد ہونے کی دلیل نہیں ہے_
و أیوب إذ نادی ربہ أنی مسنی الضر
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حضرت ایوب(ع) جیسا صاحب فضیلت نبی بھی رنج و الم اور مصیبت میں مبتلاء تھا_
8_ ربوبیت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان رنج و الم اور ضرورت کے وقت بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ رہے_
و أیوب إذ نادی ربہ أنی مسنی الضر
9_ حضرت ایوب(ع) کا خداتعالی کے لطف و کرم اور عنایات کو حاصل کرنے کیلئے اسکی وسیع رحمت کو وسیلہ بنانا اور اسکی پناہ لینا_
و أیوب ... و أنت أرحم الراحمین
10_ خداتعالی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے_
و أنت أرحم الراحمین
11_ خداتعالی کی وسیع رحمت بے مثل و بے مثال رحمت ہے_
و أنت أرحم الراحمین
خداتعالی کے "ارحم الراحمین" (سب مہربانوں سے زیادہ مہربان) کے ساتھ توصیف اسکے مہربانی میں بے مثل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ہر صفت میں برترین صرف ایك ہوسکتا ہے _
12_ دعا اور حاجت روائي کی درخواست کے وقت انسان کا رحمت الہی کی پناہ لینا دعا کے آداب میں سے ہے_
و أیوب إذ نادی ربہ ... و أنت أرحم الراحمین
13_ خداتعالی کی وسیع رحمت اور بے مثال مہربانی اسکی جانب سے بندوں کی دعا کی قبولیت کا تقاضا کرتی ہے_
و أیوب إذ نادی ربہ ... و أنت أرحم الراحمین
چونکہ حضرت ایوب نے اپنی مشکلات کو بیان کرنے کے بعد خداتعالی کو "أرحم الراحمین" کی صفت کے ساتھ یاد کیا ہے اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے_

اسما و صفات:
ارحم الراحمین 10

انبیاء(ع) :
انکی دنیوی مشکلات 6
انسان:
اسکی دنیوی مشکلات 6
ایوب:
ان کا پناہ لینا 9; انکی بیماری 2; انکی دعا 1، 3; انکی شفا 3; انکے قصے سے عبرت 1; انکا فقر2; انکی تکلیف 2; انکی مشکلات 2
بلائ:
اس کا فلسفہ 7
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کے اثرات 8; اسکی رحمت کے اثرات 13; اسکی خصوصیات 11; اسکی پناہ لینا 9، 12; اسکی رحمت کا بے نظیر ہونا 11; اسکی رحمت 12; اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 9
دعا:
اسکے آداب 5، 12; اس میں پناہ لینا 12; یہ سختی کے وقت 4، 8; اسکی قبولیت کا پیش خیمہ 13; اس کا پیش خیمہ 8
ذکر:
ربوبیت خدا کا ذکر 5; قصہ ایوب کا ذکر 1
رنج و الم:
اس کا فلسفہ 7
سختي:
اس سے نجات کی درخواست 3; اس کا فلسفہ 7
عبرت:
اسکے عوامل 1
فقر:
اس سے نجات کی درخواست 3

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَى لِلْعَابِدِينَ (٨٤)
تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا اور انہیں ان کے اہل و عیال دیدئے اور ویسے ہی اور بھی دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گذار بندوں کے لئے ایك یاد دہانی ہے (84)

1_ خداتعالی نے حضرت ایوب(ع) کی دعا اور درخواست کو قبول فرمایا_
و أیوب إذ نادی ربہ ... فاستجبنالہ
2_ خداتعالی نے ایوب(ع) کی مشکلات کو حل کردیا اور غم و

اندوہ کو ان کے جسم و جان سے دور کردیا_
و أیوب ... فکشفنا ما بہ من ضر
3_ خداتعالی کو پکارنے اور اسکی بارگاہ میں دعا اور درخواست کرنے کا نتیجہ اسکی طرف سے قبولیت اور جواب کا آنا ہے_
إذ نادی ربہ ... فاستجبنالہ فکشفنا ما بہ من ضر
یہ آیت کریمہ _ جیسے کہ جملہ "رحمة من عندنا و ذکري ..." صراحت کے ساتھ بیان کرر ہا ہے_ پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو تسلی دینے نیز سبق سکھانے کیلئے ہے اس لحاظ سے یہ آیت حضرت ایوب(ع) کے ساتھ مختص نہیں ہے_

4_ خداتعالی نے حضرت ایوب کی فوت ہوجانے والی فیملی (بیوی اور اولاد) کو زندہ کر کے انہیں واپس پلٹادیا _
و أتینہ أہلہ
اس سلسلے میں کہ ایوب(ع) کی فیملی ایوب(ع) کو دینے سے کیا مراد ہے دورائے ہیں 1_ ان کے فوت شدہ بیوی بچوں کو زندہ کر کے دوبارہ انکے پاس پلٹانا 2_ فوت شدہ بیوی بچوں کے بجائے انہیں دوسرے بیوی بچے عطا کرنا_ مذکورہ مطلب پہلے نظریئے کے مطابق ہے_
5_ خداتعالی نے حضرت ایوب(ع) کی فوت شدہ بیوی بچوں کی جگہ انہیں دوسرے بیوی بچے عطا کئے_
و أتینہ أہلہ
6_ حضرت ایوب(ع) سے بیماري، غم و اندوہ اور مشکلات کو دور کرنااور انہیں انکی فیملی واپس پلٹانا خداتعالی کی جانب سے ان پر رحمت تھي_
فکشفنا ما بہ ... رحمة من عندن
7_ خداتعالی نے حضرت ایوب(ع) کو بیوی بچے واپس پلٹانے کے علاوہ انہیں اسی جیسی دوسری فیملی بھی عطا کي_
و أتینہ أہلہ و مثلہم معہم
8_ ایوب(ع) اپنی فیملی کے فراق اور چلے جانے کی مصیبت میں مبتلا ء تھے_
و أتینہ أہلہ
9_ فیملی (بیوی بچوں) کا دنیا سے چلاجانا حضرت ایوب(ع) کی سب سے بڑی تکلیف اور مشکل تھي_
أنّي مسنی الضر ... فکشفنا ما بہ من ضر و أتینہ أہلہ و مثلہم معہم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "آتیناہ أہلہ ..." کا "فکشفنا ..." پر عطف ہو اس صورت میں "آتیناہ أہلہ" کا ذکر کرنا عام کے بعد خاص کا ذکر کرنا ہوگا اور یہ اہمیت کا فائدہ دیگا کیونکہ فیملی کا دنیا سے چلاجانا خود "ضرّ" ہے_
10 _ فیملی (بیوی بچوں) کا دنیا سے چلاجانا انسان کی سب سے بڑی تکلیف اور رنج ہے_
فکشفنا ما بہ من ضرّ و أتینہ أہلہ و مثلہم معہم
11_ ایوب (ع) کا اپنی تمنا سے زیادہ عطا سے بہرہ مند ہونا_
أنی مسنی الضرّ ... فکشفنا ما بہ من ضرّ و أتینہ أہلہ و مثلہم معہم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "آتیناہ ..." کا عطف "فاستجبنا" پر ہو اسکی بناپر جس کی ایوب(ع) نے درخواست کی تھی وہ بیماری اور رنج و الم (ضرّ) کا دور ہونا تھا اور خداتعالی نے اسکے علاوہ انہیں بیوی بچے بھی واپس پلٹا دیئے_
12_ دعا کی قبولیت اور مشکلات کا دور کرنا، خداتعالی کی بے کراں رحمت کا ایك جلوہ ہے_
و أنت أرحم الرحمین_ فاستجبنالہ ... رحمة من عندن
13_ خداتعالی کا انسان کو اسکی آرزو سے زیادہ عطا کرنا خداتعالی کی طرف سے اس پر خاص رحمت کا ایك جلوہ ہے_
و أنت أرحم الرحمین ... و أتیناہ أہلہ و مثلہم معہم رحمة من عندن
14_ ایوب(ع) ، کی دعا کی قبولیت اور انکی مشکلات اور رنج و الم کو دور کرنا خدا پرستوں کی بیداری اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے_
فاستجبنالہ ... و أتینہ ... رحمة من عندنا و ذکری للعبدین
15_ ایوب(ع) ،عابدین میں سے اور ان کیلئے عبرت آمیز نمونہ ہیں_
و ذکری للعبدین
حضرت ایوب(ع) کے ماجرا کا عابدین کیلئے نمونہ ہونا اس وقت ہوسکتاہے جب آپ خود ان میں شامل ہوں اور پھر ان پر خدا کی رحمت دوسرے عابدین کیلئے نصیحت بنے_
16_ مشکلات و مصائب نیز ان کا دور ہونا متوجہ ہونے اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے_
فاستجبنالہ ... ذکری للعبدین
17_ خدا کی پرستش کرنے والے اسکی نصیحتوں اور خبردار کرنے سے بہرہ مند ہیں_
ذکری للعبدین

18_ خداتعالی کی عبادت ،نصحیت کو قبول کرنے اور حق کو سننے کے اسباب فراہم کرتی ہے_
ذکری للعبدین
19_ سب انسانوں حتی کہ عبادت کرنے والوں کو بھی نصیحت اور یاد دہانی کرانے کی ضرورت ہے_
ذکری للعبدین
20_ امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ خداتعالی نے حضرت ایوب(ع) کو انکی فیملی کہ جو فوت ہوچکی تھی واپس کردی اور ان جیسے اور بھی انہیں عطا کئے اور اسی طرح خداتعالی نے انکے اپنے اموال اور چوپائے واپس پلٹا دیئے اور ان جیسے اور بھی اتنی ہی مقدار میں انہیں عطا کئے (1)

اولاد:
اسکی موت کا سخت ہونا 10
انسان:
اس پر فضل کرنا 13; اس کا سب سے اہم رنج 10;اسکی معنوی ضروریات 19

470

ایوب(ع) :
انکی دعا کی قبولیت کے اثرات 14; انکی مشکلات کے دور کرنے کے اثرات 14; انکی دعا کی قبولیت 1; انکی فیملی کا زندہ کرنا 20; ان کے بچوں کا زندہ کرنا 4; انکی بیوی کا زندہ کرنا 4; انہیں فیملی عطا کرنا 20; انہیں اولاد عطا کرنا 5، 6، 7; انہیں مال عطا کرنا 20; انہیں بیوی عطا کرنا 5، 6، 7; ان پر فضل کرنا 11،20; ان کا نمونہ بننا 15 ; ان کا عابدین میں سے ہونا 15،9; ان پر رحمت 6; ان کے غم کا دور کرنا 2، 6; انکی مشکلات کا دور کرنا 2، 6; انکی بیماری کی شفا 2، 6; انکی فیملی سے جدائيء 8; انکا قصہ 1، 2، 4، 5، 7، 8، 11; انکی تکلیف8; ان کی اولاد کی موت 9; انکی بیوی کی موت 9; انکا سب سے بڑا رنج 9
بیوي:
اسکی موت کا سخت ہونا 10
حق:
اسے قبول کرنے کا پیش خیمہ 18
خداتعالی :
اسکے عطیے 5، 7; اسکی رحمت کی نشانیاں 12، 13
دعا:
اسکے اثرات 3; اسکی قبولیت 3، 13; اسکی قبولیت کا سرچشمہ 12
رحمت:
یہ جنکے شامل حال ہے 6
روایت :20
سختي:
اسے دور کرنے کا سرچشمہ 12
عابدین:
انکا نمونہ15; انکا خبردار ہونا 17; انکا عبرت لینا 17; ان کے خبردار ہونے کے عوامل 14; انکی معنوی ضروریات 19
عبادت:
عبادت خدا کے اثرات 18
عبرت:
اس کا پیش خیمہ 18
فضل خدا:

یہ جنکے شامل حال ہے 20
مردے:
انہیں زندہ کرنا 4
مشکلات:
ان کا کردار 16
مصائب:
ان کا کردار 16
ضروریات:
نصیحت کی ضرورت 19
نصیحت:
اسکے عوامل 16; عابدین کو نصیحت کے عوامل 14
فیملي:
اسکی اہمیت 10
....

1) مجمع البیان ج 7 ص 94 _ بحارالانوار ج 12 ص 346

471

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ (٨٥)
اور اسماعیل و ادریس و ذوالکفل کو یاد کرو کہ یہ سب صبر کروالوں میں سے تھے (85)

1_ اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل صابر اور بردبار لوگوں میں سے تھے_
و إسماعیل ... کل من الصبرین
2_ اسماعیل(ع) اور ادریس(ع) اور ذولکفل(ع) کا قصہ اور انکی صبرو شکیبایی سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے_
و إسماعیل ... کل من الصبرین
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "اسماعیل" کی نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو_
3_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) صبرو شکیبائي میں لوگوں کیلئے نمونہ ہیں_
و إسماعیل و إدریس و ذوالکفل کل من الصبرین
مذکورہ مطلب اس نکتے کو پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالی نے عصر بعثت کے لوگوں کی تربیت اور انہیں ہدایت کرنے کے مقام میں ان تینوں انبیا(ع) ء کو "صابرین" کی صفت کے ساتھ متعارف کرایا ہے_
4_ بارگاہ خداوندی میں صبر کا قابل قدر ہونا اور صابرین کا بلند مقام
و إسماعیل ... کل من الصبرین

ادریس(ع) :
ان کا صبر، 1، 2 ، 3; ان کے قصے سے عبرت لینا 2; انکے فضائل 1، 3
اقدار :4
اسماعیل(ع) :
ان کا صبر، 1،2،3; ان کے قصے سے عبرت لینا 2; ان کے فضائل 1،3
نمونہ بنانا:

ادریس(ع) کو نمونہ بنانا 3; اسماعیل(ع) کو نمونہ بنانا 3; ذوالکفل(ع) کو نمونہ بنانا 3
ذکر:
ادریس کے قصے کا ذکر 2; اسماعیل کے قصے کا ذکر 2; ذوالکفل کے قصے کا ذکر 2
ذوالکفل:
انکا صبر، 1، 2، 3; ان کے قصے سے عبرت لینا 2;
ان کے فضائل 1، 3
صابرین:
ان کے فضائل 4
صبر:
اسکی فضیلت 4
عبرت:
اسکے عوامل 2

وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ (٨٦)
اور سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کرلیا تھا اور یقینا یہ سب ہمارے نیك کردا ربندوں میں سے تھے (86)

1_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) خداتعالی کی خاص رحمت سے بہرہ مند تھے_
و اسماعیل ... و إدخلنہم فی رحمتن
اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل کے رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کو خاص طور پر ذکر کرنے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے کیونکہ خداتعالی کی رحمت تو سب موجودات کو شامل ہے اور سب کسی نہ کسی طرح سے اسکی رحمت سے بہرہ مند ہیں_
2_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) کا مقام صبر ان کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا سبب بنا_
و إسماعیل ...کل من الصبرین و أدخلنہم فی رحمتن
3_ صبر انسان کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا ذریعہ ہے_
من الصبرین و أدخلنہم فی رحمتن
4_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) صالحین میں سے ہیں_
و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصلحین
5_ اسماعیل(ع) ، ادریس(ع) اور ذوالکفل(ع) کا صالح ہونا ان

کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا سبب بنا_
و إسماعیل ... و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصلحین
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ جملہ "إنہم من الصالحین" سابقہ جملے کیلئے تعلیل ہے یعنی چونکہ صالحین میں سے تھے اسلئے انہیں اپنی بے کراں رحمت میں قرار دیا_

6_ عمل صالح، خاص رحمت الہی کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے_
و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصالحين
7_ صبر کرنے والے شائستہ انسان اور صالحين ميں شامل ہيں_
و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصالحين
خداتعالى نے گذشتہ آيت ميں_ کہ جو بعض انبياء کى توصيف کر رہى تھي_ انہيں صابرين ميں سے متعارف کرايا ہے اور اس آيت ميں انہينصالحين ميں سے قرار ديا ہے دو آيتوں کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے لوگ صالحين ميں سے ہيں_
8_ انبيا(ع) ء کے عمل صالح اور نيك کردار کا ان کسى خاص رحمت خداوندى اور برتر مقام و مرتبے تك دسترسى ميں کردار _
و إسماعيل ... كل من الصبرين ... و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصالحين
9_ خداتعالى کى خاص عنايات سے بہرہ مند ہونے کيلئے خود انسان کے اپنے عمل اور کوشش کى ضرورت ہے_
كل من الصبرين و أدخلنہم فی رحمتنا إنہم من الصالحين

ادريس(ع) :
ان کے صبر کے اثرات 2; ان کے صالح ہونے کے اثرات 5; يہ صالحين ميں سے 4; ان کے فضائل 1، 4
اسماعيل(ع) :
ان کے صبر کے اثرات 2; ان کے صالح ہونے کے اثرات 5; يہ صالحين ميں سے 4; ان کے فضائل 1، 4
انبياء(ع) :
ان کے عمل صالح کے اثرات 8; ان کے تكامل کے عوامل 8
خداتعالى :
اسكى رحمت 1، 3; اسكے لطف و كرم كا پيش خيمہ 9
ذوالكفل(ع) :
ان کے صبر کے اثرات 2; ان کے صالح ہونے کے اثرات 5; يہ صالحين ميں سے 4; ان کے فضائل1، 4
رحمت:
اس كا پيش خيمہ 2، 3، 5، 6، 8; يہ جنكے شامل حال ہے 1، 2، 5، 8
صابرين:
يہ صالحين ميں سے 7; ان کے فضائل 7

صبر:
اسكے اثرات 3
عمل:
اسكے اثرات 9
عمل صالح:
اسكے اثرات 6

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (٨٧)
اور يونس کو ياد کرو کہ جب وہ غصہ ميں آکر چلے اور يہ خيال كيا کہ ہم ان پرروزى تنگ نہ کريں گے اور پھر تاريكيوں ميں جاکر آواز دى کہ پروردگار تيرے علاوہ کوئي خدا نہيں ہے تو پاك و بے نياز ہے اور ميں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں ميں سے تھا (87)

1_ ذا النون (يونس(ع)) كا ماجرا سبق آموز اور ياد ركھنے اور ياد كرانے کے قابل ہے _

و ذا النون إذ ذہب
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے كہ "ذالنون" كا نصب "اذكر" يا "اذكروا" جيسے مقدر عامل كی وجہ سے ہو قابل ذكر ہے كہ "النون" كا معنی ہے مچھلی اور "ذا النون" حضرت يونس(ع) كا لقب ہے اس وجہ سے كہ وہ ايك مدت تك مچھلی كے پيٹ ميں تھے_
2_ حضرت يونس (ع) غصے كی حالت ميں اپنی قوم ميں سے نكلے اور كسی دوسری سرزمين كی طرف ہجرت كر گئے_
إذ ذہب مغاضب
جو كچھ مفسرين اور مورخين كی رائے سے معلوم ہوتا ہے وہ يہ ہے كہ حضرت يونس (ع) اپنی قوم كے ايمان نہ لانے كی وجہ سے غصے كی حالت ميں ان ميں سے نكلے اور كسی دوسری جگہ كی طرف ہجرت كر گئے اور آيت كريمہ اسی داستان كی طرف ناظر ہے_

3_ قوم يونس كی رفتار و كردار نے حضرت يونس(ع) كے شديد غصے كو بھڑ كاديا اور انہيں ناخوش كرديا_
إذ ذہب مغاضب
4_ انبيا(ع) ء بھی انسانی عادات كے حامل ہيں_
إذ ذہب مغاضب
5_ حضرت يونس(ع) كا يہ گمان كہ اپنی قوم كو چھوڑنے پر خداتعالی ان پر سختی نہيں كريگا_
إذ ذہب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليہ
"قدر" كا ايك معنی سختی اور تنگی كرنا (ضيق) ہے (مفردات راغب) مذكورہ مطلب اسی معنی پر مبتنی ہے_
6_ حضرت يونس(ع) كا يہ گمان كہ اپنی قوم ميں سے نكل كر كسی اور سرزمين كی طرف ہجرت كرنے پر انہيں خدا تعالی كی جانب سے پاداش نہيں ملے گی _
فظن أن لن نقدر عليہ
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے كہ "قدر" "قضاوت اور فيصلے" كے معنی ميں ہو قابل ذكر ہے كہ آيت كا ذيل (إنی كنت من الظالمين) اسی مطلب كا مؤيد ہے_
7_ حضرت يونس (ع) اپنی كافر قوم ميں سے نكلنے اور كسی دوسری سرزمين كی طرف ہجرت كرنے كے سلسلے ميں بے جا غصے اور نادرست گمان كا شكار ہوئے_ *
إذ ذہب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليہ
8_ انبيا(ع) ء كے ناروا غصے اور نادرست گمان ميں مبتلا ہونے كا امكان _ *
إذ ذہب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليہ
مذكورہ مطلب حضرت يونس (ع) سے الغاء خصوصيت كرنے سے حاصل ہوتا ہے_
9_ حضرت يونس (ع) كا اپنے بارے ميں تمام تقديرات الہی سے مكمل طور پر آگاہ نہ ہونا_
و ذاالنون ... فظن أن لن نقدر عليہ
10_ مقام نبوت كا اپنے بارے ميں تقديرات الہی سے آگاہ نہ ہونے كے منافی نہ ہونا _
فظن أن لن نقدر عليہ
11_ انبيا(ع) ء آخری مرحلے تك تبليغ كے راستے ميں ثابت قدم رہنے اور اپنے معاشرے ميں اور لوگوں كے درميان رہنے پر مأمور
و ذاالنون إذ ذہب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليہ
اپنی قوم كو ترك كرنے كی وجہ سے_ قبل اس كے كہ اس سلسلے ميں خدا كی جانب سے كوئي حكم آئے_ حضرت يونس(ع) كی توبيخ اس نكتے پر دلالت كرتی ہے كہ ا نبيا(ع) ء خدا كی جانب سے اجازت ملنے اور اسكے حكم كے آنے سے پہلے اپنی ڈيوٹی اور لوگوں كو ترك كرنے كے مجاز نہيں ہيں_
12_ حضرت يونس(ع) كا دريا ميں اور مچھلی كے پيٹ ميں گرفتار ہوجانا انكی غصے كی حالت ميں اپنی قوم كو ترك كرنے كی سزا _
و ذاالنون إذ ذہب مغاضباً فظن ... فنادی فی الظلمت

آیت کریمہ میں "ظلمات" سے مراد مچھلی ك

پیٹ ہے اور اس کا جمع آنا تاریکی کی شدت کو بیان کرنے کیلئے ہے_
13_ تاریکیوں (مچھلی کے پیٹ)میں گرفتار ہونے کے بعد حضرت یونس(ع) کا بارگاہ خداوندی میں دعا اور تضرع و زاری کرنا_
فنادی فی الظلمت أن لا إلہ إلّا أنت
14_ حضرت یونس(ع) کا مچھلی کے پیٹ میں اپنی خصوصی دعا میں خداتعالی کی تہلیل و تنزیہ کی طرف متوجہ ہونا_
فنادی فی الظلمت أن لا إلہ إلّا أنت سبحنك
15_ "لا إلہ إلا أنت سبحانك إنی كنت من الظالمين" مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں گرفتار ہونے کے وقت حضرت یونس(ع) کی دعا_
فنادی فی الظلمت أن لا إلہ إلّا أنت سبحنك إنی كنت من الظالمين
16_ تکالیف و مشکلات انسان کے خداتعالی کی طرف متوجہ ہونے کے اسباب فراہم کرتی ہیں _
فنادی فی الظلمت أن لا إلہ إلّا أنت سبحنك
17_ حضرت یونس (ع) کا بارگاہ الہی میں خاضع ہونا اور ان کا اپنی عجولانہ رفتار کے نادرست اور ظلم ہونے کا اعتراف _
فنادی ... إنی كنت من الظالمين
18_ حضرت یونس(ع) کی نظر میں خداتعالی کی اجازت کے بغیر اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانا خود اپنے اوپر ظلم تھا_
إذ ذہب مغاضباً ... إنی كنت من الظالمين
19_ خداتعالی کی تہلیل و تنزیہ اور اپنے گناہ و کوتاہی کا اعتراف دعا کے آداب میں سے ہے_
فنادی فی الظلمت أن لا إلہ إلّا انت سبحنك إنی كنت من الظالمين
20_ خداتعالی کی طرف سے سزا اور دنیاوی مشکلات میں گرفتار ہونے میں خود انسان کا کردار_
إذ ذہب مغاضبا ... إنی كنت من الظالمين
21_ (روایت میں آیا ہے کہ) مامون نے امام رضا(ع) سے کہا مجھے خداتعالی کے فرمان "و ذا النون إذ ذہب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليہ" کے بارے میں بتایئےو آپ(ع) نے فرمایا وہ یونس بن متی تھے جو اپنی قوم پر غضب ناك ہونے کی حالت میں ان میں سے نکل کر چلے گئے اور اللہ تعالی کے کلام میں "ظن" کا مطلب ہے "استیقن" اور "لن نقدر عليہ" کا معنی ہے "لن نضيق عليہ رزقہ ..." "فنادى فی الظلمات" یعنی (تین تاریکیوں میں) شب کی تاریکي، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکي_ انہوں نے ند ا دی " ... سبحانك إنی كنت من الظالمين" یعنی ... میں ستم کار لوگوں میں سے ہوں کیونکہ ماضی میں میں نے ایسی عبادت کو ترک کیا تھا کہ جس کیلئے اس وقت مجھے مچھلی کے پیٹ میں تو نے فارغ رکھا ہے _(1)
....

1) عیون اخبار الرضا 1 ص 201 ب 15 ح 1; نورالثقلین ج 3 ص 449 ح 137_

22_ اللہ تعالی کے فرمان "و ذا النون إذ ذہب مغاضباً" کے بارے میں امام باقر(ع) سے روایت ہے کہ حضرت یونس(ع) کا غضب اپنی قوم کے اعمال کی وجہ سے تھا (اور) "فظن ان لن نقدر عليہ" (کے معنی کے بارے میں) فرمایا یونس کا خیال یہ تھا کہ اس نے جو کچھ انجام دیا ہے اس کے مقابلے میں اسے سزا نہیں دی جائیگی (1)

اقرار:
ظلم کا اقرار 17; گناہ کا اقرار 19

....

1) تفسير قمى ج 2 ص 75_ نورالثقلين ج 3 ص 451 ح 141_

478

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ (٨٨)
تو ہم نے ان كى دعا كو قبول كرليا اور انھيں غم سے نجات دلادى كہ ہم اسى طرح صاحبان ايمان كو نجات دلاتے رہتے ہيں (88)

1_ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں گرفتار ہونے کے وقت حضرت یونس(ع) نے جو دعا کی وہ خداتعالی نے قبول کرلی _
فنادی فی الظلمت ... فاستجبنالہ
2_ خداتعالی نے حضرت یونس(ع) کو غم و اندوہ سے نجات دي_
و نجینہ من الغم
3_ دعا کی قبولیت اور غموں سے نجات میں خداتعالی کی تسبیح و تہلیل اور اپنے نفس پر ظلم کے اقرار کا کردار_
فنادی فی الظلمت أن لا إلہ إلا أنت سبحانك إنی کنت من الظالمین فاستجبنالہ و نجیناہ من الغم
4_ دعا، غم و اندوہ اور مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا موثر ذریعہ ہے_
فنادی ... و نجینہ من الغم
5_ اپنے نفس پر ظلم غمناك نتائج کا حامل ہے اور ان سے نجات کیلئے خداتعالی کی مددکی ضرورت ہے_
إنی کنت من الظلمین فاستجبنالہ و نجینہ من الغم
6_ مؤمنین کو غم و اندوہ سے نجات دینا خداتعالی کی سنت ہے_
فاستجبنالہ و نجینہ من الغم و کذلك ننجی المؤمنین
حضرت یونس(ع) کی نجات کو ذکر کرنے کے بعد جملہ "کذلك ننجی المؤمنین" ہوسکتا ہے سنت الہی اور ایك قانون کو بیان کررہا ہو_
7_ مؤمنین کی مخلصانہ دعا کی صورت میں خداتعالی کا انہیں غم و اندوہ اور مشکلات سے نجات دینے ك

وعدہ _
فنادی ... و کذلك ننجی المؤمنین
8_ حضرت یونس(ع) کی غم و اندوہ سے نجات، مؤمنین کی نجات کے بارے میں خداتعالی کی سنت کا ایك جلوہ تھا_
و نجینہ من الغم و کذلك ننجی المؤمنین
اسم اشارہ "کذلك" حضرت یونس(ع) کی غم و اندوہ سے نجات کی طرف اشارہ ہے_
9_ اپنے نفس پر ظلم انسان کے غم و اندوہ میں مبتلاء ہونے کا سبب ہے_
فظن ان لن نقدر علیہ ... إنی کنت من الظالمین ... و نجیناہ من الغم

اخلاص:
اسکے اثرات 7
اقرار:
ظلم کے اقرار کے اثرات 3
غم و اندوہ:
اسکے عوامل 5، 9; اسکے دور کرنے کے عوامل 4، 5
تسبیح:
اسکے فوائد 3
تہلیل:
اسکے فوائد 3
خداتعالی :
اسکی امداد کی اہمیت 5; اسکی سنت 6، 8; اس کا نجات دینا 2; اس کے وعدے 7
خود:
خود پر ظلم کے اثرات 5، 9; خود پر ظلم 3
دعا:

اسکے اثرات 4; اسکے آداب 3; اس میں اخلاص 7; اسکی قبولیت کے عوامل 3
سنن الہي:
نجات دینے والی سنت 6، 8
مؤمنین:
ان کے غم کو دور کرنا 6، 7; انکی نجات 8; ان کے ساتھ وعدہ 7
یونس (ع) :
انکی دعا کی قبولیت 1; ان کے غم کا دور کرنا 2، 8; انکی تکلیف 1; انکی نجات2; یہ مچھلی کے پیٹ میں1

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْداً وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (٨٩)
اور زکریا کو یاد کرو کہ جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے (89)

1_ حضرت زکریا(ع) اور ان کے بیٹا چاہنے کی داستان سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد دہانی کرانے کے قابل ہے_
و زکریا إذ نادی
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "زکریا" کی نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو_
2_ حضرت زکریا(ع) نے بلند اور واضح آواز کے ساتھ خداتعالی سے بیٹا طلب کیا_
و زکریا إذ نادی ربہ رب لاتذرنی فرداً
بعدوالی آیت (فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی) قرینہ ہے کہ جملہ "لاتذرنی فرداً" سے مراد بیٹے کی درخواست ہے قابل ذکر ہے کہ "ندا" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز (لسان العرب)
3_ تنہائي سے نجات اور موت کے بعد اپنی وراثت کی حفاظت حضرت زکریا(ع) کے خدا سے بیٹا طلب کرنے کا محرك_
و زکریا إذ نادی ربہ رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین
حضرت زکریا(ع) نے صراحت کے ساتھ بیٹا طلب کرنے کے بجائے اپنی تنہائي کا تذکرہ کیا اور اپنی درخواست کے آخر میں خدا کے بہترین وارث ہونے کو یاد کیا ان دو مطلبوں کو ذکر کرنا در حقیقت دعا میں حضرت زکریا(ع) کے محرك اور حالات کو بیان کر رہا ہے_
4_ حضرت زکریا(ع) تنہائي کی وجہ سے رنج میں مبتلاء تھے اور بیٹے کی آرزو رکھتے تھے_
إذ نادی ربہ رب لاتذرنی فرداً
بلاشك انسان اپنی دعا میں جو کچھ خدا سے چاہتا

ہے وہ اسے دوست رکھتا ہوتا ہے اور اسکی آرزو رکھتا ہے اور اس کا نہ ہونا اسکے رنج کا سبب ہوتا ہے بالخصوص اگر دعا کرنے والا عظیم شخصیت کا مالك ہو جیسے پیغمبر الہی اس بناپر حضرت زکریا(ع) کی صاحب فرزند ہونے کیلئے دعا مذکورہ مطلب کی غماز ہوسکتی ہے_
5_ صاحب اولاد ہونے کی آرزو انسان کیلئے ایك فطری آرزو اور پسندیدہ امید ہے_
رب لاتذرنی فرداً
6_ موت کے بعد اولاد کے سائے میں زندگی کے ماحصل کو محفوظ کرنا انسان کافطری مطالبہ ہے_
و زکریا إذ نادی ربہ رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین
چونکہ حضرت زکریا(ع) جیسے پیغمبر خدا نے صاحب اولاد ہونے کے ذریعے اپنی میراث کی حفاظت کو طلب کیا ہے اس سے اس بات کا استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ سب انسان ایسا مطالبہ رکھتے ہیں_
7_ زندگی میں بیٹا اور وارث نہ ہونے کی صورت میں حضرت زکریا(ع) کو اپنی رسالت کے مستقبل کی پریشانی_
رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین

ممکن ہے حضرت زکریا(ع) کی خداتعالی سے صاحب فرزند ہونے کی درخواست معاشرتی مسائل کی خاطر ہو یعنی آپ چاہتے تھے کہ رسالت اور اسکے ثمرات محفوظ اور ہمیشہ رہیں_
8_ مسئلہ وراثت کی ماضی میں لمبی تاریخ ہے اور وراثت چھوڑنے اور وراثت حاصل کرنے کی خواہش ایك فطری اور انسانوں حتی کہ انبیا(ع) ء کے درمیان ایك رائج امر ہے_
رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین

9_ خداوند، بہترین وارث ہے_
أنت خیر الوارثین
10_ تمام زندہ موجودات مرنے والے اور فانی ہیں اور صرف خداتعالی کی ذات زندہ و جاوید ہے_
أنت خیر الوارثین
خداتعالی کا بہترین وارث ہونا ممکن ہے اس لحاظ سے ہو کہ سب وارث کسی نہ کسی دن موت کا شکار ہوجائیں گے اور انہوں نے جو کچھ وراثت حاصل کی ہے اسے دوسروں کے سپرد کریں گے لیکن خداتعالی ایسا وارث ہے جو ناقابل فنا اور زندہ و جاوید ہے_
11_ دعا کے وقت خداتعالی کی ربوبیت کی طرف توجہ اور اس کا تذکرہ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے_
إذ نادی ربہ رب لاتذرني
12_ ربوبیت خدا کا تقاضا ہے کہ انسان نیاز کے وقت اسکی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو_
إذ نادی ربہ رب لاتذرني
13_ دعا کے وقت خداتعالی کی تعریف اور ضرورت کے ساتھ مناسب طریقے سے اس کے اسما و صفات کو یاد کرنے کا اچھا ہونا_
و أنت خیر الوارثین
مذکورہ مطلب کے حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زکریا(ع) نے اپنی نیاز اور مطالبے (صاحب

482
اولاد ہونے کے ذریعے اپنی میراث کی حفاظت) کے ساتھ متناسب،خداتعالی کو بہترین وارث ہونے کے ساتھ یاد کیا_

آرزو:
بیٹے کی آرزو5; پسندیدہ آرزو5
وراثت:
بہترین وراثت 9; اسکی تاریخ8
اسما ء و صفات:
خیرالوارثین9
انبیاء(ع) :
ان کے تمایلات8
انسان:
اسکے مطالبے 6; اسکے تمایلات 8، اسکی ضروریات 5
تنہائي:
اس سے نجات 3
حمد:
حمد خدا، 13
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کے اثرات 12; اس کا زندہ و جاوید ہونا 10
دعا:

اسکے آد اب 11، 13; اس میں اسماء و صفات 13; اس کا ضرورت کے مطابق ہونا 13; اس میں حمد 13
ذکر:
ربوبیت خدا کا ذکر 11; حضرت زکریا کے قصے کا ذکر 1
زکریا (ع) :
انکی آرزو4; انکی رسالت کا مستقبل7; انکا بے اولاد ہونا 4، 7; انکی تنہائي 3; انکی دعا2; ان کے قصے سے عبرت1; ان کے رنج کے عوامل4; انکی پریشانی کے عوامل 7; ان کا بیٹا طلب کرنا 1، 2، 4; ان کے بیٹا طلب کرنے کا فلسفہ3، 7; انکا قصہ 2، 4، 7; انکی وراثت کی حفاظت 3; انکی وراثت کی حفاظت 3، 6
عبرت:
اسکے عوامل 1
محبت:
وراثت سے محبت 8
بیٹا:
اسکی درخواست 2; اس کا کردار 6
تمایلات:
خدا کی طرف تمایل کا پیش خیمہ 12
موجودات:
ان کا فانی ہونا 10

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (٩٠)
تو ہم نے ان کی دعا کو بھی قبول کرلیا اور انھیں یحیی جیسا فرزند عطا کردیا اور ان کی زوجہ کو صالحہ بنادیا کہ یہ تمام وہ لوگ تھے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے اور رغبت اور خوف کے ہر عالم میں ہمیں کو پکارنے والے تھے اور ہماری بارگاہ میں گڑگڑا کر التجا کرنے والے بندے تھے (90)

1_ حضرت زکریا(ع) کی صاحب فرزند ہونے کی دعا کو خداتعالی نے قبول فرمایا_
رب لا تذرنی فرداً ... فاستجبنالہ
2_ حضرت زکریا(ع) کی دعا اور ان کے بارگاہ الہی میں آنے کے بعد خداتعالی کی طرف سے ان کیلئے یحیی (ع) کا بلاعوض اور کسی قسم کی غرض سے خالی عطیہ
إذ نادی ربہ ... فاستجبنا لہ و ہبنا لہ یحیی
"ہبہ" کا معنی کسی قسم کی غرض اور عوض کے بغیر "عطیہ"_
3_ حضرت زکریا(ع) کی صاحب فرزند ہونے کی دعا کے بعد حضرت یحیی (ع) ان کی پہلی اولاد_
رب لاتذرنی فرداً ... فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی
4_ حضرت زکریا کی اپنی بیوی کے بانجھ پن کے درست کرنے کی دعا کوخداتعالی نے قبول فرمالیا اور خداتعالی نے اسے حمل کے قابل بنادیا_
فاستجبنالہ و وہبنالہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ

"أصلحنا لہ زوجہ" کا عطف جملہ "وہبنا لہ یحیی " پر ہو اس صورت میں بیوی کا ٹھیك ہونا حضرت زکریا(ع) کی دعا کا حصہ شمار ہوگا_
5_ حضرت زکریا(ع) کی دعا سے پہلے انکی بیوی بانجھ تھي_

رب لاتذرنی فرداً ... فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
6_ حضرت زکریا(ع) کے قدرتی عوامل کے مطابق اور خداتعالی کے لطف و کرم کے بغیر صاحب فرزند ہونے کا ممکن نہ ہونا_
و زکریا إذ نادی ربہ ... فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
حضرت زکریا(ع) نے کہا "خدایا مجھے تنہائي سے نجات دے مجھے بیٹا عطا فرما" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خداتعالی ان کی دعا کو قبول نہ فرماتا تو وہ صاحب اولاد ہونے سے محروم رہتے اور عمر کے آخر تك تنہا رہتے_
7_ عورت کا بانجھ پن اس کیلئے ایك نقص ہے کہ جسکی اصلاح کی ضرورت ہے_
و أصلحنا لہ زوجہ
کلمہ "أصلحنا" کا استعمال بانجھ پن کے نقص کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صلاح، فساد و نقص کے مقابلے میں ہے_
8_ خداتعالی نے حضرت زکریا(ع) کی بیوی کے اخلاق و اطوار کی اصلاح فرمائي اور اسے حضرت زکریا کیلئے ایك شائستہ بیوی قرار دیا_ *
فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "أصلحنا لہ زوجہ" کا عطف جملہ "فاستجبنالہ" پر ہو اس صورت میں بیوی کی اصلاح حضرت زکریا(ع) کی دعا کا حصہ نہیں تھابلکہ خداتعالی نے اپنے فضل و کرم سے اور انکی دعا سے بڑھ کر انہیں یہ عطا فرمایا نیز "اصلاح" اپنے عام اور وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے نہ بانجھ پن کی اصلاح قابل ذکر ہے کہ بیٹا عطا کرنے کے بعد بیوی کی اصلاح کا تذکرہ اسی مطلب کی تائید کرتا ہے_
9_ خداتعالی کی طرف سے حضرت زکریا(ع) کو بیٹا عطا کرنا اور انکی بیوی کی اصلاح صرف حضرت زکریا(ع) کی دعا کی قبولیت اور ان کے فائدے کیلئے تھا_
فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
"لہ" (اس کیلئے) کا تکرار خاص طور پر بیوی کی اصلاح کے مورد میں ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہو_
10_ حضرت زکریا(ع) خداتعالی کے خاص لطف و کرم اور عنایات سے بہرہ مند تھے_
فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی و اصلحنا لہ زوجہ
"لہ" (اس کیلئے) کا تکرار ہوسکتاہے خداتعالی کی حضرت زکریا(ع) کیلئے خاص عنایات سے حاکی ہو_
11_ دعا و مناجات، صاحب اولاد ہونے اور بانجھ پن کے درست ہونے کا سبب ہے_

485

رب لاتذرنی فرداً ... فاستجبنالہ و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ
12_ حضرت زکریا(ع) ، انکی بیوی اور ان کا بیٹا (یحیی (ع)) نیکی کے کاموں کو بھاگ بھاگ کے انجام دیتے اور اس میں پیش قدم رہتے_
إنہم کانوا یسرعون فی الخیرات
مذکورہ مطب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "إنہم کانوا یسارعون ..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع زکریا(ع) ، انکی بیوی اور بیٹا (یحیي) ہو_
13_ کار خیر کو انجام دینا حضرت زکریا(ع) ، انکی بیوی اور بیٹے (یحیی (ع)) کی دائمی سیرت اور محبوب مشغلہ تھا_
و زکریا ... و وہبنا لہ یحیی و أصلحنا لہ زوجہ إنہم کانوا یسرعون في الخیرات
فعل مضارع "یسارعون" اور اس سے پہلے فعل "کانوا" کا آنا استمرار اور دوام کو بیان کرتا ہے اور فعل "یسارعون" کا "في" کے ساتھ متعدی ہونا کام سے محبت اور اس کے سلسلے میں سنجیدگی پر دلالت کرتا ہے_
14_ انبیا(ع) ء الہی موسي(ع) ، ہارون، ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد(ع) ، سلیمان(ع) ، ایوب، اسماعیل، ادریس، ذاالکفل، یونس، زکریا اور یحیي(ع) (علیہم السلام) کار خیر میں آگے آگے_
و لقد أتینا موسی و ہارون ... یحیی ... إنہم کانوا یسارعون فی الخیرات
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "إنہم کانوا یسرعون ..." کی جمع کی ضمیریں ان انبیا(ع) ء کی طرف راجع ہوں کہ جن کا ذکر گذشتہ آیات (84 _ 90) میں ہوچکا ہے_
15_ کار خیر کو انجام دینا، انبیاء الہی موسي(ع) ، ہارون، ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد(ع) ، سلیمان(ع) ، ایوب،

اسماعیل، ادریس، ذاالکفل، یونس، زکریا اور یحيي(ع) (علیہم السلام) کی دائمی سیرت اور محبوب مشغلہ تھا_
و لقد أتینا موسی و ہارون ... یحیی ... إنہم کانوا یسارعون فی الخیرات
16_ حضرت زکریا(ع) ، انکی بیوی اور انکا بیٹا (یحیی (ع)) رغبت اور امید کے ساتھ خداتعالی کو پکار رہے تھے_
و یدعوننا رغباً و رہب
17_ حضرت زکریا(ع) ، انکی بیوی اور بیٹا (یحيي(ع)) بارگاہ الہی کے خاشعین میں سے تھے_
و کانوا لنا خشعین
18_ انبیا(ع) ء کا کارخیر میں آگے بڑھنا، رغبت و خوف کے ہمراہ دعا کرنا نیز ان کا خشوع ان کے الہی عطیات سے بہرہ مند ہونے کا عامل تھا_
و لقد أتینا موسی و ہارون ... انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ... و کانوا لنا خشعین
مذکورہ مطلب دو نکتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حاصل ہو رہا ہے_
1_ جملہ "إنہم کانوا یسارعون ..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع انبیا(ع) ء ہوں کیونکہ گذشتہ آیات انہیں کے بارے میں تھیں_
2_ جملہ "إنہم کانوا یسارعون ..." اور اسکے بعد کے جملے تعلیل کے مقام میں ہوں
19_ کار خیر میں سبقت لینے، رغبت و امید کے ہمراہ دع

486

کرنے اور بارگاہ الہی میں خشوع کا دعا کی قبولیت میں مؤثر کردار_
فاستجبنالہ ... إنہم یسارعون فی الخیرات ... و کانوا لنا خشعین
20_ کارخیر میں سبقت اور جلدی کرنا، رغبت و امید کے ہمراہ دعا کرنا اور بارگاہ الہی میں خشوع کرنا اعلی اقدار اور الہی لوگوں کی برجستہ صفات میں سے ہیں
إنہم کانوا یسرعون فی الخیرات و یدعوننا رغباً و رہباً و کانوا لنا خشعین
مذکورہ مطلب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ انبیاء الہی کی توصیف کررہی ہے اور ان کی دسیوں صفات اور خصوصیات میں سے صرف ان تین کی طرف اشارہ کیا ہے_
21_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ (دعا میں) "رغبت" یہ ہے کہ تو اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرے اور "رہبت" یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف قرار دے (1)

ابراہیم(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
ادریس(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
اسحاق(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
اسماعیل (ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
انبیاء(ع) :
ان کے خشوع کے اثرات 18; انکی سیرت 15; انکا عمل خیر 15، 18
اولیاء اللہ :
انکی امیدواری 20; انکا خشوع 20; انکی صفات 20; انکا عمل خیر 20
ایوب(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
خاشعین 17

خداتعالی :
اسکے لطف و کرم کے اثرات 6; اسکے عطیات 2
خشوع:
اسکے اثرات 19
داؤد(ع) :
ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15
دعا:
اس میں امید کے اثرات 19; اسکے اثرات 11; اسکے آداب 21; اس میں امید 16، 18، 20; اس میں ہاتھ بلند کرنا 21; اس مینخشوع 18; اسکی قبولیت کا پیش خیمہ 19
ذوالکفل(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
....

1) کافی ج2 ص 479 ح 1; نورالثقلین ج 3 ص 457 ح 160_

487
روایت 21
زکریا(ع) :
انکی دعا کی قبولیت 1، 2، 3، 4، 9; انکی بیوی کا اخلاق 8; انکی بیوی کی اصلاح 8، 9; انکی امید 16; انکی بیوی کی امید 16; انکا پہلابیٹا 3; انکا سبقت لینا12، 14;ان کی بیوی کا سبقت لینا 12; انکا خشوع 17; انکی بیوی کا خشوع 17; انکی بیوی کے بانجھ پن کا علاج 4; انکی سیرت 13; انکی بیوی کا بانجھ پن5; انکا عمل خیر 12، 13، 15; انکی بیوی کا عمل خیر 12، 13; ان کے صاحب فرزند ہونے کے عوامل 6; ان کا بیٹا طلب کرنا 1، 2، 3; انکا صاحب فرزند ہونا9; ان کے فضائل 10; انکا قصہ 1، 2، 3، 4، 5، 8، 9; ان کے مفادات 9; انکی نعمتیں 2; انکی دعا کی خصوصیات 16; انکی بیوی کی دعا کی خصوصیات 16
سلیمان(ع) :
انکا سبقت لینا 14: انکا عمل خیر 15
بانجھ پن:
اسکی شفا کا پیش خیمہ 11
عمل:
عمل خیر میں اگے بڑھنے کے اثرات 18، 19; عمل خیر میں آگے بڑھنے کی قدر و قیمت 20
صاحب فرزند ہونا:
اس کا پیش خیمہ 11
خداتعالی کا لطف و کرم:
یہ جنکے شامل حال ہے 10
لوط(ع) :
ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15
موسی (ع) :
ان کا سبقت لینا 14; ان کا عمل خیر 15
نعمت:
اس کا پیش خیمہ 18; یہ جنکے شامل حال ہے 18
نوح(ع) :
ان کا سبقت لینا 14; انکا عمل خیر 15

ہارون(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
بیوي:
ان کے بانجھ پن کا علاج 7; ان کے عیوب 7
یحیی (ع) :
ان کی امید 16; ان کا سبقت لینا 12، 14; انکا خشوع 17; انکا عمل خیر 12، 13، 15; ان کا نقش و کردار 2، 3; ان کی دعا کی خصوصیات 16
یعقوب(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15
یونس(ع) :
ان کا سبقت لینا14; انکا عمل خیر 15

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ (٩١)
اور اس خاتون کو یاد کرو جس نے اپنی شرم کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونك دی اور اسے اور اس کے فرزند کو تمام عالمین کے لئے اپنی نشانی قرار دے دیا (91)

1_ حضرت مریم(ع) ، ان کی پاکدامنی اور صاحب فرزند ہونے کی داستان سبق آموز اور یاد رکھنے و یاد کرانے کے قابل ہے_
والتی أحصنت فرجہا فنفخنا فیہ
مذکورہ بالا مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "التي" "اذكر" یا "اذكروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے منصوب ہو_
2_ حضرت مریم(ع) با عفت و پاك دامن خاتون تھیں اور بارگاہ الہی میں بلند مقام رکھتی تھیں_
و التی أحصنت فرجہ
("أحصنت" کے مصدر) احصان کا معنی ہے منع کرنا اور روکنا اور "فرج" کا اصلی معنی دو چیزوں کے درمیان شگاف (شرم گاہ و غیرہ) ہے فرج کو روکنا عفت اور پاکدامنی سے کنایہ ہے_
3_ عفت اور پاکدامنی عورتوں کے برجستہ ترین اور صاف اور بہترین کمالات میں سے ہے_
و التی أحصنت فرجہ
مذکورہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ خداتعالی نے حضرت مریم(ع) کی توصیف و تمجید کرتے ہوئے_ کیونکہ ان آیات میں ان کا نام انبیا(ع) ء کے ساتھ ذکر کیا گیاہے_ ان کی عفت اور پاکدامنی کا تذکرہ کیا ہے_
4_ حضرت مریم(ع) کا حاملہ ہونا اور حضرت مسیح(ع) کی پیدائشے حضرت مریم(ع) میں روح الہی کے پھونکنے کے ذریعے تھا_
فنفحنا فیہا من روحن
5_ روح لطیف مخلوق ہے_

489

فنفخنا فيہا من روحن

جسم میں روح ڈالنے کو نفخ کے ساتھ تعبیر کرنا کہ جس کا معنی ہے ہوا کو اجسام کے اندر داخل کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے_

6_ حضرت مریم(ع) کی عفت اور پاکدامنی نے ان کے خداتعالی کی خصوصی عنایات سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کئے_

التی أحصنت فرجہا فنفخنا فيہا من روحن

عبارت "التی أحصنت فرجہا" کا "فنفخنا فيہا من روحنا" پر مقدم ہونا ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہو_

7_ خداتعالی کی عنایات و الطاف سے بہرہ مند ہونے کیلئے مناسب اور صلاحیت رکھنے والے ظرف کی ضرورت ہے_

التی أحصنت فرجہا فنفخنا فيہا من روحن

8_ عفت اور پاکدامنی عورت کی ترقی اور تکامل کا ذریعہ ہے اور اسکے خداتعالی کے الطالف و عنایات سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کرتی ہے_

التی أحصنت فرجہا فنفخنا فيہا من روحن

مذکورہ مطلب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرت مریم(ع) کی عفت اور پاکدامنی سبب بنی کہ حضرت مریم(ع) ترقی کریں اور اس مرتبے تك پہنچ جائیں کہ خداتعالی کی خصوصی عنایات سے بہرہ مند ہوجائیں اور پروردگار کی عنایت کے ساتھ ان میں حضرت مسیح(ع) کی عظیم روح پھونکی جائے_

9_ حضرت مریم (ع) کے بیٹے عیسی (ع) روح الہی کے جلوہ اور بارگاہ خداوندی میں بلند مقام کے حامل تھے_

فنفخنا فيہا من روحن

"روح"کی "نا" کی طرف اضافت تشریفی اور اس روح کی شرافت اور بزرگی کو بیان کرنے کیلئے ہے_

10_ مریم (ع) اور ان کا بیٹا عیسی (ع) آیت الہی اور اہل جہان کیلئے خلقت خداوندی کے راز کی نشانی ہیں ہے_

و جعلنہا و ابنہا أية للعالمين

11_ حضرت مریم(ع) کے حاملہ ہونے اور حضرت عیسی کی معجزانہ پیدائشے میں خداتعالی کی قدرت اور عظمت کا متجلی ہونا_

و جعلنہا و ابنہا أية للعالمين

12_ حضرت مریم(ع) بارگاہ خداوندی میں بلند و بالا مقام و مرتبے اور عالمی شخصیت کی مالك تھیں _

و التی أحصنت فرجہا فنفخنا فيہا من روحنا و جعلنہا و ابنہا أية للعالمين

مذکورہ مطلب تین نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے 1_ "التي"،"اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے منصوب ہے کہ اس صورت میں حضرت مریم(ع) کی داستان کی یاد دہانی کا حکم سب انسانوں کیلئے ہے 2_ حضرت مریم کا نام انبیا(ع) ء الہی کے ناموں کے ہمراہ آیا ہے 3_ خداتعالی نے حضرت مریم(ع) کو اہل جہان کیلئے اپنی آیت اور نشانی قرار دیا ہے (و جعلنہا و ابنہا آية للعالمين)

خلقت:

490

اسکے اسرار 10

استعداد:

اس کا کردار 7

خداتعالی :

اسکی روح 4; اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ 7، 8; اسکی روح کی نشانیاں 9; اسکی قدرت کی نشانیاں 9، 11

تذکر:

حضرت مریم(ع) کے قصے کا تذکرہ 1

روح:

اسکی حقیقت 5; اس کا لطیف ہونا5
عورت:
اسکی عفت کی اہمیت 3; اسکے تکامل کے عوامل 8; اس کا کمال 3
عبرت:
اسکے عوامل 1
عفت:
اسکے اثرات 8
عیسی (ع) :
انکی ولادت کا اعجاز، 11; یہ آیات الہی میں سے 10; ان کے فضائل 10; انکا مقام و مرتبہ 9
خداتعالی کا لطف وکرم:
یہ جنکے شامل حال ہے 6
مریم (ع) :
انکی عفت کے اثرات 6; ان کے حمل کا اعجاز، 11; انکا تقرب 12; انکی شخصیت 12; ان کے قصے سے عبرت 1; انکی عبرت 1، 2; ان کے فضائل 2، 6، 10; 12; انکا قصہ 4; یہ آیات الہی میںسے 10; انکے حاملہ ہونے کا سرچشمہ 4; ان میں روح پھونکنا 4

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (٩٢)
بیشك یہ تمھارا دین ایك ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہذا میری ہی عبادت کیا کرو (92)

1_ امت اسلام امت واحدہ اور ایك دین رکھنے والی ہے_
إن ہذہ أمتكم أمة واحدة
"ہذہ" مبتدا اور اس کا مشارالیہ وہ چیز ہے کہ جو مخاطبین کے اذہان میں مستحضر ہے اور "أمتكم امة واحدة"، "ہذہ" کی خبر اور حال ہے یہ جملہ "ہذا بعلی شیخا" کی طرح اس امر کو بیان کررہا ہے کہ جو ذہن میں ہے_ قابل ذکر ہے بعض اہل لغت کے نزدیك "أمة" کا معنی ان لوگوں کا مجموعہ ہے کہ جو ایك دین، وقت اور جگہ و غیرہ میں اکٹھے اور مشترك ہوں (مفردات راغب) اور بعض دوسروں کی نظر میں یہ دین اور ملت کے معنی میں ہے (لسان العرب)

491
2_ انبیا(ع) ء اور ان کے پیرو کار سب کے سب ایك امت اور ایك دین رکھنے والے تھے_
إن ہذہ أمتكم أمة واحدة
مذکورہ بالا مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ آیت کریمہ کے مخاطب وہ انبیا(ع) ء ہوں کہ جن کا گذشتہ آیات میں تذکرہ ہوچکا ہے کیونکہ یہ آیت ان کی داستان کے آخر میں آئي ہے یہ جملہ "و تقطعوا امرہم بینہم" (انہوں نے اپنے دین کواپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کردیا) اس مطلب کا شاہد ہے_ قابل ذکر ہے کہ سورہ مؤمنون (23) کی آیات 51، 52 میں بھی صراحت کے ساتھ انبیا(ع) ء کو مخاطب قرار دیا گیا ہے (یا أیہا الرسل كلوا من الطيبات ... و ان ہذہ أمتكم أمة واحدة و أنا ربكم فاتقون)
3_ توحید، ادیان الہی کی وحدت کی بنیاد ہے_
إن ہذہ أمتكم امة واحدہ و أنا ربكم فاعبدون
4_ صرف خداتعالی ہی لائق پرستش پروردگار ہے_
أنا ربكم فاعبدون
5_ خداتعالی کے لوگوں کے "رب" ہونے کا لازمہ اسکی پرستش ہے_
أنا ربكم فاعبدون
مذکورہ مطلب "اعبدون" کے "انا ربكم" پر تفریع سے حاصل ہوتاہے_
6_ بشر، خدائے یکتا کی پرستش پر مأمور ہے_
أنا ربكم فاعبدون

7_ پروردگار یکتا کا عقیدہ انسانوں کی وحدت اور امت واحدہ کی تشکیل کا محور ہے_
أن ہذہ أمتکم أمة واحدہ و أنا ربکم فاعبدون

اتحاد:
دینی اتحاد 1; اس کا معیار 7
آسمانی ادیان:
ان کی ہم آہنگی 3
امت:
امت واحدہ 1، 2، 7
انسان:
اسکی شرعی ذمہ داری 6; اسکی عبودیت 6
توحید:
یہ آسمانی ادیان میں 3; توحید ربوبی 4; توحید عبادی 4، 6
نظریہ کائنات:
توحیدی نظریہ کائنات 4
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کے اثرات 5
دین:
اسکے اصول 3
عبادت:
عبادت خدا 5
عقیدہ:
توحید ربوبی کا عقیدہ 7
مسلمان:
ان کا اتحاد، 1; انکا دین

492

وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ (٩٣)
اور ان لوگوں نے تو اپنے دین کو بھی آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا ہے حالانکہ یہ سب پلٹ کر ہماری ہی بارگاہ میں آنے والے ہیں (93)

1_ گذشتہ انبیا(ع) ء کی امتیں ایك عرصے تك دینی وحدت کے بعد خدائے یکتا کی پرستش کے بارے میں اختلاف و انتشار کا شکار ہوگئیں_
أمة واحدہ وأنا ربکم فاعبدون و تقطعوا أمرہم بینہم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ"تقطعوا أمرہم بینہم ..."کی جمع کی ضمیروں کا مرجع گذشتہ انبیا(ع) ء کی امتیں ہوں اور در حقیقت انبیا(ع) ء کے فوت ہونے کے بعد لوگوں کے رد عمل کی کیفیت اور ان کے پیروکاروں کے درمیان دین توحیدی کی حالت کو بیان کررہی ہو_ قابل ذکر ہے کہ "امر" ،"شان" کے معنی میں ہے اور یہ ہر قسم کی رفتار و سخن پر بولا جاتا ہے لیکن مقام کے تناسب سے اس آیت میں اس سے مراد دین ہے_
2_ لوگ خود دین میں اختلاف کا سبب بنے نہ انبیا(ع) ء الہي
أمة واحدة ... و تقطعوا أمرہم بینہم
خداتعالی نے اختلاف و انتشار کو خود لوگوں کی طرف نسبت دی ہے (و تقطعوا أمرہم بینہم) یہ نسبت ہوسکتا ہے اس دہم کو

دور كرنے كيلئے ہو كہ انبيا(ع) ء كا متعدد ہونا لوگوں كے درميان اختلاف كا سبب بنا_
3_ سب انسانوں كى بازگشت خداتعالى كى طرف ہے_
كل إلينا راجعون
4_ قيامت اور تمام انسانوں كا خدائے يكتا كى طرف پلٹ كر جانے كا تقاضا يہ ہے كہ دين ميں اختلاف و انتشارسے پرہيز كيا جائے_
اُمة واحده و أنا ربكم فاعبدون_ و تقطعوا أمرہم بينہم كل إلينا راجعون
جملہ "كل إلينا راجعون" مستانفہ بيانى ہے يعنى اس مقدر سوال كا جواب ہے كہ اس اختلاف كا انجام كيا ہے؟ اس نكتہ كى ياد دہانى ممكن ہے قيامت سے غافل ان لوگوں كو تعريض اور متنبہ كرنے كيلئے ہو كہ جنہوں نے دين ميں اختلاف ڈال ركھا ہے_

5_ دين توحيدى ميناختلاف كرنے والوں سے روز قيامت خدا كى جانب سے باز پرس ہوگي_
و تقطعوا أمرہم بينہم كل إلينا راجعون

اختلاف:
دينى اختلاف سے اجتناب كا پيش خيمہ 4; دينى اختلاف كے عوامل 2
اختلاف ڈالنے والے:
ان كا اخروى مواخذہ 5
امتيں:
ان كا دينى اختلاف 1; انكى تاريخ 1
انبياء(ع) :
ان كا نقش و كردار 2
انسان:
اس كا انجام 3
خدا كى طرف بازگشت :3، 4
قيامت:
اس كا كردار 4
لوگ:
لوگوں كا نقش و كردار 2
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات 3

فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (٩٤)
پھر جو شخص صاحب ايمان رہ كر نيك عمل كرے گا اس كى كوشش برباد نہ ہوگى اور ہم اس كى كوشش كو برابر لكھ رہے ہيں (94)

1_ نيك كردار مؤمنين كى كوششوں كے اجر كى خداتعالى كى طرف سے ضمانت اٹھائي گئي ہے_ اور وہ بغير كسى قسم كى كمى كے انہيں ديا جائيگا_
فمن يعمل من الصالحات و ہو مؤمن فلا كفران لسعيہ
2_ عمل صالح ايمان كے ہمراہ ہونے كى صورت ميں ثمربخش ہے_
فمن يعمل من الصالحات و ہو مؤمن
جملہ "و ہو مؤمن"، "يعمل" كے فاعل كيلئے حال ہے اور يہ جملہ در حقيقت نيك كاموں كى

انجام دہی کیلئے شرط ہے_
3_ دوسروں کی نیکیوں اور پسندیدہ کاموں کو ناچیز سمجھنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے _
فمن یعمل ... فلا کفران لسعیہ
مذکورہ مطلب خداتعالی کے نیك کردار مؤمنوں کے ساتھ سلوك سے حاصل ہوتا ہے_
4_ عمل صالح کو انجام دینے کیلئے سعی و کوشش کی ضرورت ہے_
فمن یعمل ... فلا کفران لسعیہ
"لعملہ" کی بجائے "لسعیہ" کی تعبیر ہوسکتا ہے اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ عمل صالح ہمیشہ کوشش کے ساتھ ہے اور ان کے درمیان جدائي ممکن نہیں ہے اور ہر عمل صالح کو انجام دینا سعی و کوشش کا مرہون منت ہے_
5_ اجر الہی کو حاصل کرنے اور اپنی تقدیر میں انسان کی اپنی سعی و کوشش کا کردار
فمن یعمل ... فلا کفران لسعیہ
6_ مؤمنین کا ہر عمل صالح خداتعالی کی جانب سے لکھا اور ثبت کیا جائیگا_
فمن یعمل من الصلحت ... إنا لہ کتبون
7_ خداتعالی کی جانب سے ہر انسان کے نامہ اعمال کا مرتب کیا جانا اسکے مکمل اجر کی ضمانت ہے_
فمن یعمل ...إنا لہ کتبون
جملہ "إنا لہ کاتبون" کا عطف جملہ "فلا کفران لسعیہ" پر ہے اور یہ اسکے محتوا کی تأکید کر رہا ہے اور د رحقیقت یہ اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ چونکہ ہم سب انسانوں کے اعمال کو لکھتے ہیں اسلئے بغیر کسی کمی کے ان کا اجر بھی دیں گے_
8_ افراد کے حقوق کے ضائع نہ ہونے مینان کی کارکردگی کے ثبت اور محفوظ کرنے کا بنیادی کردار_
فمن یعمل ...إنّا لہ کتبون
خداتعالی کا نیکو کار مؤمنین کے تمام اعمال کو ثبت کرنا اور لکھنے کے ذریعے ان کے اجر کی ضمانت دینے کی تاکید کرنا مذکورہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے_

انسان:
اسکے اجر کی ضمانت دینا 7
ایمان:
اسکے اثرات 2; یہ اور عمل صالح2
کوشش:
اسکے اثرات 4، 5
حقوق:
انہیں ضائع کرنے کے موانع 8
خداتعالی :
اسکے افعال 6; اسکے اجر کا پیش خیمہ 5
تقدیر:
اس میں مؤثر عوامل 5
صالحین:
ان کے اجر کی ضمانت 1
عمل:

اسے ثبت کرنے کی اثرات 8; اسے ثبت کرنا 6

عمل صالح:
اسکے اثرات 2; دوسروں کے عمل صالح کو اہمیت دینا 3; اس کا پیش خیمہ 4
مؤمنين :
ان کے اجر کی ضمانت 1; ان کا عمل صالح 6
نامہ اعمال:
اس کا کردار 7

وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (٩٥)
اور جس بستی کو ہم نے تباہ کردیا ہے اس کے لئے بھی ناممکن ہے کہ قیامت کے دن ہمارے پاس پلٹ کرنہ آئے (95)

1_ ہلاك شده امتوں كے دنيا ميں واپس آنے اور اعمال كے تدارك كرنے كا ممكن نہ ہونا_
و حرام على قرينة أہلكنہا أنہم لايرجعون
مذكوره مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "حرام" خبر مقدم اور "أنہم لايرجعون" ميں مصدر مؤول "رجوع" مبتدا مؤخر ہو نيز "لايرجعون" ميں "لا" زائده اور رجوع سے مقصود دنيا كى طرف بازگشت ہو_
2_ ہلاكت كا شكار ہونے والے معاشرے دنيا ميں واپس آنے اور اپنے اعمال كا تدارك كرنے كے آرزومند ہيں_
حرام على قرية أہلكنہا أنہم لايرجعون
اگر بازگشت سے مراد دنيا كى طرف بازگشت ہو تو خداتعالى كى اس تاكيد (حرام ... أنہم لايرجعون) سے يوں لگتا ہے كہ امتيں واپس پلٹنے كى خواہاں رہى ہيں_
3_ ہلاكت كا شكار ہونے والى امتوں كا روز قيامت سزا پانے كيلئے خداتعالى كى طرف پلٹنا حتمى ہے_
كل إلينا راجعون ... و حرام على قرية أہلكنہا أنہم لايرجعون
مذكوره مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "حرام" خبر مقدم اور (أنہم يرجعون) ميں مصدر موؤل "رجوع" مبتدا مؤخر ہو نيز "لايرجعون" ميں "لا" نفى كيلئے ہو اور "كل إلينا راجعون" كے قرينے سے رجوع سے مراد آخرت كى طرف پلٹنا ہو يعنى ہلاكت كا شكار ہونے والى امتوں كا واپس

نہ پلٹنا ممكن نہيں ہے بلكہ وه حتما واپس پلٹيں گي_
4_ ان كفار اور مشركين كيلئے كفر و شرك سے واپس پلٹنا (توبہ) ممكن نہيں ہے كہ ہلاكت جنكى تقدير بن چكى ہے_
و حرام على قرية أہلكنہا أنہم لايرجعون
مذكوره مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "لايرجعون" ميں "لا" زائده ہو اور رجوع سے مقصود كفر و شرك سے پلٹنا ہو_

آرزو:
دنيا كى طرف واپس پلٹنے كى آرزو 2
امتيں:
ہلاك ہونے والى امتوں كى آرزوئيں 2; ہلاك ہونے والى امتوں كا واپس پلٹنا 1; ہلاك ہونے والى امتوں كى توبہ 4; ہلاك ہونے والى امتوں كى اخروى سزا، 3
خدا كى طرف بازگشت:
اس كا حتمى ہونا 3
دنيا كى طرف بازگشت:
اس كا محال ہونا 1
توبہ:
شرك سے توبہ 4; كفر سے توبہ 4
عمل:

اس کا تدارک 1، 2

حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ (٩٦)
یہانتك کہ جب یاجوج و ماجوج آزاد کردئے جائیں گے اور زمین کی ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (96)

1_ خداتعالی کی مؤمنین کو اجر دینے کیلئے ان کے اعمال کو ثبت کرنے اور ہلاك ہونے والوں کی دنیا کی طرف واپس آنے سے محرومیت والی سنت یأجوج و مأجوج کے خروج تك (دنیا کا ختم ہونا) جاری رہے گي_
فمن یعمل ... و حرام علی ... حتی اذا فتحت یأجوج و مأجوج
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ " حتی " غایت کا معنی دے رہا ہو البتہ "حتی " کے غایت کا معنی دینے کے بارے میں اہل ادب کے درمیان اختلاف ہے لیکن آیت کریمہ کے سیاق

اور لحن سے غایت کا استفادہ ہوسکتا ہے اس بناپر "حتی إذا افتحت ..." "فمن یعمل من الصالحات ... و حرام علی قریة ..." کی غایت ہوگی قابل ذکر ہے کہ عام طور پر مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یأجوج و مأجوج لوگوں کے دو گروہ ہیں کہ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور تاخت و تاراج کرتے ہوئے فتوحات حاصل کریں گے اور ان کی موت کے بعد دنیا کی عمر ختم ہوجائیگي_
2_ ادیان الہی کے پیروکاروں کے مسئلہ توحید کے بارے میں دینی اختلافات یأجوج و مأجوج کے خروج (دنیا کے ختم ہونے) تك جاری رہیں گے_
و تقطعوا أمرہم بینہم ... حتی إذا فتحت یأجوج و مأجوج
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "حتی "، اور تقطعوا امرہم بینہم" کیلئے غایت ہو _
3_ مستقبل میں فتوحات کے تمام راستے یأجوج و مأجوج کیلئے کھول دیئے جائیں گے اور وہ زمین کی بلندیوں اور ہرچوٹی سے سرعت کے ساتھ عبور کرجائیں گے_
حتی إذا فتحت یأجوج و مأجوج و ہم من کل حدب ینسلون
"حدب" کا معنی ہے زمین کی بلند اور اونچی جگہیں اور (ینسلون کے مادہ) نسل کا اصلی معنی کسی شيء سے جدا ہونا ہے اور جب بھی یہ مادہ چلنے والے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے تو یہ تیز رفتاری کے معنی میں ہوتا ہے پس "ینسلون" یعنی تیزی سے چلیں گے اور سرعت کے ساتھ گزر جائیں گے_
4_ قرآن کریم کی پیشین گوئي کہ یأجوج و مأجوج مستقبل میں تیزی سے حملے کریں گے اور انہیں پوری دنیا میں فتوحات حاصل ہوں گي_
حتی إذا فتحت یأجوج و مأجوج و ہم من کل حدب ینسلون
لفظ عموم "کل" کا اسم نکرہ "حدب" پر داخل ہونا اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ یأجوج و مأجوج کا ماجرا کسی خاص سرزمین سے مختص نہیں ہے بلکہ یہ عالمی ہوگا اور پوری دنیا کو شامل ہوگا_

امتیں:
ہلاك ہونے والی امتوں کی بازگشت 1; انکے دینی اختلاف کا دائمی ہونا 2
دنیا میں بازگشت:1
اس کا محال ہونا 1

توحيد:
اس ميں اختلاف 2
خداتعالى :
اسكى سنن1
قرآن كريم:
اسكى پيشين گوئي 4
مأجوج:
اسكى كاميابى 3، 4; اس كا خروج 1، 2; اس كا قصد 3; اسكے حملے كى وسعت 4; اس كا حملہ 3
مؤمنين:
ان كا اجر، 1; انكے اعمال كا ثبت ہونا 1
يأجوج:
اسكى كاميابى 3، 4; اس كا خروج 1، 2; اس كا قصد 3; اسكے حملے كى وسعت 4; اس كا حملہ 3

498

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ (٩٧)
او راللہ كا سچا وعدہ قريب آجائے گا تو سب ديكھيں گے كہ كفار كى آنكھيں پتھر آگئي ہيں اور وہ كہہ رہے ہيں كہ وائے بر حال ما ہم اس طرف سے بالكل غفلت ميں پڑے ہوئے تھے بلكہ ہم اپنے نفس پرظلم كرنے والے تھے (97)

1_ خداتعالى كا قيامت كو برپا كرنے كا سچا وعدہ قريب ہے_
و اقترب الوعد الحق
2_ يأجوج و مأجوج كا حملہ ،قيامت كے نزديك ہونے كى علامات ميں سے ہے_
حتى إذا فتحت يأجوج ... و اقترب الوعد الحق
يأجوج و مأجوج كا ماجرا آخرى زمانے سے مربوط ہے اس بناپر اس ماجرا كے بعد قيامت كے برپا كرنے كا ذكر كرنا اس چيز كو بيان كر رہا ہے كہ يہ ماجرا قيامت كى علامات ميں سے ہے_
3_ قيامت، خداتعالى كا سچا اور قطعى وعدہ
و اقترب الوعد الحق
4_ قيامت برپا ہونے كے وقت كفار كامبہوت اور حيران و پريشان ہونا _
و اقترب الوعد الحق فإذا ہى شاخصة أبصار الذين كفرو
"شخوص" كا معنى ہے ٹكٹكى باندھ كر ديكھنا اور عام طور پر ايسى حالت مبہوت افراد كيلئے پيش آتى ہے_
5_ قيامت ناگہانى اور مبہوت كردينے والا واقعہ ہے_

499
و اقترب الوعد الحق فإذا ہى شاخصة
مذكورہ مطلب "إذا" فجائيہ سے حاصل ہوتا ہے_
6_ قيامت كفار كيلئے وحشتناك اور دہشت پيدا كرنے والا واقعہ ہے_
و اقترب الوعد الحق فإذا ہى شاخصة أبصار الذين كفرو
كفار كى آنكھوں كا خيرہ ہونا اور ان كامبہوت ہونا قيامت كے وحشتناك اور دہشت پيدا كرنے والے واقعات كى وجہ سے ہے_
7_ روز قيامت انسان كى آنكھوں ميں خوف و وحشت كى حالت كا ظاہر ہونا_
فإذا ہى شخصة ابصرالذين كفرو
8_ روز قيامت كفار كى قيامت كے دن سے اپنى گہرى اور مسلسل غفلت كى وجہ سے حسرت كا اظہار_

ی ویلنا قدکنا فی غفلة من ہذ
مذکورہ مطلب "في" کے آنے سے کہ جو ظرفیت کیلئے ہے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ غفلت ظرف اور انسان غافل کو مظروف بنایا گیا ہے اور یہ گہری غفلت میں ڈوب جانے کو بیان کر رہا ہے_
9_ ستمگر ہونا حق سے دوري، کفر کی طرف مائل ہونے اور عالم آخرت میں بدبختی کا اصلی عامل ہے_
ی ویلنا قدکنا فی غفلة من ہذا بل کنا ظلمین
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل کنا ..." میں "بل" اضراب ابطالی کیلئے ہو یعنی حقیقت یہ نہیں ہے جو آغاز میں ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم غفلت میں رہ رہے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ظالموں اور ستم گروں میں سے ہیں_
10 _ دنیا میں ظلم اور غفلت قیامت میں انسان کی ندامت اور حسرت کا سبب ہے_
ی ویلنا قدکنا فی غفلة من ہذا بل کنا ظلمین
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی کہ ہے "بل کنا ..." میں "بل" اضراب انتقالی کیلئے ہو یعنی روز قیامت کافروں کا کلام دو چیزیں ہیں 1_ اپنے غافل ہونے کا اعتراف 2_ اپنے ستمگر ہونے کا اعتراف
11_ روز قیامت کافر کا دنیا میں اپنے ظالم و ستمگر ہونے کا اعتراف_
بل کنا ظلمین
12_ حق کی عبودیت سے منہ موڑنا اور کفر ظلم کا واضح مصداق ہے_
أبصار الذین کفروا ... بل کنا ظلمین
کافروں کی کافر ہونے کے بجائے ظالم ہونے کی ساتھ توصیف ان دو صفات کے ایك ہونے کی دلیل ہے اور ہر کافر در حقیقت ظالم ہے_

اقرار:
ظلم کا اقرار، 11
پشیماني:
اخروی پشیمانی کے عوامل 10
خوف:
اسکی نشانیاں 7
آنکھ:

اس کا کردار 7
حسرت:
اخری حسرت کے عوامل 10
حق:
اسے قبول نہ کرنے کے اثرات 12; اسے قبول نہ کرنے کے عوامل 9
خداتعالی :
اسکے وعدوں کا قطعی ہونا 3; اسکے وعدے 1
شقاوت:
اخروی شقاوت کے عوامل 9
ظلم :
اسکے اثرات 9، 10; اسکے موارد 12
غفلت:
اسکے اثرات 10; قیامت سے غفلت کے اثرات 8
قیامت:
اسکی خوفناکی 6; اس میں خوف 7; اس کا حتمی ہونا 3; اس میں آنکھوں کا خیرہ ہونا 4; اس کا ناگہانی ہونا 5; اس کا نزدیك

ہونا 1; اسکی نشانیاں2; اس کا وعدہ1; اسکی خصوصیات 5
کفار:
انکا اخروی اقرار، 11; انکا اخروی خوف 6; انکی اخروی حسرت 8; انکی آنکھوں کا خیرہ ہونا 4; انکی غفلت 8; یہ قیامت میں 4، 6، 8، 11
کفر:
اسکے اثرات 12; اسکے عوامل 9
مأجوج:
اس کا خروج 4
یأجوج:
اس کا خروج4

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ (٩٨)
یاد رکھو کہ تم لوگ خود اور جن چیزوں کی تم پرستش کر رہے ہو سب کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا اور تم سب اسی میں وارد ہونے والے ہو (98)

1_ کفار اور ان کے جھوٹے معبود جہنم کا ایندھن ہیں_
إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

"حصب" یعنی ہر وہ چیز جسے آگ میں پھینکتے ہیں اور اس کا غالبی معنی ایندھن ہے (لسان العرب)
2_ دوزخیوں کا بدن جہنم کی آگ پیدا کرنے والا مادہ ہے_
إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم
چونکہ خود کفار اور ان کے بدن جہنم کا ایندھن ہیں اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
3_ جہنم کی آگ دوزخی کفار کے پورے بدن کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوگی اور ایك ہی جگہ پر ان کا بدن آگ میں تبدیل ہوجائیگا_
إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم
مذکورہ مطلب کافروں کے جہنم کا ایندھن بننے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب بھی ایندھن کو آگ لگے تو پورا ایندھن آگ میں تبدیل ہوجاتا ہے اس بناپر کافروں کا بدن بھی ایك جگہ پر آگ میں تبدیل ہوجائیگا اور ان کا پورا بدن جل جائیگا_
4_ تمام مشرکین اور ان کے معبودوں کا جہنم میں داخل ہونا قطعی ہے_
إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم انتم لہا وردون
جملہ "أنتم لہا واردون" جملہ "انکم و ما تعبدون ..." کیلئے تاکید ہے_
5_ غیر خدا کی عبادت کفر اور جہنم کا سبب ہے_
الذین کفروا ... إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم
6_ حدیث میں آیا ہے کہ ایك گروہ پیغمبر اکرم(ص) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا " ... ہمیں خداتعالی کے فرمان" إنکم و ما تعبدون من دون الله صحب جہنم ... " کے بارے میں بتایئےگر ان کا معبود آگ میں ہو تو ایك گروہ نے عیسی (ع) کی عبادت کی ہے کیا آپ(ع) کہتے ہیں وہ آگ میں ہیں تو رسول خدا(ص) نے انہیں فرمایا ... خداتعالی نے فرمایا ہے "إنکم و ما تعبدون" اور اسکی مراد وہ بت ہیں جنکی وہ عبادت کرتے تھے اور بت غیر عاقل ہیں اور حضرت مسیح(ع) اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ صاحب عقل ہیں اور اگر فرماتا "إنکم و من تعبدون "تو مسیح(ع) بھی اس جمع میں داخل ہوتے تو اس گروہ نے کہا آپ(ع) نے سچ فرمایا اے رسول خدا(1)
7_ امام باقر(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئي ... ابن زبعري ... نے کہا ... اے محمد(ص) بتا یہ آیت جو ابھی ابھی تونے پڑھی ہے یہ ہم اور ہمارے معبودوں کے بارے میں ہے یا گذشتہ امتوں اور ان کے معبودوں کے بارے میں تو آپ(ع) نے فرمایا تم اور تمہارے معبودوں کے بارے میں بھی ہے اور گذشتہ امتوں کے

بارے میں بھی ہے سوائے اس کے جسے خداتعالی نے مستثنا دیا ہے ابن زبعری نے کہا مگر تو عیسی (ع) کو اچھائي کے ساتھ یاد نہیں کرتا جبکہ تو جانتا ہے کہ نصاری عیسی (ع) اور انکی ماں کی عبادت کرتے ہیں اور بعض لوگ فرشتوں کی عبات کرتے ہیں تو کیا وہ اور ان

....

1) کنز الفوائد ص 285_ بحار الانوار ج 9 ص 282 ح 6_

کے معبود آگ میں نہیں ہیں؟ تو رسول خدا(ص) نے فرمایا نہیں ... کیا میں نے نہیں کہا مگر وہ جنہیں خدا تعالی نے مستثنے کردیا ہے اور وہ استثنا خداتعالی کا یہ فرمان ہے " إن الذين سبقت لهم منا الحسنى أولئك عنها مبعدون "(1)

باطل معبود:

غیر خدا کی عبادت کے اثرات 5

بت:

یہ جہنم میں 6

جہنم:

اس کا آتش گیر مادہ 1، 2; اسکی آگ کا احاطہ 3;

اسکے اسباب 5

جہنمی لوگ:

ان کا نقش و کردار 2

روایت :6، 7

مشرکین:

ان کے جہنم میں داخل ہونے کا قطعی ہونا 4ان کے جہنم میں داخل ہونے کا حتمی ہونا 4; ان سے مراد 6، 7; یہ جہنم میں 1، 6، 7

کفار:

یہ جہنم میں 1، 3

کفر:

اسکے موارد 5

لَوْ كَانَ هَؤُلَاء آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ (٩٩)

اگر یہ سب واقعاً خدا ہوتے تو کبھی جہنم میں وارد نہ ہوتے حالانکہ یہ سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (99)

1_ مشرکین کے معبودوں کا جہنم سے بچنے پر قادر نہ ہونا،ان کے معبود نہ ہونے کی دلیل ہے _

ما تعبدون من دون الله حصب جهنم ... لو كان هؤلآء ألهة ما وردوه

2_ اپنے آپ سے ہر قسم کے نقصان کو دور کرنے پر قادر ہونا الوہیت کا لازمہ ہے_

....

1) تفسیر قمی ج 2ص 76; نورالثقلین ج3، ص 459 ج 169

لو کان ہؤلآء ألهة ما وردوہ

مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ خداتعالی نے مشرکین کے معبودوں کی عدم الوہیت کیلئے ان کی اپنے آپ سے آتش جہنم کو دور کرنے سے ناتوانی کو دلیل بنایا ہے_

3_ خداتعالى كيلئے شريك كا وجود محال ہے_
لو كان ہوہؤلآء ألہة
مذكورہ مطلب "لو" امتناعيہ سے حاصل ہوتا ہے_
4_ مشركين اور ان كے معبودوں كا ہميشہ جہنم ميں رہن
و كل فيہا خلدون
5_ شرك بڑا گناہ اور آتش جہنم ميں ہميشہ رہنے كا سبب ہے_
إنكم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم ... و كل فيہا خلدون

اسما و صفات:
صفات جلال 3
الوہيت:
اس ميں نقصان كو روكنا 2; اس ميں قدرت 2 ; اسكے شرائط 2
باطل معبود:
ان كے عجز كے اثرات 1; انكى الوہيت 1; يہ جہنم ميں 1، 4
جہنم :
اس ميں ہميشہ رہنے والے 4; اس ميں ہميشہ رہنا 5; اس كے اسباب5
خداتعالى :
خداتعالى اور شريك 3
شرك:
اس كا گناہ 5
گناہان كبيرہ :5
مشركين:
يہ جہنم ميں 4

503

لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ (١٠٠)
جہنم ميں ان كے لئے چيخ پكار ہوگى اور وہ كسى كى بات سننے كے قابل نہ ہونگے (100)

1_ جہنم ميں مشركين كى دردناك اور تكليف دہ فرياد_
لہم فيہا زفير
"زفير" كا معنى ہے سينے كا غم و اندوہ سے پر ہونا نيز گدھوں كى پہلى پہلى آواز كے معنى ميں بھى ہے

504
(لسان العرب) اور يہانيہ دردناك غمگين فرياد كے معنى ميں ہے_
2_ جہنم ميں مشركين اور ان كے معبودوں كا عذاب اور شكنجہ شديد ہوگا_
لہم فيہا زفير و ہم فيہا لا يسمعون
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "لہم" كى ضمير كا مرجع مشركين اور ان كے معبود ہوں تو اس صورت ميں آواز كانہ سننا ممكن ہے عذاب اور اسكى ہولناكى كى شدت كى وجہ سے ہو اور يا اس وجہ سے ہو كہ انكى فرياد كى آواز اسقدر بلند ہے كہ كوئي دوسرى آواز نہيں سنتے_
3_ مشركين كا جہنم ميں قوت سماعت سے محروم ہونا _
و ہم فيہا لا يسمعون

4_ عذاب كى شدت اور فرياد كى آواز جهنم ميں مشركين كے سننے سے مانع ہوگي_
لہم فيہا زفير و ہم فيہا لا يسمعون
مذكوره مطلب اس احتمال پر مبتنى ہے كہ "لہم فيہا زفير"كو "لايسمعون" كى علت كے طور پر لياجائے يعنى عذاب اور دوزخيوں كى فرياد اس قدر شديد اور بلند ہے كہ يہ ان كے دوسروں كى آواز كو سننے سے مانع ہوگي_
5_ قوت سماعت انسان كيلئے ايك اہم نعمت ہے حتى كہ جهنم ميں دو زخيوں كيلئے بهي_
و ہم فيہا لايسمعون
چونكہ دوزخيوں كے اوصاف ميں اس چيز كو ذكر كيا گيا ہے اس سے معلوم ہوتاہے كہ سماعت ايسى نعمت ہے كہ جسے خداتعالى نے دوزخيوں سے چهين ليا ہے_

جہنمى لوگ:
انكى فرياد كے اثرات 4; انكى شنوائي كے موانع 4
قوت سماعت:
اسكى اہميت 5
عذاب:
اسكے درجے 2،4
مشركين:
ان كے عذاب كى شدت كے اثرات 4; ان كا اخروى عذاب 2; انكى فرياد، 1; ان كا بہره پن 3; يہ جهنم ميں 1، 2، 3
باطل معبود:
ان كا اخروى عذاب 2; يہ جهنم ميں 2
نعمت:
قوت سماعت كى نعمت 5

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَى أُوْلَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (١٠١)
بيشك جن لوگوں كے حق ميں ہمارى طرف سے پہلے ہى نيكى مقدر ہوچكى ہے وه اس جہنم سے دور ركهے جائيں گے (101)

1_ خداتعالى نے ان لوگوں كو آتش جهنم سے نجات اور دورى كا وعده ديا ہے كہ جو اچهے مقام اور پسنديده خصلت كے مالك (سچے مؤمن) ہيں_
إن الذين سبقت لہم منا الحسنى أولئك عنہا مبعدون
"الحسنى "، "أحسن" كى مونث اور "المنزلہ" يا "الخصلة" جيسے محذوف موصوف كى صفت ہے اور گذشتہ آيت كہ جو كفار اور مشركين كے بارے ميں تهى كے مقابلے ميں ہونا قرينہ ہے كہ يہ سچے مؤمنين كے بارے ميں ہے_
2_ سچا ايمان اور اچها مقام ركهنا اور پسنديده خصلتوں كا حامل ہونا تقدير الہى كے ساتھ مربوط ہے_
إن الذين سبقت لہم منا الحسني

جملہ "سبقت لہم منا" پہلے سے ہی خداتعالی کی جانب سے "الحسني" (اچھا ہونا) کے ان کا مقدر ہونے کو بیان کر رہا ہے یعنی وہ جن کیلئے ہم نے پہلے سے ہی مقدر کر رکھا ہے_
3_ ايك گروہ کی آتش جہنم سے دوری دنیا میں ان کے ساتھ خداتعالی کی طرف سے کئے گئے اچھے وعدے کی بنیاد پر ہے_
إن الذين سبقت ...مبعدون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "الحسني" ،"الوعدة" جیسے محذوف موصوف کی صفت ہو_
4_ سچے، با فضیلت اور بارگاہ الہی کے مقرب مؤمنین روز قیامت جہنم کی آگ سے دور ايك جگہ میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے_
إن الذين سبقت لہم منا الحسنى أولئك عنہا مبعدون

ایمان:

506
اس کا سرچشمہ 2
جہنم:
اس سے دوری کا سرچشمہ 2; اس سے نجات کا وعدہ 1
خداتعالی :
اسکے وعدوں کے اثرات 3; اسکی تقدیرات 2; اسکے وعدے 1
صفات:
پسندیدہ صفات کا سرچشمہ 2
مؤمنین:
انکی جہنم سے دوری 4; انکی پسندیدہ صفات 1; ان کا اخروی مقام 4; یہ قیامت میں 4; ان کے ساتھ وعدہ 1
مقربین:
ان کا اخروی مقام و مرتبہ 4

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ (١٠٢)
اور اس کی بھنك بھی نہ سنیں گے اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے (102)

1_ اہل بہشت ایسی جگہ میں ہونگے کہ جہاں آتش جہنم کی آہستہ سی آواز بھی سنائي نہیں دے گي_
لا یسمعون حسیسہ
"حسیس" کا معنی ہے آہستہ آواز اور آیت کریمہ میں اس سے مراد وہ آواز ہے کہ جو آتش جہنم کی حرکت سے پیدا ہوگي_
2_ آتش جہنم کی وحشتناك آواز ہے_
لا یسمعون حسیسہ
3_ اہل بہشت اپنی من پسند نعمتوں میں غرق اور جاوداں ہوں گے_
و ہم فیہا ما اشتہت أنفسہم خلدون
4_ بہشت دائمی اور من پسند جگہ اور اسکی نعمتیں انسان کی تمام خواہشات اور تمایلات کو سیر کرنے والی ہیں_
و ہم فی ما اشتہت أنفسہم خلدون

بہشت:
اس میں خواہشات کا پورا ہونا 4; اس کا دائمی ہونا 4; اسکی نعمتوں کی خصوصیت 4
بہشتی لوگ:
ان کا دائمی ہونا 3; انکی خواہشات 3; انکی جہنم سے

507
دوری 1; ان کے فضائل 3; انکی نعمتیں 3
جہنم:
اسکی آگ کا خوفناك ہونا 2; اسکی آگ کی آواز 1، 2; اسکی آگ کی صفات 2

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (١٠٣)
انھیں قیامت کابڑے سے بڑا ہولناك منظر بھی رنجیدہ نہ کرسکے گا اور ان سے ملائکہ اس طرح ملاقات کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (103)

1_ اہل بہشت اور سچے مؤمنین قیامت کے عظیم غم و اندوہ اور جزع فزع سے دور ہوں گے اور غمگین نہیں ہوں گے_
إن الذين سبقت لہم منا الحسني ... لا يحزنہم الفزع الأكبر
"فزع" کا معنی ہے انقباض اور گرفتگی کی وہ حالت کہ جو خوفناك چیز سے پیدا ہوتی ہے اور یہ "جزع" (آہ و زاري) کی قسم سے ہے (مفردات راغب)
2_ قیامت کا برپا ہونا غم انگیر اور وحشت و جزع فزع کے ہمراہ ہے_
لايحزنہم الفزع الأكبر
3_ قیامت برپا ہونے کے وقت اہل بہشت اور سچے مؤمنین کا فرشتے استقبال کریں گے_
و تتلقی ہم الملائكة
4_ اہل بہشت اور سچے مؤمنین روز قیامت بلند مقام و مرتبے پر فا ئز ہوں گے_
و تتلقی ہم الملائكة
فرشتوں کا مؤمنین اور اہل بہشت کا استقبال کرنا انکے بلند مقام و مرتبے کو بیان کرنا ہے_
5_ روز قیامت فرشتوں کی طرف سے سچے مؤمنین اور اہل بہشت کو یوم موعود (قیامت) کے آنے کی بشارت
ہذا یومکم الذی کنتم توعدون
6_ قیامت (بہشت) خداتعالی کی طرف سے سچے مؤمنین کے ساتھ پہلے سے کیا گیا وعدہ_
و ہذا یومکم الذی کنتم توعدون

508
7_ پیغمبر خدا(ص) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ص) نے "فزع اکبر" کے معنی کے بارے میں فرمایا بیشك لوگوں پر ایك چنگھاڑ ماری جائیگی کہ کوئي مردہ نہیں رہیگا مگر یہ کہ وہ زندہ ہوجائیگا اور کوئي زندہ نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ مرجائیگا_ سوائے اسکے جو خدا چاہے پھر ان پر دوسری صیحہ ماری جائیگی اور جو مرچکے ہوں گے وہ زندہ ہوکر سب کی صف بنا دی جائیگی اور آسمان شگافتہ ہوجائیگا زمین تہس نہس ہوجائیگی پہاڑ گرجائیں گے اور آگ آسمان کو چھوتے ہوئے شعلے نکالے گی پس کوئي ذی روح نہیں رہیگا مگر یہ کہ (خوف و ہراس کی وجہ سے) اس کا دل اکھڑ جائیگا اور اپنے گناہوں کو یاد کریگا اور ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی مگر جو خدا چاہے (1)

انسان:
یہ قیامت میں 7
بشارت:
قیامت کی بشارت 5
بہشت:
اس کا وعدہ 6
اہل بہشت:
ان کا استقبال 3; ان کو بشارت 5; ان کے فضائل 1، 3; انکا محفوظ ہونا1; ان کا مقام و مرتبہ 4

خوف:
اسکے درجے 2
خداتعالی :
اسکے وعدے 6
روایت 7
قیامت :
اسکے اثرات 2; اس میں آسمان 7; اس کا اندوہ ناك ہونا 2; اسکی ہولناکیاں 7; اسکی خوفناکی 2; اس میں حشر 7; اس میں زمین 7; اسکی ہولناکیوں سے محفوظ ہونا 1; اس میں صور پھونکنا 7; اس کا وعدہ 6
مؤمنین:
ان کا استقبال 3; انکو بشارت 5; ان کے اخروی فضائل 1، 3; انکا آخرت میں محفوظ ہونا 1; ان کا اخروی مقام و مرتبہ 4; یہ قیامت میں 3، 4; ان کے ساتھ وعدہ 6
فرشتے:
ان کا استقبال کرنا 3; انکی بشارتیں 5
....

1) نورالثقلین ج3 ص 461 ح 180_ ارشاد مفید ج 11 ، ص 158_

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاء كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْداً عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (١٠٤)
اس دن ہم تمام آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے اور جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی ہے اسی طرح انہیں واپس بھی لے آئیں گے یہ ہمارے ذمہ ایك وعدہ ہے جس پر ہم بہرحال عمل کرنے والے ہیں (104)

1_ قیامت ایسا دن ہے کہ جس میں خداتعالی آسمان کو اس طرح لپیٹے گا جیسے خطوط کا طومار لپیٹا جاتا ہے_
یو م نطوی السماء کطی السجل للکتب
مذکورہ مطلب دو نکتوں کو پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے 1_ "طي" کا معنی ہے لپٹینا_ 2_ "سجّل" کا معنی یا تو لکھنے والا ہے اس صورت میں "طي" کی سجل کی طرف اضافت مصدر کی فاعل کی طرف اضافت ہوگی اور "للکتب" میں لام اختصاص کیلئے ہوگا یا "طّي" کے عامل کی تقویت کے لئے ہے اور یا سجل کا معنی ہے وہ چیز جن میں لکھتے ہیں اس صورت میں طی کی اضافت مفعول کی طرف ہوگی اور "للکتب "میں لام "من اجل" کے معنی میں ہوگا_
2_ قیامت اور اس میں آسمان کا لپیٹا جانا ایسے واقعات میں سے ہے جو سبق آموز اور یاد رکھنے و یاد کرانے کے قابل ہیں_
یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "یوم" کا نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عا مل کی وجہ سے ہو_
3_ قیامت برپا ہونے کے وقت موجودہ نظام طبیعت کا ختم ہوجانا _
یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب
آسمان کے لپیٹنے کے ساتھ اس کا موجودہ نظام بھی لپیٹ دیا جائیگا_
4_ قیامت برپا ہونے کا معنی جہان طبیعت کی مکمل

نابودی اور ختم ہوکر اس کا دوبارہ خلق ہونا نہیں ہے بلکہ موجودہ نظام کا تہس نہس ہوکر لپیٹ لیا جانا اور اس کا نئے نظام میں تبدیل ہونا ہے_

يوم نطوی السماء کطی السجل للکتب
آسمان کے لپیٹنے کو طومار کے لپیٹنے کے ساتھ تشبیہ دینے کو مد نظر رکھتے ہوئے _ کہ جو اصل کو محفوظ رکھنے اور اس پر حاکم نظام کے ختم ہوجانے کے معنی میں ہے_ مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
5_ خداتعالی قیامت کے وقت اپنی نابود شدہ مخلوقات کو انکی پہلی آفرینش کی طرح دوبارہ خلق فرمائے گا_
کما بدا نا أول خلق نعیده
6_ آسمان لپیٹ دیئے جانے کے بعد دوبارہ اپنی پہلی خلقت جیسی شکل اختیار کریگا_
کما بدأنا أول خلق نعیده
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "نعیده" آسمان کو لپیٹ دینے کے بعد اسکی دوبارہ خلقت کی طرف اشارہ ہو نہ تمام مخلوقات کی خلقت کی طرف_
7_ قیامت برپا ہونے کے وقت کائنات کی نئي پیدائشے اسکی پہلی خلقت جیسی ہوگي_
کما بدا نا أول خلق نعیده
8_ کائنات کی نئي خلقت اور نظام کے ہمراہ قیامت کا برپا ہونا خداتعالی کا قطعی وعدہ_
وعداً علینا إنا کنا فعلین
9_ خداتعالی کے وعدے اور پروگرام حتمی او رقطعی الوقوع ہیں_
وعداً علینا إنا کنا فعلین
10_ خداتعالی کا نظام آفرینش کی پہلی خلقت پر قادر ہونا اسکے اسکی دوسرے خلقت پر قادر ہونے کی علامت ہے_
يوم نطوي ... إنا کنا فعلین
"کما" کے ذریعے تشبیہ ممکن ہے کائنات کی اصل خلقت اور اسکی نئي آفرینش کیلئے ہو یعنی جیسے آغاز میں ہم نے کائنات کو خلق کیا تھا اسی طرح اسے دوبارہ بھی وجود میں لاسکتے ہیں_قابل ذکر ہے کہ تأکیدی جملہ "إنا کنا فعلین" اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ کائنات کی دوبارہ خلقت کا انکار کیا جاتا تھا اور آیت کریمہ اسکے امکان کو بیان کررہی ہے_
11_ امام باقر(ع) سے روایت ہے کہ فضا میں ایك اسماعیل نامی فرشتہ ہے کہ جسکے ما تحت تین لاکھ فرشتے ہیں کہ جن میں سے ہر ایك کے پاس ایك لاکھ فرشتوں کی کمان ہے اور وہ لوگوں کے اعمال کو شمار کرتے ہیں ہر سال کے آغاز میں خداتعالی سجل نامی فرشتے کو بھیجتا ہے تا کہ بندوں کے (نامہ اعمال) سے (کہ جو فضا والے فرشتوں کے پاس ہے) ایك نقل اتارلے اور یہی ہے خداتعالی کا فرمان "یوم نطوی السما کطی السجل للکتب" (1)
12_ پیغمبر خدا(ص) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا اے لوگو تم جس طرح پیدا کئے گئے اسی طرح پابرہنہ اور عریان خداتعالی کی طرف محشور ہوگے ...
....

1) بحار الانوار ج 5 ص 332 ح 8_

(اس آیت کي) تلاوت فرمائي "کما بدأنا أول خلق نعیده" ... (1)

آسمان:
اسے دوبارہ پلٹانا 6; اسکی پہلی خلقت 6
خلقت:
اسے دوبارہ پلٹانا 5، 7، 8، 10; اس کا انہدام 3; اسکے نظام کی تبدیلی 4; اسکی پہلی خلقت 5، 7، 10; اس کا نظام 3
انسان:
اسکے محشور ہونے کی خصوصیات 12
خدا تعالي:
اسکے وعدوں کا قطعی ہونا 9; اسکے خالق ہونے کی نشانیاں 10; اسکی قدرت کی نشانیاں 10; اسکے وعدے 8
ذکر:

ذکر قیامت کی اہمیت 2
روایت 11، 12
عبرت:
اسکے عوامل 2
فرشتے:
اعمال کو ثبت کرنے والے فرشتے 11; ان کا نقش و کردار 11
قرآن:
اسکی تشبیہات 1
قرآن کی تشبیہات:
آسمان کی تشبیہ 1; لپٹے ہوئے طومار کے ساتھ تشبیہ 1
قیامت:
اس میں آسمان 1، 2; اس میں خلقت 4; اس میں برہنگی 12; اسکی حقیقت 4; اسکی نشانیاں 3; اس کا وعدہ 8; اسکی خصوصیات 5، 6
نامہ عمل:
اسکی نقل اتارنا 11

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (١٠٥)
اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیك بندے ہی ہوں گے_(105)

1_ بندگان صالح کا زمین کا مالك بننا اور اسکے منافع پرمسلط ہونا ایسی چیز ہے جو تورات و زبور میں درج ....

1) نورالثقلین ج3 ص 463 ح 186

اور ثبت ہے_
و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ 1_ "الزبور" کا الف و لام عہد کیلئے اور اس سے مراد حضرت داؤد(ع) (ع) کی آسمانی کتاب ہو جیسا کہ سورہ نساء کی آیت 163 میںآیا ہے (و آتینا داؤد(ع) زبوراً' 2_ الذکر سے مراد تورات ہو چنانچہ یہ نام قرآن میں تورات پر بولا گیا ہے (انبیاء آیت 38) 3_ "من بعد الذکر"، "کتبنا" سے متعلق ہو_
2_ زبور میں صالح انسانوں کی روئے زمین پر حکمرانی اور کامیابی کی پیشین گوئي_
و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر
بعض مفسرین نے "الذکر" کو اسکے لغوی معانی (نصیحت کرنا، موعظہ، یاد کرنا، یاد دہانی کرانا) میں سے ایك میں لیا ہے اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کتاب زبور میں ہم نے پند و نصیحت اور یاد دہانی کے ایك سلسلے کے بعد لکھا ...
5_ تورات، یاد و یاددہانی اور پند و نصیحت والی کتاب
من بعد الذکر
6_ خداتعالی کی جانب سے زمین پر صالحین کی حکمرانی کی بشارت_
أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون
7_ خداتعالی کی جانب سے اپنے صالح بندوں کے بہشت کا وارث ہونے کی خوشخبري
بأن الأرض یرثہا عبادی الصالحون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "الأرض" سے مراد بہشت ہو جیسا کہ بعض آیات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے "وأورثنا الأرض نتبوّا من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العملین" (سورہ زمر 39 آیت 74)

8_ صالحین کا زمین کا وارث بننا ان پر خداتعالی کی عنایات کے سائے میں ہے_
و لقد کتبنا ... أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون
9_ زمین کی حکمرانی کو حاصل کرنے میں خداتعالی کی عبودیت اور صلاح و درستی کا کردار_
یرثہا عبادی الصالحون
10_ صالحین خداتعالی کے خاص بندے ہیں_
عبادی الصالحون
اگر "الصالحون"، "عبادي" کیلئے قید توضیحی ہو تو مندرجہ ذیل مطلب حاصل ہوتا ہے_
11_ خداتعالی کے صالح بندوں کی عالمی حکومت زمین میں انسانی زندگی کا آخری انجام_
أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون
12_ حیات بشر کے تغیر و تبدل میں خداتعالی کے ارادے کا بنیادی کردار _
و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون
13_ عبداللہ بن سنان سے منقول ہے کہ انہوں نے خداتعالی کے فرمان "و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر" کے بارے میں امام صادق (ع) سے پوچھا زبور کیا ہے اور ذکر سے کیا مراد ہے؟ تو

آپ(ع) نے فرمایا ذکر خداتعالی کے پاس ہے اور زبور وہ ہے جو حضرت داؤد(ع) پر نازل ہوئي تھی (1)
14_ امام باقر (ع) سے خداتعالی کے فرمان "أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا وہ آخری زمانے میں امام مہدي(ع) کے مددگار ہیں(2)

امام مہدي(ع) :
ان کے پیرو کاروں کے فضائل 14
بہشت:
اسکے وارث 7
تاریخ:
اسکے تغیر و تبدل کا سرچشمہ 12
تورات:
اسکی تاریخ 3; اسکی یاد دہانی 5; اسکی تعلیمات 1، 5; اسکی نصیحتیں 5
حکمراني:
اس کا پیش خیمہ 9
خدا کے بندے:
انکی عالمی حکومت 11; انکی وراثت 1، 7
خوشخبري:
صالحین کی حکمرانی کی خوشخبری 6
خداتعالی کا لطف و کرم:
یہ جنکے شامل حال ہے 8
خداتعالی :
اسکے ارادے کے اثرات 12; اسکی عبودیت کے اثرات 9; اسکی بشارتیں 7،6
داؤد(ع) :
انکی آسمانی کتاب 13
دنیا:
اس کا انجام 11

ذكر:
اس سے مراد 13
روايت :13، 14
زبور:
اسكى پيش گوئياں 2; اسكى تاريخ 3; اسكى ياد دہانياں 4; اسكى تعليمات 1، 4; يہ آسمانى كتب ميں سے 3; اس سے مراد 13; اسكى نصيحتيں 4
زمين:
اسكے وارثوں سے مراد 14; اسكے وارث 1، 8
صالحين:
انكى كاميابى 2; انكى حكمرانى 2; انكى عالمى حكومت 11; انكى عبوديت 10; ان كے فضائل 8; انكا مقام و مرتبہ 10; انكى حكمرانى كا سرچشمہ 8; انكى وراثت 1، 7
عمل صالح:
اسكے اثرات 9
....

1) كافى ج 1 ص 225 ح 6; نورالثقلين ج 3 ص 464 ح 192_
2) تاؤيل الآيات الظاہرة ص 327_ نورالثقلين ج 3 ص 464 ح 193_

إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغاً لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ (١٠٦)
يقيناً اس ميں عبادت گذارقوم كے لئے ايك پيغام ہے_(106)

1_ قرآن كے معارف خدا كى عبادت كرنے والى قوم كى سعادت اور ہدايت كيلئے كافى ہيں_
إن فى ہذا ا لبلغاً لقوم عبدين
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "ہذا" قرآن اور اس سورہ كے مطالب كے مجموعے كى طرف اشارہ ہو اور "بلاغ" بھى كافى ہونے "كے معنى ميں ہو (لسان العرب)
2_ خداتعالى كى عبوديت اور بندگى معارف قرآن سے بہرہ مند ہونے كى شرط ہے_
إن فى ہذا ا لبلغاً لقوم عبدين
3_ خداتعالى كى طرف سے اپنے تمام حقيقى بندوں كو پيغام اور ان كے ساتھ وعدہ كہ انہينكرہ زمين كے چپے چپے پر حكمرانى اور كاميابى حاصل ہوگي_
أن الأرض يرثہا عبادى الصالحون_ إن فى ہذا ا لبلغاً لقوم عبدين
مذكورہ مطلب اس بات پر مبتنى ہے كہ "ہذا" گذشتہ آيت كے محتوا كى طرف اشارہ ہو اور "بلاغ" سے مراد پيغام كا ابلاغ اور مقصود كا پہچانا ہو (لسان العرب) قابل ذكر ہے كہ دو آيتوں كا لحن خداتعالى كے وعدے اور بشارت پر مشتمل ہے_
4_ زمين پر صالحين كى آخرى حكمرانى كے اعتقاد كا خداتعالى كى بندگى اور عبوديت ميں اثر _
و لقد كتبنا فى الزبور ... إن فى ہذا ا لبلغاً لقوم عبدين

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ہذا" صالحین کی حکمرانی والے مسئلے کی طرف اشارہ ہو_
5_ قرآن بندوں کیلئے خداتعالی کی بڑی حجت اور بلیغ پیغام ہے_
إن فی ہذا لبلغاً لقوم عبدین
6_ قرآن کریم اپنے اہداف اور مقاصد کو بیان کرنے میں بلیغ اور کامل ہے_
إن فی ہذا لبلغاً لقوم عبدین
7_ انسانی معاشرے کے انجام کے بارے میں مذہبی

تفکر کی مثبت اور پر امید سوچ _
و لقد کتبنا فی الزبور ... أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون_إن فی ہذا لبلغاً لقوم عبدین

امید رکھنا:
انسانوں کے اچھے انجام کی امید رکھنا 7
بندگان خدا:
انکی کامیابی 3; انکی حکمرانی کی وسعت 3; ان کے ساتھ وعدہ 3
نظریہ کائنات:
نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی 4
خداتعالی :
اسکی عبودیت کے اثرات 2; اسکی حجتیں 5; اسکی عبودیت کا پیش خیمہ 4; اسکے وعدے 3
عابدین:
انکی سعادت کے عوامل 1; انکی ہدایت کے عوامل 1
عقیدہ:
صالحین کی حکمرانی کا عقیدہ 4
قرآن :
اسکی بلاغت 5، 6; اس سے استفادہ کے شرائط 2; اس کا کافی ہونا 1; اس کا کردار 5; اسکی خصوصیات 6; اس کا ہادی ہونا 1

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (١٠٧)
اور ہم نے آپ کو عالمین کےلئے صرف رحمت بناکر بھیجا ہے _(107)

1_ پیغمبر اکرم(ص) کی رسالت اہل عالم کیلئے خداتعالی کی خالص مہربانی اور رحمت کا ایک جلوہ ہے_
و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین
2_ انسان کا مورد رحمت و کرم قرار پانا دین کا فلسفہ اور انبیاء (ع) کو بھیجنے کی حکمت_
و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین
3_ اسلامی تعلیمات خداتعالی کی انسان پر خصوصی رحمت و مہربانی کی بنیاد پر ہیں_
و ما أرسلناك الا رحمة للعالمین
4_اسلام اور پیغمبر(ص) اکرم کی رسالت عالمی اور سب انسانوں کیلئے ہے نہ فقط کسی خاص گروہ کیلئے_
و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین
5_ صالحین کی عالمی حکومت کا قیام دین اسلام اور پیغمبر اکرم(ص) کی رسالت کے سائے میں ہے_
و لقد کتبنا فی الزبور ... و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین

دو آيتوں كہ پہلى ميں عالمى حكومت اور اس آيت ميں پيغمبر اكرم (ص) كى عالمى رسالت كا تذكرہ ہے_ كے باہمى ارتباط كو مدنظر ركھتے ہوئے مندرجہ بالا مطلب حاصل ہوتاہے_

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كى رسالت كے اثرات 5; آپكى رسالت كا عالمى ہونا 4; آپ(ص) كى رسالت كا فلسفہ 1; آپ(ص) كى رسالت كى خصوصيات 4
اسلام:
اس كا عالمى ہونا 4; اسكى فضيلت3; اس كا سرچشمہ 3; اس كا كردار 5; اسكى خصوصيات 4
انبياء:
انكى نبوت كا فلسفہ 2
خداتعالى :
اسكى رحمت كے اثرات 2; اسكى را فت كے اثرات 2; اسكى رحمت 3; اسكى را فت3; اسكى رحمت كى نشانياں 1
دين:
اس كا فلسفہ 2
صالحين:
انكى حكومت كا پيش خيمہ 5

قُلْ إِنَّمَا يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ (١٠٨)
آپ كہہ ديجئے كہ ہمارى طرف صرف يہ وحى آتى ہے كہ تمہارا خدا ايك ہے تو كيا تم اسلام لانے والے ہو_(108)

1_ پيغمبر(ص) اكرم لوگوں كو توحيد كى طرف دعوت دينے اور ان كے سامنے اپنے موقف كے اعلان پر مأمور_
قل إنما يوحى إليّ إنما إلهكم إلہ واحد
2_ دعوت توحيد پيغمبر اكرم(ص) كى رسالت كى بنياد تھي_
و ما أرسلناك ...قل إنما يوحى إليّ أنما إلهكم إلہ واحد
3_ خدا اور انسان كا حقيقى معبود اور خدا صرف ايك ہے_
أنما إلهكم إلہ واحد
4_ پيغمبر اكرم(ص) (ص) كى دعوت توحيد، صرف وحى الہى كى بنياد پر

تھى نہ ديگر محركات كى بنيادپر_
قل إنما يوحى اليّ
مذكورہ مطلب اس نكتے كو مد نظر ركھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے كہ دشمنوں كى طرف سے پيغمبر(ص) اكرم پر مسلسل جھوٹا يا جادوگر ہونے كى تہمت لگائي جار ہى تھى لہذا اس بات كا اعلان كہ صرف مجھے وحى كى جاتى ہے ہو سكتا ہے اس تہمت كو دور كرنے كيلئے ہو_
5_ خداتعالى كى وحدانيت كا لازمہ اسكے مقابلے ميں مسلسل سر تسليم خم ہونا اور اس كا مطيع ہونا ہے_
أنما إلهكم الہ واحد فہل أنتم مسلمون
جملہ "فہل انتم مسلمون" مقدر و محذوف شرط كا جواب ہے اور "فائ" ان دو جملوں كو ربط دينے كيلئے ہے لہذا آيت كريمہ يوں ہوگى تمہارا خدا ايك ہے اور يہ ميرى وحى الہى ہے كيا حقيقت سے آگاہى كے بعد اسكے سامنے سر تسليم خم ہوگے يعنى توحيد سے آگاہى اور اسكے ا عتقاد كا لازمہ سر تسليم خم ہونا اور مطيع ہونا ہے _قابل ذكر ہے كہ جملہ كا اسميہ ہونا استمرار پر دلات كرتا ہے_
6_ سر تسليم خم كرنے كى عادت ،اديان الہى ميں ايك اہم چيز ہے اور پيغمبر(ص) اكرم لوگوں كو اسكى طرف دعوت دينے والے ہيں_

فہل أنتم مسلمون
جملہ "فہل أنتم مسلمون" امر (اسلموا) كے معنى پر مشتمل ہے اور پيغمبر(ص) اكرم نے لوگوں كو توحيد كى طرف دعوت دينے كے ہمراہ انہيں خداتعالى كے مقابلے ميں سر تسليم خم كرنے كى طرف بلايا ہے اس سے اسكے بلند مقام كا اندازہ ہوتا ہے_

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كى تبليغ 1; آپ(ص) كى دعوتيں 6; آپ(ص) كى رسالت1; آپ(ص) كى دعوتوں كا سرچشمہ 4; آپ(ص) كى سب سے اہم رسالت 2
توحيد:
اسكے اثرات 5; اسكى اہميت 2; توحيد ذاتى 3; توحيد عبادى 3; اسكى دعوت 1، 2
سر تسليم خم كرنا:
خداتعالى كے سامنے سر تسليم خم كرنے كى اہميت 6; اسكى دعوت 6; خدا كے سامنے سر تسليم خم كرنے كے عوامل 5
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات 3
وحي:
اس كا كردار 4

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَى سَوَاء وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ (۱۰۹)
پھر اگر يہ منہ موڑليں تو كہہ ديجئے كہ ہم نے تم سب كو برابر سے آگاہ كرديا ہے اب مجھے نہيں معلوم كہ جس عذاب كا وعدہ كيا گيا ہے وہ قريب ہے يا دور ہے_(109)

1_ ہٹ دھرم اور توحيد سے روگردانى كرنے والے مشركين كو ڈرانا اور انہيں انذار كرنا پيغمبر اكرم(ص) كے فرائض ميں سے_
فإن تولوا فقل ء اذنتكم على سوآء
"ايذان" كا معنى ہے "اعلام" اور عام طور پر يہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں اعلان ايك قسم كے ڈرانے كے ہمراہ ہو يعنى "انذار" كے معنى ميں استعمال ہوتا ہے_
2_ پيغمبر(ص) اكرم نے سب لوگوں تك پيغام الہى پہنچايا اور ايك ايك پر حجت تمام كي_
فإن تولوا فقل ء اذنتكم على سوآء
3_ متنبہ كرنا اور ڈرانا،اتمام حجت، حقائق الہى كے بيان كرنے اور مخالفين كى روگردانى كے بعد مبلغين الہى كا فريضہ _
فإن تولّوا فقل اذنتكم على سوآء
4_ پيغمبر اكرم(ص) نے ضدى اور حق كو قبول نہ كرنے والے مشكرين اور كفار كو جنگ كى دھمكى دي
فإن تولّوا فقل ء اذنتكم على سوآء
مذكورہ مطلب ان احتمالات ميں سے ايك كى بنياد پر ہے كہ جو اس آيت كے بارے ميں مفسرين كے درميان مورد بحث ہيں اور وہ يہ كہ جملہ "آذنتكم على سوائ" جنگ و جہاد كى دھمكى ہے جيسے اس آيت "فانبذ إليہم على سوآء" (انفال 8 آيت 58) ميں ہے_
5_ حق كے اثبات اور دين كے اجرا ميں متنبہ كرنا، ڈرانا يا طاقت كو استعمال كرنا ضرورى ہے كہ اتمام حجت اور حقائق دينى كے بيان كے بعد ہو_

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمين ... قل أنما يوحى إليّ ... فہل أنتم مسلمون_ فإن تولّوا فقل ء اذنتكم على سوآء

6_ دینی حقائق کو بیان کرنے اور اسکے کارساز نہ ہونے کے بعد حق کے اثبات اور دین کے اجراء کیلئے طاقت کا استعمال اور جہاد ایك جائز اور مشروع امر ہے_
فإن تولّوا فقل ء اذنتکم علی سوآء
7_ پیغمبر اکرم (ص) کا انذارجہاں والوں کیلئے خداتعالی کی وسیع رحمت کا ایك جلوہ ہے_
و ما أرسلناك إلا رحمة ... فإن تولّوا فقل آذنتکم علی سوآء
8_ پیغمبر اکرم(ص) کے تبلیغی اہداف میں انسانوں کا برابر ہونا_
فإن تولّوا فقل ء اذنتکم علی سوآء
9_ لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینے میں تفاوت اور امتیاز سے پرہیز کرنا اور سب کو ایك نظر سے دیکھنا ضروری ہے_
فقل ء اذنتکم علی سوآء
10_ پیغمبر اکرم(ص) نے مشرکین اور حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کو عذاب الہی کی دھمکی دي_
إن أدری أقریب ا م بعید ما توعدون
مذکورہ مطلب اس بات پرمبتنی ہے کہ "ما توعدون" سے مراد دنیا آخرت میں عذاب الہی ہو_
11_ پیغمبر اکرم(ص) نے مشرکین اور حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کو اسلام کی کامیابی کی یاد دہانی کرائي اور انہیں انکی شکست کے بارے میں متنبہ کیا_
و إن أدری أقریب ا م بعید ما توعدون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ما توعدون" سے مراد اسلام کی کامیابی اور شرك و کفر کی شکست ہو_ قابل ذکر ہے کہ آیت نمبر 105 میں جملہ (أن الأرض یرثہا عبادی الصالحون) اسی نظریہ کی تائید کرتا ہے_
12_ پیغمبر اکرم(ص) نے لوگوں کے درمیان مشرکین اور ہٹ دھرم کفار پر عذاب الہی کے وقوع اور ان پر مسلمانوں کی قطعی کامیابی کے دقیق وقت کے بارے میں اپنی بے خبری کا اعلان فرمایا_
و إن أدری أقریب ا م بعید ما توعدون
"إن أدري" میں "إن" نافیہ ہے _
13_ حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار پر عذاب کے وقوع اور ان پر مسلمانوں کی قطعی کامیابی کے دقیق وقت کے بارے میں پیغمبر اکرم(ص) کے علم کا محدود ہونا_
و إن أدری أقریب ا م بعید ما توعدون
14_ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کا عذاب میں گرفتار ہونا ان کے ساتھ پہلے سے کیا گیا خداتعالی کا وعدہ _
ما توعدون

آنحضرت(ص) :

انسانوں کا مساوی ہونا 8
تبليغ:
اس ميں اتمام حجت 5; اس ميں امتيازى سلوك سے اجتناب كرنا 9; اسكے احكام 6; اسكى روش 9; اس ميں متنبہ كرنا 5
توحيد:
اس سے اعراض كرنے والوں كو ڈرانا 1
جنگ:
اس كى دهمكى 4
جہاد:
اسكے احكام 6; يہ حق كو قبول نہ كرنے والوں كے ساته 4; يہ كافروں كے ساته 4; يہ مشركين كے ساته 4
حق:
اسكے اثبات كے احكام 6; اسے قبول نہ كرنے والوں كو ڈرانا 10، 11; اسے قبول نہ كرنے والوں كو دهمكى 4;اسكے اثبات كى روش 5; اسے قبول نہ كرنے والوں كى شكست 11; اسے قبول نہ كرنے والوں كے عذاب كا وقت 12، 13
خداتعالى :
اسكى رحمت كى نشانياں7; اسكى دهمكياں 14
دين:
اسكى تبليغ كى روش 5; اسكى دعوت كى روش 9
كفار:
انہيں ڈرانا10، 11; ان كو دهمكى 4; انكى شكست 11; صدر اسلام كے كفار كا عذاب 14; ان كے عذاب كا وقت 12، 13
مبلغين:
ان كا اتمام حجت كرنا 3; ان كا انذار 3; انكى ذمہ دارى 3
مسلمان:
انكى كاميابى كا وقت 12، 13
مشركين:
انہيں ڈرانا 1، 10، 11; انكى دهمكى 4; انكى شكست 11; صدر اسلام كے مشركين كا عذاب 14; ان كے عذاب كا وقت 12، 13

521

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ (١١٠)
بيشك وہ دا ان باتوں كو بهى جانتاہے جن كا اظہار كيا جاتاہے اور ان باتوں كو بهى جانتاہے جن كو يہ لوگ چهپارہے ہيں (110)_

1_ خداتعالى حق دشمن مشركين و كفار كى ظاہر باتوں، سازشوں اور اسرار سے آگاہ ہے_
إنہ يعلم الجہر من القول و يعلم ما تكتمون
2_ حق كو قبول نہ كرنے والے كفار و مشركين كو خداتعالى كے عذاب اور سزا كى دهمكى دى گئي_
إنہ يعلم الجہر من القول و يعلم ما تكتمون
اس چيز كا تذكرہ كہ خداتعالى مشركين و كفار كى آشكارا باتوں، سازشوں اور اسرار سے آگاہ ہے در حقيقت انہيں عذاب اور سزا كى دهمكى ہے_
3_ انسانوں كى مخفى اور آشكارا باتوں كا علمى احاطہ صرف خداتعالى ميں منحصر ہے_
إن أدري ... إنہ يعلم الجہر من القول
جملہ " إنہ ..." پيغمبر اكرم(ص) كے عذاب كے وقوع كے وقت سے آگاہ نہ ہونے كى علت ہے اور يہ خداتعالى ميں علم كے منحصر ہونے كو بيان كررہا ہے_

4_ انسانوں كے عذاب اور سزاكے وقت كے وقت كا علم ان كے ظاہر و باطن سے آگاہى كا مرہون منت ہے_
إن أدرى أقريب ... إنہ يعلم الجہر من القول
5_ ہٹ دھرم كفار اور حق كو قبول نہ كرنے والے مشركين پيغمبر اكرم(ص) كے خلاف خفيہ سازشيں اور منصوبے ركھتے تھے_
فإن تولوا ... و يعلم ما تكتمون
"ما تكتمون" (جسے چھپاتے ہو) كا تذكرہ ہوسكتا ہے كفار و مشركين كى خفيہ سازشوں كى طرف اشارہ ہو_
6_ انسانوں كے اسرار اور مخفى سازشيں، خداتعالى كے علم كى حدود ميں ہيں_
يعلم ما تكتمون

آنحضرت (ص) :

آپ(ص) كے خلاف سازش 5
اسلام:
صدر اسلام كى تاريخ 5
انسان:
اسكى سازش 6 ; اسكے اسرار 6; اسكى آشكارا باتيں3; اسكى خفيہ باتيں3
حق:
اسے قبول نہ كرنے والوں كا عذاب 2; اسے قبول نہ كرنے والوں كى سزا 2; اسے قبول نہ كرنے والوں كو متنبہ كرنا 2
خداتعالى :
اسكى خصوصيات 3; اس كا علم غيب 1، 3، 6
عذاب:
اسكے وقت كا علم 4
علم غيب:
اسكے اثرات 4
كفار:
صدر اسلام كے كفار كى سازش 5; انكى سازشيں1; انكى آشكارا باتيں 1; انكا عذاب 2; انكى سزا، 2 ; انہيں متنبہ كرنا 2
مشركين:
صدر اسلام كے مشركين كى سازش 5; انكى سازشيں 1; انكى آشكارا باتيں1; انكا عذاب 2; انكى سزا، 2; انہيں متنبہ كرنا 2

وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ (١١١)
اور ميں كچھ نہيں جانتا شايد يہ تا خير عذاب بھى ايك طرح كا امتحان ہو يا ايك مدت معين تك كا آرام ہو_(111)

1_ صدر اسلام كے حق كو قبول نہ كرنے والے كفار و مشركين كى آزمائشے ،ان كے عذاب كے مؤخر ہونے اور انكى شكست كے وقت كے معلوم نہ ہونے كا فلسفہ_

و ان ادرى لعلہ فتنة لكم
"لعلّہ" كى ضمير كا مرجع وہ نكتہ ہے جو سابقہ دو آيتونسے حاصل ہوتا ہے وہ نكتہ كفار و مشركين كے عذاب كا موخر ہونا اور ياانكى شكست اورمسلمانوں كى كاميابى كے وقت كا معلوم نہ ہونا ہے_
2_ مشركين و كفار كے عذاب كو مؤخر كرنا ان كى آزمائشے كا ذريعہ ہے_
إن أدرى أقريب ...إن أدرى لعلہ فتنہ لكم
3_ حق كو قبول نہ كرنے والے مشركين و كفار كى سزا اور عذاب كو مؤخر كرنا ان كے متاع دنيا سے ناچيز اور عارضى استفادہ كيلئے ہے_
إن أدرى لعلہ ... متع إلى حين
4_ دنياوى وسائل اور مہلتيں انسانوں كى آزمائشے كيلئے

ہيں_
و إن أدرى لعلہ فتنة لكم و متاع إلى حين
5_ دنياوى وسائل اور مفادات محدود اور عارضى ہيں_
و متاع إلى حين

آزمائشے:
اس كا ذريعہ 2، 4; يہ دنياوى وسائل كے ذريعے 4; يہ مہلت كے ذريعے 4
دنياوى وسائل:
ان كا محدود ہونا 5; انكى خصوصيات 5
حق:
صدر اسلام كے حق كو قبول نہ كرنے والوں كى آزمائشے 1; اسے قبول نہ كرنے والوں كے دنياوى وسائل 3; صدر اسلام كے حق كو قبول نہ كرنے والوں كے عذاب كى تأخير كا فلسفہ 1; اسے قبول نہ كرنے والوں كے عذاب كى تأخير كا فلسفہ 3; صدر اسلام كے حق كو قبول نہ كرنے والوں كى شكست كا وقت 1
كفار:
ان كى آزمائشے 2; صدر اسلام كے كفار كى آزمائس 1; ان كے دنياوى وسائل 3; صدر اسلام كے كفار كے عذاب كے موخر ہونے كا فلسفہ 1; ان كے عذاب كے مؤخر ہونے كا فلسفہ 2، 3; صدر اسلام كے كفار كى شكست كا وقت 1
مشركين:
ان كى آزمائشے 2; صدر اسلام كے كفار كى آزمائس 1; ان كے دنياوى وسائل 3; صدر اسلام كے كفار كے عذاب كے موخر ہونے كا فلسفہ 1; ان كے عذاب كے مؤخر ہونے كا فلسفہ 2، 3; صدر اسلام كے كفار كى شكست كا وقت 1

قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ (١١٢)
پھر پيغمبر(ص) نے دعا كى پروردگار ہمارے درميان حق كے ساتھ فيصلہ كردے اور ہمارا رب يقينا مہربان اور تمہارى باتوں كے مقابلہ ميں قابل استعانت ہے_(112)

1_ پيغمبر اكرم(ص) كى پروردگار سے درخواست كہ وہ ان كے اور حق كو قبول نہ كرنے والے مشركين و كفار كے درميان حق كے ساتھ فيصلہ كرے_
قال رب احكم بالحق
2_ خداتعالى كے فيصلے حق كى بنياد اور حق كے محور پر ہے_

رب احكم بالحق

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "بالحق" کی قید توضیحی ہو_
3_ پیغمبر اکرم(ص) کو مشرکین و کفار کی انتہائي دشمنی اور روگردانی کا سامنا تھا_
قال رب احکم بالحق
باوجود اسکے کہ پیغمبر اکرم(ص) بہت ہی مہربان اور صبور تھے اسکے باوجود آپ(ص) نے مشرکین و کفار کے خلاف دعا فرمائي_ اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
4_ خداتعالی کے عادلانہ اور بر حق فیصلے اسکی ربوبیت کی شوؤن میں سے ہیں_
رب احکم بالحق
5_ خداتعالی کی برحق قضاوت کا سرچشمہ اس کی تمام جوانب پر محیط علم و آگاہی ہے_
إنہ یعلم الجہر من القول و یعلم ما تکتمون ... قال رب احکم
6_ خداتعالی کی ربوبیت اسکی بندوں کی نسبت بے کراں رحمت اور مدد کا تقاضا کرتی ہے_
و ربنا الرحمن المستعان
7_ پروردگار ،رحمت واسعہ کامالك اور مدد کرنے والا اور مددگار ہے_
و ربنا الرحمن المستعان
"الرحمان" صیغہ مبالغہ ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات کہ جسکی رحمت زیادہ ہو اور "المستعان" اسم مفعول ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات جس سے مدد مطلب کی جائے_ قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں "ربنا" کی خبریں ہیں_
8_ مؤمنین حتی کہ انبیاء (ع) کو بھی مشکلات میں خداتعالی کی امداد کی ضرورت ہے_
قال رب احکم بالحق ربنا الرحمن المستعان
9_ حق دشمن کفار و مشرکین کی ناروا نسبتوں، دھمکیوں اور قصے کہانیوں کے مقابلے میں پیغمبر اکرم(ص) کا خدائے مہربان پر بھروسہ_
و ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون
ممکن ہے "ما تصفون" میں توصیف سے مقصود دو چیزیں ہوں 1_ وہ دھمکیاں جو مشرکین و کفار دیتے تھے اور خود کو کامیاب اور مسلمانوں کو شکست خوردہ سمجھتے تھے 2_ وہ ناروا نسبتیں جو وہ پیغمبر اکرم(ص) اور قرآن کی طرف دیتے تھے_
10_ شرك کرنا اور توحید سے انحراف کرنا پیغمبر اکرم(ص) کے مشرکین و کفار کے ساتھ اختلاف کی بنیاد اور محور_
قال رب ... علی ما تصفون

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کا کافروں کے ساتھ اختلاف 10; آپ(ص) کا مشرکین کے ساتھ اختلاف 10; آپ(ص) کی اذیت 9; آپ(ص) کا توکل 9; آپکے دشمن3; آپ(ص) کی دعا 1; آپ(ص) اور حق کو قبول نہ کرنے والوں کے درمیان قضاوت 1; آپ(ص) اور مشرکین کے درمیان قضاوت 1; آپ(ص) اور کفار کے درمیان قضاوت 1
مدد طلب کرنا:

پروردگار سے مدد طلب کرنا 7
اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 3
انبیا (ع) :
انکی معنوی ضروریات 8
توکل:
خدا پر توکل 9
حق:

اسے قبول نہ کرنے والوں کی اذیتیں 9; اس کا کردار 2
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کے اثرات 6; اسکے علم کے اثرات 5; اسکی قضاوت کی حقانیت 2، 4; اسکی قضاوت کی درخواست 1;
اسکی امداد کا پیش خیمہ 6; اسکی رحمت کا پیش خیمہ 6; اسکی ربوبیت کی شؤون 4; اسکی عدالت 4; اسکی قضاوت کامعیار
2، 5; اسکی قضاوت کی خصوصیات 5
ربوبیت:
اسکے شرائط 7
ضروریات:
خداتعالی کی امداد کی ضرورت 8
کفار:
انکی اذیتیں9; انکی دشمنی 3
مؤمنین:
انکی معنوی ضروریات 8
مشرکین:
انکی اذیتیں 9; انکی دشمني3

تفسیر راھنما جلد 11

571---525

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (١)
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (٢)
وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ (٣)
كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ (٤)
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاء إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلاً ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّى وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئاً وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاء اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (٥)
ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (٦)
وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ (٧)
وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ (٨)
ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ (٩)
ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ (١٠)
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (١١)
يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنفَعُهُ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ (١٢)
يَدْعُو لَمَن ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِن نَّفْعِهِ لَبِئْسَ الْمَوْلَى وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ (١٣)
إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ (١٤)
مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاء ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ (١٥)

وَكَذَلِكَ أَنزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يُرِيدُ (١٦)
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (١٧)
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (١٨)

{س} هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُؤُوسِهِمُ الْحَمِيمُ (١٩)
يہ مؤمن و كافر دو با ہمى دشمن ہيں جنہوں نے پروردگار كے بارے ميں آپس ميں اختلاف كيا ہے پھر جو لوگ كافر ہيں ان كے واسطے آگ كے كبڑے قطع كئے جائيں گے اور ان كے سروں پر گرما گرم پانى انڈيلا جائے گا_ (19)

1_ توحيد كى محاذ اور شرك كا محاذ دو مخالف محاذ اور ايك دوسرے كے دشمن ہيں_
ہذان خصمان
2_ توحيد كى محاذ خداتعالى كى لاشريك ربوبيت كامعتقد ہے جبكہ شرك كا محاذ خدا كى ربوبيت كا منكر اور غير خدا كى ربوبيت كا معتقد ہے_
ہذان خصمان اختصموا فى ربہم فالذين كفرو
3_ خداتعالى ، انسانوں كا پروردگار ہے_
فى ربہم
4_ انسان كى پروردگار كى طرف نياز تمام توحيدى اديان اور شرك كے مكاتب كامشتركہ عقيدہ ہے_
ہذان خصمان اختصموا فى ربہم
5_ شرك اور خداتعالى كى ربوبيت كا انكار ناقابل بخشش اور آتش دوزخ ميں گرفتار كرنے والا گناہ ہے_
فالذين كفروا قطعت لہم ثياب من نار
6_ ربوبيت خدا كے منكر مشركين كو دوزخ ميں خصوصى آگ كے كپڑے كاٹ كر پہنائے جائيں گے_
فالذين كفروا قطعت لہم ثياب من نار
"نار" كو نكرہ لانا اس نكتے كو بيان كررہا ہے كہ

مشركين كيلئے جو كپڑے كاٹے جائيں گے وہ خاص آگ كے ہوں گے نہ ہر آگ كے_
7_ دوزخ ميں مختلف اور قسم و قسم كى آگ كا موجود ہونا _
قطعت لہم ثيات من نار
8_ دوزخ كے آتشين كپڑے ايسے كپڑے ہيں جو بہت اذيت دينے والے اور سخت جلانے والے ہيں_
قطعت لہم ثيات من نار
"نار" كو نكرہ لانا خاص قسم كى آگ كو بيان كرنے كے علاوہ ہوسكتا ہے اسے جلانے اور نقصان پہچانے كى شدت كو بھى بيان كررہا ہو_
9_ مشركين كے سروں پر ابلتا اور كھولتا ہوا پانى ڈالنا دوزخ ميں ان كا ايك اور عذاب _

يصب من فوق رء وسہم الحميم
"صب"، "يصب" كا مصدر مجہول ہے كہ جس كا معنى ہے ڈالا جانا اور "حميم" كا معنى ہے گرم اور كھولتا ہوا پاني_
10_ متضاد قدرتى عناصر كے درميان آخرت ميں سازگارى _
قطّعت لہم ثياب من نار يصب من فوق رئوسہم الحميم
دوزخ ميں گرم پانى اور آگ كا وجود مذكورہ مطلب كو بيان كررہا ہے_

آخرت:
اس ميں تضاد 10; اسكى خصوصيات 10
آسمانى اديان:
انكى ہم آہنگى 4
انسان:
اس كا رب 3; اسكى معنوى ضروريات 4
جہنم:
اس كا گرم پانى 9; اسكى آگ كا متنوع ہونا 7; اسكے عذاب 8،9; اسكے موجبات 5
جہنمى لوگ:
ان كے لباس 6، 8
خداتعالى :
اسكى ربوبيت 3; اسكى ربوبيت كو جھٹلانے والے 2; اسكى ربوبيت كو جھٹلانے والے جہنم ميں6
شرك:
اسكى سزا، 5; اس كا گناه 5
عقيده:
توحيد ربوبى كا عقيد ہ 2; غير خدا كى ربوبيت كا عقيده 2
گناه :
ناقابل بخشش گناه 5
لباس:
آتشين لباس 6، 8
مشركين:
ان كے دشمن 1; ان كے اخروى عذاب 9; ان كا عقيده 2; يہ جہنم ميں 6
موحدين:
ان كے دشمن 1; انكا عقيده 2

نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات 3
نياز:
پروردگار كى طرف نياز 4

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ (٢٠)
جس سے ان كے پيٹ كے اندر جو كچھ ہے اور ان كى جلديں سب گل جائيں گى (20)

1_ اہل دوزخ كى جلد، آنتوں اور پيٹ كے اندر كے اعضا كو پگھلانا ان كيلئے ايك اور مقرر كرده عذاب_
يصہر بہ ما فى بطونہم و الجلود

("یصہر" کے مصدر مجہول) کا معنی ہے پگھلانا اور "بہ " کی ضمیر کا مرجع حمیم ہے اور "ما فی بطونہم" میں "ما" آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا سے کنایہ ہے یعنی گرم پانی جو ان کے سروں پر انڈیلا جائیگا اس کے ساتھ انکی جلد اور پیٹ کے اندر کے اعضا گل جائیں گے_
2_ اہل دوزخ کے پینے کیلئے گرم اور کھولتا ہوا پانی ہے_
یصہر بہ ما فی بطونہم و الجلود
اہل دوزخ کی آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا کا گرم پانی کے ساتھ گل جانا اس بات کا غماز ہے کہ اس کھولتے ہوئے پانی کا پینا پیاس کو بجھانے کیلئے ہے_
اہل جہنم:
انکی جلد کا گلنا 1; ان کے دل اور آنتوں کا گل جانا1
جہنم:
اس کا گرم پانی 1، 2; اسکی پینے کی چیزیں2; اسکے عذاب 1

وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ (٢١)
اور ان کے لیے لو ہے کے گرز مہیا کئے گئے ہیں (21)

1_ آہنی گرز اہل دوزخ پر شکنجہ کسنے کا ایك اور ذریعہ_
و لہم مقمع من حدید

2_ ربوبیت خدا کے منکر مشرکین دوزخ میں آہنی گرزوں کے مستحق ہیں_
و لہم مقمع من حدید
("مقامع" کے مفرد) "مقمعة" کا معنی ہے گرز پس "مقامع من حدید" یعنی آہنی گرز_
3_ دوزخ میں لوہے کا موجود ہونا اور جہنمیوں کے عذاب میں اس کا استعمال_
و لہم مقمع من حدید
4_ رسول خدا(ص) نے خداتعالی کے فرمان "و لہم مقامع من حدید" کے بارے میں فرمایا اگر (جہنم کے) آہنی گرز میں سے ایك گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو سب جن و انس جمع ہوکر اسے زمین سے نہیں اٹھاسکتے (1)

اہل جہنم:
ان کے عذاب کا ذریعہ 1
جہنم:
اس کا لوہا 3; اسکے عذاب کی سختی 4; اسکے عذاب 1، 3;آہنی گرز 1،2،4
خداتعالی :
اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والوں کی سزا ، 2; اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے جہنم میں2
روایت :4
عذاب:
اخروی عذاب کا ذریعہ 2، 3; اخروی عذاب 2
مشرکین:
انکی اخروی سزا 2; یہ جہنم میں 2

كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ (٢٢)
جب یہ جہنم کی تکلیف سے نکل بھا گنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں پلٹا دئے جائیں گے کہ ابھی اور جہنم کا مزہ چکھو(22)

1_ اہل دوزخ ہرگز دوزخ سے خارج نہيں ہوں گے_
كلما أرادوا أن يخرجوا منہا من غم أعيدوا فيہا
....

1) مجمع البيان آيت 21 كے ذيل ميں_ بحار الانوار ج 8; ص 252_

("ارادوا"كا مصدر) "ارادة" يہاںپر كنايہ ہے نزديك ہونے سے_ "منہا" اور "فيہا" كى ضميروں كا مرجع "نار" ہے "غم" بھى مصدر ہے كہ جس كا معنى ہے ڈھاپننا اور پردہ اور اس كا مضاف اليہ محذوف ہے اور اصل ميں "غمہا" ہے اور "من غمہا" يہاں پر "منہا" كى ضمير سے بدل اشتمال ہے يعنى دوزخى لوگ جب بھى آگ كے پردے سے نكلنا چاہيں گے انہيں اس ميں دوبارہ واپس پلٹا ديا جائيگا_
2_ جب بھى اہل دوزخ دہكتى ہوئي آگ ميں جلنے كى وجہ سے قعر جہنم سے نكلنا چاہيں گے انہيں دوبارہ آہنى گرزوں كے ساتھ قعر جہنم ميں واپس پلٹا ديا جائيگا_
و لہم مقامع من حديد كلما أرادوا أن يخرجوا منہا من غم أعيدوا فيہ
3_ دوزخ ميں آہنى گرز اٹھائے ہوئے داروغوں كا موجود ہونا_
و لہم مقامع من حديد كلما أرادوا ... أعيدوا فيہ
"اعيدوا" فعل مجہول اور اس كا فاعل محذوف ہے اور سابقہ آيت "لہم مقامع من حديد" كوديكھتے ہونے يہ در اصل يوں ہوگا "كلما أرادوا ان يخرجوا ... اعادتہم الخزنة بالمقامع فيہا" جب بھى اہل دوزخ، دوزخ سے نكلنا چاہيں گے تو دوزخ كے داروغے آہنى گرزوں كے ساتھ انہيں دوزخ كے اندر پلٹا دينگے_
4_ دوزخ كے داروغے دوزخيوں كيلئے غصے اور نفرت سے پُر _
كلما أرادوا ... و ذوقوا عذاب الحريق
5_ انسانوں كى معاد ،جسمانى ہے_
يصب من فوق رؤوسہم الحميم ... بطونہم و الجلود ... مقامع من حديد ... ذوقوا عذاب الحريق
"رؤوس"،"حميم" ،بطون"، "جلود" اور "مقامع من حديد" جيسے كلمات كے استعمال سے مذكورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
6_ آتش دوزخ بہت ہى گرم اور جلادينے والى ہے_
ذوقوا عذاب الحريق
"حريق" كا معنى ہے جلادينے والى "آگ" اس كا فعيل كے وزن ميں آنا كہ جو مبالغہ كيلئے ہے آتش دوزخ كى سخت گرمى اور اسكے شديد طور پر جلانے كو بيان كررہا ہے_
7_ ابوبصير نے امام صادق(ع) سے روايت كى ہے ... اہل جہنم جب اس ميں داخل ہوں گے تو سترسال كى مسافت كى مقدار اس ميں نيچے گريں گے پس جب بھى اوپر آئيں گے تو آتشين گرزوں كے ساتھ انہيں دوبارہ جہنم كى تہ ميں گراديا جائيگا يہ ان كى حالت زار ہے اور يہى خداتعالى كا كلام ہے جو اس نے فرمايا ہے "كلما أرادوا أن يخرجوا منہا ..." (1)
....

1) تفسير قمى ج 2 ص 81_ نورالثقلين ج 3 ص 477 ح 32_

اہل جہنم:
ان كے حالات 2; ان پر غضب 4
جہنم:
اس ميں ہميشہ رہنے والے1، 2; اس ميں ہميشہ رہنا1; اسكى گرمى كى شدت 6; اسكے كارندے 3; اسكے كارندوں كا غضب 4; اسكے آہنى گرز 2، 3; اسكے كاروندوں كا جن پر غضب ہوگا4; اس سے نجات 7; اسكى آگ كى خصوصيات 6

معاد:
معاد جسمانی 5

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤاً وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (۲۳)
بيشك الله صاحبان ايمان اور نيك عمل كرنے والوں كو ان جنتوں ميں داخل كرتا ہے جن كے نيچے نہريں جارى ہوتى ہيں انہيں ان جنتوں ميں سونے كے كنگن اور موتى پہنا4ے جائيں گے اور ان كا لباس اس جنت ميں ريشم كا لباس ہوگا(23)

1_ اہل ايمان كيلئے خداتعالى كى طرف سے بہشت كى ضمانت_
إن الله يدخل الذين ء امنوا و عملوا الصلحت جنت
جملہ "الله يدخل ..." كى "إنّ" كے ساتھ تاكيد مذكورہ مطلب كو بيان كررہى ہے _
2_ بہشت، خداتعالى كى طرف سے نيك كردار مؤمنين كيلئے اجر _
إن الله يدخل الذين ء امنوا و عملوا الصلحت جنت
3_ عمل صالح كے ہمراہ ايمان، بہشت ميں داخل

ہونے كى شرط_
إن الله يدخل الذين ء امنوا و عملوا الصلحت جنت
4_ بہشت، متعدد، سرسبز اور درختوں سے ڈھكے ہوئے باغات پر مشتمل ہے_
جنت تجرى من تحتہا الأنہر
"جنات"،"جنّة" كى جمع ہے كہ جس كا معنى ہے درختوں سے ڈھكا ہوا باغ_
5_ بہشت كے باغوں ميں درختوں كے نيچے چشمے جارى ہيں_
جنّت تجرى من تحتہا الأنہر
6_ بہشت ميں مؤمنين كو سونے اور مرواريد كى كڑيوں سے آراستہ كياجائيگا_
يحلون فيہا من أساور من ذہب و لؤلؤ
"لؤلؤ" كا معنى ہے مرواريد اور "أساور" ("اسورہ" كى جمع) دستوارہ كا معرب ہے كہ جس كا معنى ہے كڑي_
7_ بہشت ميں مؤمنين كے ريشم كے لباس_
و لباسہم فيہا حرير
8_ سب انسانوں كا قدرتى طور پر زيورات اور ريشم كے لباس پہننے كى طرف تمايل
يحلون فيہا من أساور من ذہب و لؤلؤاً و لباسہم فيہا حرير
9_ انسانوں كو ايمان اور عمل صالح كى طرف مائل كرنے كيلئے قرآن كا اسكے فطرى تمايلات سے استفادہ كرنا_
إن الله يدخل الذين ء امنوا ... و لباسہم فيہا حرير

انسان:
اسكے تمايلات 8; اسكے تمايلات ميں مؤثر عوامل 9; اسكے تمايلات كا كردار 9
ايمان:
ايمان اور عمل صالح 3
اہل بہشت:
ان كے لباس كى قسم7; انكى سنہرى كڑياں 6; انكى مرواريد كى كڑياں6; انكى زينت6; انكا ريشمى لباس 7
بہشت:
اسكے باغات 5; اسكى پاداش 2; اسكے باغوں كا متعدد ہونا4; اسكے چشمے 5; اسكے درخت 4، 5; اس كا سرسبز ہونا4; اسكے شرائط 3; اسكى نعمتيں 4، 5

تمايلات:
ايمان كى طرف تمايل كا پيش خيمہ 9; عمل صالح كى طرف تمايل كے عوامل 9
دوست ركھنا:
زيورات كودوست ركھنا 8; ريشمى لباس كو دوست ركھنا 8
مؤمنين:
صالح مؤمنين كى پاداش2; انكى پاداش كى ضمانت1; يہ بہشت ميں 1، 6
ہدايت:
اسكى روش9

اور انہيں پاكيزہ قول كى طرف ہدايت دى گئي ہے اور انہيں حميد كے راستے كى طرف رہنمائي كى گئي ہے (24)

1_ خدا اہل ايمان كا ہادى و رہنما ہے _
و ہدوا إلى الطّيبّ من القول و ہدوإلى صراط الحميد
2_ اہل ايمان كا قرآن اور اسكے معارف سے بہرہ مند ہونے كا گرويدہ ہونا خداتعالى كى ہدايت اور رہنمائي كا مرہون منت ہے_
و ہدوا إلى الطّيبّ من القول
ہوسكتا ہے پاكيزہ كلام (الطيب من القول) سے مراد قرآن يا كلمہ توحيد (لا الہ الا اللہ) ہو مذكورہ مطلب پہلے احتمال كى بنياد پر ہے_
3_ قرآن ،پاك و پاكيزہ اور پسنديدہ كلام ہے_
الطيب من القول
4_ كلمہ توحيد (لا الہ الا اللہ) پاك اور پسنديدہ كلام ہے_
و ہدوا إلى الطّيبّ من القول
گذشتہ عبارت _ كہ جو اہل توحيد و اہل شرك اور موحدين و مشركين كے انجام كے بارے ميں تھي_ كو مد نظر ركھتے ہوئے كہا جاسكتا ہے كہ "الطيب من القول" سے مراد كلمہ توحيد "لا الہ الا اللہ " ہے اور "صراط الحميد" سے مراد خدائے يكتاكى عبادت ہے_
5_ خدائے يكتا كى پرستش راہ خدا ہے_
ہدوا إلى صراط الحميد
6_ خداتعالى پروردگار حميد ہے_
إلى صراط الحميد
7_ مؤمنين كى طرف سے شرك كو رد كرنا اور ان كا خدائے يكتا كى پرستش كى طرف مائل ہونا خداتعالى كى ہدايت و رہنمائي كا مرہون منت ہے_
و ہدوا إلى صراط الحميد

اسما و صفات:
حميد 6
ايمان:
قرآن پر ايمان كے عوامل 2
توحيد:

توحید عبادی 5; اس کا سرچشمہ 7
خداتعالی :
اسکی ہدایت کے اثرات 2، 7; اس کا ہادی ہونا 1
سبیل اللہ : 5
قرآن:
اس کا پاك ہونا 3; اس کی خصوصیات 3
کلمہ توحید:
اس کا پاك ہونا 4
مؤمنین:
انکی توحید عبادی کا سرچشمہ 7; انکی شرك دشمنی کا سرچشمہ 7; انکی ہدایت 1، 7

بیشك جو لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر سے قرار دیا ہے چائے وہ مقامی ہوں یا باہر والے اور جو بھی اس مسجد میں ظلم کے ساتھ الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناك عذاب کا مزہ چکھائیں گے(25)

1_ خدا کے ساتھ کفر اور اسکی عبادت سے روگرداني ناقابل بخشش گناہ ہے کہ جس کا نتیجہ دوزخ ك

دردناك عذاب ہے_
إن الذین کفروا و یصدون عن سبیل اللہ
"الطیب من القول" سے مراد جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے کلمہ توحید اور "صراط حمید" سے خدائے یکتا کی عبادت ہے اس بناپر اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ "إن الذین کفروا" میں "کفروا" در حقیقت یوں ہے "کفروا بالطیب من القول" اور "یصدون عن سبیل اللہ " میں "سبیل اللہ " سے مراد خدائے یکتا کی پرستش ہے_ قابل ذکر ہے کہ "الذین" "إنّ" کا اسم اور اسکی خبر محذوف ہے اور ذیل آیت کے قرینے سے یہ در اصل یوں ہے "ان الذین کفروا ... نذیقهم من عذاب ألیم_
2_ خدائے یکتا کی پرستش ایسا راستہ ہے جو خدا کی طرف جاتا ہے اور لقاء اللہ پر جاکر ختم ہوتا ہے_
و یصدون عن سبیل اللہ
"سبیل اللہ " یعنی راہ خدا_ اور راہ خدا سے مراد ہوسکتا ہے وہ راہ ہو کہ جسے خداتعالی نے اہل ایمان کیلئے تعیین اور ترسیم کیا ہے اور ہوسکتا ہے اس سے مراد وہ راستہ ہو جو خدا کی طرف جاتا ہے اور اس تك پہنچتا ہے_
مذکورہ مطلب دوسرے معنی کی بنیاد پر ہے_
3_ صدر اسلام کے مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کو مسجد الحرام کی زیارت اور عبادت خدا کی رسومات انجام دینے سے ممانعت_
إن الذین کفروا و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام
("یصدون" کے مصدر) "صدّ" کا معنی ہے روکنا اور منع کرنا اور "یصدون" کا مفعول محذوف ہے اور یہ در اصل یوں ہے "یصدون الذین آمنوا)
4_ بارگاہ خداوندی میں کعبہ بڑی عزت اور تقدس کا حامل ہے_
و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام
لوگوں کو مسجد الحرام کی زیارت سے منع کرنے کی وجہ سے کفار کو دوزخ کے عذاب کے دھمکی مذکورہ مطلب کو بیان کررہی ہے_
5_ حجاج کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرنا لوگوں کو راہ خدا سے روکنے کا واضح نمونہ ہے_
و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام
"سبیل اللہ " سے مراد_ جیسا کہ پہلے بتاچکے ہیں_ خدائے یکتا کی عبادت ہے_ اس چیز کی بناپر اور اس چیز کو مدنظر

رکھتے ہوئے کہ مؤمنین کی طرف سے مسجدالحرام کی زیارت اور اسکے خاص اعمال (طواف، سعی و غیرہ) کو انجام دینا
عبادت خدا کے مصداق شمار ہوتے ہیں اسے "سبیل اللہ " کے بعد ذکر کرنا ہوسکتا ہے اس معنی میں ہوکہ زائرین کو
مسجدالحرام میں داخل ہونے سے روکنا راہ خدا سے روکنے کے واضح مصادیق میں سے ہے_
6_ مسجدالحرام سب خداپرستوں کیلئے ہے اور کسی خاص گروہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اسکی زیارت سے
محروم کرے_

582
الذی جعلنا للناس
7_ سب مسلمان (اہل مکہ اور دیگر اطراف اور ممالك کے) مسجدالحرام کے سلسلے میں مساوی حق رکھتے ہیں_
الذی جعلنہ للناس سواء العاکف فیہ و الباد
"سوائ" بمعنی "مستوي" اور "الناس" کیلئے حال ہے اور "عاکف" کا معنی ہے مقیم (یعنی اہل مکہ) "بادي" یعنی اہل بادیہ
اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو مکہ سے باہر دیگر سرزمینوں میں رہتے ہیں یعنی ہم نے مسجدالحرام کو سب لوگوں
کیلئے خلق کیا ہے _ اور اس سے بہرہ مند ہونے میں مکی اور دیگر سرزمین کے لوگوں کے درمیان کوئي فرق نہیں ہے ا
ور کسی کو دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے_
8_ حجاج کو مکہ میں داخل ہونے سے منع کرنا ان کے اس حق کی نسبت تجاوز ہے کہ جو خدانے ان کیلئے قرار دیا ہے_
و یصدون ... الذی جعلنہ للناس
9_ اہل مکہ دوسروں کو مسجدالحرام کی زیارت سے روکنے کا حق نہیں رکھتے_
الذی جعلنہ للناس سواء العاکف فیہ و الباد
10_ حج اور مسجدالحرام کی زیارت جزیرة العرب کے لوگوں کے درمیان رائج رسومات_
سواء العاکف فیہ والباد
11_ "مسجدالحرام" جزیرة العرب کے لوگوں کے درمیان ایك رائج اور جانا پہچانانام_
و المسجد الحرام الذی جعلنہ للناس
12_ مسجدالحرام کے احاطے میں حق سے ہر قسم کے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز کا ممنوع ہونا_
و من یرد فیہ إےلحاد بظلم نذقہ من عذاب أليم
"الحاد" کا معنی ہے انحراف اور کج روی "الحاد" اور "ظلم" کے نکرہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدالحرام اور اسکی
حدود میں لوگوں کا مکمل طور پر امن اور سکون میں ہونا ضروری ہے اور اس سلسلے میں ذرہ برابر انحراف اور دوسروں
کے حقوق کی نسبت تجاوز سے چشم پوشی نہیں کی جائیگي_
13_ ضروری ہے کہ مکہ (مسجدالحرام اور اس کی حدود) سب لوگوں کیلئے امن کی جگہ ہو_
سوا العاکف فیہ والباد
14_ مسجدالحرام کی حدود میں حق سے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز بہت بڑا گناہ ہے اور کج روی
کرنے والے ا ور ستم گر لوگ سخت دنیوی سزا کے منتظر رہیں_
و من یردفیہ إےلحاد بظلم نذقہ من عذاب أليم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "عذاب اليم" سے مراد دنیوی سزا بھی ہو_
15_ دوزخ کا دردناك عذاب، مسجد الحرام کی حدود میں حق سے ہر قسم کے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت
تجاوز کی سزا_

583
و من یرد فیہ إےلحاد بظلم نذقہ من عذاب أليم
16_ حضرت علي(ع) سے روایت ہے کہ رسول خدا(ص) نے اہل مکہ کو اپنے گھر کو کرائے پر دینے اور انہیں دروازے
لگانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا "سوآء العاکف فیہ و الباد" (1)
17_ ابوالصباح کنانی کہتے ہیں میں نے خداتعالی کے فرمان "و من یرد فیہ إےلحاد بظلم نذقہ من عذاب أليم" کے بارے میں
سوال کیا تو آپ(ع) نے فرمایا ہر ظلم جوکوئي شخص مکہ میں اپنے اوپر کرے چاہے وہ چوری ہو یا کسی دوسرے پر ظلم

یا ہر قسم کا ستم میں اسے الحاد اور انحراف سمجھتا ہوں (2)
18_ امام صادق(ع) سے خداتعالی کے فرمان "و من یرد فیہ إےلحاد بظلم" کے بارے میں روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا جو شخص مکہ میں غیرخدا کی پرستش کرے یا اولیاء خدا کے غیر کی ولایت کو قبول کرے تو اس نے "إلحاد بظلم" کیا ہے (3)
----

1) قرب الا سناد 108 ح 372_ تفسیر برہان ج 3 ص 84 ح 8_
2) کافی ج 4 ص 227 ح 3_ نورالثقلین ج 3 ص 483 ح 60_
3) کافی ج 8 ص 337 ح 533_ نورالثقلین ج 3 ص 483 ح 57_

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئاً وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (٢٦)

اور اس وقت كو ياد دلاؤ جب ہم نے ابرہمى كے لئے بيت اللہ كى جگہ مہيا كى كہ خبردار ہمارے بارے ميں كسى طرح كا شرك نہ ہونے پائے اور تم ہمارے گھر كو طرف كرنے والے، قيام كرنے والے اور ركوع و سجود كرنے والوں كے لئے

پاك و پاكيزه بناؤ(26)

1_ حضرت ابراہيم (ع) كے ہاتھوں كعبہ كى بنياد بہت اہم اور ايسا واقعہ ہے جو ياددہانى كرانے كے قابل ہے_
و اذ بوّانا لابراہيم مكان البيت
"اذ" اسم زمان اور محل نصب ميں ہے اور يہ "اذكر" محذوف كا مفعول ہے يعنى "يادكيجيئے اس وقت كو كہ جب ہم نے ..."
2_ كعبہ، حضرت ابراہيم (ع) كى عبادت كى جگہ_
و إذ بوّانا لإبراہيم مكان البيت
("بوانا" كے مصدر) "تبوئة) كا معنى ہے مرجع اور مركز قرار دينا يعني" اس زمانے كو ياد كيجيئے جب ہم نے كعبہ كى جگہ كو ابراہيم(ع) كيلئے رجوع كرنے كا مقام قرار ديا" اور حضرت ابراہيم(ع) كا بار بار كعبہ كى جگہ كى طرف رجوع كرنا يا تو خدا كى عبادت كيلئے تھا اور يا اسے تعمير كرنے كيلئے مذكورہ مطلب پہلے احتمال كى بنياد پر ہے_
3_ كعبہ كى جگہ خداتعالى كى جانب سے عبادت كيلئے معين كردہ جگہ_
و إذ بوّانا لإبراہيم مكان البيت
4_ حضرت ابراہيم (ع) كعبہ كى بنياد ركھنے والے اور اسكے

معمار_
و إذ بوّانا لإبراہيم مكان البيت
5_ كعبہ، توحيد اور يكتاپرستى كى جلوہ گاہ_
و إذ بوّانا لإبراہيم مكان البيت أن لا تشرك بى شيئ
6_ خدا كے علاوہ كوئي قابل پرستش نہيں ہے_
أن لا تشرك بى شيئ
7_ عبادت ميں اخلاص اور اسے ہر قسم كے غير الہى عمل سے آلودہ كرنے سے پرہيز كرنا خداتعالى كى طرف سے حضرت ابراہيم كو نصيحت _
أن لا تشرك بى شيئ
8_ شرك كے ساتھ آلودہ عبادت كى بارگاہ خداوندى ميں كوئي قدر و قيمت نہيں ہے_
أن لا تشرك بى شيئ
9_ كعبہ بہت مقدس گھر اور بارگاہ خداوندى ميں بڑى عزت كا حامل ہے_
و طہر بيتي
"بيت" كى ياء متكلم كى طرف اضافت، تشريفيہ اور مذكورہ مطلب كو بيان كررہى ہے_
10_ كعبہ كى توليت اور اسے زائرين كيلئے تيار كرنا، حضرت ابراہيم (ع) كے الہى وظائف ميں سے_
و طہر بيتى للطائفين
11_ مسجد الحرام كى توليت اور اسے زائرين بيت الله كيلئے تيار كرنا توحيدى معاشرے كے رہنماؤں كى ذمہ دارى _
أن لا تشرك بى شيئاً و طہر بيتى للطائفين
12_ شرك، طہارت و پاكيزگى سے دورى اور پليديگى و ناپاكى كے ساتھ آلودہ ہونا ہے_
أن لا تشرك بى شيئاً و طہر بيتي
13_ مسجد الحرام كى حرمت كى پاسدارى اور اسے ظاہرى آلودگيوں اور باطنى پليدگيوں (شرك كے مظاہر) سے محفوظ ركھنا ضرورى ہے_
أن لا تشرك بى شيئاً و طہر بيتي
14_ طواف، قيام، ركوع اور سجود (نماز) مسجد الحرام كى زيارت كے آداب ميں سے_
و طہر بيتى للطائفين و القائمين و الركع السجود
ظاہر يہ ہے كہ "القائمين و الركع السجود" سے مراد نماز پڑھنے والے ہيں يعنى ميرے گھر كو طواف كرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں كيلئے تيار كيجئے_

15_ مسجد الحرام کی زیارت میں طواف کو نماز پر مقدم کرنا ضروری ہے_
للطائفين و القائمين و الركع السجود
16_ قیام، رکوع اور سجود نماز کے ارکان میں سے ہیں_
و القائمين و الركع السجود
17_ طواف اور نماز، حضرت ابراہیم(ع) کی شریعت کی ذمہ داریوں میں سے _
طہر بیتی للطائفين و القائمين و الركع

587
السجود
18_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئي ہے ... جب خداتعالی نے حضرت ابراہیم(ع) کو کعبہ کی تعمیر پر مأمور کیاتوانہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کعبہ کو کہاں بنائیں تو خداتعالی نے جبرائیل کو بھیجا اور انہوں نے کعبہ کی جگہ پر ان کیلئے لکیر کھینچ دي ... (1)

....

1) تفسير قمی ج 1 ص62_ نورالثقلين ج 1 ص 128 ح 376_

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (٢٧)
اور لوگوں كے درميان حج كا اعلان كردو كہ لوگ تمہارى طرف پيدل اور لاغر سواريوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو كر آئيں گے (27)

1_ حكم خدا سے حضرت ابراہيم (ع) كى طرف سے لوگوں كو حج كى دعوت_
و أذن فى الناس بالحج
("أذّن" كے مصدر) "تأذين" كا معنى ہے اعلان كرنا اور ندا دينا يعنى اے ابراہيم(ع) لوگوں كے درميان جاؤ اور انہيں حج اور زيارت بيت اللہ كى دعوت دو_
2_ حج، دور و نزديك كے تمام لوگوں پر ايك الہى ذمہ داري_
يأتوك رجالًا و على كل ضامر يأتين من كل فج عميق
"يأتوك" شرط محذوف كى جزا ہے اور يہ در حقيقت يوں ہے "إن تأذن فيهم بہ يأتوك" ،"رجال"، "راجل" كى جمع ہے يعنى "پيدل" اور "ضامر" كمزور اونٹ كو كہاجاتا ہے _
اور "فج" در حقيقت پہاڑ كے شكاف كے معنى ميں ہے اور يہاں پر اس سے مراد راستہ ہے "عميق" بعيد كا مترادف ہے يعنى دورپس مذكورہ جملے كا معنى يہ بنے گا اگر لوگوں كو حج كى طرف بلاؤ تو وہ تيرى دعوت پر لبيك كہتے ہوئے پيدل، سوار ہوكر اور دور و نزديك كے راستوں سے چل نكليں گے_
3_ تبليغ اور لوگوں كو حج و زيارت بيت اللہ كى دعوت دينا الہى رہنماؤں كى ذمہ داريوں ميں سے ہے_
و أذّن فى الناس بالحج
4_ حج، حضرت ابراہيم(ع) (ع) كى شريعت كى ايك يادگار_
و أذن فى الناس بالحج
5_ حضرت ابراہيم (ع) كى اقامت گاہ ،مسجد الحرام كے جوار

مينتهي_
يأتوك رجال
جملہ "يأتوك" (تيرے پاس پيدل اور سوار ہوكر آئيں گے) سے معلوم ہوتا ہے كہ كعبہ كے مؤسس اسكے جوار ميں رہتے تھے اس طرح، كہ ہر زائر مسجدالحرام ميں داخل ہوتے وقت ان پر بھى وارد ہوتا تھا_
6_ دور و نزديك كے لوگوں كا حضرت ابراہيم(ع) پر پختہ ايمان اورحضرت ابراہيم(ع) كى ان كے درميان انتہائي محبوبيت اور نفوذ_
و اذن فى الناس بالحج يأتوك رجالا و على كل ضامر
دور و نزديك كے لوگوں كا حضرت ابراہيم (ع) كى دعوت پر لبيك كہنا اور انكا پيدل اور سوار ہوكر كعبے كى زيارت كيلئے نكل پڑنا اور كى آپ(ع) كى شخصيت سے آشنائي اور ان كے درميان آپ(ع) كى محبوبيت كى علامت ہے_
7_ حضرت ابراہيم (ع) كے دين توحيدى كا خود ان كى زندگى ميں دور و نزديك كى سرزمين ميں پھيل جانا_
يأتوك ... من كل فج عميق
8_ حضرت ابراہيم (ع) كا اپنے زمانے ميں ہر سال حج كى رسومات ميں شريك ہونا_
يأتوك رجالًا و على كل ضامر
فعل مضارع "يأتوك" ہوسكتا ہے مفيد استمرار ہو لہذا ہر سال لوگوں كا حج كى رسومات ميں حضرت ابراہيم(ع) كے پاس آنا ان كے ہر سال حج كى رسومات ميں شركت كو بيان كررہا ہے_
9_ مراسم حج كو اسلامى معاشرے كے رہبر كى محوريت كے ساتھ انجام دينا ضرورى ہے_

يأتوك رجالاً و على كل ضامر
یہ جو خداتعالی نے فرمایا ہے کہ "لوگ پیدل اور سوار ہوکر تیرے (ابراہیم(ع)) پاس آئیں گے" ہوسکتا ہے لوگوں کیلئے اس حکم پر مشتمل ہو کہ وہ پہلے الہی رہبر کی زیارت کیلئے جائیں اور اسکی رہبری میں مراسم حج کو انجام دیں_
10_ مناسك حج میں اسلامی معاشرے کے رہبر سے ملاقات_
يأتوك رجالاً و على كل ضامر
11_ بارگاہ خداوندی میں پیدل حج کی بڑی فضیلت اور قدر و قیمت_
يأتوك رجالاً و على كل ضامر
پیدل لوگوں (رجالًا) کو سواروں (و على كل ضامر) پر مقدم کرنا ہوسکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہو_
12_ زمین مکہ کی سطح کی بلندی اسکے اردگرد کے مناطق سے زیادہ ہے_
يأتوك ... من كل فج عميق
("عميق" کا مصدر) "عمق" اس طولانی مسافت کو کہا جاتا ہے کہ جو نیچے کی طرف ہو لہذا "بعيد" کی بجائے کلمہ "عميق" کا استعمال یا تو اس لحاظ سے ہے کہ سرزمین مکہ کی بلندی اسکے اردگرد کے مناطق سے چونکہ زیادہ ہے لہذا جو لوگ مکہ کی طرف آتے ہیں وہ نیچے سے اوپر کی جانب حرکت کرتے ہیں اور یا اسلئے ہے کہ چونکہ

زمین گیند کی صورت میں ہے لہذا لوگوں کی دور سے حرکت اوپر کی جانب حرکت نظر آتی ہے مذکورہ مطلب پہلے فرضیے کی بنیاد پر ہے _
13_ قرآن کا زمین کے گیند کی طرح اور اسکی سطح کے گول ہونے کی طرف اشارہ_
يأتين من كل فج عميق
14_ عبيد الله بن على الحلبی کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے سوال کیا کہ (حج میں) تلبیہ کیوں مقرر کیا گیا ہے؟ تو آپ(ع) نے فرمایا بیشك خداتعالی نے حضرت ابراہیم(ع) کی طرف وحی کی "و أذّن فى الناس بالحج يأتوك رجالًا" پس حضرت ابراہیم نے ندا دی اور دور کے ہر راستے سے "لبيك" کے ساتھ حضرت ابراہیم(ع) کو جواب دیاگیا (1)
15_ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ پیغمبراکرم دس سال مدینہ میں رہے اور حج پر نہ گئے پھرخداتعالی نے آنحضرت پر نازل کیا "و أذن فى الناس بالحج يأتوك رجالاً و على كل ضامر يأتين من كل فج عميق" پس پیغمبراکرم(ص) نے منادیوں کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز کے سا تھ اعلان کریں کہ اس سال رسول اللہ (ص) حج پرجائینگے ... (2)

سب کی شرعی ذمہ داری 2
زمین:
اس کا گیند کی صورت میں ہونا 13
مکہ:
اسکی بلندی 12; اس کا جغرافیائي محل وقوع 12
....

1) علل الشرائع ص 416 ب 157 ح 1_ نورالثقلین ج 3 ص 486 ح 68_
2) کافی ج 4 ص 245 ح 4; نورالثقلین ج 3 ص 487 ح 72_

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (٢٨)
تا کہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھو:ے محتاج افراد کو کھلاؤ (28)

1_ حج ، لوگوں کیلئے فائدے و منفعت اور خیر و برکت سے سرشار_
وأذن فی الناس بالحج ... لیشہدوا منافع لہم
"منافع"، "منفعت" کی جمع ہے یعنی نفع، خیر و برکت_ اور اس کاجمع کی صورت میں آنا حج کی برکات کی فراوانی کو بیان کررہا ہے اور اس کا نکرہ آنا ان برکات میں سے ہر ایك کی عظمت کو بیان کررہا ہے _
2_ حج کی برکات سے بہرہ مند ہونا اسکی رسومات میں شرکت اور اسکے اعمال کی انجام دہی میں منحصر ہے_
وأذن فی الناس بالحج ... لیشہدوا منافع لہم
("یشہدون" کے مصدر) "شہادة" کا معنی ہے حاضر ہونا پس "لیشہدوا منافع لہم" کا معنی یہ ہے کہ حج سب لوگوں کیلئے خیر و برکت سے سرشار ہے اور جو انہیں حاصل کرنا چاہتا ہے اور ان سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ سفر کی مشقتونکو برداشت کرے، اسکے مراسم میں شرکت کرے اور اسکے اعمال کو بجالائے_
3_ شریعت الہی میں انسان کے دنیوي، اخروي، مادی اور معنوی پہلوؤں کی طرف توجہ _
و أذن فی الناس بالحج ... لیشہدوا منافع لہم

چونکہ "منافع" کو دنیوي، اخروي، معنوی یا مادی کی قید نہیں لگائي گئي پس کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد،دینوي، اخروي، مادی اور معنوی سب برکات ہیں _
4_ عرفات اور مشعر میں وقوف کرنا (احرام کے بعد) مراسم حج میں حاجیوں کی پہلی ذمہ داری _
یشہدوا منافع لہم
جملہ "و یذکروا اسم الله ..." قربانی کی رسومات سے مربوط ہے اور بعد والی آیت حلق، تقصیر اور طواف کے بارے میں ہے پس اس چیز کے پیش نظر کہ احرام باندہنے کے بعد مراسم حج بالترتیب یوں ہیں عرفات اور مشعر میں و قوف، قربانی کرنا، حلق، تقصیر اور طواف _ کہنا ہوگا کہ حضرت ابراہیم(ع) کی شریعت میں حج، قربانی سے شروع اور طواف کے ساتھ ختم ہوتا تھا اور عرفات و مشعر کا وقوف مراسم حج میں شا مل نہیں تھا یا یہ کہ جملہ "لیشہدوا منافع لہم" تشریع حج کے فلسفے کو بیان کرنے کے علاوہ عرفات و مشعر میں حاضر ہونے والے مسئلے کی طرف بھی ناظر ہے مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے_
5_ عرفات و مشعر، حج کرنے والوں کیلئے کثیر خیرو برکت کا مرکز_
لیشہدوا منافع لہم
مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "لیشہدوا" عرفات و مشعر میں حاضر ہونے سے مربوط ہو_
6_ عرفات و مشعر میں حاضر ہونے کے بعد قربانی کرنا حج کے واجب اعمال میں سے ہے _

و يذكروا اسم الله ... على مارزقہم من بهيمة الأنعام
7_ قربانى كو ذبح يانحر كرتے وقت الله كا نام لينا ضرورى ہے_
و يذكروا اسم الله ... على ما رزقہم من بهيمة الأنعام
8_ لوگوں كو ذبح كرنے كى طريقے كى تعليم دينا (جانور كو نحر يا ذبح كرتے وقت خدا كا نام لينا)حج كے فلسفوں ميں سے ايك ہے_
ليشہدوا منافع لہم و يذكروا اسم الله فى ايام معلومات
"يذكروا" كا عطف "ليشہدوا" پر ہے اور اس چيز كو مد نظر ركھتے ہوئے كہ اس كا لام تعليل كيلئے ہے اور يہ حج كى تشريع كے فلسفے كو بيان كررہا ہے "يذكروا" كا "يشہدوا" پر عطف تشريع حج كے ايك اور فلسفہ كا بيان ہے_
9_ قربانى والے حكم كا انجام دينا خاص اور معين وقت پر موقوف ہے (دس سے تيره ذى الحج تك)_
و يذكورا اسم الله فى ايام معلومات على ما رزقہم من بہيمة الانعام
اہل بيت (ع) سے وارد ہونے والى روايات كى بنياد پر "ايام معلومات" سے مراد ذى الحج كے ايام تشريق (دس سے تيره تك) ہيں_
10_ قربانى كو ذبح يانحر كرتے وقت خداتعالى كے اسما (الله ، رحمان و غيره) ميں سے ہر ايك كے ذكر كا جواز_
و يذكروا اسم الله
ہوسكتا ہے "اسم" كى "الله " كى طرف اضافہ بيانيہ ہو اس صورت ميں "اسم الله" يعنى وه نام كہ جو الله سے عبادت ہے اسى طرح اضافہ لاميہ

بھى ہوسكتاہے اس صورت ميں " اسم اللّہ" يعنى ہر وه نام كہ جو خدا كے لئے ہو پہلے احتمال كى بناپر قربانى كے وقت "اللّہ" كے لفظ كے علاوه كسى اور لفظ كا لينا جائز نہيں ہے برخلاف احتمال دوم گذشتہ مطلب دوسرے احتمال كى بناپر ہے_
11_ دس ذى الحج كے بجائے گياره، باره اور تيره ذى الحج كو قربانى كرنے كا جواز _
و يذكروا اسم الله فى أيام معلومات ... من بہيمة الأنعام
12_ اونٹ، گائے اور بھيڑ بكرى ميں سے ہر ايك كى قربانى كرنا جائز ہے_
على ما رزقہم من بہيمة الانعام
("نعم" كى جمع) "انعام "كا اصلى معنى "اونٹ" ہے ليكن بعض اوقات اونٹ گائے اور بھيڑ بكرى كے مجموعے پر بھى اس كا اطلاق ہوتا ہے تمام مفسرين كے نظريے كے مطابق يہاں پر اس سے مراد دوسرا معنى (اونٹ، گائے اور بھيڑ بكرى كا مجموعہ) ہے قابل ذكر ہے كہ "بہيمہ" كا معنى ہے "چوپايہ" اور اس كى "أنعام" كى طرف اضافت بيانيہ ہے يعنى وه چوپايہ جو اونٹ، گائے اور بھيڑ بكرى ہے_
13_ اونٹ، گائے اور بھيڑ بكرى انسانوں كى روزى اور ان كيلئے خدا كى عطا ہے_
على ما رزقہم من بہيمة الأنعام
14_ قربانى كے گوشت سے استفادے كا حرام ہونا جاہليت كے عربوں كا باطل خيال _
فكلوا منہ
قربانى كے گوشت كے استعمال كو جائز كرنا جاہليت كے عربوں كے باطل خيال كى طرف ناظر ہے كہ جو اسے حرام سمجھتے تھے_
15_ اونٹ، گائے اور بھيڑبكرى حلال گوشت چوپائے ہيں_
على ما رزقہم من بہيمة الأنعام فكلوا منہ
16_ حجاج كيلئے قربانى كے گوشت كے استعمال كا جواز_
فكلوا منہ
17_ حج كے موقع پر قربانى كے گوشت سے تنگدست لوگوں كو اطعام كرنے كا ضرورى ہونا_
و ا طعموا البائس الفقير
18_ قربانى كے پورے گوشت كو استعمال كرنا جائز نہيں ہے_
فكلوا منہا و ا طعموا البائس الفقير

"منہا" میں "من" تبعیضیہ ہے پس "كلوا منہا" یعنی اس كا ایك حصہ كھاؤ (نہ پورا)
19_ لوگوں كی مدد اور تنگدستوں اور ضرورتمندوں كی دستگیری كرنا حج كے فلسفوں میں سے اور اس كا ایك سبق ہے_
و أطعموا البائس الفقیر
20_ ربیع بن خیثم كہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) كو دیكھا ... كہ آپ(ع) نے فرمایا میں نے خداتعالی كو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "لیشہدوا منافع لہم" تو میں نے امام (ع) سے عرض كیا "منافع" سے مراد دنیاوی فوائدہیں یا اخروي؟ تو آپ(ع) نے فرمایا سب

منافع (1)

21_ امام صادق (ع) سے روایت كی گئي ہے كہ خداتعالی كے كلام "ویذكروا اسم الله " میں ذكر سے مراد وہ تكبیریں ہیں جو پندرہ نمازوں میں _ كہ جن میں سے پہلی عیدوالے دن ظہر كی نماز ہے_ كہی جاتی ہیں(2)

22_ امام صادق(ع) سے الله تعالی كے فرمان "و یذكروا اسم الله فی أیام معلومات" كے بارے میں روایت كی گئي ہے كہ انہوں نے فرمایا اس سے مراد ایام تشریق ہیں(3)
23_ صفوان بن یحیی كہتے ہیں میں نے امام كاظم(ع) سے عرض كیا شخص كسی كو كھال اتارنے كیلئے قربانی دیتا ہے اسكی كھال كے مقابلے میں یعنی كھال كو اپنی مزدوری كے طور پر لے لے_ (تو اس كا حكم كیا ہے) _
فرمایا اس میں كوئي اشكال نہیں ہے كیونكہ خداتعالی نے فرمایا ہے "فكلوا منہا و أطعموا" اور كھال نہ كھائي جاتی ہے اور نہ (اسكے ذریعے) اطعام كیا جاتا ہے (4)
----

1) كافى ج4 ص 422 ح 1_ نورالثقلين ج 3 ص 488 ح 77_
2) عوالى اللئامى ج 2 ص 88 ح 237_ نورالثقلين ج 3 ص 490 ص 82_
3) معانى الاخبار ص 297 ح 1، 3_ نورالثقلين ج 3 ص 490 ح 84_
4) علل الشرائع ص 439ب 182 ح 1_ نورالثقلين ج 3 ص 499 ح 139_

اسکے اخروى پہلو 3; اسکے مادى پہلو 3; اسکے معنوى پہلو3; يہ اور عينيت 3
ذبح:
اسکے احکام 7، 10; اس ميں بسم اللہ 7،8، 10; اسکى تعليم 8
ذکر:
ذکر خدا ايام تشريق ميں 22; ذکر خدا حج ميں 21
روايت : 20، 21، 22، 23
اونٹ:
اسکے گوشت کا حلال ہونا 15
عرفات:
اسکى برکات 5; اس کا خير ہونا 5; اس ميں وقوف 4
فقرا:
انہيں اطعام کرنا 17; انکى حاجت روائي کى اہميت 19
قرباني:
جاہليت ميں اسکے گوشت کى تحريم 14
گائے:
اسکے گوشت کى حليت 15
بھيڑ بکري:
اسکے گوشت کى حليت 15
مسجدالحرام:
اسکى برکات 5; اس کا خير ہونا 5
مشعرالحرام:
اس ميں وقوف کرنا 4
نعمت:
اونٹ کى نعمت 13; گائے کى نعمت 13; بھيڑ بکرى کى نعمت 13

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (٢٩)
پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنے بدن کى کثافت کو دور کريں اور اپنى نذروں کو پورا کريں اور اس قديم ترين مکان کا طواف کريں (29)

1_ مراسم حج کى انجام دہى کے بعد تقصير اور احرام سے خارج ہونے کا وجوب _
و يذکروا اسم اللہ ... ثم ليقضوا تفثہم
("يقضون" کے مصدر قضا) کا معنى ہے کاٹنا اور جدا کرنا "تفث" يعنى وہ غبار اور ميل جو بدن پر ہوتى ہے پس "ثم ليقضوا تفثہم" يعنى حاجى

قربانى کى رسومات ادا کرنے کے بعد اپنے سر اور ناخن تراش کر کے کہ جسے احرام کى وجہ سے انجام نہيں دے سکے

تھے_ اپنے آپ کو صاف کریں اور یہ احرام سے خارج ہونے سے کنایہ ہے_
2_ طواف بجالانے کیلئے آلودہ اور بے ہنگم سر اور بدن کے ساتھ مسجدالحرام میں داخل ہونا ممنوع ہے_
ثم لیقضوا تفثہم
3_ تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کے بعد نذر کی ادائیگی کا ضروری ہونا_
و لیوفوا نذورہم
4_ تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کے بعد طواف کا لازم ہونا_
ثم لیقضوا تفثہم ... و لیطّوّفو
5_ تقصیر اور طواف کی ادائیگی کو قربانی کرنے کے بعد تك مؤخر کرنا جائز ہے_
ثم لیقضوا تفثہم ... و لیطوفو
"ثم " کہ جو تراخی زمان کیلئے ہے _ کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہے _
6_ کعبہ کا اپنا ماضی اور تاریخ ہے_
بالبیت العتیق
"عتیق" ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو وقت، جگہ یا مرتبے کے لحاظ سے تقدم رکھتی ہو اسی وجہ سے قدیم کو بھی عتیق کہتے ہیں "بیت عتیق" یعنی وہ گھر جو اپنا ماضی اور تاریخ رکھتا ہے_
7_ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں میں امام صادق (ع) کے پاس آیا اور ان سے عرض کی آپ(ع) پر قربان جاؤں خداتعالی کے فرمان "ثم لیقضوا تفثہم ..." (سے مقصود) کیا ہے تو آپ(ع) نے فرمایا: (اس سے مقصود) مونچھیں کاٹنا، ناخن اتارنا و غیرہ ہے ...(1)
8_ امیرالمؤمنین (ع) سے روایت کی گئي ہے کہ انہوں نے خداتعالی کے فرمان "ثم لیقضوا تفثہم و لیوفوا نذورہم و لیطوفوا بالبیت العتیق" کے بارے میں فرمایا "تفث" سے مراد رمی جمرات اور سر منڈھوانا ہے اور "نذور" سے مراد وہ ہے کہ جس نے پیدل جانے کی نذر کی ہو اور طواف سے مراد طواف زیارت ہے ... (2)
شاید مقصود یہ ہو کہ کسی نے منا سے مکہ پیدل جانے کی نذر کی ہو نہ اپنے وطن سے پیدل مکہ جانے کی کیونکہ اس صورت میں یہ آیت کے ظاہر کے ساتھ متناسب نہیں ہے_
9_ امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے آپ(ع) نے خداتعالی کے فرمان "و لیطوفوا بالبیت العتیق" کے بارے میں فرمایا (اس سے مراد) طواف النساء ہے (3)
....

1) کافی ج 4 ص 549 ح 4_ نورالثقلین ج 3 ص 492 ح 97_
2) دعائم الاسلام ج 1 ص 330_ بحارالانوار ج 96 ص 312 ح 39_
3) کافی ج 4 ص 513 ح 2_ تہذیب شیخ طوسی ج5 ص 253 ح 15_

597

10_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئي ہے کہ طوفان نوح کے روز خداتعالی نے پوری زمین کو غرق کردیا سوائے بیت (اللہ) کے پس اس دن اسے "عتیق" کا نام دیا گیا کیونکہ اس دن یہ غرق ہونے سے آزاد ہوا (1)
11_ ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے مسجدالحرام میں امام صادق (ع) سے عرض کیا کیوں خداتعالی نے (بیت اللہ) کو عتیق کا نام دیا ہے،؟ تو آپ(ع) نے فرمایا خداتعالی نے زمین پر کوئي گھرنہیں بنایا مگر یہ کہ اس کے مالك ہیں اور اس میں لوگ رہتے ہیں سوائے اس گھر کے کہ جس کا خدائے عزوجل کے علاوہ کوئي مالك نہیں ہے اور یہ (افراد کی ملکیت سے) آزاد ہے ... (2)

احکام: 2، 3، 4، 5
حج:
اسکے احکام 3، 5; اس میں تقصیر کو مؤخر کرنا 5; اس میں طواف کو موخر کرنا 5; اس میں تقصیر 1، 3، 4، 7; اس میں رمی جمرات 8; اس میں منڈھوانا 8; اس میں طواف 8، 9; اس میں قربانی 1; اسکے اعمال 1، 4، 7، 8، 9; اس میں نذر 8;

اسکے واجبات 1، 4 ; روایت 7، 8، 9، 10، 11
طواف:
اسکے آداب 2; اسکے احکام 4; طواف النساء 9
کعبہ:
اسکی تاریخ 6، 10; اس کا نام رکھنے کا فلسفہ 10، 11; اس کا قدیمی ہونا 6; یہ طوفان نوح کے وقت 10; اسکی مالکیت 11
مسجدالحرام:
اسکے آداب 2; اس میں پاکیزگی 2
نذر:
اسکے احکام 3; اسکی وفا 3
....

1) علل الشرائع ج 2 ص 399 ح 5_ نورالثقلین ج3 ص 494 ح 114_
2) کافی ج 4 ص 189 ح 5 نورالثقلین ج 3 ص 494 ح 109_

ذَلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (٣٠)
یہ ایك حكم خدا ہے اور جو شخص بھی خدا كی محترم چیزوں كی تعظیم كرے گا وہ اس كے حق میں پیش پروردگار بہتری كا سبب ہوگی اور تمہارے لئے تمام جانور حلال كردئے گئے ہیں علاوہ ان كے جن كے بارے میں تم سے بیان جائے گا لہذا تم نا پاك بتوں سے پرہیز كرتے رہو اور لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب كرتے رہو (30)

1_ حج اور اسكے اعمال، خداتعالى كے نزديك بلند مقام و مرتبے كے حامل ہيں_
و أذن فى الناس بالحج ... و ليطوفوا بالبيت العتيق ذلك
"ذلك" ان تمام مطالب كى طرف اشارہ ہے كہ جو يہاں تك حج اور اسكے اعمال كے بارے ميں بيان ہوئے ہيں اور يہاں پر "ذلك" كے ا ستعمال سے غرض سابقہ اور بعد والے كلام كے درميان فاصلہ كرنا اور ايك اہم مطلب سے دوسرے اہم مطلب كى طرف منتقل ہونا ہے ايسے موارد ميں كلمہ "ہذا" كو استعمال كرتے ہيں جيسے "ہذا و إن للطاغين لشرمآب" (ص 5538)
اس بناپر "ذلك" كہ جو بعيد كى طرف اشارہ كرنے كيلئے ہے_ كا استعمال ممكن ہے بارگاہ خداوندى ميں حج اور اسكے اعمال كى اعلى قدر و منزلت كو بيان كرنے كيلئے ہو_
2_ حدود و احكام الہى كى تعظيم كرنے، انہيں معمولى نہ سمجھنے اور ان كے حريم سے تجاوز نہ كرنے كا ضرورى ہونا_
و من يعظم حرمت الله

(" يعظم" كے مصدر) تعظيم كامعنى ہے بڑا سمجھنا "حرمات"، "حرمت" كى جمع ہے يعنى وہ چيز كہ جسكى ہتك كرنا ممنوع اور اسكى حفاظت كرنا واجب ہے "حرمات اللہ " يعنى وہ حدود و احكام كہ جو خدا كى طرف سے مشخص كئے گئے ہيں اور لوگوں كا فريضہ ہے كہ انكى رعايت كريں_ يہ مذكورہ جملہ خداتعالى كى طرف سے اہل ايمان كو نصيحت ہے كہ وہ حتماً حدود و احكام الہى كو بڑا سمجھيں اور ان كے حريم ميں تجاوز كرنے سے سخت پرہيز كريں_
3_ حدود و احكام الہى كى تعظيم ، انہيں بڑا سمجھنا اور ان كے حريم كى رعايت كرنا اہل ايمان كيلئے خير و سعادت اور خوشبختى كا سبب ہے_
و من يعظم حرمت الله فہو خير لہ عند ربہ
"فہو خيرلہ" كى "ہو" خير كا مرجع ("يعظم" كا مصدر) تعظيم ہے يعنى "فالتعظيم خير لہ عند ربہ"
4_ خداتعالى كے احكام اور حدود، انسان كى سعادت اور بھلائي كيلئے ہيں_
و من يعظم حرمت الله فہو خير لہ عند ربہ

5_ قوانین اور احکام الہی کو معمولی سمجھنا اور ان کی حرمت شکنی انسان کی بدبختی اور شقاوت کا سبب ہے_
و من یعظم حرمت الله فہو خیر لہ عند ربہ
"تعظیم" "تحقیر" کی ضد ہے پس جملے کا مفہوم یوں ہوگا "و من یحقر حرمات الله فہو شر لہ عند ربہ"
6_ خداتعالی ، انسانوں کا پروردگار ہے_
عند ربہ
7_ خداتعالی کی طرف سے سعادت بخش احکام و قوانین کا وضع کرنا اسکی ربوبیت اور پروردگار ہونے کا مقتضا ہے_
و من یعظم حرمت الله فہو خیر لہ عند ربہ
8_ اونٹ، گائے اور بھیڑبکری حلال گوشت جانور ہیں_
و أحلت لکم الأنعام
"أنعام" ("نعم" کی جمع) در اصل اونٹ کے معنی میں ہے پس انعام یعنی اونٹ لیکن بعض اوقات "انعام" بول کر اس سے مجموعی طور پر اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری مراد لیتے ہیں مذکورہ جملے میں "انعام" دوسرے طریقے سے استعمال کیا گیا ہے_ قابل ذکر ہے کہ جملہ "أحلت لکم الأنعام" ، "أحلت لکم أکل لحوم الأنعام" کی تقدیر میں ہے یعنی تمہارے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑبکری کا گوشت کھانا حلال ہے_
9_ اونٹ، گائے اور بھیڑبکری کے گوشت سے استفادہ کرنا حلال اور جائز ہے سوائے ان موارد کے کہ جن میں الله تعالی نے انہیں حرام کیا ہے_
10_ خداتعالی کی جانب سے کھانے کی حرام چیزوں کے بارے میں متعدد آیات کا نازل ہونا اور لوگوں کیلئے انہیں مکرر وطور پر بیان کرنا_
و أحلت لکم الأنعام إلا ما یتلی علیکم
بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ "یتلی " زمان مستقبل کیلئے ہے یعنی اونٹ، گائے اور بھیڑبکری جیسے چوپاؤں کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے مگر وہ جسے مستقبل میں تمہارے لئے بیان کي

جائیگا_لہذا کلمہ "یتلي" سورہ مائدہ کی آیت نمبر 3 "حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و ..." کی طرف اشارہ ہے کہ جو مورد بحث آیت کے بعد نازل ہوئي ہے_ اور بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ کلمہ "یتلي" مضارع استمراری ہے اور یہ ان آیات کی طرف اشارہ ہے کہ جو اس سے پہلے مکہ میں (آیت 145 سورہ انعام اور آیت 115 سورہ نحل) اور ہجرت کے چھ ماہ بعد مدینہ میں (آیت 173 سورہ بقرہ) نازل ہوئي ہیںمذکورہ مطلب دوسرے نظریئےے مطابق ہے _
11_ اس جانور کے گوشت سے استفادہ کرنا حرام ہے کہ جسے غیرخدا کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو_
و أحلت لکم الأنعام إلا ما یتلی علیکم
"إلا ما یتلی علیکم" میں کلمہ "ما" اگرچہ عام ہے اور ان تمام موارد کو شامل ہے کہ جو "محرمات اکل"کی آیات میں بیان ہوئے ہیں لیکن گذشتہ دو آیتوں میں جملہ "ویذکروا اسم الله ... علی ما رزقہم من بہیمة الأنعام" نیز جملہ "فاجتنبوا الرجس من الأوثان ..." (آیت کا ذیل) کی جملہ "أحلت لکم الأنعام إلا ما یتلی علیکم" پر تفریع کے قرینے سے کہا جاسکتا ہے کہ "ما" سے مرادفقط وہ موارد ہیں کہ جہاں جانور کو غیرخدا (بتوں) کے نام سے ذبح کیا گیا ہو_
12_ زمانہ جاہلیت میں مراسم حج و قربانی کا شرك و بت پرستی کے مظاہر کے ساتھ آمیختہ ہونا_
و احلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم فاجتنبوا الرجس من الاوثان
13_ بت، رجس اور پلیدگی کا مظہر ہے_
فاجتنبوا الرجس من الاوثان
14 _ بتوں سے اجتناب کا ضروری ہونا_
فاجتنبوا الرجس من الاوثان
"رجس" ہر بری اور پلید چیز کو کہاجاتا ہے "اوثان"، "وثن" کی جمع اور بتوں کے معنی میں ہے اور "من الاوثان" میں "من" بیانیہ ہے پس "فاجتنبوا الرجس من الاوثان" یعنی بتوں سے کہ جو برے اور پلید ہیں اجتناب کرو_
15_ بت پرست، پلید لوگ ہیں_
فاجتنبوا الرجس من الاوثان

16_ عصر بعثت كے مشركين، متعدد بت ركھتے تھے_
فاجتنبوا الرجس من الاوثان
17_ عصر جاہليت كے مراسم حج ميں مشركانہ اورمخالف توحيد نعروں كا وجود_
واجتنبوا قول الزور
"زور" كا معنى ہے "قول باطل" اور "قول الزور" ميں اضافت بيانيہ ہے يعنى باطل سخن اور ياوہ گوئي سے دورى اختيار كرو اس چيز كو مد نظر ركھتے ہوئے كہ يہ آيت حج سے مربوط آيات ميں سے ہے كہا جاسكتا ہے كہ "ياوہ گوئي" سے مراد وہ مشركانہ نعرے ہيں كہ جو مشركين مراسم حج ميں اور شايد اپنے ان بتوں كے پاؤں ميں_ كہ جنہيں انہوں نے منى ميں نصب كرركھا تھا قربانى كو ذبح كرتے وقت لگاتے تھے_
18_ جھوٹ بولنے اور سخن باطل سے پرہيز كرنا ضرورى ہے_

و اجتنبوا قول الزور
19_ مراسم حج ميں ہرقسم كے باطل كلام اور بيہودہ سخن سے پرہيز كرنا خداتعالى كى طرف سے اہل ايمان كو نصيحت_
و اجتنبوا قول الزور
20_ زيد شحام كہتے ہيں ميں نے امام صادق (ع) سے الله تعالى كے فرمان "فاجتنبوا الرجس من الأوثان و اجتنبوا قول الزور" كے بارے ميں پوچھا تو آپ(ع) نے فرمايا "الرجس من الأوثان" شطرنج اور "قول الزور" غنا ہے (1)
21_ رسول خدا(ص) نے ايك خطبے ميں تين مرتبہ فرمايا اے لوگو زور كى (جھوٹي) گواہى خداتعالى كے ساتھ شرك كے مترادف ہے پھر آپ نے آيت "فاجتنبوا الرجس من الاؤثان و و اجتنبوا قول الزور " كى تلاوت فرمائي (2)
22_ عمرو بن عبيد امام صادق (ع) كے پاس آئے ... اور عرض كرنے لگے ميں چاہتا ہوں گناہان كبيرہ كو كتاب الله سے پہچانوں تو آپ(ع) نے فرمايا ... گناہان كبيرہ (ميں سے) قول زور ہے (كيونكہ كتاب الله ميں آيا ہے) و اجتنبوا قول الزور ... (3)

ان کے گوشت کی حلیت 8
حج:
یہ جاہلیت میں 12، 17; اسکی فضیلت 1; اسکے اعمال 19
....

1) کافی ج 6 ص 435 ح 2 و 7_ نورالثقلین ج 3 ص 496 ح 118 و 119_
2) الدرالمنثور ج 6 ص 44_ نورالثقلین ج3 ص 496 ص 121_
3) مناقب علی ابن ابی طالب ج4 ص 251_ بحار الانوار ج 47 ص 216، 217 ح 4_

یہ جاہلیت میں 12
گائے:
اسکے گوشت کی حلیت 8، 9
گناہان کبیرہ 22
گواہي:
جھوٹی گواہی کا گناہ 21، 22
بھیڑ بکري:
اسکے گوشت کی حلیت 8، 9
مؤمنین:
انکو نصیحت 19
محرمات 11
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کے بتوں کا متعدد ہونا 16

حُنَفَاء لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاء فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (٣١)
اللہ کے لئے مخلص اور باطل سے کترا کر رہو اور کسی طرح کا شرك اختیار نہ کرو کہ جو کسی کو اس کا شریك بنا تا ہے وہ گویا آسمان سے گر پڑتا ہے اور اسے پرندہ اچك لیتا ہے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر لے جا کر پھینك دیتی ہے (31)

1_ خداتعالی ایسا پروردگار ہے کہ جس کا کوئي شریك نہیں ہے_
حنفاء للہ غیر مشرکین بہ
"حنفائ" حنیف کی جمع اور "فاجتنبوا" کے فاعل کیلئے حال ہے ("حنیف" کے مصدر) "حنف" کا معنی ہے مائل ہونا اور "للہ " میں لام "الی " کے معنی میں ہے_
یعنی "اجتنبوا التقرب من الاوثان حالکونکم مائلین منہا الی اللہ " بتوں کے قریب جانے سے بچو اس حال میں کہ خلوص کے ساتھ ان سے خداتعالی کی طرف تمایل کرنے والے ہو بہرحال آیت کریمہ خداتعالی کی بلاشریك ربوبیت، اسکے غیر کی ربوبیت کی نفي، خدا کی پرستش کے لازم ہونے، اسکے غیر کي پرستش سے روگردانی کرنے، یکتاپرستی کی قدر و قیمت، موحدین کے بلند مقام ، بت پرستی کے برا ہونے اور اسکے برے نتائج کو بیان کررہی ہے_
2_ غیر خدا سے روگردانی کرنے اور خدائے یکتا کی طرف مائل ہونے کا ضروری ہونا_
فاجتنبوا الرجس من الاوثان ... حنفاء للہ
3_ غیر خدا کی پرستش سے اجتناب کرنا ضروری ہے_
غیر مشرکین بہ
4_ خدا کے ساتھ شرك کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جو آسمان سے گرے اور شکاری پرندوں کا لقمہ بن جائے_

604

و من يشرك باللہ فكأنما خرمن السماء فتخطفہ الطير

("خرّ" كے مصدر) "خرّ اور خرور" كا معنى ، سقوط اور نيچے گرناہے "خرّمن السما" يعنى آسمان سے نيچے گرا ("تخطف" كے مصدر) كا معنى ہے اچك لينا "خطفتہ الطير" يعنى پرندے نے انہيں اچك ليا_پس مذكورہ جملے كا معنى يوں ہوگا جو بھى خدا كے ساتھ شرك كرے وہ اس طرح ہے گويا آسمان سے نيچے گرا اور شكارى پرندے نے اسے اچك ليا قابل ذكر ہے كہ آيت كريمہ ميں معقول كى محسوس كے ساتھ تشبيہ ہے يعنى مشرك كو_ كہ جو خداوند متعال سے روگردانى كر كے اور بتوں كے پاؤں پر گر كر در حقيقت انسانى كمالات كى بلندى سے گرتا ہے ا ور دام شيطان ميں گرفتار ہوجاتا ہے_ اس شخص كے ساتھ تشبيہ دى گئي ہے كہ جو آسمان سے گرے اور شكارى پرندوں كا لقمہ بن جائے_

5_ جو شخص خدا كے ساتھ شرك كرتا ہے وہ اس شخص كى مانند ہے جو آسمان سے نيچے گرے اور ہوا اسے كسى دور و دراز جگہ پر جا پھينكے_

و من يشرك باللہ ... اوتہوى بہ الريح فى مكان سحيق

جملہ "أو تہوى بہ الريح ..." كا "تخطفہ الطير" پر عطف ہے ("تہوي" كے مصدر "ہوي" كا معنى ہے نيچے گرنا اور جب يہ باء تعديہ كے ساتھ متعدى ہو تو اس كا معنى ہوگا گرانا "ہوت بہ الريح" يعنى ہوا نے اسے نيچے گراديا ("سحيق" كے مصدر) "سحق" كا معنى ہے دور ہونا "مكان سحيق" يعنى دور والى جگہ_

پس مذكورہ جملہ در حقيقت يوں ہے " من يشرك باللہ فكأنما تہوى بہ الريح فى مكان سيحق" جو بھى خدا كے ساتھ شرك كرے گويا وہ آسمان سے گرا اور ہوا نے اسے كسى دور والى جگہ ميں پھينك ديا_ قابل ذكر ہے كہ مذكورہ جملہ مينمشرك_ كہ جو خدائے يكتا كى عبادت سے منہ موڑنے اور بتوں كے پاؤں پر گرنے اور انكى پرستش كرنے كى وجہ سے در حقيقت كمال ہدايت اور نور سے انتہائي گمراہى اور تاريكى ميں جاگرتا ہے_ كو اس شخص كے ساتھ تشبيہ دے گئي ہے كہ جو آسمان سے نيچے گرے اور ہوا اسے ايسى دور جگہ پر جاپھينكے كہ جہاں سے ا س كے لئے نجات كى كوئي راہ نہ ہو_

6_ خدائے يكتا كے ساتھ شرك كرنا كمالات انسانى كے عروج سے نيچے گرنا، شيطان كى خوراك ميں تبديل ہونا اور اسكے جال ميں پھنسنا ہے_

و من يشرك باللہ فكأنما خرمن السماء فتخطفہ الطير

7_ كفر اور غير خدا كى پرستش، ہدايت و نور كے عروج سے گمراہى و تاريكى كى گہرائيوں ميں گرنا ہے_

و من يشرك باللہ ... أو تہوى بہ الريح فى مكان سحيق

8_ خدائے يكتا كى پرستش كرنا اور اسكے غير كى عبادت سے منہ موڑنا شيطان كے جال سے رہائي پانا اور كمالات كے عروج تك پہنچنا ہے_

حنفاء للہ غير مشركين بہ ... فتخطفہ الطير

605

9_ خدائے يكتا پر ايمان لانا اور اسكى مخلصانہ پرستش ہدايت و نور كے عروج تك پہنچنا ہے_

حنفاء للہ غير مشركين بہ ... فتخطفہ الطير

10_ زرارہ كہتے ہيں ميں نے امام باقر(ع) سے پوچھا كہ خداتعالى كے فرمان "حنفائللہ غير مشركين بہ" ميں "حنيف" (سے كيا مراد ہے) تو آپ(ع) نے فرمايا وہى فطرت كہ جس پر خداتعالى نے لوگوں كو پيدا كيا ہے خداتعالى نے مخلوق كو اپنى معرفت پر پيدا كيا ہے (1)

انحطاط:

اسكے عوامل 6، 7

ايمان:

توحيد پر ايمان كے اثرات9; خدا پر ايمان 2

تكامل:

اسكے عوامل 3

توحيد:

....

1) محاسن برقی ج1; ص 241 ح 223_ بحارالانوار ج 3 ص 279 ح 12_

ذَلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ (۳۲)
یہ ہمارا فیصلہ ہے اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل سے تقوی کا نتیجہ ہوگي(32)

1_ حدود و احکام الہی نیز مسئلہ توحید و یکتاپرستی کی خداتعالی کے نزدیك بڑی اہمیت اور اعلی مقام ہے_
و من یعظم حرمت اللہ ... أو تہوی بہ الریح فی مکان سحیق_ ذلك
"ذلك" حدود و احکام الہی کی تعظیم نیز مسئلہ توحید و یکتاپرستی کہ جن کا گذشتہ آیت میں تذکرہ ہوچکا ہے کی طرف اشارہ ہے_ یہاں پر "ذلك" کو لانے کا مقصد پہلی اور بعدوالی کلام کے درمیان فاصلہ دینا اور ایك اہم مطلب سے دوسرے اہم مطلب کی طرف منتقل ہونا ہے_ ایسے موارد میں کلمہ "ہذا" کو استعمال کیا جاتا ہے جیسے "ہذا و ان للطاغین لشرمآب" (55/38) بنابراین "ذلك"_ کہ جو بعید کی طرف اشارے کیلئے ہے_ کا استعمال ہوسکتا ہے توحید و یکتاپرستی کے بڑے مقام

و مرتبے اور الہی حدود و احکام کی اہمیت کو بیان کرنے کیلئے ہو_
2_ قربانی کے جانور (وہ جانور جنہیں حاجی قرباني کرنے کیلئے اپنے ہمراہ لاتے ہیں) شعائر الہی میں سے اور بارگاہ خداوندی میں حرمت و تقدس کے حامل ہیں_
و من يعظم شعائر الله
("يعظم" کے مصدر) تعظیم کا معنی ہے بڑا شمار کرنا "شعائر"، "شعيرہ" کی جمع ہے کہ جس کا معنی ہے علامت اور نشانی اور بعدوالی آیت (لكم فيہا منافع إلى اجل مسمى ثم محلہا إلى البيت العتيق) قرینہ ہے کہ "شعائر الله " سے مراد قربانی کے وہ جانور ہیں کہ جنہیں حاجی اپنے ہمراہ لاتے تھے یعنی "جو شخص قربانی کے جانوروں کي_ کہ جو خدا کے شعائر اور نشانیاں ہیں_ عزت کرے اور انہیں بڑا شمار کرے ...اس بناپر مذکورہ آیت خداتعالی کی طرف سے سب اہل ایمان کو ايك نصيحت ہے_ چاہے وہ قربانی کے جانوروں کے مالك ہوں یا مالك نہ ہوں_ کہ وہ ان جانوروں کی نگہداشت اور حفاظت کی کوشش کریں اور ان کے سلسلے میں ہر قسم کی سہل انگاری سے اجتناب کریں_
3_ قربانی کے جانوروں کی حرمت کی رعایت اور انکی

تعظیم کرنا (انکی حفاظت اور نگہداشت کی کوشش اور ان کے سلسلے میں سہل انگاری سے اجتناب کرنا) خداتعالی کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت _
و من يعظم شعائر الله
4_ ان جانوروں پر نشانی لگانا ضروری ہے کہ جنہیں مراسم حج میں قربانی کی غرض سے لایا جاتا ہے_
و من يعظم شعائر الله
قربانی کے جانوروں کو "شعائر" کا نام دینا ہوسکتا ہے ان کے مالکوں کو ايك نصيحت ہو کہ وہ اپنے جانوروں پر علامت لگائیں تا کہ سب کو پتا چلے کہ یہ خدا کے ساتھ مربوط ہیں_
5_ الہی اور دینی شعائر کی تعظیم اور انکی حرمت کی حفاظت خداتعالی کی طرف سے انسانوں کو ايك نصيحت_
و من يعظم شعائر الله
خداتعالی کی طرف سے قربانی کے جانوروں کی تعظیم کی نصیحت اس وجہ سے ہے کہ اس کے شعار اور نشانیاں ہیں لہذا مذکورہ آیت در حقیقت مؤمنین کو اس بات کی نصیحت ہے کہ وہ الہی اور دینی شعائر کو بڑا سمجھیں اور انہیں میں سے وہ جانور ہیں کہ جنہیں حاجی منی میں قربانی کرنے کیلئے ہمراہ لاتے ہیں_
6_ شعائر الہی کی تعظیم تقوا اور خدا خوفی کی علامت ہے_
و من يعظم شعائر الله فإنہا من تقوى القلوب
"فإنہا" میں "ہا" کا مرجع "شعائر" ہے پس "فإنہا" در حقیقت "فإن تعظيمہا" ہے "من" نشويہ اور "تقوا" کا معنی ہے خوف خدا یعنی شعائر الہی کی تعظیم تقوا اور خوف خدا سے نشأت پکڑتی ہے_
7_ دل، تقوا اور خوف خدا کا مرکز_
فإنہا من تقوى القلوب
8_ تقوا اور خوف خدا بارگاہ الہی میں قابل قدر عادت ہے_
فإنہا من تقوى القلوب
9_ قربانی کے جانوروں کی تعظیم اور انکی عزت کرنا تقوا اور خوف خدا کی علامت ہے_
و من يعظم شعائر الله فإنہا من تقوى القلوب
10_ امام صادق(ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے (حرم میں شکار کے کفارہ کے بارے میں) فرمایا تحقیق شکار کا کفارہ اس حد تك بڑھتا ہے کہ اونٹ سے کم ہو پس جب اونٹ کو پہنچتا ہے تو اس میں اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اونٹ ایسی سب سے بڑی چیز ہے کہ جسکی قربانی ہوسکتی ہے خداتعالی فرماتا ہے "و من يعظم شعائر الله " (1)

اخلاق:
اخلاقی فضائل 8
تقوا :

اسکی قدر و قیمت 8; اس کی جگہ 7; اسکی نشانیاں 6،9
توحید:
توحید عبادی کی اہمیت 1
....

1) کافی ج 4 ص 395 ح 5_ نورالثقلین ج 3 ص 496 ح 124_

608
حج:
اسکی قربانی کی تعظیم 3، 9; اسکی قربانی کا تقدس 2; اسکی قربانی پر علامت لگانا 4
حدود الهي:
انکی اہمیت 1
حرم:
اس میں شکار کا کفارہ 10
خداتعالی :
اسکی نصیحتیں 3، 5
دل:
اسکے فوائد 7
دین:
اسکی اہمیت 1
روایت 10
شعائر اللہ :
انکی تعظیم 6، 10; انکی تعظیم کی نصیحت 5; انکا تقدس 2; ان سے مراد 10
مؤمنین:
انکو نصیحت 3

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (٣٣)
تمارے لیے ان قربانی کے جانوروں میں ایك مقررہ مدت تك فائدے ہی فائدے ہیں اس کے بعد ان کی جگہ خانہ کعبہ کے پاس ہے _(33)

1_ حاجی قربانی کے دن تك ان جانوروں سے استفادہ کرسکتے ہیں جنہیں وہ قربانی کیلئے ہمراہ لائے ہیں_
لکم فیہا منافع إلی اجل مسمی
"فیہا" میں "هائ" ضمیر کا مرجع "شعائر" ہے اور "منافع"، "منفعة" کی جمع اور اس کا معنی ہے فائدہ "إلی اجل مسمی " یعنی معین وقت تك مقصود یہ ہے کہ تم جو جانور حج میں قربانی کیلئے لائے ہو قربانی کے دن تك ان سے استفادہ کرسکتے ہو_ (ان کے ذریعے سامان اٹھاؤ، ان پر سواری کرو اور ان کے دودھ سے استفادہ کرو)
2_ مراسم قربانی کاوقت معین ہے_
لکم فیہا منافع إلی أجل مسمی

609
3_ عصر بعثت کے مشرکین کے خیال میں قربانی کے جانوروں سے استفادہ کا ممنوع ہونا_
لکم فیہا منافع إلی أجل مسمی
قربانی کے جانوروں سے استفادہ کے جواز کی تصریح بتاتی ہے کہ آیت کے نزول سے پہلے عام نظریہ اسکے خلاف تھا_

4_ قربانی کو کعبہ کی طرف ذبح یا نحر کرنے کا واجب ہونا_
ثم محلہا الی البیت العتیق
"محل" اسم مکان اور مصدر "حلول" سے مشتق ہے "حلول" کا معنی ہے نازل ہونا اور اترنا اور "حل بالمکان" یعنی فلان جگہ اتر آیا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا "جہاں قربانی کے جانور اترتے ہیں وہ کعبہ کی جانب ہے ، اور مقصود یہ ہے کہ قربانی کے جانور جب قربان گاہ میں پہنچیں اور وہاں نحر اور ذبح کیلئے آمادہ ہوں تو ضروری ہے کہ کعبہ کی جانب ہوں قابل ذکر ہے کہ قربانی کرنے کے طریقے کو ذکر کرنا اور یہ کہ جانوروں کو کعبہ کی جانب ذبح یا نحر کرنا ضروری ہے ممکن ہے اسلئے ہو کہ عصر بعثت کے مشرکن جانوروں کو ان بتوں کی جانب قربانی کرتے تھے جنہیں انہوں نے منی میں نصب کر رکھا تھا_
5_ مقدس مقامات میں سے کعبہ کی تاریخ اور قدمت ہے_
إلی البیت العتیق
"عتیق" ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو وقت، جگہ یارتبے کے لحاظ سے قدمت رکھتا ہو اسی وجہ سے قدیم کو عتیق بھی کہتے ہیں پس "بیت عتیق" یعنی وہ گھر جو قدمت اور تاریخ رکھتا ہو_
6_ مراسم حج میں کعبہ کا محور ہونا_
و لیطوّفوّا بالبیت العتیق ... ثم محلہا الی البیت العتیق

احکام 1، 2، 4
جاہلیت:
اسکے مشرکین کی سوچ 3
حج:
اسکے احکام 1، 2; اسکی قربانی سے استفادہ کرنا 1، 3; اسکی قربانی کے ذبح کاوقت 2
ذبح:
اسکے احکام 4; اس میں قبلہ4; اسکے واجبات 4
کعبہ:
اسکی تاریخ 5; اس کی قدمت 5; اس کا نقش و کردار 6
مقدس مقامات :5

610

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (٣٤)
اور ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تا کہ جن جانورونکا رزق ہم نے عطا کیا ہے ان پر نام خدا کا ذکر کریں پھر تمہارا خدا صرف خدائے واحد ہے تم اسی کے اطاعت گذار بنو اور ہمارے گڑ گڑانے والے بندوں کو بشارت دیدو (34)

1_ قربانی والا شرعی حکم تمام آسمانی ادیان کے مشترکہ احکام میں سے ہے_
و لکل أمة جعلنا منسک
"منسك" مصدر "نسك" سے مشتق ہے "نسك" یعنی خدا کے حضور قربانی کے ذریعے اپنی اطاعت اور انقیادکا اظہار کرنا_ اس بناپر ہوسکتا ہے آیت میں "منسك" مصدر میمی ہو یعنی ہم نے گذشتہ امتوں میں سے ہر امت کیلئے عبادت قرار دی ہے کہ اپنے جانوروں کی قربانی کر کے ہمارا تقرب حاصل کریں اسی طرح ہوسکتا ہے یہ اسم مکان ہو یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کرنے کیلئے ایك جگہ قرار دی ہے نیز اسم زمان ہوسکتا ہے یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کی رسومات انجام دینے کاایك وقت معین کیا ہے مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے_
2_ گذشتہ امتوں میں سے ہر امت کیلئے خداتعالی کی جانب سے معین کی گئي قربان گاہ تھي_
و لکل أمة جعلنا منسک

3_ گذشتہ آسمانی ادیان میں سے ہر ایك مینقربانی کی رسومات کیلئے معین وقت تھا_
و لکل أمة جعلنا منسك
4_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت خدا کا نام لینا ضروری

ہے_
لیذکروا اسم الله علی ما رزقہم من بہیمة الأنعام
5_ جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت الله کا نام لینا امتوں کیلئے قربانی کی تشریع کا فلسفہ _
و لکل أمة جعلنا منسکاً لیذکروا اسم الله ... الأنعام
"اسم " کی "الله " کی طرف اضافت بیانیہ ہے پس "اسم الله " یعنی وہ اسم جو الله ہے اسی طرح ہوسکتا ہے یہ اضافت لامیہ ہو اس بناپر "اسم الله " یعنی ہر وہ اسم جو خدا کا ہے پہلے احتمال کی بنیاد پر قربانی کے وقت "الله " کے علاوہ کسی اور نام کا ذکر کرنا کافی نہیں ہے مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے_
6_اونٹ،گاے اوربھڑ بکری میں سے کسی بھی جانوروں کی قربان کا جائز ہونا_
علی ما رزقہم من بھیمة الأنعام
"أنعام "(نعم کی جمع)اصل میں اونٹوں کے معنی میں ہے لیکن یہ کبھی اونت ، گائے اور بھڑبکری کے مجموع کے لئے بھی استعمال ہوتاہے_تمام مفسرین کے نظریئےے مطابق یہاں "ا نعام" سے اس کا دوسرا معنی (اونٹ،گائے اور بھیڑ بکری کا مجموعہ) مراد ہے کہا جاسکتاہے کہ "بھیمة" چارپائے" کے معنی میں ہے اور اس کی "انعام" کی طرف اضافت، اضافت بیانیہ ہے یعنی ایسا چارپایا کہ جو اونٹ، گائے یا بھیڑ بکری ہو_
7_ قربانی کے جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت، الله تعالی کے ناموں (الله ، رحمن ...) میں سے کسی بھی نام کے لینے کا جائز ہونا_
لیذکروا اسم الله علی ما رزقہم من بھیمة الا نعام
ہوسکتاہے "اسم" کی "الله" کی طرف اضافت ، اضافت بیانیہ ہو اس صورت میں "اسم اللّٰہ" یعنی ہر وہ نام کہ جو خدا کے لئے ہے _ پہلے احتمال کی بناپر قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت "اللّٰہ" کے علاوہ کسی اور نام کا لینا کافی نہ ہوگا گذشتہ مطلب دوسرے احتمال کی بناپر ہے_
8_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری انسانوں کی روزی اور ان کیلئے خداتعالی کی عطائ_
علی ما رزقہم من بہیمة الأنعام
9_ قربانی کی رسومات، خدا کی عبادت اور اسکی نعمتوں کے مقابلے میں شکر ہے_
جعلنا منسکاً ... علی ما رزقہم من بہیمة الانعام
10_تشریع کے تنہا ایك ہی منبع کی طرف توجہ خدا کی معبودیت کو قبول کرتے اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی نفی کا تقاضا کرتی ہے _
و لکل ا مة جعلنا منسکاً ... الہکم الہ واحد
"فالہکم" کی "فائ" تفریع کیلئے ہے اور اس نکتے کو بیان کر رہی ہے کہ جو بھی قربانی کی رسومات میں غور کرے اور دیکھے کہ گذشتہ سب امتیں اس کے بارے میں مشترکہ طرز عمل رکھتی تھیں (سب کا فریضہ تھا کہ قربانی کو خدا کے نام کے ساتھ اور اسکے تقرب کی خاطر ذبح کریں) وہ

اس نتیجے تك پہنچے گا کہ قربانی کی تشریع کا سرچشمہ تنہا خداتعالی ہے اور اگر دیگر خدا ہوتے تو حتمی طور پر دیگر صورتوں میں بھی اسکی تشریع ہوتي_
11_ خداتعالی وہ واحد معبود جو لائق پرستش ہے_
فإلہکم إلہ واحد
12_ خداتعالی کی الوہیت یکتا، اسکے مقابلے میں سرتسلیم خم کرنے اور اسکے غیر سے روگردانی کرنے کا تقاضا کرتی ہے_

فإلہكم إلہ واحد فلہ أسلمو
"لہ" كا متعلق "أسلموا" ہے اور اسے مقدم كرنا حصر كا فائدہ ديتا ہے يعنى صرف خدا كے سامنے سرتسليم خم كرو اور اسكے غير كى اطاعت سے روگردان ہوجاؤ_اور "لہ أسلموا" كى جملہ "إلہكم إلہ واحد" پرحرف "فائ" كے ذريعے تفريع اس معنے كو بيان كررہى ہے كہ اس چيز كے پيش نظر كہ تم سب كا معبود صرف خدائے واحد ہے ضرورى ہے كہ صرف اس سے حكم لو اور اسكے غيركے سامنے سرتسليم خم كرنے سے پرہيز كرو_
13_ خدائے يكتا پر راسخ ايمان، انسان كے دل و جان كيلئے راحت بخش ہے_
فإلہكم إلہ واحد ... و بشرالمخبتين
("مخبتين" كا مصدر) "اخبات" ،"خبت" سے مشتق ہے اور "خبت" كا معنى ہے وہ وسيع اور ہموار زمين كہ جس ميں نشيب و فراز نہ ہو اس بناپر "مخبت" اس شخص كو كہاجاتا ہے كہ جس كا دل مطمئن اور پر سكون ہو اور اضطراب و تشويش سے دور ہو اور يہاں پر "مخبتين" سے مراد وہ مؤمنين ہيں كہ جو خدا كى وحدانيت پر اطمينان ركھتے ہيں اور ہر قسم كے مشركانہ توہمات سے مبرّا ہيں_
14_ مشركانہ خيالات سے مبرا اور سچے مؤمنين كا مستقبل سعادت مند اور خوشبختى و شادمانى سے سرشار ہے_
و بشر المخبتين
15_ خدائے يكتا كى پرستش اور اسكے احكام كى بلاچون و چرا اطاعت سچے ايمان اور مشركانہ خيالات سے مبرا ہونے كى علامات ميں سے ہے_
فالہكم الہ واحد فلہ اسلموا و بشر المخبتين
16_ اعمال اور مناسك حج كو تمام حدود و احكام الہى كى رعايت كے ساتھ انجام دينا سچے ايمان كى نشانيوں ميں سے ہے_
و لكل أمة جعلنا منسكاً ... فإلہكم إلہ واحد فلہ أسلموا و بشر المخبتين

سكون:
اسكے عوامل 13
احكام 4، 7
ان كا فلسفہ 5
آسمانى اديان:
ان كى تعليمات 1; ان كى ہم آہنگى 1
اطاعت:
خدا كى اطاعت كے اثرات 15

613
گذشتہ امتيں:
ان ميں قربان گاہ 2
انسان:
اسكى روزى 8
ايمان:
خدا پر ايمان كے اثرات 13; اسكى نشانياں 15، 16
سرتسليم خم ہونا:
خدا كے سامنے سرتسليم خم ہونے كے اثرات 15; خدا كے سامنے سرتسليم خم ہونے كا پيش خيمہ 12
توحيد:
توحيد ذاتى كے اثرات 12; توحيد عبادى كے اثرات 15; توحيد عبادى 11
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات11
حج:

اسکے اثرات 16; اسکے احکام 6; اسکی قربانی میں اختیار 6; اسکی قربانی کا اونٹ 6; اسکی قربانی کی گائے 6; اسکی قربانی کی بھیڑ بکری 6; اسکی قربانی کے ذبح کا وقت 3
خداتعالی :
اسکی خصوصیات 11; اس کا رازق ہونا8; اسکے معبود ہونے کا پیش خیمہ 10; اسکے عطیے 8
ذبح:
اسکے احکام 4، 7; اس میں بسم اللہ 4، 5، 7; اس میں خدا کے نام 7
ذکر :
توحید افعالی کا ذکر 10
شرك:
اس کا بطلان 10
شکر:
نعمت کا شکر 9
عبادت:
خدا کی عبادت 9
قرباني:
اسکے ذبح کی اہمیت 9; اس کا فلسفہ 5; یہ آسمانی ادیان میں 1، 3
مؤمنین:
ان کا اچھا انجام 14; ان کا سرور 14; انکی سعادت 14
معبودیت:
اس کا معیار 10
نحر:
اس میں بسم اللہ 4
نعمت:
اونٹ کی نعمت 8; گائے کی نعمت 8; بھیڑ بکری کی نعمت 8

614

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (٣٥)
جن کے سامنے ذکر خدا آتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ جو مصیبت پر صبر کرنے والا اور نماز کے قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے جو رزق دیا ے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرنے والے ہیں_(35)

1_ خداتعالی سے خشیت اور شدید خوف سچے ایمان کی نشانی ہے_
و بشر المخبتین الذین إذا ذکر اللہ و جلت قلوبہم
"الذین" محل نصب میں اور "المخبتین" کی صفت ہے ("وجلت" کے مصدر) "وجل" کا معنی ہے ڈرنا اور جیسا کہ پچھلی آیت میں کہا جا چکا ہے "مخبت" اس شخص کو کہاجاتا ہے کہ جس کا دل مطمئن اور پرسکون ہو اور یہاں پر "مخبتین" سے مراد وہ مؤمنین ہیں کہ جو توحید میں اس مقام پر فائز ہیں کہ ان کا دل ہر قسم کے شرك کے شائبے سے دور ہے اور ان کا قلب مطمئن اور پرسکون ہے مذکورہ آیت ایسے سچے مؤمنین کی نشانیاں بیان کررہی ہے _
2_ خوف خدا، قرآن کی نظر میں ایك قابل قدر عادت ہے_
الذین إذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم
3_ خداتعالی کی جانب سے ان دلوں کی تعریف کہ جن پر اس کا نام سن کر خوف اور خشیت طاری ہوجاتی ہے_
الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم
4_ سچے مؤمنین، مصیبتوں اور زندگی کی مشکلات کے مقابلے میں صابر ہوتے ہیں_

و بشر المخبتين ... و الصبرين على ما اصابہم
5_ نماز قائم كرنے ميں تسلسل اور اسے درست و كامل

طور پر انجام دينے كى پابندى كرناسچے مؤمنين كى ايك اور نشانى اور صفت_
و المقيمى الصلوة
("مقيمين" كے مصدر) "اقامة" كا معنى ہے درست اور كامل انجام دينا صفت "مقيمين" كا استعمال اس نكتے كو بيان كررہا ہے كہ نماز پڑھنا ايسى عادت ہے كہ جو مؤمنين سے جدا نہيں ہوتى اس بناپر "المقيمى الصلوة" كا معنى يوں ہوگا وہ جو ہميشہ نماز كو درست اور كامل طور پر انجام ديتے ہيں نہ اسے ترك كرتے ہيں او رنہ اسے درست اور مكمل انجام دينے ميں كوتاہى كرتے ہيں_
6_ مال كا انفاق اور ضرورت مندوں كى دستگيري،سچے مؤمنين كى زندگى كے پروگراموں ميں سے ہے_
و بشر المخبتين ... و مما رزقناہم ينفقون
فعل مضارع "ينفقون" كا استعمال اس حقيقت كو بيان كر رہا ہے كہ نيازمندوں كى حاجت روائي اور ان پر مال خرچ كرنا سچے مؤمنين كا ايك يا چند دن كا كام نہيں ہے بلكہ يہ ايسا پروگرام ہے كہ يہ پورى زندگى ميں اپنے آپ كو اس كا پابند سمجھتے ہيں_
7_ انفاق ميں اعتدال اور ميانہ روى كى رعايت كرنا ضرورى ہے_
و مما رزقنہم ينفقون
"مما رزقناہم" ميں "من" تبعيض كيلئے ہے يعنى اپنے مال كا ايك حصہ خرچ كرتے ہيں يہاں پر اس كا استعمال_ كہ جہاں سچے مؤمنين كے اوصاف بيان ہو رہے ہيں_ خداتعالى كى طرف سے ان كيلئے نصيحت ہے كہ مبادا انفاق ميں حد اعتدال سے تجاوز كرو اور اپنے آپ اور اپنے زير كفالت افراد كو زحمت ميں ڈال دو_
8_ مال و متاع خدا كى جانب سے رزق اور اسكى طرف سے انسان كيلئے عطا ہے_
و مما رزقنہم

اس کا سرچشمہ 8
مؤمنین:
ان کا انفاق 6; ان کا صبر 4; ان کی صفات5، 6; یہ سختی کے وقت 4; ان کی نماز 5
نماز:
اسکی پابندی 5

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (٣٦)
اور ہم نے قربانیوں کے اونٹ کو بھی اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لیئے خیر ہے لہذا اس پر کھڑے ہونے کی حالت ہی میں نام خدا کا ذکر کرو اور اس کے بعد جب اس کے تمام پہلو گر جائیں تو اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے مانگنے والے سب غریبوں کو کھلاؤ کہ ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تا کہ تم شکر گذار بندے بن جاؤ (36)

1_ قربانی کے جانور مراسم حج کے دینی اور الہی شعائر میں سے ہیں_
و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ
"بدن"،"بدنة" کی جمع ہے اور لغت میں "بدنة" موٹے اور بڑے اونٹ اور گائے کو کہا جاتا ہے ماضی میں جو لوگ مراسم حج میں شرکت کرنا چاہتے تھے وہ پہلے سے قربانی کے جانوروں کی خوب رسیدگی کرتے تا کہ وہ موٹے اور فربہ ہوجائیں اسی وجہ سے قربانی کے اونٹ اور گائے کو "بدنة" کہا جاتا تھا_ قابل ذکر ہے کہ "إذا وجبت جنوبہا" قرینہ ہے کہ مذکورہ آیت میں

"بدن" سے مراد فقط اونٹ ہیں یعنی جن اونٹوں کو قربانی کے طور پر ہمراہ لاتے ہو ہم نے انہیں تمہارے لئے دینی و الہی شعائر میں سے قرار دیا ہے_
2_ حج میں قربانی کیلئے موٹے اور فربے اونٹوں کا انتخاب کرنا ضروری ہے_
و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ
کلمہ "إبل" کہ جس کا معنی ہے ہر اونٹ_ کی جگہ "بُدن" کا استعمال کہ جس کا معنی ہے موٹے اور فربہ اونٹ_ ہوسکتا ہے حجاج کیلئے ایك نصیحت ہو کہ وہ قربانی کیلئے موٹے اور فربہ اونٹوں کا انتخاب کریں_
3_ دینی و الہی شعائر کی حفاظت اور تعظیم تمام مؤمنین کی ایك الہی ذمہ داری ہے_
و البدن جلعنہا لکم من شعائر اللہ
خداتعالی کا یہ کلام "کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو شعائر دینی کا حصہ قرار دیا ہے" در حقیقت نصیحت ہے کہ شعائر الہی کی حفاظت او رتعظیم کیلئے کو شاں رہیں_
4_حاجیوں کیلئے قربانی کے اونٹوں سے استفادہ کرنا (سامان اٹھانا، ان پر سواری کرنا اور ان کے د ودھ سے استفادہ کرنا) جائز ہے_
و البدن ... لکم فیہا خیر
آیت نمبر 33 (لکم فیہا منافع إلی ا جل مسمي) کو مد نظر رکھتے ہوئے "لکم فیہا خیر" سے مراد یہ ہے کہ حاجی قربانی کے دن تك ان اونٹوں سے استفادہ کرسکتے ہیں کہ جنہیں وہ قربانی کیلئے ہمراہ لائے ہیں (ان پر سواری کریں، ان پر سامان

لادیں یا ان کے دودھ سے تغذیہ کریں)
5_ ان اونٹوں پر علامت لگانے کا ضروری ہونا کہ جنہیں حاجی قربانی کیلئے ہمراہ لاتے ہیں_
و البدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ
خداتعالى کا یہ کلام "کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو دینی شعائر اور نشانیوں میں سے قرار دیا" ہوسکتا ہے اس نصیحت پر مشتمل ہو کہ حاجیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان اونٹوں کو دیگر اونٹوں سے ممتاز کرنے کیلئے ان پر علامت لگائیں_
6_ قربانی کے اونٹوں کو نحر کرتے وقت،خدا کا نام لینا ضروری ہے_
فاذکروا اسم اللہ علیہ
7_ اونٹ کو نحر کرتے وقت خداتعالى کے ناموں (اللہ ، رحمان و غیرہ) میں سے ہر ایك کا ذکر کرنا جائز ہے_
فاذکروا اسم اللہ علیہ
" اسم اللہ " میں اضافت بیانیہ بھی ہوسکتی ہے اور لامیہ بھی پہلے احتمال کی بنیاد پر "اسم اللہ " کا معنی ہے وہ اسم جو "اللہ " ہے اور دوسرے احتمال کی بنیاد پر اس کا معنی بنے گا ہر وہ اسم جو خداتعالى کا ہے پہلے احتمال کی بناپر جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت "اللہ " کے علاوہ کسی اور نام کا لینا کافی نہیں ہے بخلاف دوسرے احتمال کے_ مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے_
8_ قربانی کے اونٹوں کو قطار میں کھڑا کرنے اور خدا کے نام کے ساتھ ایك ہی وقت میں انہیں نحر کرنے کا ضروری ہونا_
فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف
"صواف"،"صافة" کی جمع، "علیہا" کی ضمیر سے حال اور صف (ایك گروہ کو ایك

دوسرے کے ساتھ ایك نظم کے ساتھ سیدھی قطار میں لانا) سے مشتق ہے یعنی اونٹوں پر (انہیں نحر کرتے وقت) اس حال میں خدا کا نام لو جب وہ ایك سیدھی قطار میں نظم کے ساتھ کھڑے ہوں_
9_ قربانی کے اونٹوں کو نحر کرتے وقت ان کے ہاتھ پاؤں باندھنا ضروری ہے_
فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مبادا وہ خنجر کی ضرب کی وجہ سے بھاگ جائے پہلے اسکے ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کرتے ہیں پھر ان کے اردگرد رسی لپیٹ دیتے ہیں اور اسکے بعد اسے نحر کرتے ہیں_ "صواف" کا یوں معنی کیا جاسکتا ہے انہیں اس حال میں نحر کرو کہ ان کے ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کر کے رسی کے ساتھ باندھ دو _
10_ حاجیوں کیلئے قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے_
فإذا وجبت جنوبہا فکلوا منہ
("وجبت" کے مصدر) وجوب کا معنی ہے گرنا "جنوب" نیز "جنب" کی جمع اور پہلو کے معنی میں ہے یعنی جب اونٹ گر جائیں اور پہلو پر لوٹ پوٹ کرنے لگیں (جان دے دیں) اسکے گوشت سے کھاؤ اور ضرورتمندوں کو کھلاؤ_قابل ذکر ہے کہ جاہلیت کے عربوں کا یہ خیال تھا کہ قربانی خداؤں کا مال ہے اور کسی کو اس سے استفادہ کرنے کا حق نہیں ہے خداتعالى نے یہاں پر یاد دہانی کرائي ہے کہ یہ خیال غلط ہے اور مسلمان قربانی کو اس خیال سے کہ وہ شعائر الہی میں سے اور اس سے کھانا ان شعائر کی ہتك حرمت ہے اسے اسکے حال پر نہ چھوڑ دیں بلکہ جو نہی قربانی جان دے دے اس کا ایك حصہ اپنے لئے رکھ لو اور باقی ضرورت مندوں کو دے دو_
11_ قربانی کا گوشت کھانے کی حرمت، عصر جاہلیت کے عربوں کا خیال_
فإذا وجبت جنوبہا فکلوا منہ
12_ حج کے موقع پر قربانی کے گوشت سے نیازمندوں کو اطعام کرنا ضروری ہے چاہے وہ خود درخواست کریں یا در خواست کرنے سے گھبراتے ہوں_
فکلوا منہا و اطعموا القانع و المعتر
"قانع" اسے کہا جاتا ہے جو مددکی درخواست کرتا ہے (سائل اور گدا) گراور "معتر" یعنی وہ نیازمند جو مددچاہتا ہو لیکن سوال کرنے سے گھبراتا ہو پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا قربانی کا کچھ حصہ خود کھاؤ اور باقی نیازمندوں کو کھلا دو چاہے وہ اپنی ضرورت کو زبان پر لائیں یا نہ _

13_ اس بات کی ممنوعیت کہ قربانی کے گوشت سے حاجی صرف خود استفادہ کریں اور دوسروں کو اس سے اطعام نہ کریں
فكلوا منہ
کلمہ "من" کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا اس کا ايك حصہ کھاؤ (نہ سب)_
14_ انسان کیلئے اونٹ کا مسخر ہونا خدا کی نعمتوں میں سے ہے_
كذلك سخرنہا لكم
15_ خداتعالی کی نعمتوں کے مقابلے میں شکر ادا کرنا ضروری ہے_
كذلك سخرنہا لكم لعلكم تشكرون
16_ خداتعالی کی نعمتیں، شکر کے لائق ہیں_

و البدن ... سخرنہا لكم لعلكم تشكرون
17_ بارگاه خداوندی میں شکر کرنا قربانی کی تشریع کا فلسفہ _
و البدن جعلنہا لكم من شعائر الله ... لعلكم تشكرون
18_ خداتعالی کے فرمان ... " و اطعموا القانع و المعتر" کے بارے میں امام صادق(ع) سے منقول ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا "قانع" وہ شخص ہے کہ تو اسے جو کچھ دے وہ اس پر راضی ہوجاتا ہے اور اس پر ناراضگی اور ترش روئي نہیں کرتا اور "معتر" وہ گزرنے والا ہے کہ جو تیرے پاس سے گزرتا ہے تا کہ تو اسے اطعام کرے (1)

مؤمنين:
انكی ذمہ داری 3
نحر:
اس میں بسم اللہ 6، 7; اس میں خدا كے نام 7
نعمت:
اونٹ كے مسخر ہونے والی نعمت 14، 16
واجبات :6
....

1) كافی ج 4 ص 499 ح 2_ نورالثقلين ج 3 ص 498 ح 134

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِن يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ (٣٧)
خدا تك ان جانوروں كا گوشت جانے والا ہے اور نہ خون اس كی بارگاہ میں صرف تمہارا تقوی جاتا ہے اور اسی طرح ہم نے ان جانوروں كو تمہارا تابع بنا دیا ہے كہ خدا كی دی ہوئي ہدایت پر اس كی كبریائي كا اعلان كرو اور نیك عمل والوں كو بشارت دیدو (37)

1_ افراد كی نیت اور ہدف، خدا كے نزدیك ان كے اعمال كی قدر و قیمت كا معیار_
لن ینال اللہ لحومہا ... و لكن ینالہ التقوی منكم
"لحومہا" اور "دماء ہا" كی ضمیروں كا مرجع "بدن" ہے كہ جس كا معنی ہے بڑے اور فربہ اونٹ اس بناپر "لن ینال اللہ لحومہا ... التقوی منكم" كا معنی یہ ہوگا "ہرگز قربانی كئے گئے اونٹوں كے گوشت اور خون، خدا تك نہیں پہنچیں گے بلكہ وہ تمہارا تقوا اور خوف خدا ہے جو خدا تك پہنچتا ہے "ایسا لگتا ہے كہ مذكورہ آیت سب مؤمنین كو خبردار كرر ہی ہے كہ وہ متوجہ رہیں كہ وہ واحد چیز جو ان كے لئے تقرب الہی كا موجب اور اس بات كا سبب ہے كہ خدا ان سے راضی ہوجائے اور ان سے قبول كر لے وہ تقوا اور خوف خدا ہے نہ ظاہر اعمال اگر چہ وہ بڑے اور زیادہ ہوں كیونكہ كبھی بھی فرشتے ظاہر اعمال كی رپورٹ نہیں بھیجتے بلكہ جس چیز كی وہ رپورٹ بھیجتے ہیں وہ عمل كے باطن سے مربوط ہے_
2_ ا نسان كے اعمال كا ظاہری پیكر اگرچہ بہت اچھا اور شائستہ ہو_ اسكے صاحب كی نیت اور ہدف كو مدنظر ركھے بغیر ذرہ برابر قیمت نہیں ركھتا_
لن ینال اللہ لحومہا ... و لكن ینالہ التقوی

منكم
3_ تقوا اور خوف خدا، بارگاہ خداوندی میں اعمال كی قدر و قیمت كا معیار _
لن ینال اللہ ... و لكن ینالہ التقوی منكم
4_ خداتعالی قربانی والے عمل كو اس صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تقوا اور خوف خدا سے نشأت پكڑے _
لن ینال اللہ لحومہا ... و لكن ینالہ التقوی منكم
5_ حج كے موقع پر قربانی كی رسومات، خداتعالی كی عظمت اور كبریائي كے یاد كرنے كا زمانہ _
كذلك سخرہا لكم لتكبروا اللہ
"سخرہا" كی "ھا" ضمیر كا مرجع "بدن" (قربانی كے اونٹ) ہے اور ("تكبرون" كے مصدر) تكبیر كا معنی ہے خدا كو بڑائي كے ساتھ یاد كرنا پس مذكورہ جملے كا معنی یوں بنے گا "ہم نے ان بڑے اور عظیم الجثہ اونٹوں كو تمہارے لئے مسخر كیا (تم آسانی سے ان كے گلے میں خنجر گھونپ سكتے ہو بغیر اسكے كہ تمہیںذرا سا بھی نقصان پہنچے) یہ اس لئے ہے كہ تم اس عظیم نعمت (قربانی والی عبادت كو انجام دینے كی توفیق) كے بدلے خدا كو بڑائي كے ساتھ یاد كرو اور ایك آواز ہوكر

بولو "الله ا كبر على ما ہدانا"
6_ قربانی کے مراسم میں "الله ا كبر على ما ہدانا" کے نعرے کے ساتھ بارگاه خداوندی میں شکر کا اظہار کرنا ضروری ہے_
كذلك سخرہا لكم لتكبروا الله على ما ہداكم
7_ خداتعالی ، اہل ایمان کا ہادی او رہنما ہے _
كذلك سخرہا لكم ... على ما ہديكم
8_ حج اور اسکے ا عمال خداتعالی کی ہدایت و رہنمائي کا واضح جلوه ہیں_
كذلك سخرہا لكم لتكبروا الله على ما ہديكم
9_ ہدایت سب سے برتر نعمت الہی اور خدا کی عظمت و کبریائي کا جلوه ہے_
لتكبروا الله على ما ہديكم
10_ بارگاه خداوندی میں شکر ادا کرنا اور اسکی عظمت و کبریائي کو یاد کرنا نیك اور خدا کے مورد نصیحت لوگوں کے کاموں میں سے ہے_
لتكبروا الله ... و بشر المحسنين
11_ جو لوگ ہدایت والی نعمت کا پاس کرتے ہوئے بارگاه خداوندی میں شکر ادا کرتے ہیں اور اسے بڑائي کے ساتھ یاد کرتے ہیں وه محسنین اور نیکو کاروں میں سے ہیں_
و بشر المحسنين
12_ محسنین (نیکو کار لوگ) کا مستقبل درخشاں اور خوشی و شادمانی سے سرشار ہے_
كذلك سخرہا لكم ... و بشرالمحسنين
13_ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے پوچھا قربانی کرنے کی علت کیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا خون کا پہلا قطره جو قربانی سے گرتا ہے اس سے

قربانی کرنے والے کے گناه بخش دیئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ کون ان دیکھے خدا کی پروا کرتا ہے_ (اور اسکے حکم پر عمل کرتا ہے) خداتعالی فرماتا ہے "لن ينال الله لحومہا ولا دمائہا و لكن ينالہ التقوى منكم " (1)
14_ امام صاد ق (ع) سے روایت کی گئي ہے کہ آپ(ع) نے فرمایا ("و لتكبروا الله على ما ہداكم" سے مقصود) ایام تشریق میں تکبیر ہے کہ جو قربانی کے دن نماز ظہر سے شروع ہوتی ہے ایام تشریق کے آخری دن کی نماز عصر تك اور یہ اس صورت میں ہے جب تو منی میں ٹھہرے لیکن اگر تو منی سے نکل جائے تو تکبیر ضروری نہیں ہے اور تکبیر یہ ہے کہ تو کہے "الله ا كبر الله ا كبر ..." (2)

احکام:
ان کا فلسفہ 13
ایام تشریق:
ان میں تکبیر 14
تقوا:
اسکے اثرات 3، 4
حج:
اسکے اثرات 8; اسکی قربانی کی اہمیت 5
خداتعالی :
اسکی نصیحتیں 10; اسکی عظمت کی نشانیاں 9; اسکی ہدایات کی نشانیاں 8; اسکی نعمتیں 9; اس کا ہادی ہونا 7
ذکر:
ذکر خدا کی نصیحت 10; عظمت خدا کا ذکر کرنا 5

روایت 13، 14
شکر:
اسکی نصیحت 10; یہ قربانی کے وقت 6
عمل:
اسکی قدر و قیمت کا معیار 1، 2، 3; پسندیدہ عمل 10; اس میں نیت 1، 2
قرباني:
اسکے آداب 6; اسکے وقت تکبیر 6; اسکی قبولیت کے عوامل 4; اس کا فلسفہ 13
مؤمنین:
انکی ہدایت 7
محسنین:
انکا اچھا انجام 12; انکی خوشی 12; انکی سعادت 12; انکی شکر گزاری 1
ہدایت یافتہ لوگ:
ان کی شکر گزاری 11
نعمت:
ہدایت والی نعمت 9، 11
نیت:
اسکے اثرات 1، 2
....

1) علل الشرائع ص 37 4 ب 178 ح 2_ نورالثقلين ج 3 ص 500 ح 148_
2) كافی ج 4 ص 715 ح 4_

623

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ (٣٨)
بيشك الله صاحبان ایمان كی طرف سے دفاع كرتا ہے اور يقينا الله خيانت كرنے والے كافروں كو ہرگز دوست نہيں ركھتا ہے (38)

1_ مؤمنین مسلسل خداتعالى كى حمايت اور تائيد سے بہره مند ہيں_
إن الله يدافع عن الذين ء امنو
("يدافع" كے مصدر) "دفاع" كا معنى ہے حمايت كرنا اور دشمن كے شر كو دور كرنا يعنى خداتعالى بلاشك مؤمنین كى حمايت اور تائيد كرتا ہے اور ان سے دشمنان دين كے شر كو دور كرتا ہے _
2_ خداتعالى كى طرف سے مؤمنین سے شك و ترديد كو دور كرنا اور دين كى كاميابى كى نسبت ان ميں اطمينان پيدا كرنا_
إن الله يدفع عن الذين ء امنو
جملہ "يدفع عن الذين آمنوا" كى "انّ" كے ذريعے تاكيد مذكوره مطلب كو بيان كررہى ہے_
3_ ايمان، خداتعالى كى حمايت و نصرت سے بہره مند ہونے كى شرط_
إن الله يدفع عن الذين ء امنو
4_ دين الہى لوگوں كے پاس خدا كى امانت ہے_
إن الله يدفع عن الذين ء امنوا إن الله لايحب كل خوآن كفور
5_ دين خدا كے ساتھ دشمنى اسكى امانت ميں خيانت اور اسكى ہدايت والى نعمت كى ناشكرى ہے_
إن الله يدفع ... إن الله لايحب كل خوآن كفور
6_ خيانتكارناشكرے لوگ خداتعالى كى حمايت و محبت سے محروم ہيں_

إن الله لايحب كل خوّن كفور
7_ امانت كى حفاظت او رنعمت كا شكر ادا كرنا محبت الہى كے حصول كا ذريعہ ہے_

إن الله لايحب كل خوّن كفور
8_ اہل ايمان كے ساتھ دشمنى ركھنے والے خيانتكار اور ناشكرے لوگ ہيں_
إن الله يدفع ... إن الله لا يحب كل خوّن كفور
9_ عصر بعثت كے حق دشمن مشركين خيانتكار اور ناشكرے لوگ ہيں_
إن الله يدفع عن الذين ء امنوا إن الله لايحب كل خوّن كفور

اسلام:
صدر اسلام كى تاريخ 9
امانت:
اس ميں خيانت 5
امانتداري:
اسكے اثرات 7
ايمان:
اسكے اثرات 3
خدا كى حمايت:
اس سے محروم لوگ 6; يہ جنكے شامل حال ہے 1
خيانتكار لوگ:
انكى ناشكرى 6; انكى محروميت 6
خداتعالى :
اسكے افعال2; اسكى امانتيں 4، 5; اسكى محبت كا پيش خيمہ 7; اسكى حمايت كى شرائط 3
دين:
اسكے ساتھ دشمنى كے اثرات 5; اس كا كردار 4
شكر:
شكر نعمت كے اثرات 7
كفران:
كفران نعمت 5
مؤمنين:
انكى كاميابى 2; انكا حامى 1; ان كے دشمنوں كى خيانت 8; ان كے دشمنوں كا كفران 8; ان كے اطمينان كا سرچشمہ 2; ان كے شك كے دور كرنے كا سرچشمہ 2
محبت خدا:
اس سے محروم لوگ 6
مشركين:
صدر اسلام كے مشركين كى خيانت 9; صدر اسلام كے مشركين كا كفران 9
نعمت:
ہدايت والى نعمت 5

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (٣٩)
جن لوگوں سے مسلسل جن کی جا رہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بنا پر جہاد کی اجازت دیدی گئي ہے اور یقینا ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے (39)

1_ حملہ آور دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کا جواز
ا ذن للذین ء امنوا یقتلون با نہم ظلمو
"ا ذنَ" فعل مجہول اور اس کا نائب فاعل محذوف ہے "ا ذن فی القتال" اور "الذین یقتلون" یعنی جن پر حملہ کیا جائے اور "با نہم ظلموا" میں "بائ" سببیہ ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں لہذا مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "جن لوگوں پر حملہ کیا جائے اس وجہ سے کہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں انہیں جنگ کی اجازت دی گئي ہے_
2_ بغیر وجہ کے انسانوں پر حملہ کرنا اور ان کا خون بہانا ظلم ہے_
ا ذن للذین یقتلون با نہم ظلمو
3_ حملہ آور ظالم دشمن کے ساتھ برسر پیکار ہونا مظلوموں کا جائز حق ہے_
ا ذن للذین یقتلون با نہم ظلمو
4_ صدر اسلام کے مسلمان ،کافر دشمنوں کے پے در پے اور مسلسل ظلم و ستم کی زد میں_
ا ذن للذین یقتلون با نہم ظلمو
فعل مضارع "یقتلون" کا استعمال بتاتا ہے کہ صدر اسلام کے مسلمان مسلسل اور پے درپے حملوں اور تجاوز کا شکار رہتے_
5_ دشمن کے حملوں اور تجاوز کا دفاع کرنے کی خاطر خداتعالی کی طرف سے صدر اسلام کے مسلمانوں کیلئے جنگ کی اجازت کا صادر ہونا_
ا ذن للذین یقتلون با نہم ظلمو
6_ خداتعالی کی طرف سے کفر کے محاذ کے خلاف برسر پیکار ہونے میں صدر اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ان کی حمایت او رمدد کا وعدہ _

ا ذن للذین یقتلون ... إن الله علی نصرہم لقدیر
7_ خداتعالی مظلوم اور حملوں کا شکار مؤمنین کی حمایت اور نصرت پر قادر ہے_
و إن الله علی نصرہم لقدیر

احکام:1
اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 4
بے گناہ لوگ:
ان کے قتل کا ظلم 4
جہاد:
اسکے ا حکام 1; یہ ظالموں کے ساتھ 3; دفاعی جہاد، 1، 3; دفاعی جہاد کا فلسفہ 5
حقوق:
حق دفاع 3; جائز حق 3
خداتعالی :
اس کا اذن 5; اسکی قدرت 7; اسکی نصرت 7; اسکے وعدے 6
خود:
خود کا دفاع 3
کفار:

صدر اسلام کے کفار کا ظلم 4
مؤمنين:
انکی نصرت 7
مسلمان:
صدر اسلام کے مسلمانوں کو اذن 5; صدر اسلام کے مسلمانوں کا دفاعی جہاد 5; صدر اسلام کے مسلمانوں کی حمایت 6; صدر اسلام کے مسلمانوں پر ظلم 4; صدر اسلام کے مسلمانوں کی نصرت 6
مظلوم:
ان کے حقوق 3; انکی نصرت 3

627

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (٤٠)
یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی حق کے نکال دئے گئے ہیں علاوہ اس کے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے نہ روکتا ہو تا تو تمام گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کر دی جاتیں اور اللہ اپنے مددگاروں کی یقینا مدد کرے گا کہ وہ یقینا صاحب قوت بھی اور صاحب عزت بھی ہے (40)

1_ صدر اسلام کے مسلمانوں کو فقط ان کے عقیدہ توحید کی وجہ سے انکی جائے پیدائشے (مکہ) سے ظلم کے ساتھ نکال باہر کرنا_
بأنہم ظلموا ... الذین ا خرجوا من دیارہم بغیر حق
"الذین ا خرجوا"،"الذین یقاتلون" سے

628
بدل اور در حقیقت یوں ہے "ا ذن القتال للذین ا خرجوا ..." "دیار"،"دار" کی جمع یعنی گھر اور وہ جگہ جہاں انسان رہتا ہے لہذا مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا جن لوگوں کو ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ہے انہیں جنگ کی اجازت دے گئي ہے_
2_ لوگوں کو ناجائز طور پر ان کے وطن اور سرزمین سے نکالنا واضح ترین مظالم میں سے ہے_
با نہم ظلموا ... الذین ا خرجوا من دیارہم
صدر اسلام کے مسلمانوں کی سب اذیتوں اور تکلیفوں میں سے فقط ان کی دربدری کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
3_ گھروں سے نکال باہر کئے گئے لوگوں کا ان ظالموں کے خلاف جنگ کرنا اور بر سر پیکار ہونا کہ جنہوں نے انہیں ایمان اور خداپرستی کے جرم میں ان کے گھروں سے نکال دیا ہے ایسا مشروع حق ہے جو خدا نے انہیں دیا ہے_
ا ذن للذین یقاتلون ... الذین ا خرجوا من دیارہم
4_ وطن اور اپنی جائے پیدائشے میں رہائشے رکھنا انسان کا جائز حق ہے_
الذین ا خرجوا من دیارہم بغیر حق
5_ مسلمانوں کے مکہ سے اخراج اور مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد حکم جہاد کی تشریع _
ا ذن للذین یقاتلون ... الذین ا خرجوا من دیارہم بغیر حق
6_ ربوبیت خدا کا عقیدہ ،عصر بعثت کے کفار و مشرکین کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور ان پر حملہ آور ہونے کی اصلی وجہ_
إلا ا ن یقولوا ربنا اللہ
7_صدر اسلام کے مسلمانوں کی فعالیت،ثقافتی اور تبلیغی مسائل تك محدود تھی _

إلا ا ن يقولوا ربنا الله
8_ خدا، انسانوں کا پروردگار ہے_
ربنا الله
9_ سرزمين مكہ پر شديد گھٹن كى حكمراني
الذين ا خرجوا من ديارہم ... إلا ا ن يقولوا ربنا الله
مسلمانوں كے توحيد والے عقائد كے مقابلے ميں مشركين مكہ نے انہيں شہر بدر كرديا_ اس سے مذكورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
10_ دينى مراكز اور معابد (صومعہ، كليسا، يہوديوں كا معبد اور مسجد) كى حفاظت اور نگہدارى جہاد اور دفاع كا فلسفہ _
و لو لا دفع الله ... لہدمت صوامع وبيع ... و مسجد
"صوامع"،"صومعہ"كى جمع "بيع"،"بيعہ" كى جمع اور "صلوات"،"صلوة"يا "صلاة" كى جمع ہے "صومعہ"،"دير" كا مترادف اس جگہ كو كہتے ہيں جس ميں راہب رياضت كرتے ہيں "بيعة" عيسائيوں كے كليسا كو كہتے ہيں اور "صلوة" يعنى يہوديوں كا معبد يعنى اگر خداتعالى بعض لوگوں كو بعض كے ذريعے نہ روكتا تو صومعہ،

كليسا، يہوديوں كے معبد اور مساجد كہ جن ميں خداتعالى كا بہت ذكر ہوتا ہے برباد ہو جاتيں_
11_ خداتعالى دينى اور الہى مراكز كا حامى اور مدافع ہے_
و لو لا دفع الله ... لہدمت صوامع ... و مساجد
12_ اگر خداتعالى حكم جہاد كى تشريع نہ كرتا تو كافروں اور دين دشمنوں كے ہاتھوں تمام دينى مراكز اور معابد تباہ و برباد اور منہدم ہوجاتے_
و لو لا دفع الله الناس بعضہم ببعض ... و مساجد
13_دفاع اورلوگوں كے جہادوں كے ذريعے،شريعت اور ديندارى كى حفاظت ميں الہى سنت
و لو لا دفع الله الناس بعضہم ببعض ... و مساجد
14_ قدرتى اور انسانى عوامل ارادہ الہى كى تجلى گاہ ہيں_
و لو لا دفع الله الناس بعضہم ببعض
15_ دفاع، تمام آسمانى شريعتوں ميں جائز حق_
و لو لا دفع الله ... لہدمت ... و مساجد
16_ عبادت خانے معاشروں ميں شريعت كے وجود كے مظہر ہيں اور يہ طول تاريخ ميں باطل كے حملوں كا شكار رہے ہيں_
و لو لا دفع الله ... لہدمت صوامع ... و مساجد
17_ راہبوں، عيسائيوں اور يہوديوں كى عبادت گاہوں اور مساجد كے احترام كى حفاظت اور انہيں منہدم اور برباد ہونے سے بچانا ضرورى ہے_
و لو لا دفع الله ... لہدمت صوامع و بيع و صلوت و مساجد
18_ياد خدا دينى عبادت گاہوں كے تقدس اور عزت و احترام كى بنياد ہے_
لہدمت صوامع ... و مساجد يذكر فيہا اسم الله كثير
19_ جن مقامات اور جگہوں پر ياد خدا زيادہ ہوتى ہے وہ تقدس كے حامل اور لائق احترام ہيں_
صوامع ... و مساجد يذكر فيہا اسم الله كثير
20_ خدا كى ياد اور اس كا ذكر خداتعالى كى طرف سے دين داروں كو نصيحت_
يذكر فيہا اسم الله كثير
21_ ياد خدا اور اس كا ذكر اديان الہى كى روح اور ان سب كے درميان مشتركہ فريضہ ہے_
صوامع ... مساجد يذكر فيہا اسم الله كثير
22_ دشمنوں كے حملوں كے مقابلے ميں عبادت گاہوں، دينى مراكز اور شعائر الہى كا دفاع ضرورى ہے_
و لو لادفع الله ... صوامع و بيع ... و مساجد

23_ خداتعالی کی طرف سے دین کے مدد گاروں کی قطعی حمایت _
و لینصرن اللہ من ینصرہ
24_ جہاد اور دفاع، دین خدا کی مدد اور اسکی حمایت و

مددکے حصول کا ذریعہ ہے_
و لو لا دفع اللہ ... و لینصرن اللہ من ینصرہ
25_ دین خدا کی نصرت سے گریز کرنا انسان کے خداتعالی کی مدد اور حمایت سے محروم ہونے کا سبب ہے_
و لینصرن اللہ من ینصرہ
26_ خداتعالی کی قدرت اور اس کا ناقابل شکست ہونا حق کا دفاع کرنے والوں اور دین کے مددگاروں کی قطعی نصرت کا ضامن ہے_
و لینصرن اللہ من ینصرہ إن اللہ لقوی عزیز
27_ خداتعالی قوی (توانا) اور عزیز (ناقابل شکست کامیاب) ہے_
إن اللہ لقوی عزیز

وطن:
اس سے اخراج كا ظلم 2
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات 8

تفسير راهنما جلد 11

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (٤١)
يہى لوگ وہ لوگ ہيں جنہيں ہم نے زمين ميں اختيار ديا تو انہوں نے نماز قائم كي، اور زكوة ادا كى اور نيكيوں كا حكم ديا اور برائيوں سے روكا اور يہ طے ہے كہ جملہ امور كا انجام خدا كے اختيار ميں ہے (41)

1_ دينى و الہى اقدار كى حكمرانى كى خاطر كفر كے خلاف جنگ اور برسر پيكار ہونے كا نتيجہ خداتعالى كى حمايت اور نصرت ہے_
و لينصرن الله من ينصره ... الذين ... ا قاموا الصلوة ... و نہوا عن المنكر
"الذين" محل نصب ميں اور "من ينصره" ميں "من" كيلئے عطف بيان ياپاس بدل ہے اور يہ در حقيقت يوں ہے "و لينصرن الله ... الذين إن مكنا ہم"("مكنا" كے مصدر) تمكين كا معنى ہے مسلط كرنا اور غالب كرنا يعنى بلاشك خداتعالى اپنى مدد كرنے والوں كى مدد كريگا وہ كہ اگر زمين پر مسلط ہوجائيں تو نماز كو قائم كريں گے اور ..."
2_ نماز قائم كرنا، زكات ادا كرنا اور امر بالمعروف اور نہى عن المنكر خدا كى مدد كرنے والوں اور اسكے دين كے راستے ميں برسرپيكار لوگوں كى واضح ترين خصوصيات ميں سے ہيں_
الذين ان مكنّا ہم ... و نہوا عن المنكر
3_ نماز قائم كرنا، زكات ادا كرنا، امر بالمعروف اور نہى عن المنكر اسلامى معاشرے ميں بنيادى اور محورى اقدار ہيں_
من ينصره ... الذين ان مكنا ہم فى الأرض ... و نہوا عن المنكر
4_ اسلامى معاشرے كا خداتعالى كى حمايت و نصرت

سے بہره مند ہونا، نماز قائم كرنے، زكات ادا كرنے، امر بالمعروف اور نہى عن المنكر كے فرائض كى ادائيگى ميں منحصر ہے _
الذين إن مكنّا ہم فى الا رض ... و نہوا عن المنكر
5_ نماز، زكات، امر بالمعروف اور نہى عن المنكر اہم ترين دينى ذمہ دارياں ہيں_
ا قاموا الصلوة ... و نہوا عن المنكر
6_ سب كاموں كا انجام صرف خداتعالى كے اختيار ميں ہے_
وللہ عاقبة الا مور

اقدار:
انكى حفاظت كے اثرات1; اجتماعى اقدار 3

امر بالمعروف:
اسکے معاشرتی اثرات 4; اسکی قدر و قیمت3; اسکی اہمیت 5
امور:
ان کا انجام 6
شرعی ذمہ داري:
اہم ترین شرعی ذمہ داری 5
جہاد:
اسکے اثرات 1
خداتعالی :
اسکے اختیارات 6; اسکی نصرت کا پیش خیمہ 1، 4
زکات:
اسکے معاشرتی اثرات 4; اسکی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5
مجاہدین:
ان کا امر بالمعروف 2; ان کا نماز قائم کرنا2; انکی زکات3; انکا نہی عن المنکر 2; انکی خصوصیات 2
نماز:
اسکے معاشرتی اثرات4; اسے قائم کرنے کی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5
نہی عن المنکر:
اسکے معاشرتی اثرات4; اسکی قدر و قیمت 3; اسکی اہمیت 5
خدا کے مددگار:
ان کا امر بالمعروف 2; انکا نماز قائم کرنا2; انکی زکات 2; انکا نہی عن المنکر 2; انکی خصوصیات 2

634

وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ (٤٢)
اور پیغمبر اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی یہی کام کیا تھا (42)

1_ صدر اسلام کے مشرکین پیغمبراکرم(ص) کی رسالت کا انکار کرتے اور آپ(ص) پر دروغ گوئي کی تہمت لگاتے_
و إن یکذبوك فقد کذبت قبلہم
2_ انبیاء (ع) کو جھٹلانا، ان پر جھوٹ کی تہمت لگانا اور انکی رسالت کا انکار لمبی تاریخ رکھتا ہے_
و إن یکذبوك فقد کذبت قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود
3_ قوم نوح و عادو ثمود سب کی طرف سے اپنے انبیا ئ(ع) (نوح، ہود اور صالح) کی مخالفت _
و إن یکذبوك فقد کذبت قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود
4_ نوح(ع) ، ہود(ع) اور صالح(ع) انبیاء الہی میں سے_
فقد کذبت قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود
5_ قوم نوح اپنے پیغمبر (ص) کو جھٹلانے والا سب سے پہلا معاشرہ_
فقد کذبت قبلہم قوم نوح
جھٹلانے والی دیگر اقوام سے پہلے قوم نوح کو ذکر کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کررہاہے_
6_ عاد و ثمود قوم نوح سے پہلے اور قوم ابراہیم کے بعد رہتے تھے_
قوم نوح و عاد و ثمود و قوم إبراہیم

اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 1

انبیاء (ع) :
انہیں پہلے جھٹلانے والے 5; انکی تاریخ 2، 5; انہیں جھٹلانا2; ان پر جھوٹ کی تہمت 2
آنحضرت (ص) :
آپ(ص) پر جھوٹ کی تہمت 1; آپ(ص) کو جھٹلانے والے 1
صالح (ع) :

ان کے مخالفین 3; انکی نبوت 4
قوم ثمود:
اسکی تاریخ 3، 6; اسکی مخالفت 3
قوم عاد:
اسکی تاریخ 3، 6;اسکی مخالفت 3
قوم نوح:
اسکی تاریخ 3، 5; اسکی مخالفت 3
گذشتہ اقوام:
نوح کے بعدکی اقوام6; ان کی تاریخ 6
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کی تہمتیں 1
نوح (ع) :
ان کے مخالفین 3; انہیں جھٹلانے والے 5; انکی نبوت 4
ہود(ع) :
ان کے مخالفین 3; انکی نبوت 4

وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ (٤٣)
اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (43)

1_ ابراہیم (ع) ، اور لوط(ع) انبیاء الہی میں سے ہیں_
و قوم إبراہیم و قوم لوط
2_ حضرت ابراہیم (ع) کا اپنی قوم (کلدانیان) کی طرف سے ان کی رسالت کا انکار اور ان پر جھوٹ کی تہمت _
فقد کذبت ... و قوم إبراہیم و قوم لوط
3_ پوری قوم لوط(ع) کی طرف سے حضرت لوط(ع) کی رسالت کی مخالفت اور انہیں جھوٹا کہاجانا _
و قوم إبراہیم و قوم لوط

ابراہیم (ع) :
ان پر جھوٹ کی تہمت 2; انہیں جھٹلانے والے 2; انکی نبوت 1
قوم ابراہیم:
انکی تاریخ 2; انکی تہمتیں2
قوم لوط:
انکی تاریخ 3; انکی تہمتیں 3
لوط:
ان پر جھوٹ کی تہمت 3; انہیں جھٹلانے والے 3; انکی نبوت 1

636

وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكُذِّبَ مُوسَى فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (٤٤)
اور اصحاب مدین نے بھی اور موسی کو جھٹلایا گیا ہے تو ہم نے کفار کو مہلت دیدی اور پھر اس کے بعد انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تو سب نے دیکھ لیا کہ ہمارا عذاب کیسا ہوتا ہے (44)

1_ موسي(ع) (ع) اور شعیب(ع) انبیاء الہی میں سے ہیں_
فقد كذبت ... و ا صحاب مدين و كذّب موسي
اصحاب مدين حضرت شعیب(ع) کی قوم تھی جیسا کہ سورہ اعراف کی آیت 8 میں آیا ہے_
2_ مدین کے لوگوں کی طرف سے حضرت شعیب کی رسالت کا انکار اور ان پر جھوٹ کی تہمت_
فقد كذبت ... و ا صحاب مدين
3_ فرعونیوں کی طرف سے حضرت موسي(ع) کی تکذیب_
و كذّب موسي
حضرت موسی کی تکذیب کو انکی قوم کی طرف نسبت دی گئي ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فرعونیوں نے انکی مخالت کی اور بنی اسرائیل ان پر ایمان لائے اور انہوں نے انکی دعوت کو قبول کیا_
4_ خداتعالی تمام کفار اور جھٹلانے والوں کو فرصت دیتا تھا تا کہ شاید وہ متنبہ ہو جائیں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں_
فا مليت للكافرين ثم ا خذتہم
("امليت"، کا مصدر) "إملائ"، "ملو" سے ہے کہ جس کا معنی ہے فرصت دینا یعنی میں نے جھٹلانے والی اور کافر اقوام کو فرصت دی تا کہ وہ متنبہ ہوجائیں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں پھر چونکہ انہوں نے اس دگئي فرصت سے استفادہ نہ کیا اور اسی طرح اپنے کفر اور جھٹلانے پر اصرار کرتے رہے اسلئے انہیں ختم اور نابود کردیا _
5_ خداتعالی نے تاریخ کی جھٹلانے والی اور کافر اقوام کو بعد اس کے کہ انہوں نے دی گئي فرصت سے استفادہ نہ کیا اور اسی طرح اپنے کفر اور انکار پر مصرر ہے مہلك عذاب کے ساتھ نابود کردیا_

637

فا مليت للكفرين ثم ا خذتہم
"نکیر" کا معنی ہے انکار (تغییر) اور بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد نعمت کو مشقت، زندگی کو موت و نابودی اور آبادی کو ویرانی میں تبدیل کرنا ہے قابل ذکر ہے کہ "فكيف كان نكير" میں استفہام تعجیبی اور سزا کی شدت کو بیان کرنے کیلئے ہے_
6_ صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کہ وہ متنبہ ہوجائیں، کفر اور جھٹلانے سے ہاتھ کھینچ لیں اور سابقہ معاشروں کی طرح اپنے آپ کو خداتعالی کے عذاب اور غضب میں گرفتار نہ کریں_
و إن يكذبوك فقد كذبت ... فا مليت للكفرين ثم ا خذتہم
صدر اسلام کے مشرکین کیلئے کہ جو پیغمبر(ص) کی مخالفت کرتے تھے تکذیب کرنے والی گذشتہ اقوام کی سرگذشت کو بیان کرنا در حقیقت ان کیلئے ایك نصیحت تھی کہ وہ ان گذشتہ لوگوں کے ماجرا سے عبرت حاصل کریں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں_
7_ غضب الہی کا عذاب بہت سخت، خوفناك، مہلك اور تہس نہس کردینے والا ہے_
فكيف كان نكير
"نکیر"،"انکار" کا اسم ہے اور "انکار" کا ایك معنی تبدیل کرنا اور دگرگوں کرنا ہے اس بناپر مذکورہ جملے کا معنی یہ ہوگا دیکھو کس طرح ہم نے ان شہروں کو ان کے کافر باسیوں سمیت دگرگوں اور تہ و بالا کردیا_
8_ حق دشمن کفار کو مہلت دینا اور پھر انہیں ہلاك کرنا طول تاریخ میں سنت الہی رہی ہے_
فقد كذبت ... فا مليت للكفرين ثم ا خذتہم
9_ تاریخ کے کافر معاشروں کے انجام سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے_
ثم ا خذتہم فكيف كان نكير

جملہ "فكيف كان نكير" در اصل "فانظروا كيف كان نكير" ہے يعنى ان كے انجام كو ديكھو اور ان كے كام كى عاقبت كا مطالعہ كرو كہ غضب الہى كے عذاب نے ان كا كيا حشر كيا ہے_

10_ قوم نوح ، عاد، ثمود، ابراہيم، لوط، اصحاب مدين اور فرعوني، مہلك عذاب كے ساتھ ہلاك ہونے والى اقوام ہيں_
فقد كذبت قبلہم قوم نوح ... ثم ا خذتہم فكيف كان نكير

11_ انبياء كو جھٹلانا اور ان كے خلاف برسرپيكاررہنا گذشتہ اقوام كى نابودى اور ہلاكت كا سبب_
فقد كذبت ... فا مليت للكفرين ثم ا خذتہم

انبياء:
انہيں جھٹلانے كے اثرات11; ان كے ساتھ مقابلے كے اثرات11; انہيں جھٹلانے والوں كے متنبہ ہونے كا پيش خيمہ 4; انہيں جھٹلانے والوں كا مہلك عذاب5; انہيں جھٹلانے والوں كو مہلت دينے كا فلسفہ 4; انہيں جھٹلانے والوں كى ہلاكت 5

اہل مدين:

انكى تاريخ 2; انكى تہمتيں 2; ان كا مہلك عذاب 10; انكا عذاب 5، 10; انكى ہلاكت 10

تاريخ:
اس سے عبرت حاصل كرنا 9

خداتعالى :
اسكى نصيحت 6; اسكى سنت 8; اسكى مہلتيں 4; اسكے عذاب كى خصوصيات 7

گذشتہ اقوام:
ان كى تاريخ11; ان سے عبرت حاصل كرنا 6، 9; ان كا عذاب 6; ان كى نابودى كے عوامل11; ان كى ہلاكت كے عوامل 11; انہيں مہلت دينے كا فلسفہ 4

سنن الہى :
اسكى مہلت دينے والى سنت 8

شعيب(ع) :
ان پر جھوٹ كى تہمت 2; انہيں جھٹلانے والے 2; انكى نبوت 1

عبرت:
اسكے عوامل 4، 9

عذاب:
اہل عذاب 5، 10; سخت عذاب 7; اسكے درجے 7

فرعوني:
فرعونيوں كى تاريخ 3; فرعونيوں كا مہلك عذاب 10; يہ اور موسي(ع) 3; فرعونيوں كى ہلاكت 10

قوم ابراہيم (ع) :
اس كا مہلك عذاب 10; اسكى ہلاكت 10

قوم ثمود:
اس كا مہلك عذاب 10; اسكى ہلاكت 10

قوم عاد:
اس كا مہلك عذاب 10; اسكى ہلاكت 10

قوم لوط:
اس كا مہلك عذاب 10; اسكى ہلاكت 10

قوم نوح:
اس كا مہلك عذاب 10; اسكى ہلاكت 10

کفار:
انکے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 4; ان کا مہلك عذاب 5; انہیں مہلت دینے کا فلسفہ4; انہیں مہلت دینا 8; انکی ہلاکت 5،8
کفر:
اس سے اجتناب کرنا 6
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کرنا 6
موسي(ع) :
انہیں جھٹلانے والے 3; انکی نبوت 1

639

فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ (٤٥)
غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ و برباد کر دیا کہ وہ ظالم تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں کے بھل الٹی پڑی ہیں اور ان کے کنویں معطل پڑے ہیں اور ان کے مضبوط محل بھی مسمار ہو گئے ہیں (45)

1_ طول تاریخ میں بہت سارے ستم گر معاشروں کی عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت اور نابودی _
فکایّن من قرية ا ہلکنہا و ہی ظالمة
جملہ "ا ہلکناہا" در حقیقت "ا ہلکنا ا ہلہا" ہے ("خاوية" کے مصدر) "خوائ" کا معنی ہے سقوط کرنا اور نیچے گرنا، ("عروش" کا مفرد) عرش چھت کے معنی میں ہے اور ("مشید" کا مصدر) "شید" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے سفید عمارت پر سیمنٹ لگانا اور عمارت کو بلند بنانا اس بناپر "قصر مشید" کا معنی ممکن ہے بلند و بالا بنگلہ ہو اور یا سفید اور سیمنٹ شدہ محل یعنی ایسی سرزمینیں اور شہر کم نہیں ہیں کہ جنکے لوگوں کو ہم نے ظلم اور بے انصافی کی وجہ سے نابود کردیا اور اب ان کے گھروں کی دیواریں انکی چھتوں کے اوپرگری ہوئي ہیں اور متروك کنویں اور بلند و بالا سفید محل کہ جو بغیر مالك کے رہ گئے ہیں_ قابل ذکر ہے کہ مذکورہ آیت صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کررہی ہے کہ سابقہ معاشروں کے کاموں کے انجام میں غور و فکر کریں اور دیکھیں کہ غضب الہی نے ان کا اور ان کے شہروں کا کیا حشر کیا ہے اور اس سے عبرت حاصل کریں اور پیغمبراکرم(ص) کی مخالفت سے ہاتھ کھینچ لیں_
2_ سابقہ معاشروں کا ظلم اور بے انصافی ان کے غضب الہی میں گرفتار ہونے اور انکے عذاب الہی کے ساتھ ہلاك اور نابود ہوجانے کا سبب_
و إن یکذبوك فقد كذبت قبلہم ... فکا یّن من قرية ا ہلکنہا و ہی ظالمة
3_ہلاك شدہ معاشروں کے باقی رہ جانے والے آثار سبق آموزی اور عبرت حاصل کرنے کا مناسب سامان_
فکا یّن من قرية ا ہلکنہا و ہی ظالمة
4_ تاریخ کے تحول و تبدل میں ارادہ الہی کا بنیادی کردار
فکا یّن من قرية ا ہلکنہا و ہی ظالمة

640
5_ صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کہ وہ ماضی کی ہلاکت کا شکار ہونے والی ظالم اقوام کے انجام کا مطالعہ کر کے اور ان کے کھنڈر بن جانے والے شہروں کے باقی ماندہ آثار کا مشاہدہ کر کے درس عبرت لیں اور پیغمبراکرم(ص) کی مخالفت اور ان کے خلاف مقابلے سے ہاتھ کھینچ لیں_
فکا یّن من قرية ... و قصر مشيد
6_ بعثت پیغمبراکرم(ص) کے زمانے میں ماضی کے بہت سارے ہلاك شدہ معاشروں کے باقی ماندہ آثار (گر جانے والے گھر، متروك کنویں اور بے صاحب محل) کا موجود ہونا_
فکا یّن من قرية ... و ہی خاوية علی عروشہا و بئر معطلة و قصر مشيد

آثار قديمہ:
يہ صدر اسلام ميں 6; ان سے عبرت حاصل كرنا 3، 5
آنحضرت (ص) :
آپ(ص) كى تكذيب سے اجتناب كرنا5; آپ(ص) كے خلاف مقابلے سے اجتناب كرنا5
تاريخ:
اس سے عبرت حاصل كرنا 5; اسكے تحولات كا سرچشمہ 4
خداتعالى :
اسكے ارادے كے اثرات 4; اسكى نصيحتيں5; اسكے غضب كا پيش خيمہ 2
ظالمين:
انكى ہلاكت 1
عبرت:
اسكے عوامل 3، 5
عذاب:
اہل عذاب 1، 2
گذشتہ اقوام:
ان كے آثار قديمہ 6; ان كے ظلم كے اثرات2; انكى نابودى 1; انكى تاريخ 1، 2; ان سے عبرت حاصل كرنا 5; انكى نابودى كے عوامل 2; ان كے عذاب كے عوامل 2; انكى ہلاكت كے عوامل 2; انكا انجام 5
مشركين:
صدر اسلام كے مشركين كو نصيحت 5
خدا كے مغضوبين: 2

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (٤٦)
كيا ان لوگوں نے زمين ميں سير نہيں كى ہے كہ ان كے پاس ايسے دل ہو تو جو سمجھ سكتے اور ايسے كان ہوتے جو سن سكتے اس لئے كہ در حقيقت آنكھيں اندھى نہيں ہوتى ہيں بلكہ وہ دل اندھے ہوتے ہيں جو سينوں كے اندر پائے جاتے ہيں (46)

1_ صدر اسلام كے كافروں اور جھٹلانے والوں كى اس وجہ سے سرزنش اور توبيخ كہ انہوں نے ماضى كى ہلاك ہوجانے والى اقوام كے انجام سے عبرت حاصل نہيں كى اور ان كے متروك اور ويران سرزمينوں اور شہروں كے باقى ماندہ آثار سے سبق نہيں سيكھا _
فكا يّن من قرية ا ہلكنہا ... ا فلم يسيروا فى الأرض
جملہ "ا فلم يسيروا فى الا رض" ميناستفہام توبيخى ہے اور "يسيرون" كے مصدر "سير" كا معنى سير و سياحت كرنااور "الا رض" كا "ال" عہد حضورى كيلئے اور "ا رض" كا معنى ہے سرزمين اور "يسيرون" كى ضمير فاعل كا مرجع صدر اسلام

کے حق دشمن مشرکین اور تکذیب کرنے والے ہیں_
2_ ویران ہوجانے والے شہروں کا مشاہدہ کرنے اور تاریخ کے ستمگروں کے برے انجام کا مطالعہ کرنے کیلئے زمین کی سیر کرنا خداتعالی کی طرف سے مستکبرین اور حق دشمن عناصر کو نصیحت_
ا فلم یسیروا فی الأرض فتکون لہم قلوب یعقلون بہ
3_ تاریخ کے کافر اور غیر منصف معاشروں کے انجام کا مطالعہ کرنا اور ان کے ویران شدہ شہروں اور سرزمینوں (وہ شہر جو غضب الہی کے عذاب کے

ساتھ تہہ و بالا ہوگئے) کا مشاہدہ کرنا عبرت حاصل کرنے کیلئے مناسب سامان اور دلوں کی بیداری کا کارساز ذریعہ ہے_
ا فلم یسیروا فی الأرض فتکون ... و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور
4_ انبیاء (ع) الہی کو جھٹلانا اور ان کے خلاف برسرپیکاررہنا نصیحت حاصل نہ کرنے اور کور باطن ہونے کی علامت ہے_
و إن یکذبوک ... فتکون لہم قلوب یعقلون ... القلوب التی فی الصدور
5_ ہلاکت کا شکار ہوجانے والی اقوام کے باقی ماندہ بلند و بالا محلات اور رہائشے گاہیں عصربعثت کے لوگوں کی دسترسی میں_
فکا یّن من قریة ا ہلکنہا ... ا فلم یسیروا فی الأرض
6_ عصر بعثت کے حق دشمن اور تکذیب کرنے وا لے مشرکین ،نصیحت کو قبول نہ کرنے و الے اور کو رباطن لوگ تھے_
و إن یکذبوک ... ا فلم یسیروا فی الأرض ... القلوب التی فی الصدور
7_ دل اور کان حقائق کے درك اور شناخت کا ذریعہ ہیں_
فتکون لہم قلوب یعقلون بہا ا و ء اذان یسمعون بہ
8_ دل کا اندھا ہونا حقائق کو سمجھنے اور نصیحت کو قبول کرنے سے محرومیت کا سبب ہے_
ا فلم یسیروا ... فإنہا لا تعمی الا بصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور
9_ انسان کی حقیقی بینائي یہ ہے کہ وہ ضمیر آگاہ اور گوش شنوا رکھتا ہو _
فتکون لہم قلوب یعقلون بہا ا و ء اذان یسمعون بہا ... فی الصدور
10_ سینہ ،انسان کے دل کا مقام_
فتکون لہم قلوب ... و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور
11_ کفار اور انبیاء (ع) کی تکذیب کرنے والے حقیقی نابینا ہیں اور یہ دل کی بینائي سے محروم ہیں _
ا فلم یسیروا فی الا رض ... و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور
12_ دل ، انسان کی بینائي، شنوائي اور آگاہی کا مرکز _
فإنہا لا تعمی الا بصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور

آثار قدیمہ:
یہ صدر اسلام میں5; اس سے عبرت حاصل کرنا1; ان کا مطالعہ 3
انبیاء (ع) :
انکی تکذیب 4; انہیں جھٹلانے والوں کا کور باطن ہونا 11
بصیرت:

اس کا پیش خیمہ 9
بینائي:
اس کا مرکز 12

تاریخ:
اس سے عبرت حاصل کرنا 1،2، 3; اس کا مطالعہ 3
متنبہ ہونا:
اس کا پیش خیمہ 3
حق:
حق دشمنوں کو نصیحت 2
حقائق:
انکے درك سے محرومیت کے عوامل 8; ان کے درك کا مرکز 7
خداتعالی :
اسکی نصیحت 2; اسکی طرف سے مذمت 1
سیاحت:
اسکی نصیحت 2
سینہ:
اس کا کردار 10
شناخت:
اس کا ذریعہ 7
شنوائي:
اس کا مرکز 12; اس کا کردار 9
سرکش لوگ:
ان کو نصیحت2
ظالم لوگ:
ان کی تقدیر کا مطالعہ 3; ان کے انجام کا مطالعہ 2
عبرت:
اسکے عوامل 2، 3; اسکے موانع 8; اسے قبول نہ کرنے کی نشانیاں 4
علم:
اس کا مقام 12
دل:
اسکی جگہ 10; اسکے فوائد 7، 12
کفار:
صدر اسلام کے کفار کی سرزنش 1; صدر اسلام کے کفار کا عبرت حاصل نہ کرنا 1; ان کا کور باطن ہونا 11
کور باطن ہونا :
اسکے اثرات 8; اسکی نشانیاں 4
کان:
اسکے فوائد 7
گذشتہ اقوام:
ان سے عبرت حاصل کرنا1; ان کا انجام 1
مشرکین:
صدر اسلام کے حق دشمن مشرکین 6; صدر اسلام کے مشرکین کا عبرت حاصل نہ کرنا6; صدر اسلام کے مشرکین کا کور باطن ہونا6

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْماً عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (٤٧)
پيغمبر يہ لوگ آپ سے عذاب ميں عجلت كا تقاضا كر رہے ہيں حالانكہ خدا اپنے وعدہ كے خلاف ہرگز نہيں كر سكتا ہے اور آپ كے پروردگار كے نزديك ايك دن بھى ان كے شمار كے ہزار سال كے برابر ہوتا ہے (47)

1_ عصر بعثت كے كفار اور تكذيب كرنے والوں كو مہلك عذاب كى دہمكي_
و إن يكذبوك ... و يستعجلونك بالعذاب
"العذاب" ميں "ال" عہد كيلئے اور اس عذاب كى طرف اشارہ ہے كہ جس كا تكذيب كرنے والے مشركين كو وعدہ ديا گيا تھا_
2_ عصر بعثت كے كفار عذاب كے وعدے كو جھوٹا سمجھتے اور اس كا مسخرہ كرتے_
و يستعجلونك بالعذاب
چونكہ تكذيب كرنے والے پيغمبراكرم(ص) سے مطالبہ كرتے تھے كہ وہ اپنے وعدہ كو عملى كريں اور جلدى سے جلدى ان پر عذاب نازل كريں اس كا مطلب يہ ہے كہ وہ پيغمبراكرم(ص) كى دھمكى كوبے سقتسمجھتے تھے اور اس ميں جلدى كى درخواست كركے اس كا مسخرہ كرتے تھے_
3_ پيغمبراكرم(ص) كى تكذيب كرنے والے عذاب كے بلا تأخير اور جلدى نزول كے خواہان تھے_
و يستعجلونك بالعذاب
4_ خداتعالى نے عصر بعثت كے كافروں پر عذاب كے نزول كو قطعى قرار ديا_
و يستعجلونك بالعذاب و لن يخلف الله وعده
5_ خداتعالى كے وعدے قطعى اور حتمى ہيں_
و لن يخلف الله وعده
6_ عصر بعثت كے كفار كا عذاب الہى كو باور نہ كرنا اور اس كا مسخرہ كرنا ان كے كور باطن ہونے كا ايك مظہر_
و لكن تعمى القلوب التى فى الصدورو يستعجلونك بالعذاب

7_ خداتعالى ،انسانوں كا پروردگار ہے_
و ان يوماً عند ربك
8_ خداتعالى اور انسان كے نزديك وقت كا معيار كا مختلف ہونا_
و إن يوما عند ربك كا لف سنة مما تعدون
"يوم" ("ا يام"كا مفرد) ايك دن كے معنى ميں ہے اور "عند ربك" يوم كى صفت ہے يعنى خدا كا ايك دن تمہارے ہزار سال كے برابر ہے مقصود يہ ہے كہ اگرچہ وعدہ عذاب كے وقت سے اب تك كئي دن حتى كئي سال گزرچكے ہيں اور يہ عرصہ تمہارى نظر ميں لمبا عرصہ ہے اسى وجہ سے سمجھتے ہو كہ وہ دھمكى جھوٹى تھى ليكن جان لو كہ وہ سارا عرصہ خدا كے نزديك چند لمحوں كے برابر ہے كيونكہ خدا كا ايك دن تمہارے ہزارسال كے برابر ہے_
9_ خدا كا ايك دن انسانوں كے ہزار سال كے برابر ہے_
و إن يوماً عند ربك كا لف سنة مما تعدون

انسان:
اس كا رب 7
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كو جھٹلانے والوں كے مطالبے 3
عدد:
ہزار كا عدد 9

ڈرانا:
مہلك عذاب سے ڈرانا1
خداتعالى :
اسكے عذاب كا اڑانا 2، 6; اسكے وعدوں كا مذاق اڑانا 2 ; اسكے وعدوں كا حتمى ہونا 5; اسكى ربوبيت 7; اسكے ايك دن كى مدت 9; اسكے عذاب كو جھٹلانے والے 2; اسكے وعدوں كو جھٹلانے والے 2
وقت:
اسكى حقيقت 8
عذاب:
اس ميں جلدى كى درخواست 3
كفار:
صدر اسلام كے كفار كا مذاق اڑانا 2، 6; صدر اسلام كے كفار كو ڈرانا 1; صدر اسلام كے كفار كى سوچ 2; صدر اسلام كے كفار كے عذاب كا حتمى ہونا4 ; صدر اسلام كے كفار كے اندرہے پن كى نشانياں 6
نظريہ كائنات:
توحيدى نظريہ كائنات 7

646

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ (٤٨)
اور كتنى ہى بستياں تھيں جنہيں ہم نے مہلت دى حالانكہ وہ ظالم تھيں پھر ہم نے انہيں اپنى گرفت ميں لے ليا اور بالاخر سب كى بازگشت ہمارى ہى طرف ہے (48)

1_ بہت سارے گذشتہ معاشروں كى مہلك عذاب كے ساتھ ہلاكت
و كا يّن من قرية ا مليت لہا و ہى ظالمة
("ا مليت" كا مصدر) "إملا"،"ملو"سے ہے اور اس كا معنى ہے فرصت دينا "لہا" "لا ہلہا" كى تقدير ميں اور "ہى ظالمة" "وا ہلہا ظالمة" كى تقدير ميں ہے اور ("ا خذت" كے مصدر) "ا خذ" كا معنى ہے پكڑنا اور يہاں پر ہلاك و نابود كرنے سے كنايہ ہے_
2_ ظلم و بے انصافى گذشتہ معاشرونكى ہلاكت اور ان كے غضب الہى (مہلك) كے عذاب ميں گرفتار ہونے كا اصلى سبب_
و كا يّن من قرية ا مليت لہا و ہى ظالمة ثم ا خذتہ
3_ خداتعالى عذاب نازل كرنے سے پہلے ہر ظالم معاشرے كو فرصت ديتا تھا تا كہ شايد وہ متنبہ ہوجائيں اور اپنے پيغمبر(ص) كى مخالفت سے ہاتھ كھينچ ليں_
و كا يّن من قرية ا مليت لہا و ہى ظالمة ثم ا خذتہ
4_ عصر بعثت كے مشركين كے عذاب ميں تأخير ان كيلئے ايك مہلت تھى كہ شايد وہ بيدار ہوجائيں اور اسلام كى طرف مائل ہوجائيں_
و يستعجلونك بالعذاب ... و كا يّن من قرية ا مليت لہ
5_ خداتعالى كى طرف سے پيغمبراكرم(ص) كى تكذيب كرنے والوں كو نصيحت كى گئي كہ وہ فرصت سے فائدہ اٹھائيں اور اپنے آپ كو سابقہ معاشروں كى

647
طرح غضب الہى ميں گرفتار نہ كريں_
و إن يكذبوك ... و كا يّن من قرية ا مليت لہا ... ا خذتہ
6_ سب انسانوں كى بازگشت صرف خدا كى طرف ہے_
و إليّ المصير

"مصیر" مصدر میمی اور لوٹنے کے معنی میں ہے_ اور "إليّ" (خبر) کی "مصیر" (مبتدا) پر تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی "ليس الرجوع إلا إلّي"
7_ دنیوی عذاب و ہلاکت کے بعد اخروی عذاب ستمگروں کی انتظار میں ہے_
و کا يّن من قرية ... وإليّ المصير
ہوسکتا ہے جملہ "إليّ المصير" ظالم افراد کے دنیوی عذاب (ثم ا خذتہا) کے بعد انہیں اخروی عذاب کی دھمکی ہو_

اس کا انجام 6
خدا کی طرف بازگشت 6
آنحضرت(ص) :
صدر اسلام کے مشرکین کے اسلام کا پیش خیمہ 4; صدر اسلام کے مشرکین کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 4; صدر اسلام کے مشرکین کو مہلت دینے کا فلسفہ 4
خداتعالی :
اس کا اتمام حجت کرنا 3; اسکی مہلت کا فلسفہ 3; اسکی مہلت 5; اس کا متنبہ کرنا5
ظالمین:
ا ن کا اخروی عذاب 7; ان کی ہلاکت 7
عذاب:
اہل عذاب 1; اسے موخر کرنا4; مہلك عذاب کے اسباب 2
گذشتہ اقوام:
ان کے ظلم کے اثرات 2; انکی نابودی 1; ان کی تاریخ 1، 2; ان کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ 3; ان کا مہلك عذاب1; انکی نابودی کے عوامل 2; ان کی ہلاکت کے عوامل 2; انکو مہلت دینا3; انکی ہلاکت1
معاشرہ:
اسکی آسیب شناسی 2
نظریہ کائنات:
توحیدی نظریہ کائنات6

648

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (٤٩)
آپ کہہ دیجئے کہ انسانو میں تمہارے لئے صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (49)

1_ کفار و مشرکین کا آخرت میں برا انجام ہے_
قل یا ا یہا الناس إنما ا نا لکم نذیر
"الناس"سے مراد مشرکین او ر بت پرست لوگ ہیں اور "نذیر"،"منذر" کے معنی میں ہے اور ("منذر" کے مصدر) انذار کا معنی ہے کسی کام کے عواقب کے آنے سے پہلے ان سے ڈرانا _
2_ توحید اور یکتاپرستی انسان کو اخروی بدبختیوں سے نجات دینے والی ہے_
قل ... نذیر مبین
3_ لوگوں کو شرك کے عواقب سے آگاہ کرنا اور انہیں اسکے اخروی نتائج سے ڈرانا، پیغمبراکرم(ص) کی رسالت کا بنیادی مقصدہے_
قل یا ا یہا الناس
4_ پیغمبراکرم(ص) کا متنبہ کرنا واضح و روشن اور ہر قسم کے ابہام سے خالی تھا_
إنما ا نا لکم نذیر مبین
5_ انبیاء کی بعثت اور ادیان کی تعلیمات، انسان کی منفعت او رفائدے کیلئے ہیں_

إنما ا نا لكم نذير مبين
ہوسكتا ہے "لكم" كا لام انتفاع مذكورہ مطلب كو بيان كررہا ہو_
6_ تبليغ اور عوام كى ہدايت كيلئے ايسى روش سے استفادہ كرنا ضرورى ہے كہ جو واضح اور ابہام سے خالى ہو_
إنما ا نا لكم نذير مبين
7_ پيغمبراكرم(ص) كا فريضہ صرف ڈراناہے نہ لوگوں كو ايمان لانے پر مجبور كرناہے_
إنما ا نا لكم نذير

انذار:

649
شرك انجام سے انذار 3
انسان:
اسكے منافع 5
تبليغ:
اسكى روش6
توحيد:
اسكے اثرات 2
دين:
اس كا فلسفہ 5; اس ميں مجبور كرنے كى نفى 7
شقاوت:
اخروى شقاوت كے موانع 3
كفار:
ان كا اخروى انجام 1; ان كا برا انجام 1
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كا انذار 3; آپ(ص) كى رسالت 3; آپ(ص) كے انذار كى صراحت 4; آپ(ص) كى ذمہ دارى كا دائرہ كار 7
مشركين:
ان كا اخروى انجام 1; ان كا دنيوى انجام 1; ان كا برا انجام
نبوت:
اس كا فلسفہ 5
ہدايت:
اسكى روش 6

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (٥٠)
پھر جو لوگ ايمان لے آئے اور انہيں نے نيك اعمال كئے ہيں ان كے لئے مغفرت اور بہترين رزق ہے (50)

1_ مغفرت الہى اور عمدہ و پاكيزہ رزق آخرت ميں نيك كردار مؤمنين كا اجر_
فالذين ء امنوا و عملوا ... و رزق كريم
"رزق كريم" يعنى پاكيزہ اور عمدہ رزق
2_ ايمان كا عمل صالح كے ہمراہ اجر الہى سے بہرہ مند ہونے كى شرط_
فالذين ء امنوا و عملوا الصلحت ... و رزق كريم
3_ گناہوں كى بخشش، انسان كے اخروى نعمتوں سے بہرہ مند ہونے كا پہلا مرحلہ ہے_

لہم مغفرة و رزق كريم
"مغفرت" كو "رزق كريم" پر مقدم كرنے كو مدنظر ركھتے ہوئے مذكورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_
4_ عمل صالح كے ہمراہ ايمان ،بخشش كا سبب اور شرك و كفر كى گناہ كے اثرات كو زائل كرنے والاہے_
فالذين ء امنوا ... لہم مغفرة
5_ خدائے يكتا پر ايمان (توحيد اور نفى شرك) بخشش الہى كے حصول كا ذريعہ ہے اور عمل صالح بہشت كى نعمتوں سے بہرہ مند ہونے كا سبب ہے_
فالذين ء امنوا و عملوا الصلحت لہم مغفرة ورزق كريم
مذكورہ مطلب اس نكتے كے پيش نظر ہے كہ مغفرت، ايمان سے مربوط ہو اور "رزق كريم" عمل صالح سے مربوط ہو_

ايمان:
اسكے اثرات 2، 4; توحيد پر ايمان كے اثرات 5
بخشش:
اسكے اثرات 3; اسكے عومل 4، 5
بہشت:
اسكے اسباب 5
خداتعالى :
اسكے اجر كے شرائط 2
روزي:
عمدہ روزى 1
صالحين:
ان كى بخشش 1; ان كا اخروى اجر1; انكى دنيوى روزى 1
عمل صالح:
اسكے اثرات 2، 4،5
گناہ:
اسكى بخشش 3; اسكے كفارے كے عوامل 4
مؤمنين:
انكى بخشش 1; انكى اخروى پاداش1; انكى اخروى روزى 1
نعمت:
اس كا پيش خيمہ 5; اس كا اخروى پيش خيمہ 3

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (٥١)
اور جن لوگوں نے ہمارى نشانيوں كے بارے ميں كوشش كى كہ ہم كو عاجز كرديں وہ سب كے سب جہنم ميں جانے والے

ہیں (51)

1_ آیات الہی (قرآن) کے خلاف اور پیغمبر(ص) کو اپنی دعوت سے ناکام کرنے کیلئے عصربعثت کے مشرکین کی مسلسل کوشش_
و الذين سعوا فی ء ای تنا معجزين ا ولئك ا صحاب الجحيم
("سعوا" کے مصدر) "سعي" کا معنی ہے کوشش کرنا اور "فی ء اياتنا" فی ابطال "ء ای تنا" کی تقدير ميں ہے ("معاجزين" کا مصدر) "معاجزه" اگر "عجز" (پچھلا حصہ) سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے کسی چيز سے سبقت لينا اور اسے پيچھے چھوڑدينا اور اگر يہ "عجز" (ناتواني) سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے ناتوان کرنا بہرحال "معاجزين" "سعوا" کے فاعل کيلئے حال ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے اور اسکی تقدير ممکن ہے "معاجزينا" يا "معاجزين رسولنا" ہو اور "جحيم" کا معنی ہے دہکتی اور شعلے نکالتی ہوئي آگ_
2_ انبياء (ع) کے انذار اورخطرات سے آگاہ کرنے کے مقابلے ميں انسان دو قسم کے ہيں مؤمن اور کافر_
يا ا يہا الناس إنما ا نا لکم نذير مبين فالذين ء امنوا ... و الذين سعوا فی ء ای تن
3_ قرآن، خداتعالی کی نشانيوں کا مجموعہ ہے_
فی ء ای تن
4_ قرآن کی ساخت ٹکڑوں کی صورت ميں ہے اور ہر ٹکڑے کا نام آيت ہے_
فی ء ای تن
5_ جہنم ميں ہميشہ رہنا ،آيات الہی (قرآن) کا مقابلہ کرنے والوں کی سزاہے_
و الذين سعوا فی ء ای تنا معجزين ا ولئك ا صحب الجحيم

6_ جحيم دوزخ کا ايك نام ہے_
ا ولئك ا صحب الجحيم
مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے جو بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ "جحيم" آگ کا ايك نام ہے_
7_ دوزخ، دہکتی اور شعلے نکالتی ہوئي آگ رکھتی ہے_
ا ولئك ا صحب الجحيم

آيات الہي:
ان کے خلاف سازش 1; ان کے مقابلے کی سزا 5
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کے خلاف سازش 1
اسلام:
صدر اسلام کی تاريخ 1
انبياء (ع) :
ان کا انذار 2
جہنم:
اسکی آگ 7 ;1س ميں ہميشہ رہنے والے 5; اسکے نام 6; اسکی خصوصيات 7
جحيم : 6
قرآن:
اس کا آيت آيت ہونا 4; اسکے خلاف سازش 1; اسکی ساخت4; يہ آيات الہی ميں سے 3; اسکے مقابلے کی سزا 5; اسکی خصوصيات 4
کفار: 2

معاشرتی گروہ 2
مؤمنین: 2
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کی کوشش 1; صدر اسلام کے مشرکین کی سازش 1

653

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (٥٢)
اور ہم نے آپ سے پہلے كوئي ايسا رسول يا نبی نہيں بھيجا ہے كہ جب بھی اس نے كوئي نيك آرزو كی تو شيطان نے اس كی آرزو كی راہ ميں ركاوٹ ڈال دی تو پھر خدا نے شيطان كی ڈالی ہوئي ركاوٹ كو مٹا ديا اور پھر اپنی آيات كو مستحكم بنا ديا كہ وہ بہت زيادہ جاننے والا اور صاحب حكمت ہے (52)

1_ پيغمبران الہی دو قسم كے ہيںرسول اور نبی _
و ما ا رسلنا من قبلك من رسول و لا بنى إلاّ إذا تمنى ا لقى الشيطان فى ا منيتّہ
("تمنى " كا مصدر) "تمنى " جب بھی كتاب اور اسكی مانند كی طرف مضاف ہو تو اس كا معنى ہوتا ہے تلاوت كرنا اور پڑھنا_ "تمنى الكتاب" يعنى اس نے نوشتے كو پڑھا (مختار الصحاح) مذكورہ آيت ميں "تمنى " كا مفعول محذوف ہے اور جملہ "ثم يحكم الله آيتہ" قرينہ ہے كہ يہ "إذا تمنى آياتنا" كی تقدير ميں ہے_ ("ا لقى " كا مصدر) "إلقائ" جب بھی "في" كے ساتھ استعمال ہو تو اس كا معنى ہوتا ہے ركھنا پس مذكورہ جملے كا معنى يوں ہوگا ہم نے تجھ سے پہلے كسی رسول اور پيغمبر كو نہيں بھيجا مگر يہ كہ جب بھی اس نے ہمارى آيات كی تلاوت كی تو شيطان نے اسكی تلاوت ميں شبہہ ڈال ديا ہے_
2_ مقام رسالت كو نبوت پر برترى اور فضيلت_
و ما ا رسلنا من قبلك من رسول و لا نبي
"رسول" كے "نبي" پر مقدم ہونے سے مذكورہ مطلب حاصل ہوتا ہے_

654
3_ لوگوں كے سامنے آيات الہی كی تلاوت، پيغمبروں كی تبليغی روش ہے_
و ما ا رسلنا من قبلك من رسول و لا نبى إلاّ إذا تمنّى ... فى ا مينتہ
4_ انبياء (ع) كی لوگوں كے سامنے آيات الہی كی تلاوت كے وقت شيطان كا شبہ ڈالنا_
و ما ا رسلنا من قبلك من رسول و لا نبى إلّا إذا تمنّى ... فى ا مينتہ
5_ شيطان دھوكے باز اور گمراہ كرنے والا ہے_
الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيتہ
5_ انبياء (ع) كی طرف سے تلاوت كردہ آيات سے شيطانی وسوسوں اور شبہات كا زائل ہونا اور اردہ الہی سے ان كا محكم ہوجانا_
فينسخ الله ما يلقى الشيطان ثم يحكم الله ء اى تہ
("ينسخ" كے مصدر) نسخ كا معنى ہے زائل كرنا، باطل كرنا اور دور كرنا ("ينسخ" كا مفعول) "ما" ان شبہات سے كنايہ ہے كہ جو انبياء (ع) كی طرف سے آيات الہی كی تلاوت كے وقت شيطان ان ميں ڈالتا تھا اور "احكام" كا معنى ہے محكم كرنا پس مذكورہ جملے كا معنى يہ ہوگا اس وقت خداتعالى شيطان كے شبہات كو زائل كرديتا اور ان شبہات كی وجہ سے آيات كے كمزور ہوجانے كے بعد انہيں محكم اور استوار كرديتا_
7_ پيغمبر اسلام(ص) كی طرف سے لوگوں كيلئے آيات الہی كی تلاوت كے وقت شيطان كا شبہہ ڈالنا _
و ما ا رسلنا ... يلقى الشيطان فى ا منيتہ
8_ ايك طرف سے شيطان كو آيات وحی كے بارے ميں شكوك و شبہات پيدا كرنے كی سلسلے ميں آزاد چھوڑنا اور دوسرى

طرف سے ان شبہات كو زائل كر كے آيات كو محكم كردينا خداتعالى كے علم و حكمت كا ايك جلوہ ہے_
ا لقى الشيطان ... و الله عليم حكيم
9_ خداوند متعال عليم (جاننے والا) اور حكيم (صاحب حكمت) ہے_
و الله عليم حكيم

آيات الهي:
ان كى تلاوت 3، 4
اسما و صفات:
حكيم 9; عليم 9
انبياء (ع) :
ان كى تبليغ 4; انكى تبليغ كى روش 3
آنحضرت(ص) :
آپ كى تلاوت قرآن كى وقت شيطان 7
خداتعالى :
اسكے ارادے كے اثرات 6; اسكى حكمت كى نشانياں 8; اسكے علم كى نشانياں 8
رسالت:
اسكے مقام كى فضيلت 2
پيغمبران خدا:
ان كى تبليغ كى روش 3

شيطان:
اسكى آزادى 8; اس كا گمراہ كرنا 5; اسكى دھوكہ بازى 5، 7، 8; اس كا شبہہ ڈالنا 4، 7، 8
قرآن:
اس كا محكم ہونا 6; اس سے شبہات كو دور كرنا 6، 8; اس ميں شبہہ ڈالنا 8
نبوت:
اسكے مقام كى فضيلت 2

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (٥٣)
تا كہ وہ شيطانى القاء كو ان لوگوں كے لئے آزمائشے بنا دے جن كے قلوب ميں مرض ہے اور جن كے دل سخت ہوگئے ہيں اور ظالمين يقينا بہت دور رس نافرمانى ميں پڑے ہوئے ہيں (53)

1_ خداتعالى كى طرف سے آيات الہى كے بارے ميں شبہات پيدا كرنے كيلئے شيطان كو آزاد چھوڑنے كى حكمت يہ تھى كہ بيمار دل اور قسى القلب لوگ گمراہ ہوجائيں اور شيطان كے فتنوں كے جال ميں پھنس جائيں_
و ما ا رسلنا من قبلك ... ا لقى الشيطان فى ا منيتہ ... ليجعل ... و القاسية قلوبہم
"فتنة" چند معنوں كو بيان كرنے كيلئے استعمال ہوتا ہے اسكے معانى ميں سے ايك كہ جس ميں يہ اس آيت ميں استعمال ہوا ہے_ اضلال اور گمراہ كرنا ہے پس مذكورہ جملے كا معنى يوں بنے گا "تا كہ خدا اس چيز كو جو شيطان القاء كرتا ہے ان لوگوں كيلئے كہ جن كے دلوں ميں بيمارى ہے نيز ان لوگوں كيلئے كہ جو سنگدل ہيں گمراہى كا سامان قرار دے" قابل ذكر ہے كہ گذشتہ آيت سے دو مطلب حاصل ہوتے ہيں 1_ خداتعالى اجازت ديتا تھا تا كہ شيطان آيات وحى _ كہ جنكى انبيا(ع) ء تلاوت كرتے تھے_ ميں شبہ ڈالے 2_ خداتعالى شيطان كے شبہات كو محو كرديتا اور اسے اپنى آيات كے چہرے سے زائل كرديتا_ مذكورہ آيت پہلے مطلب كى علت كو بيان كررہى ہے يعنى خداتعالى اسلئے آيات كى تلاوت ميں شيطان كو شبہہ ڈالنے كى اجازت ديتا تا كہ انہيں بيمار دل اور سنگ دل لوگوں كيلئے ضلالت اور گمراہى كا ذريعہ قرار دے_

2_ بیمار دل اور قسی القلب ہونا، شیطان كے فتنوں اور دھوكوں میں گرفتار ہونے كا مناسب سامان فراہم كرتا ہے_
ليجعل ما يلقى الشيطان فتنة ... و القاسية قلوبہم
3_ طول تاریخ میں كفر و شرك كا محاذ، بیمار دل اور قسی القلب لوگوں سے تشكیل پاتا رہا ہے_
و ما أرسلنا من قبلك من رسول ... للذين فی قلوبہم مرض و القاسية قلوبہم
4_ بیمار دل اور سنگ دل افراد، ظالم اور غیر منصف لوگ ہیں_
للذين فی قلوبہم مرض و القاسية قلوبہم و إنّ الظلمين لفی شقاق بعيد
"ستمگروں" سے مراد بیمار دل اور قسی القلب لوگ ہیں اور "شقاق" كا معنی ہے مخالفت اور دشمنی كرنا اور "بعید"، "شقاق" كی صفت اور دور دراز كے معنی میں ہے یعنی یہ ستمگر گروہ حق كے ساتھ دور دراز دشمنی كرنے میں ہیں مقصود یہ ہے كہ ان كے اور حق كے درمیان فاصلہ اسقدر زیادہ ہے كہ ان كے حق كے ساتھ مخالفت اور دشمنی سے دست بردار ہونے كی كوئي امید نہیں ہے در حقیقت یہ پیغمبراكرم(ص) كو ایك نصیحت ہے كہ ان سے امید منقطع كرلیں اور ان كے ایمان لانے كے ساتھ دل نہ لگائیں_
5_ صدر اسلام میں پیغمبراكرم(ص) كے مخالفین ، بیمار دل، قسی القلب اور ستمگر لوگ تھے _
ليجعل ما يلقى الشيطان ... و إنّ الظلمين لفی شقاق بعيد
6_ تاریخ كے غیر منصف كفار، حق دشمن اور آیات وحی و انبیا(ع) ء الہی كے ساتھ كسی صورت میں موافقت نہ كرنے والے لوگ تھے_
و إنّ الظلمين لفی شقاق بعيد
7_ خداتعالی كی طرف سے پیغمبراكرم(ص) كو نصیحت كہ وہ بیمار دل اور قسی القلب حق دشمنوں سے امید منقطع كرلیں اور ان كے ایمان لانے كے ساتھ دل نہ لگائیں_
و ان الظلمين لفی شقاق بعيد

آنحضرت(ص) :
آپ(ص) كے مخالفین كے دل كی بیماری 5; آپ(ص) كی نصیحت 7; آپ(ص) كے مخالفین كا ظلم 5; آپ(ص) كے مخالفین كے دل كی قساوت 5
آیات الہي:
ان كے دشمن 6
اسلام:
صدر اسلام كی تاریخ 5
انبیاء (ع) :
ان كے دشمن6
دھوكہ كھانا:
اس كا پیش خیمہ 2
بیمار دل لوگ:
ان كا دھوكہ كھانا 1; انكی گمراہی كا پیش خیمہ 1; انكا ظلم4
شیطان:

اسكے دھوكہ دینے كے اثرات 2; اسكی آزادی كا فلسفہ 1
ظالم لوگ4:
انكی حق دشمنی 6; انكی دشمنی 6

دل:
اسکی بیماری کے اثرات 2; اسکی قساوت کے اثرات 2
کفار:
ان کے دل کی بیماری 3; انکی حق دشمنی 6; انکی دشمنی 6; ان کے دل کی قساوت 3
مشرکین:
ان کے دل کی بیماری 3; ان کے دل کی قساوت 3
ناامیدي:
بیماردلوں کے ایمان سے ناامیدی 7; حق دشمنوں کے ایمان سے ناامیدی 7; سنگدلوں کے ایمان سے ناامید 7

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (٥٤)
اور اس لئے بھی کہ صاحبان علم کو معلوم ہو جائے کہ یہ وحی پروردگار کی طرف سے بر حق ہے اور اس طرح وہ ایمان لے آئیں اور پھر ان کے دل اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کریں اور یقینا اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے (54)

1_ ارادہ الہی کے ساتھ آیات وحی کے چہرے سے شیطانی شبہات کا زائل ہونا اس خاطر تھا تا کہ نعمت معرفت و دانش سے بہرہ مند لوگ اسکی حقانیت کو پالیں اور اطمینان خاطر کے ساتھ اس پر ایمان لائیں_
فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ... و لیعلم الذین أوتوا العلم ... فتخبت لہ قلوبہم
"أنّہ الحق" کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے کہ جس کا 52 نمبر آیت میں ضمنی طور پر تذکرہ ہوچکا ہے ("تخبت" کا مصدر) "اخبات"، "خبت" سے مشتق ہے اور "خبت" اس وسیع اور ہموار

زمین کو کہاجاتا ہے جس میں نشیب و فراز نہ ہو "قلب مخبت" یعنی وہ دل جو مطمئن ، پر سکون اور شك و اضطراب سے خالی ہو_ مذکورہ آیت جملہ "فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ..." کی علت ہے یعنی خداتعالی آیات وحی سے شیطان کے شبہات کو زائل کرتا ہے تا کہ جو لوگ نعمت دانش سے بہرہ مند ہیں جان لیں کہ قرآن حق ہے اور پروردگار کی جانب سے نازل ہوا ہے اور اس سلسلے میں ان کے دل مطمئن ہوجائیں_
2_ نور دانش و معرفت، نعمت الہی اور خداد ادی قدر ہے_
و لیعلم الذین اوتوا العلم
عبارت "الذین أوتوا العلم" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم و معرفت ایسی نعمت ہے جو خداتعالی کی طرف سے علماء کو دی گئي ہے_
3_ اہل دانش و معرفت، سالم اور نرم دل رکھتے ہیں_
لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم
5_ دل کا سالم و نرم ہونا ،حق کی طرف مائل ہونے اور اسے قبول کرنے کا مناسب ذریعہ ہے_
لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم ... و لیعلم ألذین اوتوا العلم أنہ الحق ... فتخبت لہ قلوبہم
6_ علم، دل و جان کی سلامتی او رجہل ،دل کی بیماری اور قساوت قلبی کا سبب ہے_
لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم ... و لیعلم ألذین اوتوا العلم أنہ الحق من ربك
7_ قرآن ایسی کتاب ہے جو حق کے ساتھ آمیختہ اور ہر قسم کے باطل سے مبرّا ہے_
أنہ الحق
8_ قرآن ایسی کتاب ہے جو خداتعالی کی جانب سے نازل ہوئي ہے_
أنہ الحق من ربك
9_ خداتعالی ، انسانوں کا پرورگار ہے_
أنہ الحق من ربك
10_ خدا تعالی ،اہل ایمان کا رہنما ہے_

و إن الله لہاد الذين أمنو

11_ قرآن، كتاب ہدايت ہے_

انہ الحقّ من ربّك ... و انّ الله لہاد الذين ء امنوا إلى صراط مستقيم

12_ توحيد اور يكتا پرستي، راہ ہدايت اور صراط مستقيم ہے_

أنہ الحق من ربك ... و إن الله ... إلى صراط مستقيم

اقدار: 2

انسان:

اس كا رب 9

ايمان:

حقانيت قرآن پر ايمان 1

توحيد:

اس كا معادى ہونا 12

جہل:

659

اسكے اثرات 6

حق:

اسے قبول كرنے كا پيش خيمہ 5

خداتعالى :

اسكے ارادے كے اثرات 1; اسكى ربوبيت 9

شيطان:

اسكے شبہہ ڈالنے كا غير مؤثر ہونا 1

صراط مستقيم:

اسكے موارد 12

علم:

اسكے اثرات 6; اسكى قدر و قيمت 2; اس كا سرچشمہ2

علمائ:

ان كے دل كا اطمينان 1; ان كا ايمان 1; ان كے دل كا نرم ہونا 4; ان كے فضائل 4; ان كا قلب سليم 4

قرآن:

اس كا منزه ہونا 7; اسكى حقانيت 7; اس سے شبہے كو دور كرنے كا فلسفہ 1; اس كا سرچشمہ 7; اس كا وحى ہونا 8; اسكى خصوصيات 7، 11; اس كا ہادى ہونا 11; اسكى ہدايات 10

قلب:

اسكے نرم ہونے كے اثرات 5; اسكى سلامتى كا پيش خيمہ 6; اسكى قساوت كے عوامل 6

مؤمنين:

ان كا علم 3; ان كے فضائل 3; ان كى نعمتيں 3; انكى ہدايت 10

نعمت:

علم والى نعمت 2

نظريہ كائنات:

توحيدى نظريہ كائنات 9

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ (٥٥)

اور یہ کفر اختیار کرنے والے ہمیشہ اس کی طرف سے شبہ ہی میں رہیں گے یہاں تك کہ اچانك ان کے پاس قیامت آجائے یا کسی منحوس دن کا عذاب وارد ہوجائے (55)

1_ صدر اسلام کے مشرکین کا قرآن اور اسکے الہی ہونے کے بارے میں شك و تردید، گہرا اور ناقابل زوال

تھا_
و لایزال الذین کفروا فی مریة منہ حتی تأتیہم الساعة
"کفروا" کا متعلق محذوف ہے اور (سابقہ آیت میں) "أنہ الحق من ربك" قرینہ ہے کہ یہ در اصل "کفروا بالقرآن" ہے "مرية" فعل "امترى يمتري" کا مصدر اور شك و تردید کے معنی میں ہے اور "الساعة" یعنی اس گھڑی اور یہ اشارہ ہے قیامت کے برپا ہونے اور لوگوں کے میدان محشر میں حاضر ہونے کی طرف _"بغت بغتة" یعنی اچانك _
2_ خداتعالی کی طرف سے پیغمبراکرم(ص) کو نصیحت کی گئي ہے کہ حق دشمن کافروں سے امید منقطع کرلیں اور ان کے ایمان لانے کے ساتھ امید نہ باندہیں_
حتی تأتیہم الساعة بغتة
خداتعالی کا خبر دینا کہ پیغمبر اکرم(ص) کے مخالفین ہرگز قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے ہوسکتا ہے پیغمبراکرم (ص) کو نصیحت کرنے کیلئے ہو کہ انہیں ان کے کفر و بے ایمانی میں چھوڑ دیں اور ان کے قرآن و اسلام کی طرف آنے کی امید نہ رکھیں_
3_ قیامت کا برپا ہونا اور لوگوں کا میدان محشر میں جمع ہونا، ایك اچانك اور حیران کردینے والا واقعہ ہے_
حتی تأتیہم الساعة بغتة
4_ قیامت برپا ہونے کا وقت خداتعالی کے ہاں مشخص اور معین ہے_
حتی تأتیہم الساعة بغتة
"ساعة" کا الف و لام عہد کے ساتھ استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کررہا ہے_
5_ صدر اسلام کافروں کو تہس نہس کردینے والے عذاب کی دھمکی _
أو یأتیہم عذاب یوم عقیم
مذکورہ جملے میں عذاب سے مراد مہلك عذاب ہے، "عذاب" کی یوم کی طرف اضافت ظرفیہ اور در اصل "عذاب فی یوم عقیم" ہے اور "عقیم" ،"یوم" کی صفت اور بانجھ کے معنی میں ہے اور "یوم" کی "عقیم" کے ساتھ توصیف اس لحاظ سے ہے کہ جس دن مہلك عذاب نازل ہوگا وہ کافروں کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور اسکے بعد ان کیلئے اور دن نہیں ہوگا_
6_ مہلك عذاب کے نازل ہونے کا دن کافروں کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور ان کا اس سے نجات حاصل کرنا ممکن ہے_
أو یأتیہم عذاب یوم عقیم
7_ مہلك عذاب کافروں کے دلوں سے آیات الہی کی نسبت ہر قسم کے شك و ریب کو ختم کردیگا_
او یأتیہم عذاب یوم عقیم

ایمان:
بے فائدہ ایمان 8; یہ عذاب کے وقت 8
آیات الہي:
ان سے شك کو دور کرنے کے عوامل 7
آنحضرت(ص) :
آپ(ص) کو نصیحت 2
ڈرانا:
مہلك عذاب سے ڈرانا 5

خداتعالی :
اسکی نصیحتیں 2; اس کا علم 4
عذاب:
مہلك عذاب کے اثرات 7; مہلك عذاب 8; مہلك عذاب سے نجات 6
قرآن:
اسکے وحی ہونے میں شك 1
قیامت:
اس میں ایمان 8; اس کا علم 4; اس کا اچانك ہونا 3; اس کا وقت 4; اسکی خصوصیات 3
کفار:
صدر اسلام کے کفار کو ڈرانا 5; ان کے شك کو دور کرنا 7; ان کا مہلك عذاب 6; ان کا انجام 6
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کا شك 1; صدر اسلام کے مشرکین اور قرآن 1
مايوسي:
حق دشمنوں کے ایمان سے مایوسی 2; کافروں کے ایمان سے مایوسی 2

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (٥٦)
آج کے دین ملك اللہ کے لیے ہے اور وہی ان سب کے درمیان فیصلہ کرے گا پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیك اعمال کئے وہ نعمتوں والی جنت میں رہیں گے (56)

1_ روز قیامت کی مطلق اور بے مثل فرمانروانی ،خداتعالی کے ساتھ مخصوص ہے_
الملك یومئذ للہ
2_ قیامت، کفر و ایمان کے محاذوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے_
یحکم بینہم
3_ خداتعالی روز قیامت کا حاکم اور فیصلہ کرنے والاہے_
الملك یومئذ للہ یحکم بینہم
4_ بہشت، نیك کردار مؤمنین کا اجرہے_
فالذین أمنوا و عملوا الصلحت فی جنت النعیم
5_ بہشت کی نعمتوں کا حصول ایمان و عمل صالح کی ہمراہی میں منحصر ہے_
فالذین أمنوا و عملوا الصلحت فی جنت

النعیم
6_ اہل ایمان کا بہشت میں داخل ہونا، خداتعالی کی طرف سے ان کے اور کافروں کے درمیان فیصلہ کے بعد ہوگا_
یحکم بینہم فالذین أمنوا ... فی جنت النعیم
7_ بہشت میں متعدد باغ ہیں اور وہ نعمتوں سے سرشار ہے_

فی جنت النعیم
8_ عالم آخرت، عالم جزا و سزا_
الملك یومئذ لله یحکم بینہم ... فی جنت النعیم

ایمان:
اسکے اثرات 5
بہشت:
اسکی پاداش 4; اسکے باغوں کا متعدد ہونا 7; اسکی نعمتیں 5، 7
خداتعالی :
اسکی خصوصیات 1; اسکی اخروی حکمرانی 1; اسکی اخروی قضاوت 3، 6
صالحین:
انکی اخروی پاداش 4
عمل صالح:
اسکے اثرات 5
قیامت:
اس میں پاداش 8; اس میں حاکمیت 1; اس میں قضاوت 2، 3، 6; اس میں سزا، 8 ; اسکی خصوصیات 2، 8
کفار:
ان کے اور مؤمنین کے درمیان قضاوت 2، 6
مؤمنین:
انکی اخروی پاداش 4; یہ بہشت میں 6

663

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (٥٧)
اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کے لیے نہایت درجہ کا رسوا کن عذاب ہے (57)

1_ کفر و ایمان، روز قیامت انسانوں کے درمیان خداتعالی کے فیصلے کا معیار _
یحکم بینہم فالذین أمنوا ... و الذین کفروا ... عذاب مہین
2_ دوزخ کا عذاب ،خدا کے ساتھ کفر کرنے اور اسکی آیات (قرآن) کو جھٹلانے کی سزا_
والذین کفروا و کذبوا بأی تنا فأولئك لہم عذاب مہین
3_ دوزخ کا عذب متنوع اور مختلف اقسام کا ہے_
فأولئك لہم عذاب مہین
("مہین" کے مصدر) "إہانة" کا معنی ہے رسوا اور ذلیل کرنا_ کافروں اور آیات الہی کی تکذیب کرنے والوں کے عذاب کی "خوار کرنے والے" کے ساتھ توصیف اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ دوزخ کے عذاب اور انواع و اقسام کے ہیں قابل ذکر ہے کہ مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "مہین" صفت تخصیصی ہو نہ تو ضیحي_
4_ دوزخ کا عذاب خوار کرنے والا اور ذلت آور ہے_
لہم عذاب مہین
مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "مہین" "عذاب" کی صفت توضیحی ہے_
5_ خدا کاکفر کرنا اور اسکی آیات (قرآن) کو جھٹلانا ، استکباری فطرت اور خود کو برتر سمجھنے کا سرچشمہ ہے _
والذین کفروا و کذبوا بأی تنا فأولئك لہم عذاب مہین
"عذاب" کی "مہین" (ذلیل کرنے والا) کے ساتھ توصیف اس حقیقت کو بیان کررہی ہے کہ خدا کاکفر اور اسکی آیات کی تکذیب ایسا کردار ہے کہ جس کا سرچشمہ استکباری فطرت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے اور خداتعالی نے اسکی ساتھ

متناسب سزا کا انتظام فرمایا ہے تا کہ اس استکباری

فطرت کو ختم کر کے انہیں ذلت و خواری میں مبتلا کردے_

6_ اخروی سزائیں انسانوں کے دنیاوری کردار کے ساتھ متناسب ہیں_

والذین کفروا و کذبوا بأی تنا ... عذاب مہین

7_ صدر اسلام کے کفار اور تکذیب کرنے والے، مستکبر اور اپنے آپ کو برتر سمجھنے والے لوگ تھے_

والذین کفروا و کذبوا بأی تنا ... عذاب مہین

8_ خداتعالی اور اسکی آیات کے مقابلے میں استکبار کرنے کا نتیجہ ،دوزخ کا خوار کرنے والا اور ذلت آمیز عذاب ہے_

والذین کفروا و کذبوا بأی تنا ... عذاب مہین

9_ قرآن مجید،آیت آیت کی صورت میں ہے_

کذبوا بأی تن

10_ قرآن کریم خداتعالی کی نشانیوں کا مجموعہ ہے_

کذبوا بأی تن

آیات الہی :

انکی تکذیب کی سزا ،2; انکی تکذیب کا سرچشمہ 5

استکبار:

آیات خدا کے مقابلے میں استکبار کی سزا، 8; خدا کے مقابلے میں استکبار کی سزا،8

ایمان:

اسکے اثرات 1

تکبر:

اسکے اثرات5

جہنم:

اسکے عذاب کا متنوع ہونا 3; اسکے اسباب 2، 8; اسکے عذاب کی خصوصیات 4

خداتعالی :

اسکی اخروی قضاوت کا معیار، 1

عذاب:

اہل عذاب 2; ذلت آمیز عذاب 4، 8; اسکے درجے 4، 8; اخروی عذاب کی اسباب 8

قرآن:

اس میں آیات الہی 10; اس کا آیت آیت ہونا 9; اسے جھٹلانے والوں کا استکبار 7; اسکی ساخت 9; اسے جھٹلانے والوں کی صفات9; اسے جھٹلانے کی سزا، 2; اسے جھٹلانے کا سرچشمہ 5; اسکی خصوصیات 9، 10

قیامت:

اس میں قضاوت 1

کفار:

صدر اسلام کے کفار کا استکبار 7; صدر اسلام کے کفار کی صفات 7

کفر:

اسکے اثرات 1; اسکی سزا،2; خدا کے ساتھ کفر کا سرچشمہ 5

سزا:

اس کا گناہ کے ساتھ متناسب ہونا 6

سزا کا نظام :6

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقاً حَسَناً وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۵۸)
اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ہجرت كی اور پھر قتل ہوگئے یا انہیں موت آگئي تو یقینا خدا انہیں بہترین رزق عطا كرے گا كہ وہ بیشك بہترین رزق دینے والا ہے (58)

1_ دین كی حفاظت كی خاطر اپنا شہر اور وطن چھوڑ كر دیار غربت كی طرف ہجرت كرنا ایك شائستہ اور خدا كا محبوب عمل ہے_
و الذین ہاجروا فی سبیل الله ... لیرزقہم الله
2_ الله تعالی ،مہاجر مؤمنین كے اجر كا ذمہ دار ہے_
و الذین ہاجروا فی سبیل الله ... لیرزقہم الله رزقاً حسن
3_ مہاجرین كی دیا ر ہجرت میں موت وہاں پر انكی شہادت كے برابر ہے_
و الذین ہاجروا فی سبیل الله ... لیرزقہم الله رزقاً حسن
4_ خداتعالی كی طرف سے صدر اسلام كے ان مہاجرین كیلئے بہشت كی ضمانت كہ جو اس وقت (مذكورہ آیت كے نزول كے وقت) تك فوت ہوچكے تھے یا دشمن كے ہاتھوں قتل ہوچكے تھے_
و الذین ہاجروا فی سبیل الله ثم ... لیرزقہم الله رزقاً حسن
5_ عمدہ رزق، خداتعالی كی طرف سے مؤمن مہاجرین كیلئے اخروی اجر _
و الذین ہاجروا ... لیرزقہم الله رزقاً حسن
6_ خداتعالی سب سے اچھا رازق ہے_
و إنّ الله لہو خیرا لرازقین

اسما و صفات:

666
خیر الرازقین 6
بہشتی لوگ :4
خداتعالی :
اسكی خصوصیات 6; اس كا اجر 2; اس كا رازق ہونا 6
دینداري:
اسكی اہمیت 1
روزي:
اس كا سرچشمہ 6
عمل :
پسندیدہ عمل 1
مؤمنین:
ان كے اجر كا سرچشمہ 2
مہاجرین:
انكی موت كی قدر و قیمت 3; ان كا اخروی اجر 5; انكی اخروی روزی 5; انكی اچھی روزی 5; صدر اسلام كے مہاجرین كی شہادت 4; صدر اسلام كے مہاجرین كی موت 4; ان كے اجر كا سرچشمہ 2; صدر اسلام كے مہاجرین بہشت میں 4
ہجرت:

اسکی فضیلت 1

لَيُدْخِلَنَّهُم مُّدْخَلاً يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ (٥٩)
وہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جسے وہ پسند کرتے ہوں گے اور اللہ بہت زیادہ جاننے والا اور برداشت کرنے والا ہے (59)

1_ خداتعالی ،آخرت میں ہجرت کرنے والے مؤمنین کے اجر کا ذمہ دار ہے _
و الذين ہاجروا ... ليدخلنّہم مدخلاً يرضونہ
2_ ہجرت کرنے والے مؤمنين جہان آخرت ميں مطلوب اور دل پسند مقام ركھتے ہوں گے_
و الذين ہاجروا ... ليدخلنّہم مدخلاً يرضونہ
3_ دلپسند گھر اور جگہ، آخرت ميں ہجرت كرنے والے مؤمنين كيلئے خداتعالى كى عمدہ روزى كے برجستہ ترين مصاديق ميں سے ہے_
ليرزقنہم الله رزقاً حسناً ... ليدخلنّہم

مدخلًا يرضونہ
مذكورہ مطلب اس نكتے كو مد نظر ركھتے ہوئے ہے كہ جملہ "ليدخلنہم" بدل اشتمال اور باالفاظ ديگر اچھے رزق (ليرزقنہم الله رزقاً حسناً) كے مصاديق ميں سے ہے_
4_ خداتعالى كى طرف سے صدر اسلام كے مؤمنين اور مہاجرين كو نصيحت كہ وہ كفار كے دباؤ اور اذيتوں كے مقابلے ميں بردبارى كا ثبوت ديں اور صبر كا دامن نہ چھوڑيں_
و الذين ہاجروا ...ثم قتلوا ...و إنّ الله لعليم حليم
جملہ "و إنّ الله لعليم حليم" ميں "عليم" كا متعلق محذوف اور قرينہ مقام كے پيش نظريہ درحقيقت "إنّ الله لعليم بما فعل المشركون بالمؤمنين من إخراجهم من ديارہم و قتلہم المہاجرين حليم يمہلہم و لا ينتقم منہم إلى حين" ہے_ مشركين نے مؤمنين كے ساتھ جو كچھ كيا ہے خدا اس سے آگاہ ہے اور چونكہ وہ حليم اور بردبار ہے لہٰذا انہيںفرصت ديتا ہے_ قابل ذكر ہے كہ مذكورہ جملہ در حقيقت خداتعالى كى طرف سے صدر اسلام كے مؤمنين كو ايك نصيحت ہے كہ وہ كافروں كے دباؤ كى وجہ سے بے حوصلہ نہ ہوجائيں بلكہ جس طرح خدا حليم اور بردبار ہے وہ بھى بردبارى كا ثبوت ديں اور صبر كا دامن نہ چھوڑيں_
5_ خداتعالى عليم (جاننے والا) اور حليم (بردبار) ہے_
و إنّ الله لعليم حليم

اسما و صفات:
حليم 5; عليم 5
خداتعالى :
اس كا اجر1، اسكى نصيحتيں4
كفار:
صدر اسلام كے كفار كى اذيتوں پر صبر كرنا 4
مہاجرين:
صدر اسلام كے مہاجرين كو اذيت 4; ان كا اخروى اجر، 1; صدر اسلام كے مہاجرين كو نصيحت4; انكى عمدہ روزى 3; صدر اسلام كے مہاجرين كا صبر 4; ان كا اخروى گھر 3; ان كا اخروى مقام و مرتبہ 2; ان كے اجر كا سرچشمہ 1

ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ (٦٠)
یہ سب اپنے مقام پر ہے لیکن اس کے بعد جو دشمن کو اتنی ہی سزا دے جتنا کہ اس ستایا گیا ہے اور پھر بھی اس پر ظلم کیا جائے تو خددا اس کی مدد ضرور کرے گا کہ وہ یقینا بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (60)

1_ مشرکین کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں مؤمنین اور مہاجرین کا صبر اور بردباری سے کام لینا اور انتقام سے پرہیز کرنا، ایك ایسا اہم اور تقدیر ساز امر ہے کہ جسکی خداتعالی نے تاکید کے ساتھ نصیحت فرمائي ہے (مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے اوائل میں)
و الذین ہاجروا ... و إنّ الله لعلیم حلیم ذلك
"ذلك" محذوف مبتدا کی خبر ہے اور یہ صدر اسلام کے مؤمنین اور مہاجرین کو خداتعالی کی اس نصیحت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مشرکین کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں بردبار رہیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں_ قابل ذکر ہے کہ ایسے موارد میں عام طور پر "ہذا" استعمال ہوتا ہے لہذا "ذلك" کہ جو بعید کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے _ کا استعمال اس خاص دور میں صدر اسلام کے مشرکین کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر و تحمل کی اہمیت کو بیان کررہا ہے یہ وہ دور تھا کہ ظاہراً مؤمنین ابھی تك دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے کافی طاقت سے بہرہ مند نہیں تھے_
2_ مشرکین کی عقوبت کے مقابلے میں صدر اسلام کے ایك مؤمن کا انہیں ان جیسا جواب دینا_
و من عاقب بمثل ما عوقب بہ
آیت کے ظاہر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایك مؤمن نے مشرکین کی طرف سے اسے دی جانے والی عقوبت کے مقابلے میں انہیں انتقاماً ترکی بہ ترکی جواب دیا اور پھر دوبارہ ان کی طرف سے اس پر ظلم و ستم کیا گیا_ اس ظلم کے بعد خداتعالی نے اسے پکا وعدہ دیا کہ وہ اسکی مدد کریگا تا کہ اپنا انتقام لے سکے البتہ اسکے ساتھ ساتھ اس حقیقت کی یاد دہانی بھی کراکر کہ خدا بخشنے والا اور مغفرت

کرنے والا ہے نصیحت کی کہ اگر اس ظلم سے درگذر کرتے ہوئے اور ظالم کو معاف کردے تو یہ زیادہ مناسب اور پسندیدہ ہے_
3_ مشرکین کی طرف سے ان مسلمانوں پر دوبارہ ظلم کہ جنہوں نے انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیا تھا (یعنی جیس عقوبت مشرکین نے انہیں دی تھی انہوں نے بھی ویسی ہی عقوبت مشرکین کو دی تھي)
و من عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ
4_ خداتعالی نے ستم کا شکار ہونے والے مسلمانوں کو قطعي وعدہ دیا ہے کہ وہ انکی مدد اور نصرت کریگا تاکہ ستمگروں سے اپنا انتقام لے سکیں_
و من عاقب ... ثم بغی علیہ لینصرنہ الله
5_ خداتعالی مظلوموں کا حامی اور مددگار اور ظالموں اور ستمگروں کا دشمن ہے _
و من عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ الله
6_ خداتعالی نے مشرکین کے ظلم کا شکار ہونے والے مسلمان شخص کو نصیحت فرمائي کہ وہ دشمنوں سے درگزر کردے اور انہیں معاف کردے_
و من عاقب ... ثم بغی علیہ لینصرنہ الله إنّ اللّہ لعفو غفور
7_ خداتعالی عفوّ (در گزر کرنے والا) اور غفور (بخشنے والا) ہے_
إن الله لعفو غفور

اسلام:
صدر اسلام کی تاریخ 1، 2، 3، 4، 6
اسما و صفات:
عفو7; غفور 7
تجاوز کرنے والے:

ان کا دشمن 5
خداتعالی :
اسکی نصیحتیں 1، 6; اسکی حمایت 5; اسکی دشمنی 5; اسکی نصرت 4; اس کا وعدہ 4
ظالم لوگ:
ان کا دشمن 5
مسلمان:
مظلوم مسلمان کو نصیحت 6; صدر اسلام کے مسلمان کا ترکی بہ ترکی جواب دینا 3
مشرکین:
صدر اسلام کے مشرکین کا تجاوز کرنا 3; صدر اسلام کے مشرکین کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر 1
مظلومین:
ان کا حامی 5; انکی نصرت 4
مؤمنین:
صدر اسلام کے مؤمنین کا ترکی بہ ترکی جواب دینا2
مہاجرین:
صدر اسلام کے مہاجرین کے صبر کی اہمیت 1; صدر اسلام کے مہاجرین کو نصیحت11